حسن کی نس نس میں زہر بھرا تھا

وش کنیا

 راحت

وِش کنیا

ایم اے راحت

نواب سنز پبلی کیشنز
اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی فون: 051-5555275

نام کتاب	وِش کنیا
مصنف	ایم اے راحت
طابع	نواب سنز پبلی کیشنز
مطبع	فیض الاسلام پرنٹرز
حروف آرائی	میٹرکس کمپوزر
تعداد	۱۰۰۰
اشاعت	۲۰۱۰ء

Rs: 400.00

ناشر

نواب سنز پبلی کیشنز

اقبال روڈ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فون: 051-5556275

ڈسٹری بیوٹرز

اشرف بک ایجنسی

کمیٹی چوک، اقبال روڈ، راولپنڈی

فون: 051-5531610

انتساب

محمد مسعود منیر کے نام

پیش رس

ہندو مذہب ایسے ہزار ہا عقائد پر مشتمل ہے جن کا ہمارے مذہب سے دُور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ ان کے بے شمار دیوی دیوتا ہیں، وہ آگ، پانی، سورج، چاند، ستارے، ہوا اور ایسی ہی ہزاروں چیزوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کے ہاں ''آواگون'' ہے یعنی موت اور دوبارہ زندگی۔ ہمارے ہاں بھی یہ تصور ہے لیکن صرف ایک بار 'یومِ قیامت' جب ہر ذی روح کو اللہ تعالیٰ کے حکم مبارک سے زندہ کیا جائے گا۔

ہندو دھرم میں ناگ پوجا بھی بڑا مقام رکھتی ہے اور وہ ناگ کو بھی دیوتا مانتے ہیں۔ وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ سانپ ایک ہزار سال تک زندہ رہ کر ''اِچھا دھاری'' بن سکتا ہے۔ یعنی اپنی ''اِچھا'' (مرضی) سے ''روپ دھارن'' (خواہش کے مطابق) شکل اختیار کر سکتا ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں ''وِش کنیا'' کا تصور بھی موجود ہے یعنی ''زہریلی لڑکی'' ان کا خیال ہے کہ سانپوں کے زہر سے پرورش پانے والی لڑکی خود سانپ سے زیادہ زہریلی بن سکتی ہے۔ وِش کنیا ایک ایسی ہی زہریلی لڑکی کی کہانی ہے۔

خاصے عرصے پہلے میں نے ایک ناول ''کالا جادو'' لکھا تھا جو اپنے وقت کا شہرۂ آفاق ناول قرار پایا تھا۔ اخبار جہاں نے اس کے چھ ایڈیشن چھاپے تھے۔ ساتواں ایڈیشن لاہور کے ایک ادارے نے چھاپا۔ یہ ناول اخبار جہاں میں ستر (۷۰) قسطوں میں شائع ہوا تھا۔ اخبار جہاں پبلشرز نے اسے ایڈٹ کر کے صرف تینتیس (۳۳) قسطوں میں شائع کیا تھا۔ لیکن

وش کنیا

ہزاروں خطوط ایسے تھے جن میں پڑھنے والے ستر قسطوں میں بھی سیراب نہیں ہوئے تھے اور فرمائش کی گئی تھی کہ اسے اور لکھا جائے۔ میں نے اسے ایسی جگہ ختم کیا تھا جہاں سے اسے دوبارہ لکھا جا سکے۔

میرے محترم دوست جناب اعجاز احمد نواب صاحب کا حکم ہے کہ میں اس کا دوسرا حصہ نواب سنز پبلی کیشنز کے لیے لکھوں۔ ان کا حکم ٹالنے کی جرأت مجھ میں کہاں۔ چنانچہ انشاءاللہ بہت جلد کالا جادو دوسرا حصہ نواب سنز پبلی کیشنز سے شائع ہوگا۔

کالا جادو کا تذکرہ اس لیے آیا کہ اخبارِ جہاں کے قارئین نے کالا جادو کے بعد وش کنیا کو اس کے برابر پسند کیا اور اب یہ ناول اعجاز احمد نواب بڑے اہتمام سے شائع کر رہے ہیں۔

گر قبول افتد

آپ سب کے لیے دعا گو

ایم اے راحت

سنگلاخ پہاڑیوں میں بادل گرج رہے تھے۔ بجلی ایک لمحے کا وقفہ دیئے بغیر چمک رہی تھی۔ بے آب و گیاہ پہاڑیاں گرج اور چمک کی وجہ سے مسلسل گونج رہی تھیں۔ ان ہولناک پہاڑیوں کے لامتناہی سلسلے کے دامن میں ایک بستی سو رہی تھی۔ بارش کے خوف سے بے نیاز مضبوط اور مخصوص طرز پر بنائے گئے جھونپڑے نما مکانوں کے اندر...... لیکن انہی پہاڑیوں میں ایک قدرتی غار میں بنے ہوئے قید خانے میں ایک بدنصیب قیدی پتھر کی ایک سِل پر لیٹا ہوا غار کی دیواروں کی چھت میں بنے قدرتی سوراخ سے بجلی کی چمک اور بادلوں کے تڑاخے سن رہا تھا۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا اور اس کے منہ سے ہلکی ہلکی سسکیاں اُبھر رہی تھیں۔

''ماں! میں بہت بدصورت ہوں نا؟''

''کون کہتا ہے میرے لعل! کسی نے کہی ہے تجھ سے یہ بات؟'' ماں کی آواز میں تڑپ تھی۔

''ہاں کہی ہے؟'' وہ مدھم سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

''آنکھیں پھوٹ جائیں دیوتا کریں اُس کی، کون پاپی ہے وہ، مجھے بتا دیوا!''

''نا ماں نا...... اُس کی آنکھیں تو ستاروں سے زیادہ خوبصورت ہیں، وہ پھوٹ گئیں تو آسمان کے سارے ستارے بجھ جائیں گے، دیوتا کرے اُس کی آنکھیں کبھی نہ پھوٹیں۔'' وہ بڑے پیار سے بولا۔

''ماں! تُو مرگئی اور میں تیری ارتھی کو کندھا بھی نہیں دے سکا، تیری چتا کو آگ بھی نہ دکھا سکا۔ کیا میں نے اتنا بڑا کوئی پاپ کیا تھا، لوگ کہتے ہیں کہ دیوتا پاپیوں کو سزا دیتے ہیں اور سب سے بڑی سزا ہوتی ہے کہ وہ انہیں ماں سے محروم کر دیں، مگر مجھے اپنا کوئی ایسا پاپ یاد کیوں نہیں آتا ماں! میں نے تو چندر کھ کو بھی کچھ نہیں کہا تھا، سردار گنگوتری نے بلاوجہ ہی مجھے قید میں ڈال دیا۔''

☆......☆......☆

ناگ پنچمی کا تہوار تھا۔ آسمان پر پورا چاند کھلا ہوا تھا، پہاڑیوں کے بیچ منگل بانڈی کے

میدان میں بے شمار مرد، بچے اور عورتیں جمع تھے۔ قوی ہیکل جوانوں نے ایک حلقہ بنایا ہوا تھا، اُن کے ہاتھوں میں مشعلیں روشن تھیں۔ ایک طرف پتھر کی ایک قدرتی جبل پر سردار تنگوتری شیش ناگ کی گود میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ شیش ناگ کوئی پندرہ فٹ اُونچا پھن اُٹھائے کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا، اس کے پھن کی گولائی تقریباً تین فٹ تھی اور اسے سیاہ رنگ کے سنگ موسیٰ سے تراشا گیا تھا۔ یقیناً کسی ماہر سنگتراش نے اپنے فن کو انتہا تک پہنچا دیا تھا۔ سردار تنگوتری اسی سنگی شیش ناگ کی آغوش میں بیٹھا تھا، اس کا اوپری بدن برہنہ تھا، بال خاص طرح سے تین چٹیوں کی شکل میں بندھے ہوئے تھے، گردن میں تین چار پتلے پتلے کوڑیالے ناگ بل کھا رہے تھے، ان کی دوشاخہ زبانیں بار بار باہر نکلتیں اور سردار کے رخسار چاٹ کر اندر ہو جاتیں۔

لمبے چوڑے تن و توش کے مالک تنگوتری کے چہرے کو دیکھ کر کسی بدنما سانپ کے پھن کا سا احساس ہوتا تھا۔ بھاری جبڑوں اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں کو دیکھ کر ایک لمحے میں اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ انتہائی بے رحم اور سخت گیر انسان ہے۔

خانہ بدوشوں کا یہ قبیلہ گوتم سری کہلاتا تھا۔ کوئی پچیس سال پہلے یہ قبیلہ جگہ جگہ گردش کرتا رہتا تھا لیکن موجودہ سردار کے باپ جنے مندری کو یہ جگہ اتنی پسند آئی کہ اس نے یہاں مستقل ڈیرہ ڈال دیا اور اب پچیس سال سے یہ بستی اسی طرح آباد تھی۔

ناگ دیوتا کے پجاری گوتم سری قبیلے کو یہاں اپنے کام میں بھی آسانی تھی، کیونکہ قرب و جوار کی بے آب و گیاہ پہاڑیوں کے سوراخوں میں سانپ با آسانی مل جاتے تھے۔ یہ قبیلہ سانپوں کے زہر کی تجارت کرتا تھا۔ قبیلے کے نوجوان، عمر رسیدہ اور تجربے کار سپیروں نے ساتھ ان پہاڑیوں میں سانپ تلاش کرتے تھے اور پھر اپنے قدیم طریقوں سے ان کا زہر نکال کر محفوظ کرتے۔ سارا کام سردار کی نگرانی میں ہوتا۔ پہلے قبیلے کے لوگ خود شہر جا کر یہ زہر بڑی بڑی لیبارٹریوں کو سپلائی کرتے تھے، بعد میں قبیلہ کافی مشہور ہو گیا اور میڈیکل لیبارٹریوں کے نمائندے خود دور دراز سفر طے کر کے گوتم سری کی آبادی تک آتے اور زہر کا سودا کرتے۔ قبیلہ کافی خوشحال تھا اور سردار تنگوتری پورے انصاف کے ساتھ قبیلے کے لوگوں کی تمام ضرورتیں پوری کرتا تھا۔

قبیلے کے خوشحال لوگ اپنے عقیدے کے مطابق ناگوں سے متعلق ہر تہوار مناتے تھے۔ ناگوں سے ان کی دوستی تھی اور ان سے زہر کے حصول کے سلسلے میں کبھی کسی سانپ کی ہلاکت نہیں ہوتی تھی، وہ بلکے پھلکے جادو منتر کے ذریعے ان سانپوں سے رعایت لے لیا کرتے تھے۔ ہاں کبھی کبھی کسی ضدی ناگ سے پالا پڑ جاتا تو کچھ سپیرے سانپوں کے کاٹنے کا شکار ہو جاتے لیکن سردار کے پاس ایسی ایسی جڑی بوٹیاں تھیں کہ سانپوں کا زہر بے اثر ہو جاتا، شاذ و نادر ہی کبھی کسی سانپ

کے کاٹنے سے کوئی موت واقع ہوتی تھی۔

آج ناگ پنچمی کا تہوار منایا جا رہا تھا۔ سپیرے صبح سے جشن منا رہے تھے اور اب چاند پورا مکمل گیا تھا، رقص و سرور کی محفل جم گئی تھی اور قبیلے کی بالیاں بدن لہرا رہی تھیں، ان کے حسین وجود چاندنی کا حصہ لگ رہے تھے، چندر رکھا بھی ان میں شریک تھی۔ درحقیقت وہ ستاروں کے جھرمٹ میں چاند ہی لگ رہی تھی، بال بال موتی پروئے ہوئے تھے اس نے، چاند جیسا روشن چہرہ جوانی کی تمازت سے دمک رہا تھا۔

دیوا نے اُسے دیکھا اور پتھرا گیا۔ فطرت کا کوئی انوکھا عمل تھا جس نے اسے مبہوت کر دیا تھا۔ اس سے پہلے بھی اس نے کئی بار چندر رکھا کو دیکھا تھا۔ وہ سردار تنگوتری کی اکلوتی بیٹی تھی اور دیوا مانجھو، تنگوتری کا ادنیٰ غلام...... سردار کے خاص گھوڑے کا نگراں...... اس وقت بھی وہ سردار کے پیچھے اُس کا ہر حکم بجا لانے کے لئے تیار کھڑا تھا کہ رقاص لڑکیوں میں چندر رکھا کو دیکھ کر بے اختیار ہو گیا۔

جب تک چندر رکھا رقص کرتی رہی، وہ ماحول سے بیگانہ رہا۔ پھر جب رقص ختم ہوا اور لڑکیاں واپس چلی گئیں تب وہ ہوش میں آیا۔ وہ تو شکر تھا کہ سردار کو کسی کام کے لئے اس کی ضرورت نہیں پیش آئی، ورنہ اس کی محویت کا راز کھل جاتا لیکن اس کے بعد وہ بُری طرح نڈھال ہو گیا تھا۔

"تیری طبیعت ٹھیک ہے؟" ماں نے اسے دیکھ کر کہا۔

"نہیں...... !" وہ مسکرا کر بولا۔

"جانے کیا ہوا...... ؟"

"کچھ بھی نہیں۔" وہ سرگوشی سے بولا اور ماں اسے دیکھتی رہ گئی۔ کچھ انوکھی بیماری تھی۔ وہ جانتا تھا کہ چندر رکھا کو وہ دوبارہ کہاں دیکھ سکتا ہے۔ سردار کے گھر کے پیچھے بڑا اصطبل تھا اور وہیں ایک چھوٹا سا باغ جہاں چندر رکھا دوسری لڑکیوں کے ساتھ جھولا جھولنے آ جاتی تھی۔ اصطبل کی صفائی کرتے ہوئے وہ دیوار کے سوراخ سے دوسری طرف دیکھ سکتا تھا۔ سردار کے گھر کے پیچھے بڑا اصطبل تھا اور وہیں ایک چھوٹا سا باغ جہاں چندر رکھا دوسری لڑکیوں کے ساتھ جھولا جھولنے آ جاتی تھی۔ اصطبل کی صفائی کرتے ہوئے وہ دیوار کے سوراخ سے دوسری طرف دیکھ سکتا تھا۔

تین دن تک وہ انتظار کرتا رہا تب کہیں چوتھے دن اسے چندر رکھا پچھلے باغ میں نظر آئی۔ اس کے ساتھ تین لڑکیاں اور تھیں، پہلے بھی اس نے چندر رکھا کو نظر بھر کر نہیں دیکھا تھا۔ اول تو وہ سردار کی بیٹی تھی اور سردار اسے اپنی زندگی سے زیادہ چاہتا تھا، دوسرے دیوا مانجھو نیک فطرت اور

سادہ دل نوجوان تھا۔ جشن والے دن سے وہ اس کے دل میں اُتر گئی تھی، وہ دُور سے چندر کھو کو دیکھتا رہا۔

درخت پر لٹکے ہوئے جھولے میں وہ پینگیں لے رہی تھی۔ بہت وقت گزر گیا پھر جب لڑکیاں تھک کر واپس چلی گئیں تو اس نے گہری سانس لی۔ واپس پلٹا تو دیپو اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ دیپو اس کا دوست تھا اور سردار کے عقوبت خانے کا ایک سپاہی تھا۔ سخت دل سردار نے پہاڑیوں میں ایک قید خانہ بھی بنایا ہوا تھا، یہاں سرکشی کرنے والوں کو اور سردار کے احکامات کی حکم عدولی کرنے والوں کو قید بھگتنی ہوتی تھی اور وہیں انہیں دوسری سزائیں بھی دی جاتی تھیں۔

"کیا ہو رہا تھا؟" دیپو نے سوال کیا۔

"صفائی......!" اس نے سادگی سے کہا۔

"میں بہت دیر سے یہاں کھڑا ہوں۔"

"تو پھر.....؟"

"تم ان لڑکیوں کو دیکھ رہے تھے!"

"سب کو نہیں، صرف چندر کھو کو!"

"کیوں......؟"

"وہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے۔"

"مرنا چاہتے ہو؟" دیپو نے کہا۔ "جانتے ہو وہ سردار کی بیٹی ہے!"

"اگر وہ سردار کی بیٹی ہے تو میں بھلا کیسے مر جاؤں گا؟"

"کسی اور سے یہ بات کہہ دی اور سردار کے کانوں تک پہنچ گئی تو سمجھو تم مر گئے۔"

"کسی اور سے کیوں کہوں گا، خود اُس سے ہی کہوں گا۔"

"پاگل مت بنو، ایسی بے وقوفی کبھی مت کرنا۔"

لیکن دیوا پاگل بن گیا، جیسے ہی اسے چندر کھو تنہا نظر آئی، وہ اس کے سامنے پہنچ گیا۔

وہ اُسے دیکھ کر ناخوشگواری کیفیت کا شکار ہو گئی۔ وہ بولی۔ "کیا بات ہے؟"

"تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو چندر کھو! میں تم سے ملتے رہنا چاہتا ہوں، بس تھوڑی دیر تمہارے پاس بیٹھ کر تم سے باتیں کیا کروں گا اور پھر چلا جاؤں گا۔"

چندر کھو کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو گیا۔ "اپنی شکل دیکھی ہے کبھی......؟"

"ہاں بہت بار...... کیوں......؟" وہ معصومیت سے بولا۔

"مجھے بدصورتی سے نفرت ہے اور تم اس قبیلے کے سب سے بدصورت لڑکے ہو......

تھی......اور پھر تمہاری اوقات ہی کیا ہے، اصطبل کی صفائی کرنے والے...... !" وہ نفرت سے منہ بناتی ہوئی بولی۔

دیوا نے اس کی شرربار نگاہیں دیکھیں، اسے ان آنکھوں میں ستارے جگمگاتے نظر آتے تھے۔ اس نے کہا۔ "تب میں تم سے کچھ دُور بیٹھ جایا کروں گا، تمہیں بُرا تو نہیں لگا کرے گا۔"

"جاؤ اپنی موت کو آواز مت دو، اگر میں نے بابا کے سامنے زبان کھول دی تو کتے کی موت مارے جاؤ گے۔" اس نے کہا اور تیز تیز قدموں سے واپس چل پڑی...... لیکن وہ آج کے عمل سے سرشار تھا۔ اس نے چندر کھو کے بالکل پاس کھڑے ہو کر اس سے باتیں کی تھیں۔

اسی رات اس نے ماں سے پوچھا۔ "ماں! میں بہت بدصورت ہوں؟"

"کون کہتا ہے میرے لعل......!"

دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی وہ موقع ملتے ہی چندر کھو کے پاس پہنچ گیا۔

"تم باز نہیں آؤ گے؟" وہ غصے سے بولی۔ "ٹھیک ہے، اب تمہارا علاج ضروری ہے۔"

دوسرے دن سردار گنگوتری تنہا ہی اصطبل آ گیا۔ کوئی نئی بات نہیں تھی، وہ اکثر پیدل چل کر اصطبل آ جاتا تھا۔

دیوا نے اس سے تھوڑے فاصلے پر جھک کر اس کے قدموں کے نشان چھوئے اور ہاتھ کو ماتھے سے لگا کر پیچھے ہٹ گیا۔ سردار اسے غور سے دیکھ رہا تھا، پھر اس نے اپنے خاص گھوڑے کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "کیسا ہے ہمارا رابہ جسی......؟"

"چوکس ہے مالک!" دیوا نے گردن جھکا کر کہا۔ اس نے بالکل محسوس نہیں کیا کہ سردار گنگوتری اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا ہے، خود دیوا کی نظریں تو زمین میں گڑی ہوئی تھیں۔

گنگوتری نے کہا۔ "وہ چندر کھو تمہارے بارے میں کچھ کہہ رہی تھی، ملے تھے تم اس سے......؟"

"جی مالک! ناگ پنچمی والی رات وہ ہمیں اتنی سندر لگی تھیں کہ ہم حیران رہ گئے۔ پھر ہم نے دو تین بار ان سے باتیں کرنے کی کوشش کی، وہ کہتی ہیں کہ ہم بہت بدصورت ہیں پر مہاراج! ہماری ماں کہتی ہے کہ ہم بدصورت نہیں ہیں، کس کی بات مانیں ہم!"

"تم نے چندر کھو سے بات کرنے کی کوشش کیوں کی، کیا تم اس کے برابر کے ہو؟"

"ہم سے دو چار برس ہی چھوٹی ہوں گی وہ مہاراج!"

"دیوا...... ! آئندہ تم اس کے سامنے مت جانا۔" گنگوتری نے شاید اس کی معصومیت پر ترس کھایا تھا۔ دیوا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس رات وہ چندر کھو کے بارے میں

نہ جانے کب تک سوچتا رہا۔

دوسری صبح وہ جھٹپٹے میں اُٹھ کر اصطبل کے پیچھے پہنچ گیا اور یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ چندر کھا وہاں موجود تھی۔ اسے دیکھ کر اس نے غصے سے کہا۔ "صبح ہی صبح تُو نے اپنی منحوس صورت دکھا دی مجھے، اب سارا دن پتہ نہیں کیسے گزرے گا۔"

"اے جہاراج ہی! ہماری ماں صبح اُٹھ کر سب سے پہلے ہمارا منہ دیکھتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے اپنے لعل کا سندر مکھڑا دیکھا ہے، میرا دن بہت اچھا گزرے گا۔"

"موت ہی آ رہی ہے تیری! اب دیکھنا تیرا دن کیسے گزرے گا۔" چندر کھا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

اور دیوا ہنس پڑا۔ "ذرا گزر اتو سوچ لو، ہم تو یہی کہیں گے کہ ہم نے تمہارا منہ دیکھا تھا۔ ویسے دیوتا ؤں کی سوگند ہم تو بائولے ہو گئے ہیں، اب تو کوئی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ ہم تمہیں یاد نہ کرتے ہوں، پریم ہو گیا ہے شاید ہمیں تم سے، سیانے ایسا ہی کہتے ہیں۔"

چندر کھا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اسے قہر بار نگاہوں سے گھورتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ دیوا مسکراتا رہا۔ اسے کنگوتری کی چیتاونی بھی یاد نہیں رہی تھی۔

لیکن اسی رات جب وہ اپنے جھونپڑے میں سونے کے لئے لیٹ گیا تھا اور رات کافی گزر گئی تھی باہر سے کسی نے اسے آواز دی اور وہ چونک کر اُٹھ گیا۔ ماں گہری نیند سو رہی تھی۔ آواز دوسری بار سنائی دی اور وہ جھونپڑے سے باہر نکل آیا۔ جیسے ہی اس نے باہر قدم رکھا، اچانک اس پر ایک موٹا کمبل آ پڑا اور پھر بہت سے ہاتھوں نے اسے دبوچ لیا۔

دیوا نے جدوجہد کی لیکن کامیاب نہیں ہو سکا۔ کمبل میں اس کا دم بُری طرح گھٹ رہا تھا لیکن مجبوری تھی۔ کافی لمبے سفر کے بعد اسے زمین پر کھڑا کر کے کمبل ہٹا دیا گیا۔

دیوا کی حالت بُری ہو رہی تھی۔ اس نے بُری طرح ہانپتے ہوئے کہا "ارے تو ہار سر کی۔" لیکن دوسرے لمحے اس نے دھندلائی آنکھوں سے چندر کھا کو دیکھا اور دنگ رہ گیا۔ "تم..... !" یہ کہہ کر اس نے گردن گھمائی تو اسے کنگوتری نظر آیا اور اس کے منہ سے نکل گیا۔

"ارے آپ مالک..... ؟"

"میں نے تم سے کہا تھا کہ دوبارہ تم چندر کھا کے سامنے مت جانا۔"

"کہا تھا مالک..... "

"تم پھر بھی اس کے پاس گئے۔"

"ہاں مالک!"

"کیوں......؟"

"ہمیں ان سے پریم ہو گیا ہے مالک!" وہ معصومانہ انداز میں بولا۔

"آپ نے سن لیا بابا..... ! یہ ہمارے پیروں کی دھول، ہماری چوکھٹ کا کتا، کسی گندے جانور جیسی تھوتنی والا، میرا پریمی ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے، اس سے بڑی بے عزتی اور کیا ہو سکتی ہے میری؟"

"ہم اسے زہریلے سانپوں کے غار میں پھنکوا دیتے ہیں یا تم چاہو تو اپنے ہاتھوں سے اسے قتل کر دو، بولو کیا چاہتی ہو؟"

"آپ اسے قید خانے میں ڈال دیں بابا! دو چار دن بھوکا پیاسا رکھیں، ہوش میں آ جائے گا۔" چندر کھا نے کہا۔

"اسے غار والے قید خانے میں ڈال دو اور جب تک میں نہ کہوں وہیں بند رکھو۔"

دو لوگ اسے دبوچنے کے لئے آگے بڑھے تو دیوا نے ان میں سے دو کے سر پھوڑ دیئے لیکن وہ تعداد میں کافی تھے، انہوں نے اس پر قابو پا لیا اور پھر اسے اس تنگ غار میں پہنچا دیا گیا جس میں کنگوتری کے قیدی رکھے جاتے تھے۔

دو دن تک اسے کھانے کے لیے کچھ نہیں دیا گیا لیکن اس نے کسی کمزوری کا مظاہرہ نہیں کیا تھا۔ وہ خود بھی اکڑا ہوا تھا۔ چندر کھا نے کہا تھا کہ اسے دو چار دن بھوکا رکھا جائے، خود ہوش میں آ جائے گا۔ اس نے اکڑ کر سوچا تھا کہ میں آٹھ دن تک کچھ نہیں کھاؤں گا لیکن چندر کھا کے پریم سے باز نہیں آؤں گا۔

چوتھے دن سے اس کی حالت خراب ہونے لگی۔ پیاس سے حلق میں کانٹے پڑ گئے، بھوک سے آنکھوں میں حلقے پڑ گئے، پانچویں دن وہ زمین بوس ہو گیا اور اسے کوئی سدھ بدھ نہ رہی۔ اس دن قید خانے میں اس کے دوست دیپو کی ڈیوٹی تھی۔ دیپو نے ہر حکم نظر انداز کر کے اس کی تیمارداری کر کے دوستی نبھائی اور اسے زندگی کی طرف لے آیا۔

"میں نے تجھے سمجھایا تھا دیوا! مالک اور نوکروں کا ملاپ کبھی نہیں ہوتا۔"

"ہمیں اس سے پریم ہو گیا ہے۔" دیوا نے اُداسی سے کہا۔

"خود کو سمجھا لے، یہ پاپی پریم ایسا ہی ہوتا ہے تو صرف ایک سائیس ہے اور وہ مالک کی بیٹی! مجھے حیرت ہے کہ کنگوتری نے تجھے جیتا کیسے چھوڑ دیا، اس بات پر تو وہ تیری بوٹیاں اُڑوا دیتا؟"

"اُڑا دے بوٹیاں..... پریم میں سب مر جاتے ہیں تو ہم بھی مر جائیں گے، دیپو! ہماری

ماں کا کیا حال ہے؟"

"بُری حالت ہے اس کی، پاگلوں کی طرح ایک ایک سے پوچھتی پھر رہی ہے کہ اس کا لعل کہاں گیا؟"

"یہ غلط ہے، ماں کو کون سمجھائے۔"

"تُو خود دیوا......!!"

"میں......؟ کیسے......؟"

"یہ کام تو مجھ سے نہ کرا، کل جب کسی دوسرے سپاہی کا پہرا ہو تو ان سے کہہ کہ تُو سردار سے معافی مانگنا چاہتا ہے، آئندہ تُو کبھی چندر رکھا سے پریم کا دعویٰ نہیں کرے گا، ویسے سردار نے پہلے ایسا کبھی نہیں کیا، پتہ نہیں وہ تمہیں بھول گیا ہے یا پھر اس کے من میں تمہارے لئے زیادہ کرودھ ہے۔"

"خاموش رہو، بس ذرا ماں کا خیال رکھو، اس سے کوئی بہانہ بنا دو، کہہ دو کہ دیوا کو سردار نے دور کہیں کسی کام سے بھیجا ہے۔"

"وہ میں کہہ دوں گا تم سردار کو اپنا پیغام بھجوا دو۔"

"وہ میں سوچوں گا۔"

"مرتے مرتے بچے ہو......اب بھی سوچو گے؟" دیپو نے کہا۔

"یہ بات کہنا چندر رکھا کے پریم سے منہ موڑنا ہے اور یہ میرے لئے مشکل ہے۔" دیوا نے کہا۔

اس نے کسی سے کچھ نہ کہا، البتہ چونکہ دیپو نے اسے کھانا دیا تھا اور اس کا کوئی ردعمل نہیں ہوا تھا اس لئے دوسرے سپاہیوں نے بھی اسے کھانا دینا شروع کر دیا۔

یوں دن گزرنے لگے۔ مہینہ، دو مہینے، تین مہینے...... دیپو نے دیوا کی ماں کو سمجھا دیا تھا کہ سردار گنگوتری نے دیوا کو شہر میں رکھا ہوا ہے، ابھی اسے واپس آنے میں کافی دن لگیں گے۔"

"وہ ٹھیک ہے نا......؟" دیوا نے پوچھا۔

"ہاں میرے سمجھانے سے اسے اطمینان ہو گیا ہے۔"

پھر سال گزرا، دو سال، تین سال اور پھر پانچ سال گزر گئے۔ دیوا اس قید خانے کا واحد قیدی تھا جس کی سردار نے کبھی پلٹ کر خبر نہیں لی۔ دیپو کہیں اور چلا گیا تھا۔ کبھی کبھی اسے لاکھ خوشامدوں کے بعد کسی سپاہی سے ماں کی خیر مل جاتی تھی۔

ایک دن قید خانے کے سپاہیوں نے اسے اچھا کھانا دیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔ "آج کوئی

تہوار تھا کیا......؟"

"آج سردار کی بیٹی کا دواہ تھا۔" سپاہی نے بتایا اور دیوا کا دل دھک رہ گیا۔

"چندر رکھا کا......؟"

"ہاں......دیال باگا اس کا پتی بن گیا۔" یہ سن کر دیوا کی آنکھوں میں اندھیرا اتر آیا تھا۔

وقت اور گزر گیا۔ بہت دن کے بعد دیپو پھر قید خانے میں آیا تھا۔ وہ اندر آ کر دیوا سے لپٹ گیا۔

"کیا حال ہو گیا ہے تیرا...... پتہ نہیں سردار کو تجھ سے کیا دشمنی ہو گئی ہے، تجھے معلوم ہے کہ چندر رکھا کا دواہ ہو گیا تھا بعد میں اُس کا پتی مر گیا۔"

"مر گیا......؟" دیوا اچھل پڑا۔

"ہاں اسے کرن ناگ نے ڈس لیا، اس کا منہ بھی نیلا پڑ گیا تھا، وہیں کا وہیں مر گیا۔"

دیوا خاموش نگاہوں سے دیپو کو دیکھتا رہا۔ دیپو نے افسردگی سے کہا۔ "اور جب تیری ماں کی موت ہوئی تب میں یہاں نہیں تھا، مجھے افسوس ہوا کہ تُو تو قید میں تھا مگر میں بھی تیری ماں کے انتم سنسکار میں حصہ نہیں لے سکا۔"

دیوا آندھی کی طرح لرز گیا اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیپو کو دیکھنے لگا۔ دیپو نے چونک کر اس کا چہرہ دیکھا اور اچانک ہی دیپو کے چہرے پر بھی مردنی چھا گئی۔ اس نے حیرانی سے دیوا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "تو کیا تجھے ماں کی موت کے بارے میں خبر نہیں دی گئی؟"

دیوا نے کوئی جواب نہیں دیا، وہ بس دیپو کو دیکھتا رہا اور پھر اچانک ہی اس سے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیا، اس کے حلق سے روتے ہوئے آواز نکل رہی تھی۔

"ماں مر گئی، مر گئی وہ......! مجھے خبر تک نہیں دی ان پاپیوں نے، گنگوتری نے آج تک جو کچھ کیا، وہ اتنا بڑا ظلم نہیں تھا لیکن یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ اس نے مجھے میری ماں کی چتا کو آگ تک نہ لگانے دی۔ گنگوتری نہیں! میں تیرا غلام تھا، بچپن سے لے کر جوانی تک میں نے تیری سیوا کی، زمین پر قدموں کے ان نشانات کو چوما جو تیرے پیروں سے بنتے تھے، تُو نے کسی بات کی لاج نہیں رکھی گنگوتری، بُرا کیا تو نے یہ بہت بُرا کیا۔"

دیپو کہہ رہا تھا۔ "سچ سچ انہوں نے بہت بُرا کیا، ان کی اپنی بھی مائیں ہیں، تجھے تیری ماں کی موت کی خبر تو دینی چاہیے تھی۔"

"کچھ اور پتہ چلا تجھے میری ماں کے بارے میں؟"

"کبھی بتایا نہیں میں نے تجھے، وہ اسی دن سے بیمار ہو گئی تھی جب دو دن سے اس نے تیری

صورت نہیں دیکھی اور اس کے بعد وہ چارپائی سے ہی لگ رہی، وہ سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی، حالانکہ جب تک میں یہاں تھا، اُسے تسلیاں دیتا رہا کہ سردار گنگوتری نے اسے کام سے شہر میں بھیج دیا ہے اور وہ وہیں رہنے پر مجبور ہے، میں تھوڑے تھوڑے دنوں کے وقفے کے بعد ماں کو تسلیاں دینے چلا جایا کرتا تھا، اس کے لئے کپڑے اور دوسری چیزیں لے جایا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ دیوا نے تیرے لئے بھیجے ہیں، میں اسے اپنی طرف سے چٹھی لکھ کر بھی لے جاتا تھا اور دکھاتا تھا، میں نے اسے بڑی تسلیاں دے رکھی تھیں اور کہا تھا کہ اب وہ دیوا کے دواہ کی تیاریاں کرے، دیوا آئے گا تو کہیں نہ کہیں اس کا دواہ کر دیا جائے گا اور وہ بستی کی لڑکیوں کے بارے میں مجھ سے باتیں کرتی تھی۔ وہ کہتی تھی کہ ان میں سے کونسی لڑکی ایسی ہے جو اس کے دیوا کے قابل ہے۔"

دیپو اسے کہانیاں سناتا رہا اور دیوا پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا۔ دیپو نے اسے تسلیاں دیں اور کہا کہ دیکھو کب سردار کے من میں دیا جاگتی ہے اور تجھے آزادی دیتا ہے، میں نے کئی بڑے بوڑھوں سے کہا ہے کہ وہ دیوا کی آزادی کے لیے سردار سے بات کریں مگر وہ بھی ڈرتے ہیں کیونکہ اس سلسلے میں گنگوتری کی بیٹی چندر رکھا کا نام بھی آتا ہے اور سردار نے آج تک اس بات کو سب سے چھپائے رکھا ہے۔

دیپو نے بہت سی باتیں اسے بتائیں اور اس کے بعد چلا گیا لیکن دیوا کے سینے میں غم کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور کچھ بھی ہو جاتا، ماں سے بھی بُری خبر سننے کو ملتی لیکن ماں اس طرح چلی گئی تھی۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ ساری رات اور پھر دوسرا دن اسی طرح گزر گیا۔

دوسرے دن صبح ہی سے بارش شروع ہو گئی تھی اور دیوا کو اور بھی بہت سی باتیں یاد آ رہی تھیں۔ اس کے کانوں میں ماں کی آوازیں گونج رہی تھیں۔

"ماں! میں بدصورت ہوں نا؟"

"کون کہتا ہے میرے لعل، کسی نے کہی ہے کیا تجھ کو یہ بات......؟"

"ہاں کہی ہے۔"

"اُن کی آنکھیں پھوٹ جائیں دیوتا کریں اس کی، کون پاپی ہے وہ مجھے بتا دیوا!" ماں چلی گئی تو اب کون مجھے یہ کہے گا کہ میری صورت اچھی ہے، نہیں ماں نہیں، یہ سب اچھا نہیں ہوا۔"

آسمانوں پر بجلی کڑکی، چھت کے سوراخ سے روشنی اندر آئی اور دیوا اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی آستین سے آنسو پونچھے اور اس کے بعد غار کی ان پتھریلی دیواروں کو دیکھنے لگا جو اتنی مضبوط تھیں کہ ہزار انسان بھی مل کر انہیں اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہیں کر سکتے تھے بس ایک چھوٹا سا دروازہ تھا جس میں لوہے کی موٹی موٹی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور ان کے باہر

سا تالا لٹک رہا تھا۔ ایک پہرے دار تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد سامنے سے گزرتا تھا اور پیچھے پھر سے اندر نگاہ مار لیتا تھا۔

دیوا کے چہرے پر خوفناک سائے گردش کرنے لگے۔ وہ آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے آگے بڑھا اور سلاخوں کے پاس جا کھڑا ہوا۔ کچھ لمحوں کے بعد پہرے دار اس کے سامنے سے گزرا تو دیوا کو کھڑا دیکھ کر رک گیا۔

"نیند نہیں آ رہی دیوا! بڑے زور کی بارش ہو رہی ہے، ذرا بجلی کے تڑاخے تو دیکھیں باہر دیکھو تو دل لرز جائے۔"

"سانجھو! میری بات سنو۔" دیوا نے کہا اور سانجھو سلاخوں کے پاس آ گیا۔

سالہا سال گزر چکے تھے، دیوا کی طرف سے کبھی کوئی ایسی کارروائی نہیں ہوئی تھی جو تخریبی حیثیت رکھتی ہو۔ سب کو اس پر اعتماد تھا لیکن آج بات دوسری ہو گئی تھی۔ اس بستی کے لوگوں نے اس پر ظلم کیا تھا۔ اسے اس کی ماں کی موت سے آگاہ تک نہیں کیا تھا، کچھ نہیں بتایا تھا اسے، یہ سب کچھ غلط تھا۔ سانجھو کو بھی یقیناً پتہ ہو گا کہ اس کی ماں گزر گئی ہے، اسے بتانا چاہیے تھا، کہنا چاہیے تھا اسے۔ وہ سلاخوں کے پاس آ گیا۔

"سانجھو! دیپو کہاں ہے؟"

"وہ تو بہت دیر ہوئی واپس چلا گیا۔"

"سانجھو! تجھے پتہ ہے اس نے مجھے کیا خبر سنائی ہے؟"

"کیا......؟" سانجھو نے مدھم لہجے میں کہا۔

"اس نے مجھے بتایا ہے کہ میری ماں مر گئی۔"

"ہاں مگر یہ تو کافی دن پہلے کی بات ہے۔"

"مجھے تم لوگوں میں سے کسی نے نہیں بتایا۔"

"کیا بتاتے دیوا! کہنے کو تجھے اور کیا تھا، ہم میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔"

"تیری ماں زندہ ہے سانجھو؟"

"ہاں میری تو نانی بھی زندہ ہیں۔"

"مگر میری ماں زندہ نہیں ہے، تم میں سے کوئی بھی مجھ پر رحم کھا سکتا تھا، تم اگر چاہتے تو مجھے میری ماں کے آخری سنسکار میں حصہ لینے کے لیے تھوڑی دیر کے لیے باہر نکال سکتے تھے۔ میں اپنی ماں کی چتا کو آگ تو لگا دیتا۔ کتنا بدنصیب ہوتا ہے وہ بیٹا جو ماں کی آغوش میں پل کر جوان ہوتا ہے مگر اس کی ارتھی کو کندھا تک نہیں دے سکتا۔ میں کہتا ہوں، میرے باپ کی کام سے مجھے تبدیلی اور میری

"ہاں مجھے یاد ہے کہ ستہ مرگئی لیکن تم لوگوں کو نظر نہیں آ رہا کیوں ساجھو تمہیں نظر نہیں آ رہا؟"

اچانک ہی دیوا کے دونوں ہاتھ سلاخوں سے آگے بڑھے اور اس کے چوڑے ہاتھوں کی گرفت میں ساجھو کی گردن آ گئی۔ ساجھو ایک دم اچھل پڑا۔ اس نے دونوں ہاتھ نکال کے [illegible] کے پاس [illegible] لیکن [illegible] دیوا اسے دبا رہا تھا۔ دیوا نے اس مضبوطی سے اس کی گردن اپنی گرفت میں لی تھی کہ ساجھو کی آنکھیں ابل پڑیں۔

اس نے چھوٹنے کی کوشش کی لیکن دیوا کی غراتی آواز ابھری۔ "تمہیں میں نے [illegible] ہزاروں سپاہی سب تم ہی ہو [illegible] سپاہی [illegible] مار دیا تھا میں نے اس کی پھانسی میں کہ اس نے مجھ سے اتنا خوفناک بدلہ لیا؟ کیوں ساجھو نہیں؟"

لیکن اب ساجھو جو سکتے کی کیفیت میں نہیں رہ گیا تھا، اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ دیوا نے محسوس کیا کہ وہ مر گیا ہے تو اس کے دل میں رحم [illegible] ابھرا۔ وہ ساجھو کے بدن کو دیکھنے لگا۔ اس کی کمر میں بندھی ہوئی پیٹی میں وہ چابی بھی ہوتی تھی جس سے قید خانے کے تالے کا دروازہ کھولا جا سکتا تھا۔

اس نے دو چابیاں ساجھو کی پیٹی سے نکالیں اور پھر اس کے بدن کو دور سے دھکا دیا۔ ساجھو کا بے جان بدن [illegible] گر گیا تھا۔ اس کے بعد دیوا جھک کر چابی سے تالا کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے اپنا ہاتھ لمبا کر کے سلاخوں سے باہر نکال لیا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے تالا پکڑ لیا تھا۔ چابیوں سے [illegible] تالے نے منہ کھول دیا۔ دیوا نے اسے اتار کر ایک طرف ڈال دیا۔

کیا نے کتنے عرصے کے بعد وہ سلاخوں کے اس دروازے سے باہر نکلا تھا۔ سامنے ہی ایک دو فائر [illegible] لیکن [illegible] بات یہ تھی کہ اس کا رخ اس وقت اور کوئی نہیں تھا۔ دیوا کی آنکھیں سرخ [illegible] ہو رہی تھیں اور اس وقت اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ پہرہ اچانک ہوا کہ پہرے دار بارش کا مزہ لینے کے لیے غار کی [illegible] کے دروازے پر موجود نہیں تھے [illegible] چلے گئے تھے۔ دیوا نے ساجھو کے لباس سے ریوالور نکالا اور [illegible] نکال لی اور اس کے بعد وہ [illegible] ریوالور لیے [illegible] اور تھوڑی دیر کے بعد وہ پہنچ گیا۔

دو پہرے دار [illegible] نظر آئے جو [illegible] سب تھے۔ انہوں نے دیوا کو دیکھا اور ان کے چہرے [illegible] حیرت سے پھیل گئے۔

دیوا نے [illegible] لہجے میں کہا۔ "مجھے روکنے کی کوشش مت کرنا ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔"

"دیوا [illegible] آزاد [illegible] ہو گیا اور [illegible]" دونوں پھرتی سے دیوا کی جانب بڑھے تو دھاڑیں [illegible] آوازیں ہوئیں اور ان کے منہ سے خون نکل پڑا۔

"میری ماں اس [illegible] میں نہیں ہے تو اب اس [illegible] سے دل بھی چلا جائے۔ مجھے کسی کی پروا نہیں ہے۔" دیوا نے کہا اور انہیں اسی طرح چھوڑ کر غار کے اندھیرے دروازے سے باہر نکل آیا۔

یہ طوفانی [illegible] رات تھی [illegible] بادلوں کی گرج [illegible] ماحول کو [illegible] فضا میں ایک [illegible] پھیلی ہوئی تھی۔

دیوا نے خونی نگاہوں سے بستی کے ٹمٹماتے چراغوں کو دیکھا اور پھر تیز رفتاری سے چل پڑا۔ اس نے حتی الامکان کوشش کی تھی کہ [illegible] بھیگنے نہ پائیں اور [illegible] اس کے لباس میں [illegible] لیکن بارش [illegible] انداز [illegible] ہو رہی تھی۔ اس سے [illegible] کے اندر [illegible] اس کے پورے بدن سے پانی بہنے لگا لیکن اس کے قدموں میں ایک عجیب سی تبدیلی تھی۔

[illegible] بہت [illegible] نظر آ رہے تھے وہاں سے چلتا ہوا [illegible] بستی کے اس سرے پر پہنچ [illegible] جہاں [illegible] کا راستہ تھا۔ اب اسے بہت سے فیصلے کرنے تھے۔ اسے معلوم تھا کہ [illegible] کس طرف ہے۔ پہلے اس کے قدم [illegible] کی طرف اٹھ گئے اور وہ بستی کے ایک مخصوص گوشے میں [illegible] گیا۔ بجلی [illegible] راکھوں کے [illegible] پانی میں بہہ گئے تھے اور [illegible] بجلی چمکی ہوئی [illegible] میں نشان کہاں [illegible] دیکھتا رہا۔ اگر اس وقت کوئی اس کا [illegible] آتا اور اس کے [illegible] کھڑے ہوئے دیوا کو دیکھتا تو شاید اس کے دل کی [illegible]

دیوا چاروں طرف دیکھتا رہا پھر وہ نیچے جھکا۔ زمین پر دونوں ہاتھ ٹکائے اور [illegible] دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے چہرے پر لگائی۔ پھر اس کی آواز ابھری۔

"ماں! میں نہیں جانتا کہ تیری [illegible] کس طرف جلائی گئی تھی اور تیری راکھ کہاں [illegible] مگر [illegible] کوئی امتحان نہیں۔ ماں! مجھے معاف کر دینا کہ میں نے تیری چتا کو آگ نہیں دکھائی ماں! [illegible] میرا ابھی نہیں تھا۔ شنکر [illegible] نے اپنی ہی [illegible] کے لیے مجھے قید خانے میں ڈال دیا [illegible] جرم [illegible] سزا شنکر [illegible] نے مجھے دی۔ میں نے شنکر [illegible] سے [illegible] جاتی ہے۔ میں جانتا ہوں [illegible] باپ نے بھی شنکر [illegible] کی [illegible] ہے مگر شنکر [illegible] نے اچھا نہیں کیا۔ [illegible] ماں! [illegible]" اس نے دونوں ہاتھ سینے سے لگائے اور واپس پلٹ پڑا۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ شنکر [illegible] کا گھر کس طرف ہے۔ راستے طے کر کے وہ شنکر [illegible] کے

گھر کے پچھلے حصے پر پہنچ گیا۔ اصطبل کے سامنے سے گزرا تو اسے گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سنائی دی اور اس کے قدم رک گئے۔ یہ رحیم بخش کی آواز تھی۔ دیوا اسی گھوڑے کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ رحیم بخش نے اسے فوراً پہچان لیا تھا۔

دیوا کے قدم رک گئے۔ ایک لمحے تک وہ کشمکش کا شکار رہا پھر گھوڑے کی طرف چل پڑا۔ اصطبل کے پاس اسے ایک چارپائی نظر آئی جس پر کوئی سو رہا تھا۔ یقیناً یہ اصطبل کا محافظ تھا۔ ورنہ کسی اور کے اس جگہ سونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔

دیوا کچھ لمحے کشمکش کا شکار رہا دوسری طرف گھوڑا بے چینی سے بار بار پہلو بدل رہا تھا۔ وہ اس کے قریب آنا چاہتا تھا دیوا کو بھی اس سے پیار تھا۔ ماں کی موت کے بعد زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی، اگر کچھ ہوتا ہے تو ہو جائے چنانچہ وہ آگے بڑھ کر رحیم بخش کے پاس پہنچ گیا۔

بے زبان جانور اس سے اپنے مطابق محبت کا اظہار کرنے لگا۔ دیوا بھی بے اختیار ہو گیا تھا۔ اس نے گھوڑے کو خوب پیار کیا، اس کا سر سینے سے لگایا پھر سیدھا کھڑا ہوا تو چند قدم کے فاصلے پر اصطبل کے محافظ کو کھڑے پایا۔

"میں نے تجھے پہچان لیا دیوا..... پہلے میں سمجھا کہ کوئی چور ہے جو اس قیمتی گھوڑے کو چرا کر لے جانا چاہتا ہے لیکن گھوڑے کا تجھ سے اور تیرا گھوڑے سے پیار دیکھ کر میں نے پہچان لیا کہ تو دیوا ہے۔"

"تو تیواری ہے نا.... ؟" دیوا نے کہا۔

"ہاں رے..... اس طرح کیوں پوچھ رہا ہے اور ہاں برسوں سے کہاں چلا گیا تھا۔ سب ڈھونڈ رہے تھے..... اپنی ماں کی موت پر بھی نہیں آیا کیسا کپوت ہے تو..... کہاں چلا گیا تھا؟"

"رکھیا تیرا ہر گیا تھا۔" دیوا نے کہا اور ہنس پڑا۔

"رکھیا تیرا......؟ وہ کیا ہوتی ہے؟" تیواری نے حیرانی سے کہا۔

"تو جاننا چاہتا ہے؟"

"ارے نہیں دیوا! ما لک نہیں کہاں چھوڑیں گے، تو تو گھومتے پھرتے ہیں ان دنوں سنا ہے بندر بھی گئے ہیں اب تو بڑے سدھری ہو گئے ہیں۔"

دیوا چونک پڑا اس نے پریشانی سے پوچھا۔ "سردار لنگوٹی کی حویلی میں نہیں ہیں؟"

"کہاں..... ! مہینہ ہو گیا ہے۔ اکثر یاتراؤں پر جاتے رہتے ہیں۔ جب سے دیال ناتھ کا دیہانت ہوا ہے اور چندر مکھی دھوا ہوئی ہے، سردار کا من بڑا نرم ہو گیا ہے۔ اب وہ پہلے جیسے نہیں رہے۔"

"چندر مکھی بھی ان کے ساتھ گئی ہیں؟"

"نہ نہ..... وہ نہیں گئیں۔ پورے دنوں سے ہے بے چاری۔ ایک تو ودھوا، دوسرے بال بچے والی ہے۔ ایک دم چھا پڑ گئی ہے باپ بیٹی پر..... پر چھوڑ ان باتوں کو تو بتا دیوا! کیا چکر ہو گئی تھی تجھے، کہاں غائب ہو گیا تھا تو، ساری بستی والے حیران ہوتے تھے کہ ماں اتنی بیمار ہے اور بیٹا غائب ہے۔"

"کسی نے سردار سے نہیں پوچھا میرے بارے میں؟"

"پوچھا تھا۔"

"پھر سردار نے کیا کہا؟"

"اوے چپ! ایسے کچھ بھی نہیں کہا کہ بس اپنے کرموں کا پھل بھوگ رہا ہوگا۔ سب سے زیادہ دکھ تو اس بات پر ہوئی کہ تو اپنی ماں کی موت پر بھی نہیں آیا اور اسے غیروں نے اس کی چتا کو آگ لگائی۔ آخر تو کہاں تھا؟ کیا چکر پڑ گئی تھی تجھ پر؟"

"جاننا پڑ رہا تھی تیواری! ذرا سے پوچھ کر تھوڑی آتا ہے۔ کون جانے کب کوئی مشکل پڑ جائے۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا۔" تیواری نے گردن ہلا کر کہا۔

"میں سمجھاتا ہوں کہ چکر کیسے پڑتی ہے۔" دیوا نے کہا اور اچانک اس نے تیواری پر حملہ کر دیا۔ دونوں ہاتھوں سے تیواری کو دبوچ کر زمین پر گرا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ساکت ہو گیا۔

"میرے دل میں اب کسی کے لیے ہمدردی نہیں رہ گیا تیواری! میں تو اپنے کرموں کا پھل بھوگ رہا تھا، اب لنگوٹی اپنے کرموں کا پھل بھگتے گا۔"

دیوا نے جلدی سے تیواری کی بغلوں میں ہاتھ ڈالے اور اسے گھسیٹتا ہوا ایک تاریک گوشے میں لے گیا۔ یہاں آ کر اس نے تیواری کی دھوتی اتاری اور اسے درمیان سے پھاڑ کر اس سے دونوں ہاتھ پیچھے کس دیئے۔ باقی کپڑا اس نے تیواری کے حلق میں ٹھونس دیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر وہ واپس پلٹا تو رحیم بخش نے پھر آواز نکالی۔

چہل قدمی کرتا ہوا وہ رحیم بخش کے پاس آ کر بولا۔ "آج پہلی بار مجھے تجھ سے کام پڑا ہے رحیم بخش! تجھے میرا ساتھ دینا ہوگا۔" وہ گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر اصطبل سے باہر نکل آیا اور چوروں کی طرح آگے بڑھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ چندر مکھی کہاں مل سکتی ہے۔ بڑے بھاگ والا تھا سردار لنگوٹی کہ یاتراؤں کو نکل گیا تھا اگر یہاں ہوتا تو کون جانے کیا ہو جاتا اس کے ساتھ..... !

بارش اب بھی ہو رہی تھی لیکن بادل اور بجلی کا زور ٹوٹ گیا تھا۔ اس کے پورے بدن سے

پانی بہہ رہا تھا۔ بدن پر جمے ہوئے کیچڑ سے بدن سے چپکے ہوئے تنکوں اس وقت وہ ان تمام چیزوں سے بے نیاز تھا۔ بارش کی وجہ سے ہر طرف خاموشی اور رات اسے اس جگہ تک پہنچنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی جہاں چندر مکھی موجود تھی۔

وہ ایک زرنگار چھپر کھٹ پر گہری نیند سو رہی تھی۔ کشوتی نے ہمیشہ اسے جتنا لاڈ پیار دیا تھا۔ اس کی شادی بھی بڑی دھوم سے کی تھی۔ وہ اس کے پتی کو یوں نہیں دیکھ سکتی تھی اور اب وہ بڑی مشکل کا شکار تھی پتی کی موت کا دکھ اور اوپر سے مال بچنے کی مشکل ... اکلوتی تھی اور اس کی بچی نے اپنے شوہر پاس سے ہدایت دی تھی کہ اس کا خون بانٹ سکتا تھا۔

آخرکار دیوا اس کے سرہانے پہنچ گیا۔ رنگین شمع دانوں میں ایک شمع روشن تھی اور اس کی ننھی روشنی نے خوبصورت چندر مکھی کے چہرے کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ دیوا اس کے سرہانے کھڑا اسے دیکھنے لگا۔

پھر اس کے ہونٹوں سے مدھم آواز نکلی۔ ”تو اب بھی اتنی ہی سندر ہے چندر مکھی! اگر میری آنکھ بدل گئی ہے۔ نفرت اور محبت کے بیچ تھوڑا سا ہی فاصلہ ہوتا ہے۔ تیری وجہ سے میری ماں مجھے یاد کرتے کرتے مر گئی اس کے بعد تجھے پریم کی نگاہ سے دیکھنا اس سنسار کا سب سے بڑا پاپ ہے۔“

چندر مکھی شاید بہت چوکنی سونے کی عادی تھی۔ اس مدھم سی آہٹ سے ہی وہ جاگ گئی۔ پہلے اس نے تھوڑی آنکھوں سے ادھر ادھر دیکھا پھر اس کی نگاہ دیوا پر پڑی اور وہ بری طرح اچھل پڑی۔

دیوا مسکرا کر بولا۔ ”چیخنا چاہے تو چیخ سکتی ہے، میں تیرا منہ بند نہیں کروں گا۔ ہاں جو بچانے آئے گا، وہ جیتا نہیں جائے گا۔“

”تو ... تو دیوا ہے؟“ چندر مکھی نے کہا۔

”پہچان لیا تو نے مجھے چندر مکھی! ہاں میں وہی ہوں، وہی غلام ہے تو اپنے پتا کی طرح کبھی سوچا نہیں تو نے کہ سنسار میں انسان ایک جیسے ہی ہوتے ہیں۔ کسی کو اونچا انسان کا درجہ اور کسی کا نہیں ہوتا۔“

”تو یہاں کیوں آیا ہے؟“ چندر مکھی سنبھل کر چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی۔

”تیرے چرنوں میں بیٹھنا ہے۔“ دیوا آگے بڑھا اور اس طرح چندر مکھی کے سامنے بیٹھ گیا جیسے اس کے پیر چھونا چاہتا ہو۔ چندر مکھی نے بھی گھبرا کر پاؤں سمیٹ لئے لیکن دوسرے لمحے دیوا کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اس کی نازک گردن سے لپٹ گئیں۔ چندر مکھی نے اپنے کمزور ہاتھوں سے

اس کی کلائیاں پکڑ لیں لیکن کشش کی تھیں انہیں کس سے ... [illegible] اور پھر اس نے آنکھیں موند لیں۔ وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

دیوا نے اس کی بے ہوشی کو محسوس کیا پھر بڑی بے دردی سے اسے اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا۔ اسے چندر مکھی کے وجود کی تپش کا کوئی احساس نہیں تھا۔ نہ ہی اس کے معمول سے زیادہ وزن کی کوئی پروا تھی۔ وہ اسے لئے ہوئے آسانی سے باہر نکل آیا۔

بارش اب بہت ہلکی ہو گئی تھی۔ ویسے دیوا کی اس کامیابی میں بارش کا بھی ہاتھ تھا ورنہ شاید یہ سب کچھ اتنا آسان نہ ہوتا۔ چندر مکھی کو کندھے پر ڈالے وہ دوبارہ اصطبل آیا اور اس نے رسیوں کو کھول دیا پھر اسے اصطبل کی چھت سے باہر لایا اور پھر اس نے چندر مکھی کو گھوڑے کی پیٹھ پر ڈال دیا۔

اس کے بعد اس نے اس کی گردن کی رسی پکڑی اور پیدل چل کر باہر گلی میں نکل آیا۔ کچھ دور پیدل چل کر اس نے خود کو سنبھالا اور گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے دبی ہنسی سے کہا۔ ”خیال کرنا بسنتی! ابھی سے خاموشی سے اٹھا ہے، منہ سے کوئی آواز مت نکالنا۔“

گھوڑے نے جیسے سب کچھ سمجھ لیا تھا لیکن بستی سے باہر آ کر سنگلاخ اور بارش سے بھیگی چٹانوں والے میدان میں گھوڑے نے اپنا کام شروع کر دیا اور چٹانوں میں بہنے والے پانی کی پروا کئے بغیر تیز رفتاری سے دوڑنے لگا۔

ساری رات گھوڑا دوڑتا رہا تھا۔ صبح اجالے کی پہلی کرن نے ایک ندی کا کنارہ دکھایا تھا۔ یہ ساتی ندی تھی جو پچھلے دن کی بارش سے مست ہو گئی تھی اور اس وقت خوب شور مچاتی ہوئی بہہ رہی تھی، اس کے کنارے لمبی لمبی گھاس اور درختوں کی بہتات تھی۔

گھوڑے کی رفتار سست ہوئی۔ آخرکار وہ ندی سے کچھ فاصلے پر رک گیا اور انتظار کرنے لگا کہ اس کا مالک اس کے فیصلے سے اتفاق کرتا ہے یا اختلاف ... لیکن دیوا کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اب گوجر مری سے کافی دور نکل آیا ہے اور اگر دن کی روشنی میں حقیقت سے واقف ہو جانے تلاش کرنے والے ادھر کا رخ بھی اختیار کر لیں تو شام سے پہلے یہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے چنانچہ اس نے گھوڑے سے اختلاف نہیں کیا اور خود بھی گھوڑے سے نیچے اتر گیا۔

پھر اس نے چندر مکھی کی طرف ہاتھ بڑھائے تو اس کی آواز ابھری۔ ”میں ہوش میں ہوں، خود نیچے اتر جاؤں گی۔“ وہ خود کو گھوڑے پر سنبھالے ہوئے تھی۔ گھوڑے کی سواری سے واقف تھی اس لئے نیچے اتر گئی لیکن اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار تھے۔ نیچے اتر کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک جگہ گھنی گھاس دیکھ کر ادھر جا بیٹھی۔

دیوا نے ایک نگاہ اسے دیکھا اور پھر گھوڑے کی گردن تھپتھپانے لگا۔ اس نے اپنے پرانے دوست کی گردن سے رسی نکال کر اسے آزاد کر دیا تھا۔ گھوڑے نے ندی کے کنارے جا کر پیٹ بھر کر پانی پیا اور ساری رات سڑک پر بیٹھا اپنی پسندیدہ گھاس تلاش کرنے لگا۔

اسی وقت چندر مکھی کی آواز ابھری "دیوا...؟"

دیوا نے اسے دیکھا اور پھر اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

"میری بات سنو دیوا، میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"کہو...؟"

"اب تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

"تمہارا کیا خیال ہے؟"

"تمہارے انداز میں جو درندگی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تم مجھے ختم کر دینا چاہتے ہو۔"

دیوا جلتی آنکھوں سے چندر مکھی کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تم نے تو کہا تھا کہ وہ تمہیں دیکھ لے گا، دیکھو میں اب تک زندہ ہوں چندر مکھی!"

"تم جانتے کیا کہہ رہے ہو!"

"میری ماں میرے لئے تڑپ تڑپ کر مر گئی۔ تم نے مجھے آزادی نہیں دی، صرف اس لئے کہ بدصورت دیوا کو خوبصورت چندر مکھی پسند نہیں آئی تھی، تمہیں اس میرے انداز کی بدصورتی نظر آئی۔"

چندر مکھی کے چہرے پر ایک الجھن سی نظر آئی پھر اس نے خوفزدہ سی آواز میں کہا۔ "تم قید میں تھے؟"

"تمہیں یہ بھی یاد نہ رہا کہ تم نے اپنے ظالم باپ سے میری شکایت کی تھی۔"

"تم اپنے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہو؟"

"اور اس ظلم کے بعد تم نے میری ماں کی خبر بھی نہ لی کون زندہ ہے چندر مکھی! میری ماں دیوا دیوا پکارتی مر گئی اور تمہیں اپنا ظلم یاد بھی نہیں آیا، اب تم صرف یہ کہہ رہی ہو کہ دیوا کو سب کچھ معلوم نہیں تھا، میں بے گناہ ہوں، مجھے معاف کر دو۔"

چندر مکھی نے گردن جھکا لی۔

جس حالت میں وہ تھی، اس میں رات بھر گھوڑے کا سفر اس کے لیے بڑا جان لیوا تھا۔ وہ شدید تکلیف کا شکار تھی اور دیوا کو بتانا چاہتی تھی لیکن دیوا جو کچھ کہہ رہا تھا اس نے چندر مکھی

بھی آزاد کیا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ دیوا مسلسل قید میں رہا ہے، وہاں قیدی وہ بھی نہیں جانتی تھی اس نے تو بس اپنے باپ سے شکایت کی تھی کہ دیوا آئندہ اس سے بدتمیزی نہ کرے اور جب دیوا کبھی دوبارہ اس کے سامنے نہیں آیا تو وہ یہی سمجھی کہ وہ ڈر کر ہوش میں آ گیا ہے۔

کچھ وقت کے بعد وہ شدت تکلیف سے کراہتی ہوئی زمین پر لیٹ گئی۔ دیوا نے نگاہ بھر کر اسے دیکھا بھی نہیں تھا، وہ درخت سے ٹیک لگائے سوچ میں ڈوبا رہا تھا۔

سورج نکل آیا اور دور دور کے منظر روشن ہو گئے۔ دیوا نے اپنی جگہ سے اٹھ کر دور دور تک نظریں دوڑائیں اور پھر ایک دم چونک پڑا۔ جس علاقے میں وہ نکل آیا تھا اس کے بارے میں اسے کچھ نہیں معلوم تھا۔ سپاہیوں کی تلاش کے سلسلے میں بھی وہ کبھی اس طرف نہیں آئے تھے۔

اس وقت دیوا نے جو کچھ دیکھا وہ کافی حیران کن تھا۔ صرف دو سو گز کے فاصلے پر ایک کچی سڑک نظر آ رہی تھی، سڑک پر ایک لمبی گاڑی کھڑی ہوئی تھی اور دیوا اور چندر مکھی سے کوئی پچاس گز دور ایک جوان آدمی ہاتھ میں ٹین کا ڈبہ لئے ندی کی طرف آ رہا تھا۔ شاید گاڑی کے ریڈی ایٹر کے لئے وہ پانی لینے آ رہا تھا۔

دیوا نے خونخوار نظروں سے تھوڑے فاصلے پر موجود نیم مردہ سی کیفیت میں پڑی چندر مکھی اور پھر پانی لینے آتے ہوئے جوان کو دیکھا۔ وہ دونوں کو ہی چھپا سکتا تھا لیکن ان دونوں کا چھپانا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ جوان آدمی ان سے کوئی بیس گز کے فاصلے پر رکا، اس کی نگاہ گھوڑے پر پڑی اور وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا تھا۔

اچانک اس کی آواز ابھری۔ "کوئی ہے... یہاں کوئی ہے؟"

دیوا نے خونخوار نظروں سے چندر مکھی کی طرف دیکھا جس نے یہ آواز سن لی تھی اور ایک دم آنکھیں کھول دی تھیں۔

"کوئی ہے تو آواز دے... یہاں کوئی ہے؟" نوجوان نے پھر کہا اور دیوا خود کو کسی درخت کے پیچھے چھپانے لگا۔

اپنی دانست میں وہ گھوڑے کے ساتھ سرحد سے کافی دور نکل آیا تھا اور یہاں سے بھی آگے جانا چاہتا تھا۔ اسے اس بات کا گمان نہیں تھا کہ اس طرح اچانک اجنبیوں سے اس کا واسطہ پڑ جائے گا۔ دور سڑک پر کھڑی گاڑی کے پاس اسے اب کچھ اور لوگ بھی نظر آ رہے تھے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بات بگڑ گئی۔ پانی کے لیے آنے والا نوجوان اب بھی ہر طرف نظریں دوڑا رہا تھا۔ تبھی دیوا نے چندر مکھی کو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا۔ وہ اس نوجوان پر نظریں جمائے ہوئے تھی اور شاید چیخنے کے لیے تیار تھی۔

☆ ☆ ☆

دیوی کی آنکھیں چندر مکھی پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ اس کا خیال تھا کہ وہ پیچھے گی اور وہ ان لوگوں کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد کیا ہو گا! اگر وہ ایسا کرتا تو دیوا اس سے نمٹ لیتا اسے بے ہوش کر دیتا لیکن اس کے باقی ساتھیوں کا اس سے بہت زیادہ فاصلہ نہیں تھا اور اتنی دیر میں راستے ہی سے دیوا چندر مکھی سمیت یہاں سے فرار ہو سکتا تھا۔

چندر مکھی پوری مدافعت کر رہی تھی اور اس کی کوشش یہی ہو گی کہ ان لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر کے دیوا کے لئے وقت حاصل کرے۔ لیکن چندر مکھی نہیں جانتی تھی کہ نوجوان کی خوفزدہ انداز میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے اس ماحول کی پراسراریت کا احساس ہو رہا تھا۔ پھر اس نے دریا کے کنارے کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے ڈبے کو پانی میں ڈبویا اور اسے بھر کر اسی طرح واپس لے گیا۔

دیوا واپس کی ہر حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھا لیکن اب یہ موقع ملا تھا تو اس سے فائدہ اٹھانا بہتر تھا کہ نوجوان اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ کر انہیں صورتحال بتائے گا اور وہ سب ادھر دوڑ پڑیں گے کیونکہ ان کی تعداد اچھی خاصی تھی۔

دیوا کے بدن میں بجلی سی دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے آگے بھاگا اور چندر مکھی کے پاس پہنچ گیا۔

"اٹھو چندر مکھی جلدی سے یہاں سے نکل چلیں جلدی کرو۔"

چندر مکھی نے حیرت انگیز طور پر خود کو اپنے قابو کی ہوئی تھی۔ دیوا نے بجلی کی سی تیزی سے گھوڑے کو اپنی جانب متوجہ کیا اور گھوڑا پھرتی سے اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے چندر مکھی کو سہارا دے کر گھوڑے کی پشت پر بٹھایا اور پھر خود اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے کو ہانکا اور مخالف سمت دوڑا دیا۔

گھوڑے کی رفتار بہت زیادہ تیز نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ یہاں سے دور نکل جانا چاہتا تھا۔ منظر بدل گیا۔ دریا کی مخالف سمت چلتا ہوا دیوا یہاں سے کافی فاصلے پر آ گیا۔ اب وہ لوگ دور دور تک نظر نہیں آ رہے تھے۔ ایک ایسی جگہ سے دیوا نے دریا پار کیا جہاں دریا کی تہہ نظر آ رہی تھی

اور وہاں سے اس نے بیٹھنے کی رفتار بہت سست کر دی تھی۔

جانوار گھوڑے نے نہایت آرام سے دریا عبور کیا اور اس کے بعد وہ جنگل میں آ گئے۔ دریا کے پار ساتھیوں کو چھوڑنے کے سلسلے میں اس طرح کے علاقوں میں اندازہ ہو چکا تھا کہ دریا سے زیادہ تیز نہیں پانی وغیرہ کی ہو سکتی ہے۔ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ بہرطور دیوا چلتا رہا۔

کوئی دو گھنٹے تک اس نے سفر کیا تو چندر مکھی کی آواز ابھری۔

"دیوا بہت دور نکل آئے ہیں ہم اب تو رک جا۔ میں نے تیرے ساتھ برا سلوک نہیں کیا تیری بات مان لی اور تجھے خطرے سے نکال لیا۔" چندر مکھی کے انداز میں نرمی تھی اور کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے دیوا کو یہ خیال ہو کہ چندر مکھی اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے رک گیا اور اس نے سہارا دے کر چندر مکھی کو گھوڑے سے اتار دیا۔

چندر مکھی نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"میری حالت خراب ہو رہی ہے دیوا لیکن اپنی زبان سے تجھ سے کیا کہوں تھوڑا بہت سمجھدار تو بھی ہے۔ دیکھ دیوا تیری مجھ سے دشمنی ہے لیکن میرے ساتھ جو وجود ہے اس سے تیرا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ میں بہت شدید تکلیف محسوس کر رہی ہوں۔ مجھے اپنی زندگی کی پروا نہیں ہے۔ لیکن تو خود سوچ ایک بے گناہ وجود کو اگر تیرے ہاتھوں کوئی نقصان پہنچ گیا تو کیا ہو گا۔"

"چندر مکھی میں انسان ہوں کہاں، جو میرے دل میں انسانیت کا کوئی تصور ابھرے۔ کنکوتری کی خوش نصیبی تھی کہ اس وقت جب میں اسے قتل کرنے اور بدلا لینے کے لئے اس کے گھر میں داخل ہوا تو وہ قبیلے سے باہر گیا ہوا تھا اور تو نے بہت معمولی سی بات پر میرے ساتھ بہت بڑی دشمنی کی۔ چندر مکھی کوئی کسی کو اچھا لگتا ہے تو وہ اپنے دل کی بات اس سے کہہ ہی دیتا ہے۔ میں نے تجھ سے اپنی پسند کا صلہ تو نہیں مانگا تھا۔ تو نے مجھے دنیا ہی سے دور کر دیا۔ کیوں چندر مکھی کیا تجھے میری ماں دیوا دیوا کرتی ہوئی مرتی اور تم لوگوں نے مجھے میری ماں کی شکل بھی نہ دکھائی۔ صرف چند لفظوں کی اتنی بڑی سزا دی تم نے مجھے۔"

چندر مکھی کا سر جھک گیا تھا۔ "ہاں دیوا میں اپنے گناہ کی بات نہیں کروں گی۔ جسے نقصان پہنچ جاتا ہے وہ نقصان کو نقصان ہی کی نظر سے دیکھتا ہے لیکن تو یہ سمجھ لے کہ میں نے اس وقت بھی اپنی شرمندگی کو محسوس کیا ہے۔ میں اگر چاہتی تو وہاں چیخ کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی۔ مگر میں جانتی تھی کہ تجھے کوئی نقصان پہنچ جائے گا۔ اس لئے میں نے کوئی آواز منہ سے نہیں نکالی

اور خاموشی سے تیرے ساتھ اٹھ کر چلی آئی لیکن دیوا میرے لئے نہیں اس وجود کے لیے جو ابھی اس دنیا میں نہیں آیا، تو مجھ پر رحم کر، بدلے کا خیال دل سے نکال کر مجھے میری بستی پہنچا دے، میں کہہ دوں گی کہ میں خود کہیں چلی گئی تھی تاکہ تجھے کوئی اور نقصان نہ پہنچے دیوا اس کے بعد بھی اگر تیرا دل میری طرف سے صاف نہ ہو تو دوبارہ مجھے اٹھا لانا یا پھر دوبارہ میری گردن کاٹ دینا۔"

دیوا نے خونخوار نگاہوں سے اسے دیکھا اور رخ بدل لیا۔ اس کے دل میں انتقام کی شدید آگ روشن تھی۔ کافی دیر تک چندر مکھی وہاں آرام کرتی رہی اور اس کے بعد دیوا نے اس سے کہا۔

"اٹھ چل میرے ساتھ۔"

"تیری مہربانی دیوا، مجھے اب بھی دکھ ہے کہ میری وجہ سے تجھے اتنی شدید تکلیف پہنچی۔"

چندر مکھی یہی سمجھی تھی کہ دیوا اسے اس کی بستی لے جانے کے لیے تیار ہو گیا ہے۔ دیوا نے اسے گھوڑے پر بٹھایا اور اس کے بعد گھوڑے کو وہاں سے آگے بڑھا دیا۔

چندر مکھی پر نیم غشی کی سی کیفیت طاری تھی۔ سارا دن گزر گیا تھا، ساری رات گزر گئی تھی اور ان دونوں نے منہ میں پانی کا ایک قطرہ یا خوراک کی ایک کھیل بھی نہیں ڈالی تھی۔ چندر مکھی نے آنکھیں بند کر لیں اور دیوا کے سینے سے سر ٹکا دیا۔

دیوا گھوڑے کو آگے بڑھاتا رہا۔ اس کے دل میں اس وقت چندر مکھی کے لیے نفرت بھی نہیں تھی۔ ماں کی موت اسے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ شدید لگ رہی تھی۔ شام ڈھلی اور پھر رات ہو گئی۔ دیوا نے گھوڑا اپنی رفتار سے دوڑاتا رہا اور جو واقعہ پیش آ گیا تھا، دیوا بڑا خطرناک تھا، اسے لگ رہا تھا کہ اس کے بعد بھی وہ آبادیوں کے قریب ہی تھا لیکن اب وہ یہاں سے کافی دور نکل جانا چاہتا تھا۔

وہ سہار پور کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا، شکار پور کے جنگلوں کا بادشاہ تھا، وہ ایسے طریقے اختیار کرے گا کہ آخر کار دیوا کو تلاش کر لے گا کیونکہ ان راستوں کی اسے بڑی پہچان تھی۔

پھر آسمان پر چاند نکل آیا اور کافی فاصلے پر دیوا نے ایک ٹوٹا پھوٹا کھنڈر دیکھا، چاندنی میں یہ کھنڈر بڑا ہیبت ناک منظر پیش کر رہا تھا، دیوا نے گھوڑے کا رخ اسی طرف کر دیا۔ راستے میں دو تین بار نیم غشی کی سی کیفیت میں چندر مکھی نے مختلف نام لے کر مختلف لوگوں کو پکارا تھا لیکن دیوا کے دل میں اس کے لئے ہمدردی کی کوئی لہر نہیں ابھری تھی۔ وہ بس ایک ہی احساس کا شکار تھا کہ اس کی وجہ سے وہ اپنی مرتی ہوئی ماں کی صورت بھی نہیں دیکھ سکا۔

کچھ لمحوں کے بعد وہ کھنڈر کے پاس پہنچ گیا۔ یہ کوئی پرانا مندر تھا جو اب بالکل ہی ختم ہو گیا تھا، دور دور تک کہیں کوئی اور چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔

کھنڈر میں داخل ہونے کے بعد اس نے ایک صاف ستھری جگہ دیکھی اور گھوڑے کو وہاں روک دیا۔ یہاں بھی آس پاس گھاس پھوس موجود تھی، درخت خال خال نظر آ رہے تھے۔ مندر بہت ہی بھیانک منظر پیش کر رہا تھا۔

دیوا نے سہارا دے کر چندر مکھی کو نیچے اتارا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ "ہم بستی پہنچ گئے دیوا، مجھے میرے گھر پہنچا دو۔" چندر مکھی نے نیم غشی کے عالم میں کہا۔

دیوا اسے سہارا دیتے ہوئے تھوڑا سا اندر لے آیا۔ مندر کے پختہ صحن میں پتے اڑتے پھر رہے تھے، ویسے اندر سے یہ جگہ زیادہ گندی نظر نہیں آ رہی تھی، وہاں ایک کنواں بھی تھا جو پکا بنا ہوا تھا۔ لکڑی کی ایک موٹی سی شاخ کو کنارے پر گاڑ کر اس میں چرخی لگائی گئی تھی اور اس چرخی میں ڈول اور رسی بھی نظر آ رہی تھی۔

دیوا نے چندر مکھی کو اس سے تھوڑے فاصلے پر پختہ زمین پر لٹا دیا اور اس کے بعد سوچنے لگا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ سب سے پہلا کام اس نے یہی کیا کہ کنویں سے پانی بھرا اور پانی بھرنے کے بعد چمڑے کے ڈول کو لئے ہوئے چندر مکھی کے پاس پہنچ گیا۔

"پانی پیئے گی۔" اس نے کرخت لہجے میں کہا اور چندر مکھی نے سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی اور پھر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ جواب دینے کے بجائے اس نے منہ کھول دیا تھا۔

"اوک سے پانی پی، میں تیرے ہاتھوں پر پانی ڈال رہا ہوں۔"

چندر مکھی نے اپنے خوبصورت اور نرم و نازک ہاتھوں کا پیالہ بنایا اور منہ سے لگا لیا۔ دیوا ڈول سے اس میں پانی ڈالنے لگا۔ ٹھنڈا اور میٹھا پانی، قدرت کا انسانوں کے لیے انعام۔

پانی پی کر چندر مکھی کی حالت خاصی بہتر ہو گئی۔ اس نے پانی لے کر اپنے منہ پر ڈالا۔ پھر تھوڑا سا پانی اپنے سر پر بھی ڈالا اور اس کے بعد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی۔ "یہ یہ تو میری بستی تو نہیں ہے۔"

دیوا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ خود بھی پانی پینے کی کوشش کرنے لگا اور جس طرح بھی بن پڑا اس نے اپنے چہرے اور جسم کو بھگویا اور خود تھوڑا سا پانی پی کر خاصی نڈھال سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ لیکن وہ چندر مکھی کے پاس نہیں بیٹھا۔

چندر مکھی اب پوری طرح ہوشیار ہو گئی تھی، کچھ لمحوں کے بعد اس نے آواز دی۔

"دیوا"

دیوا نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تو چندر مکھی بولی۔ "تو مجھے میری بستی نہیں لایا، تیرے دل میں اب بھی بدلے کی بھاؤنا ہے۔"

"بشو! اور تیرا باپ کسی بھی ہمدردی کے قابل نہیں ہیں۔ میں نے تجھے پاگلوں کی طرح نہیں چاہا تھا۔ مجھے تو تجھ سے نفرت ہی تھی اور یہ کوئی اتنی بری بات نہیں تھی۔ یہ کوئی اچھی چیز ہوتی ہے۔ یہ جانتے ہو [illegible] لیکن اس کی وجہ کیا ہے [illegible] مجھے تجھے معلوم ہے؟"

"تجھ پر جو بات مجھے بتانے کو ہے تو وہ یہ [illegible] ان باتوں کو اب یہ تو [illegible] گیا جاتا ہے۔ [illegible] بات [illegible] جانتا ہے تو وہ [illegible] مجھے [illegible] کر رہی ہوں۔ یہ [illegible] کی تیرا۔"

"ایسے نہیں جیسے میں مر جاؤں، ویسے تو شاہ مرے گی پھر بھی۔"

"تجھے اس معصوم [illegible] رحم نہیں آتا تو یا جس نے تیرا کچھ نہیں بگاڑا۔"

"میں نے بھی تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑا تھا۔ مجھے پیدا کیوں کیا گیا۔ اس کا [illegible] اب [illegible] میں تیری باقی باتوں پر [illegible] کا۔"

"افسوس اس کا کوئی [illegible] میرے پاس نہیں ہے۔" چندر مکھی نے افسردگی سے کہا۔ [illegible] دی۔

بات [illegible] بہت [illegible] اور [illegible] تو [illegible] چندر مکھی نے [illegible] مجبور [illegible] نقصان کا باعث بنا ہوا تھا۔ بیٹے کو اس کی حالت قابل [illegible] تھی۔ [illegible] دیکھا اور [illegible] انسان نہیں تھی لیکن حالات نے اسے [illegible] بنا دیا تھا۔

چندر مکھی نے اسے آواز دی۔ "[illegible]" اور وہ اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"ایک بات بتاؤ کہ مجھے کیا اسی طرح مجھے مرنا ہوگا، میری موت کے لیے تو نے کئی [illegible] تجھ سے کچھ بھی [illegible] اگر تیرے [illegible] یہاں بہت سے [illegible] بہت باقی ہے [illegible] اس وقت تک [illegible] مدد [illegible] ہیں۔ ایک بات [illegible] کر [illegible] میری زندگی کی کہانی ختم ہو جانے کی [illegible] بہتر ہے [illegible] مجھے کچھ کھانے کو دے۔ تو نے کب سے مجھے بھوکا پیاسا رکھا ہوا ہے۔"

"میرے پاس کھانے کو کیا رکھا ہے؟"

"[illegible] مجھے [illegible] پہنچا سکتا ہے تو [illegible] کرتا ہے [illegible] جانتا [illegible] مجھے [illegible] دے۔ [illegible] جانے دو [illegible] مجھے اس بے کسی کی موت نہ مار [illegible] تو [illegible] بچھو [illegible] کب [illegible] ہے۔"

جب آنسو آنکھوں سے نکلتے ہیں تو [illegible] اتفاق [illegible] دل کا غبار نکل جاتا ہے۔ [illegible] کے دل کو [illegible] بات اس کے دل میں کہ [illegible] چندر مکھی [illegible] رکھتا ہے [illegible] اس کے لئے [illegible] کی تلاش ضروری ہو جائے۔

وہ [illegible] سوچتا رہا [illegible] اس کے ہونٹ [illegible] نہیں تھے۔ [illegible] اس کے [illegible] تھا [illegible] شاید [illegible] کوئی [illegible] گیا۔

[illegible] نکل آیا [illegible] اس نے ایک اونچی جگہ [illegible] طرف [illegible] اچھی خاصی تعداد میں [illegible] ان [illegible] نظر نہیں آ رہی تھی۔ البتہ چھوٹے بڑے [illegible] نظر آ رہے تھے [illegible] اور [illegible] جاتی تھیں [illegible] ان سے [illegible] کا [illegible] سب [illegible] فاصلے پر [illegible] اور [illegible] جائے [illegible] پیچھے [illegible] تھے۔

اپنے [illegible] وہاں سے نکل کر [illegible] آگے بڑھتا ہوا چاروں طرف [illegible] چندر مکھی کے لئے بھی [illegible] مگر اب وہ صرف اس سے [illegible] رکھتا تھا۔ ابھی تک اس نے [illegible] کر [illegible] اس [illegible] مناسب تھا۔ [illegible] اس کے [illegible] گناہ [illegible] کے غم میں پاگل ہو جائے گی۔ وہ جانتا تھا کہ [illegible] کرتے [illegible] جدائی اس پر کیا اثرات مرتب کرے گی۔

چندر مکھی [illegible] منظور [illegible] اس کی جان کا [illegible] نہیں [illegible] اذیت سے [illegible] آنکھوں [illegible]۔

[illegible] جاتا تو [illegible] یقیناً اسے ہلاک کر [illegible] لیکن اب وہ [illegible] ہلاکت میں [illegible] اب [illegible] جدائی میں [illegible] اذیت سے [illegible]۔

[illegible] وہ [illegible] آیا۔ تب اسے ایک [illegible] نظر آئی جہاں [illegible] ان میں [illegible] دل [illegible] دور سے [illegible] لیکن اس نے [illegible] اپنے [illegible] قریب آ گئی [illegible]۔

شریفے نما پھل درخت میں لگے ہوئے تھے۔ ان کی ہلکی ہلکی خوشبو دور دور تک پھیلی رہی تھی اور یہ ناخوشگوار نہیں تھی۔ دیوا ان پھلوں کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اس نے گھوڑے کو ایک درخت کے نیچے روک دیا اور اس کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر دو پھل توڑے، تین چار پھل توڑ کر اس نے انہیں ناک کے قریب کر کے سونگھا اور پھر یہ دیکھنے کے لئے کہ ان کا مزہ کیسا ہے انہیں دانتوں سے توڑ لیا۔ جیسے ہی اس نے ایک پھل کو کاٹا اچانک اسے یوں لگا جیسے اس نے اپنے منہ میں تیزاب ڈال لیا ہو۔

ایسی شدید جلن اور ایسا کڑوا مزہ اسے اپنے منہ میں گھلتا ہوا محسوس ہوا کہ اس کے آگے کڑواہٹ کا ہر تصور ختم ہو جائے لیکن بات یہیں تک نہیں رہی۔ اسے اچانک یوں لگا جیسے اس کا حلق بند ہو گیا ہو، کوئی بہت ہی زہریلا پھل تھا۔

دیوا کے حواس گم ہونے لگے اور وہ گھوڑے کی پشت سے نیچے گر گیا۔ پھل بھی اس کے ساتھ ہی زمین پر گر گئے تھے۔ دیوا زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ رگھو جس نے اس پر کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ البتہ اس نے نیچے گرے ہوئے پھل زمین سے لے کر دانتوں سے چبایا اور دوسرے لمحے وہ کئی فٹ اونچی چھلانگیں لگانے لگا۔

اچانک ہی اس نے قلابازی کھائی اور اس کا سر درخت کے تنے سے ٹکرایا۔ دوسرے لمحے وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ اس کی آنکھیں پھٹ گئی تھیں اور منہ سے سبز جھاگ بہنے لگا۔ یہی کیفیت دیوا کی تھی، پھل کو اس نے بس تھوڑا سا کاٹا ہی تھا چبا کر نہیں دیکھا تھا، لیکن پھل تھا کہ قیامت، دیکھتے ہی دیکھتے دیوا کے منہ سے سبز رنگ کا پانی جاری ہو گیا اور اس کے اعصاب جواب دے گئے اور چند ہی لمحوں کے بعد وہ بے جان ہو گیا۔

دوسری طرف گھوڑا جو اس سے کچھ زیادہ جاندار تھا، تھوڑی دیر تک تڑپتا رہا اور اس کے بعد اس کی لاش بھی دیوا کی لاش کے قریب نظر آنے لگی۔ دونوں ختم ہو گئے تھے، ساری کہانیاں اس طرح لمحوں میں ختم ہو جاتی ہیں، کوئی نہیں جانتا کہ ان کا اگلا قدم اسے کس سمت لے جا رہا ہے۔

ادھر دیوا زندگی کی بازی ہار چکا تھا اور سارے طوفانی جذبے ابھرنے سے پہلے ہی دھرے رہ گئے تھے۔ ادھر چندر مکھی زندگی کے بدترین عذاب سے گزر رہی تھی۔ وہ شدید کرب کے عالم میں مندر کی ٹوٹی اینٹوں کے درمیان بل کھا رہی تھی۔ شدید اذیت ہوئی تو ہاتھوں کے بل اٹھنے کی کوشش کرتی اور اس کے منہ سے نیم غشی کے عالم میں نکلا۔ "پانی! آہ کوئی پانی پلا دو۔ تھوڑا سا پانی، میں مر رہی ہوں۔ آہ میں مر رہی ہوں۔"

اور اس ہمت آئی تو ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھی، چند قدم کھسکی اور اس کے بعد پھر بدحال

ہو جاتی، دیوا اسے جس جگہ چھوڑ کر گیا تھا وہاں سے اس نے کوئی دس پندرہ فٹ کا سفر طے کر لیا تھا، لیکن ٹوٹی پھوٹی اینٹوں کے سوا وہاں کسی انسانی وجود کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

جس جگہ وہ آ کر رکی تھی وہاں اینٹوں کے نیچے ایک بڑا سا سوراخ تھا جس پر چندر مکھی نے کوئی توجہ نہیں دی تھی، وہ اس وقت گھسٹ کر اس سوراخ پر رکی تھی کہ اچانک ہی اسے اپنی پشت میں ایک شدید تکلیف کا احساس ہوا، اسے یوں لگا تھا جیسے کسی نے پیچھے سے اس کی کمر میں چھرا گھونپ دیا ہو۔ اس کے حلق سے دلخراش چیخ نکل گئی، اب وہ تڑپ کر کئی فٹ پیچھے ہٹ گئی، پھر اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس سوراخ کی طرف دیکھا جس میں سے بار بار ایک کالے رنگ کے ناگ کا منہ نکل رہا تھا۔

"آہ مجھے سانپ نے ڈس لیا، بابا، بابا مجھے سانپ نے ڈس لیا، مجھے بچا لو بابا۔" اس کے حلق سے دلدوز چیخیں نکلنے لگیں اور اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی، اس کے ہاتھ پاؤں بے جان ہونے لگے، وہ نیچے گر پڑی اور پھر اس کے منہ سے نیلے رنگ کے جھاگ بہنے لگے اور چند لمحوں کے بعد اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

☆...☆...☆

اس میں کوئی شک نہیں کہ ارجن سنگھ کھرا چوہان تھا اور اس کا شجرۂ نسب سیدھا سیدھا پرتھوی راج چوہان سے جا ملتا تھا۔ ارجن سنگھ زمانے کی مصیبتیں جھیلتا آ رہا تھا، اس کی ماں ایک ننھی سی بچی کو چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئی تھی، باپ ٹھاکر دلیپ سنگھ کی حویلی کا خزانچی تھا اور ان کی تمام جائیداد وغیرہ کے حساب کتاب رکھتا تھا، نیک اور شریف آدمی تھا لیکن ٹھاکر دلیپ سنگھ کے بھائی کرم سنگھ نے جب لاکھوں روپے کا غبن کیا تو ارجن سنگھ کا باپ اس غبن کے سلسلے میں پکڑا گیا، اس نے ہاتھ جوڑ جوڑ کر ٹھاکر دلیپ سنگھ کو بتایا کہ ٹھاکر صاحب میں برسوں سے آپ کا نمک کھا رہا ہوں اور پوری ایمانداری کے ساتھ اپنا کام سرانجام دے رہا ہوں، لیکن بڑے لوگ ایسی باتوں کو کہاں مانتے ہیں۔

دلیپ سنگھ نے رام سنگھ کو پولیس کے حوالے کر دیا اور رام سنگھ نے اس بے عزتی کو برداشت نہ کر سکتے ہوئے آتم ہتھیا کر لی۔ ارجن سنگھ کو چھوٹی بہن رادھیکا ورثے میں ملی اور رادھیکا کی پرورش کی ذمہ داری اس کے کندھوں پر آ گئی۔ باپ کی موت کے بعد بستی والے اسے حقارت آمیز نگاہوں سے دیکھنے لگے تو ارجن سنگھ نے وہ بستی چھوڑ دی اور بہن کو سینے سے لگائے ہوئے در بدر مارا مارا پھرتا رہا۔ آخر کار اس نے ایک اور چھوٹی سی آبادی میں سکونت اختیار کر لی۔

یہاں بھی اسے ایک بڑے آدمی کے ہاں نوکری کرنی پڑی۔ یہ کرشن سنگھ تھا، کرشن بھی

ایک دولت مند زمیندار تھا اور زمینداری کے تمام گُروں سے آراستہ، چنانچہ جب اس نے ارجن سنگھ کی نوخیز بہن رادھیکا کو دیکھا تو اس پر مرمٹا اور اس نے صاف لفظوں میں ارجن سنگھ سے کہا:

"ارجن! رادھیکا کو ہماری حویلی میں بھیج دو، شہزادیوں کی طرح جیون بتائے گی۔ ہم تمہیں زمینیں دیں گے اور تم زمیندار کہلاؤ گے۔ تمہاری بہن کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ سوچ لو ہم سے سمجھوتہ کرکے جتنے عیش میں رہو گے، اتنے تم جیون بھر سوچ بھی نہیں سکتے۔"

بڑی کاری ضرب تھی۔ راتوں رات ارجن سنگھ بہن کو لے کر نکل پڑا۔ وہ یہاں سے کہیں دور چلے جانا چاہتا تھا لیکن کرپچن سنگھ بہت چالاک آدمی تھا۔ اس نے اس بات کا دھیان رکھا تھا کہ ارجن سنگھ کوئی ایسا عمل نہ کرنے پائے۔ نتیجے میں اس کے گھڑسوار ساتھیوں نے ارجن سنگھ اور اس کی بہن کو راستے میں جالیا۔

ارجن سنگھ نے بہن کی حفاظت کے لئے بھرپور جنگ کی اور کرپچن سنگھ کے چار آدمیوں کو شدید زخمی کر دیا، لیکن ان کی تعداد زیادہ تھی، چنانچہ انہوں نے ارجن سنگھ پر قابو پالیا اور اس کی بہن کو وہاں سے اُٹھا لے گئے۔ ارجن سنگھ نے لاکھ فریاد کی، لیکن کہیں اس کی شنوائی نہ ہوئی اور کرپچن سنگھ کے آدمیوں کو زخمی کرنے کے سلسلے میں اسے تین سال کی سزا ہو گئی، کوئی پرسان حال نہیں تھا، جان سے پیاری بہن رادھیکا نجانے کہاں کھو گئی تھی۔

تین سال کے بعد جب اسے رہائی ملی تو وہ منتیں کرتا ہوا کرپچن سنگھ کے پاس پہنچا اور اس سے درخواست کی کہ اس کی بہن کو اس سے ملا دیا جائے، کرپچن نے اسے دھکے دے کر باہر نکلوا دیا اور کہا کہ اس کی بہن رادھیکا کافی عرصے پہلے کہیں چلی گئی ہے۔ ارجن سنگھ نے اپنی تمام تر کوششیں کیں لیکن کہیں سے رادھیکا کا پتہ نہیں چل سکا، تب اس نے کرپچن کی حویلی کو آگ لگا دی اور وہاں سے فرار ہو گیا، اس کے دل میں اپنی بہن کا درد تھا، حلیئے بدل بدل کر وہ نجانے کہاں کہاں بھٹکتا رہا اور بہن کو تلاش کرتا رہا، لیکن وہ کہیں نہ ملی تو ارجن سنگھ کا دل دنیا سے بیزار ہو گیا، اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔

اسی گوشہ نشینی کے دوران اسے دھرم داس مہاراج ملے، مہاراج دھرم داس نے، جو ناگ ودیا کے داس تھے اس سے کہا کہ اگر وہ اپنی بہن کا پتا معلوم کرنا چاہتا ہے تو شیش ناگ کو جگا لے اور شیش ناگ کو جگانے کا عمل اسے مہاراج دھرم داس نے بتایا۔

شیش ناگ کو جگانے کے لئے اسے کسی ویرانے میں جگہ حاصل کرنی تھی اور وہیں مٹی کا ایک ناگ بنا کر منتروں کا جاپ کرنا تھا۔ دھرم داس کا کہنا تھا کہ مٹی کا بنایا ہوا یہ ناگ آخر کار ان منتروں سے جاگ جائے گا اور پھر سنسار اس کے قبضے میں ہوگا۔

ارجن سنگھ نے جوگ اختیار کر لیا تھا اور اسے جوگی بجرنگی کا نام دھرم داس ہی نے دیا تھا۔ دھرم داس سے جاپ کی پوری جانکاری لے کر وہ ویرانوں کی تلاش میں مارا مارا پھرتا رہا اور آخرکار اسے ایک ویرانے میں پناہ مل گئی۔

یہاں اس نے چکنی مٹی سے ایک سانپ بنایا اور اس کے بعد دھرم داس کا بتایا ہوا منتر پڑھنے لگا۔ اس ویرانے میں اسے بڑا سکون ملا تھا۔ جب بھی اسے ضرورت کی چیزیں درکار ہوتیں، وہ ایک لمبا سفر طے کر کے ایک چھوٹی سی بستی جاتا اور وہاں سے کھانے پینے کی چیزیں لے کر آ جاتا اور اس کے بعد یہ پراسرار اور ویران مندر ہوتا اور وہ۔

رفتہ رفتہ یہاں اس کا دل لگ گیا۔ بہن کی یاد آتی تو آنسو بہا لیتا تھا۔ ورنہ اس خاموش دنیا سے کہیں اور جانے کو اس کا دل نہیں چاہتا تھا۔

باہر کی دنیا بڑی ظالم تھی، جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا اسے یاد کرتا تو دل چاہتا کہ ساری دنیا کو آگ لگا دے، اس کے بعد دل مسوس کر رہ جاتا تھا۔ اب پتہ نہیں رادھیکا کہاں سے کہاں جا چکی ہو، زندہ بھی ہو یا مر چکی ہو، بس یہ تھوڑا سا تصور اس کے ذہن میں رہتا تھا۔

اس ویرانے میں اس کا دل لگ گیا تھا۔ یہ پرانا مندر اس کے دل کی طرح اُداس اور خاموش تھا، کبھی کبھی اس کا دل چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ یہاں کوئی ہو جس سے وہ باتیں کرے، جسے اپنے دل کی کہانی سنائے، لیکن یہ علاقہ ہی ایسا تھا کہ دور دور تک کسی انسان کا وجود نہیں تھا، بس چھوٹے چھوٹے جانور، چوہے وغیرہ بھاگتے دوڑتے نظر آ جاتے تھے وہ ان سے بھی باتیں کر لیا کرتا تھا، ان کے لئے بسکٹ اور دودھ وغیرہ لے آیا کرتا تھا۔

آج بھی وہ بستی سے واپس آیا تھا، اس کے پاس سبزیاں اور ضرورت کی دوسری چیزیں تھیں۔ وہ مندر میں داخل ہوا اور راستے طے کر کے اپنی مخصوص رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔ مندر ویسے تو بالکل کھنڈر بنا ہوا تھا لیکن اس کے کچھ حصے ابھی تک سالم تھے، ان کی چھتیں بھی مضبوط تھیں۔ سب سے خاص بات یہ تھی کہ ان کمروں میں چوہے یا دوسرے حشرات الارض نہیں آتے تھے، چنانچہ ارجن سنگھ اور موجودہ جوگی بجرنگی نے دو کمرے اپنے استعمال کے لئے صاف کر لئے تھے جن میں سے ایک کو اس نے پوجا گھر بنا رکھا تھا اور یہیں چکنی مٹی سے اس نے سانپ کا بڑا مجسمہ بنا رکھا اور اس کے سامنے بیٹھ کر دھرم داس کا بتایا ہوا منتر پڑھتا تھا اور اسے یقین تھا کہ آخرکار ایک شیش ناگ جاگ اٹھے گا اور پھر اس سنسار پر اس کا راج ہوگا۔

وہ ان ظالموں سے چن چن کر بدلا لے گا جنہوں نے اس کی رادھیکا اس سے چھین لی ہے، ان کا عرصہ حیات تنگ کر دے گا تا کہ وہ اسے جیسے دوسرے انسانوں پر ظلم نہ کر سکیں۔ دوسرا کمرہ

اس نے اپنے آرام اور دوسری ضرورتوں کے لئے بنا رکھا تھا۔

اس نو نے کھنڈر کی ایک ایک اینٹ سے اس کی واقفیت تھی، جدھر بھی قدم رکھتا ہر شے جانی پہچانی لگتی، راستے سے گزرتے ہوئے اسے ایک دم احساس ہو گیا کہ کھنڈر میں کسی اجنبی شے کا اضافہ ہوا ہے اور جب اس نے غور سے اس اجنبی شے کو دیکھا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ ایک انسانی وجود تھا۔

جوگی بجرنگی چند لمحوں کے لئے تو ساکت ہو گیا تھا لیکن پھر تجسس نے دوسرے احساسات سے بے نیاز کر دیا اور وہ پھرتی سے قدم بڑھا کر اس انسانی وجود کے پاس پہنچ گیا، لیکن قریب آ کر اسے ایک اور شدید ذہنی جھٹکا برداشت کرنا پڑا۔

دور سے نظر آنے والا وجود ایک نوجوان لڑکی تھی، لیکن اس کے بدن کی آڑ میں ایک اور انسانی وجود بھی تھا، یہ ایک نوزائیدہ بچی تھی، جس کی عمر چند گھڑیوں سے زیادہ نہیں تھی۔ اس کا رنگ نیلے آسمان کی طرح نیلا تھا اور وہ زمین پر چت پڑی ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔

بچی بے پناہ خوبصورت تھی لیکن قریب بے ہوش پڑی اس کی ماں بھی کم حسین نہیں تھی۔ بجرنگی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا کرے؟ عورت جس حال میں پڑی تھی اس کے تحت بجرنگی اسے چھو بھی نہیں سکتا تھا۔ آخر یہ ہے کون اور یہاں کیسے پہنچ گئی۔

وہ سب کچھ بھول کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اسے زور سے آواز دی "بہن جی۔ ... ہوش میں آؤ بہن جی۔ بہن جی۔ ..." کوئی آواز نہ پا کر اس نے عورت کے بازو کو جھنجھوڑا اور جہاں اس کا ہاتھ پڑا تھا وہاں کا گوشت پگھلے ہوئے موم کی طرح بہہ کر نیچے گر پڑا۔ بجرنگی اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے خوفزدہ آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھا۔ بہت عرصہ گزر گیا تھا یہاں اور اسے معلوم تھا کہ اس مندر میں بے شمار زہریلے سانپ رہتے ہیں، اس نے درجنوں بار ان سانپوں کو اپنے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھا تھا۔ لیکن دھرم داس کے بتائے ہوئے منتروں نے جو شیش ناگ کو بلانے کے لیے پڑھے جا رہے تھے ان سانپوں کو بھی اس کے سامنے سرنگوں کر دیا تھا۔

جوگی بجرنگی نے ان سے بھی دوستی کر رکھی تھی۔ شروع شروع میں تو یہ سانپ اس پر بُری طرح پھنکارتے تھے لیکن منتروں کی وجہ سے اس کے قریب نہیں آتے تھے جن میں وہ دودھ ڈال دیا کرتا تھا، سانپ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے، لیکن ایک اجنبی وجود کو انہوں نے مشق ستم بنا لیا تھا اور یہ بیچاری تو عمر ماں کسی انتہائی زہریلے سانپ کا شکار ہوئی تھی جس کے زہر نے لمحوں میں اس کا گوشت گلا دیا تھا۔ اور اب اس کی کیفیت یہ تھی کہ اسے جسم کے کسی بھی حصے سے پکڑ کر اٹھایا جائے تو

اس کے بدن کا سارا گوشت وہیں کا وہیں بہہ جائے۔

لیکن یہ بچی زندہ تھی اور اپنی انتہائی خوبصورت آنکھیں کھول کر پٹر پٹر دیکھ رہی تھی، اس کے گہرے نیلے رنگ کا راز بھی شاید اسی خوفناک زہریلے سانپ کے زہر کا نتیجہ تھا جس نے اس کی ماں کو ڈس لیا تھا۔ مگر یہ عورت کون ہے اور یہاں کہاں سے آ گئی۔ تاحدِ نظر ناقابلِ عبور راستے تھے اور بجرنگی نے آج تک کبھی کسی ذی روح کو اس خوفناک مندر کے آس پاس نہیں دیکھا تھا۔

پھر اس عورت نے یہ سفر کیسے کیا اور وہ بھی اس عالم میں یقیناً اس کے پیچھے کوئی راز ہے۔ ممکن ہے اس کا کوئی ساتھی آس پاس موجود ہو جس کے ساتھ یہ یہاں آئی ہو، لیکن اب کیا کیا جائے۔

بجرنگی نے انسانی فرض سمجھ کر سب سے پہلے اس بچی کو اس کی ماں سے جدا کیا اور اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر وہاں سے دور کر دیا، وہ اسے ساتھ لے کر اپنے کمرے میں آیا اور اس نے اسے چکنی مٹی سے بنے ہوئے شیش ناگ کے پاس لٹا دیا۔ اس کے عقیدے کے مطابق بچی یہاں بالکل محفوظ تھی اور کوئی شے اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی۔

اس کے بعد وہ پھر باہر آ گیا اور پریشانی سے سوچنے لگا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے، یہی خیال اس کے ذہن میں جڑ پکڑ گیا تھا کہ ماں بننے والی اس لڑکی کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہو گا جو کہیں آس پاس ہی ہو گا۔ بجرنگی اپنی بساط بھر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر جا جا کر زور زور سے آوازیں لگانے لگا۔ "کوئی ہے... اگر کوئی ہے تو جلدی سے میرے پاس آ جائے۔"

اس کی آواز بہت دور دور تک پھیل رہی تھی اور اس کی نگاہیں کسی انسان کی تلاش میں بھٹک رہی تھیں لیکن اسے کوئی نظر نہیں آیا۔ وہ اس مندر سے کافی دور نکل آیا تھا، جہاں اسے وہ درخت نظر آنے تھے جنہوں نے اس کی جان لے لی تھی، اس نے وہ بجرنگی کو نظر نہیں آیا۔ بہرحال بجرنگی واپس آ گیا اور پھر اس نے چندر تھوکی لاش کے پاس بیٹھ کر اسے بغور دیکھا اور اس کی آنکھوں میں رادھیکا کی شکل آ گئی، اس کی آنکھیں نم ہو گئی تھیں۔

"تو آئی بھی تو یہاں اس حال میں کہ میں تیری کوئی سیوا بھی نہ کر سکا، آہ کاش تُو زندہ سلامت ہوتی تو میں تجھے اپنی رادھیکا کا مقام دے دیتا، پر بھگوان نے میرے بھاگ میں غم ہی غم لکھے ہیں، اب بتا میں کیا کروں تیرا کوئی پتہ نشان بھی تو نہیں ہے، یہ بھی تو نہیں پتہ چلا سکا کہ تو یہاں تک پہنچی کیسے، کرتا ہوں کچھ تیرے لئے کرتا ہوں۔"

اور پھر اس نے فیصلہ کیا کہ عورت کی لاش کو جہاں وہ پڑی ہے اسی جگہ لکڑیاں چن کر اس کی چتا جلا دی جائے۔ اس کے موم کی طرح پگھلے ہوئے بدن کو تو اپنی جگہ سے ہلانا بھی مشکل ہی تھا۔

پھر اسے بچی کا خیال آیا ایک نگاہ دیکھ لیا جائے اسے۔ وہ اپنے کمرے کی طرف چل پڑا اور جیسے ہی اس نے کمرے کے اندر قدم رکھا ایک عجیب و غریب منظر نے اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلا دیں۔

انتہائی کالے رنگ کا ایک خوفناک جوڑا بچی کے پاس موجود تھا۔ ناگن نے اپنا منہ کھول کر اسے بچی کے منہ سے لگایا ہوا تھا اور کچھ اس طرح سے چپکی ہوئی تھی جیسے کوئی خاص عمل کر رہی ہو۔ بجرنگی نے محسوس کیا کہ بچی کے انداز میں کوئی تکلیف کا احساس نہیں ہے۔ ناگن اس کے منہ سے اپنا منہ لگائے پتہ نہیں اپنا زہر اس کے منہ میں اتار رہی تھی یا پھر بچی کی سانسوں کو اپنی سانس سے رہی تھی۔

بجرنگی ایک لمحے وہیں کھڑا رہا۔ آج سے پہلے اس نے کبھی شیش ناگ کے اس جوڑے کو اس پاس کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن انتہائی زہریلے کالے ناگوں کا یہ جوڑا آج پہلی بار اس خیمے کے پاس جانے کیا پراسرار عمل کر رہا تھا۔ ہوسکتا ہے ناگن کے زہر سے بچی بھی چند لمحوں کے اندر مر جائے لیکن اس نے اس عمل میں کوئی دخل نہیں دیا تھا اور کچھ لمحوں کے بعد وہاں سے واپس پلٹ پڑا تھا۔

اس کا ذہن بُری طرح چکرایا ہوا تھا ویسے تو زندگی میں بہت سے انوکھے واقعات سے پالا پڑا تھا لیکن یہ سب کچھ جو ہو رہا تھا ناقابل فہم تھا اور وہ بُری طرح چکرایا ہوا تھا۔ آخرکار اس نے مندر کے آس پاس کے درختوں سے خشک ٹہنیاں توڑنا شروع کر دیں اور کئی گھنٹوں کی شدید مشقت کے بعد جہاں چندر مکھی کی لاش پڑی تھی وہیں اس کی چتا بنانا شروع کر دی۔ لکڑیاں پورے بدن کے گرد جمع کر کے اس نے ان میں آگ لگا دی اور حسین چندر مکھی جسے اپنے حسن پر بے حد ناز تھا جل کر خاکستر ہونے لگی۔

دیوا اور مرجان وہ بیٹھا تھا اور چندر مکھی یہاں آخری دور سے گزر رہی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر کھڑا ہوا بجرنگی چندر مکھی کی جلتی ہوئی لاش کو دیکھتے ہوئے اپنی بہن کو یاد کر رہا تھا۔ کبھی کبھی اس کے منہ سے سسکی کے انداز میں رادھیکا کا نام نکل جاتا تھا۔

شعلے بلند ہوتے رہے، جلتے گوشت کی چراند پھیلتی رہی اور آخرکار آگ مدھم پڑتی چلی گئی۔ بجرنگی کو پھر بچی کا خیال آیا اور وہ اپنے کمرے کی طرف چل پڑا۔ اب وہاں ناگوں کا جوڑا موجود نہیں تھا اور بچی بڑے سکون کے ساتھ آنکھیں بند کیے شیش ناگ کی گود میں سو رہی تھی۔

بجرنگی آگے بڑھا اور بچی کے قریب بیٹھ گیا۔ پھر اس کے منہ سے نکلا "تو نے تو میری جگہ لے لی دیوتا تجھے چھپا نہیں، ارے کہیں تو میری رادھیکا تو نہیں ہے جو اس طرح میرے پاس آ

گئی۔ دیوتا اگر تجھے چیتا نہیں تو میں تیری سیوا کروں گا، تجھے رادھیکا کی طرح ہی دوبارہ پروان چڑھاؤں گا، بلکہ یہ تو اچھی بات ہے، میرا بھی من لگ جائے گا، یہ بات ٹھیک ہے کہ تو مجھے جیون دے گی۔"

وہ آگے بڑھا اور بڑی محبت سے اس نے ننھی سی بچی کو اپنی آغوش میں لے لیا۔ اس کے بدن کے نیچے ننگا دیکھ کر ایک بار اس کے دل میں خیال آیا کہ کہیں بچی بھی ناگ کے زہر سے پگھل نہ جائے۔ لیکن بچی بالکل ٹھیک ٹھاک تھی۔

اب اس کی خوراک کا معاملہ تھا تو بجرنگی دودھ لایا تھا۔ اس نے دودھ نکال کر ایک برتن میں لیا، پھر تھوڑے سے کپڑے کو بتی کی شکل میں بنایا اور دودھ میں ڈبو کر بچی کے منہ میں رکھ دیا، اس طرح اس نے خوراک کا مسئلہ بھی حل کر لیا۔

بچی کی آنکھیں بے پناہ خوبصورت تھیں، ویسے تو اس کی پوری شکل ہی حسین تھی لیکن آنکھوں کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا تھا جیسے ان میں مقناطیسی کشش ہو۔ بجرنگی اب بہت خوش رہنے لگا تھا۔ کھنڈر کے اس پراسرار ماحول میں یہ داستان دیکھنے والوں کے لیے انتہائی حیرت ناک تھی۔ ایک دن بجرنگی نے دیا کا سونا ہوا ہمیشہ بجھا دیا، اس سے تھوڑے فاصلے پر تھوڑے کا بچہ بھی رہ تقریباً نکل کر تھا، وہ پہچ ہوتا تب سے اس عورت کی وہاں آمد کا راز بھی معلوم ہو گیا لیکن یہ بات کسی بھی شکل میں پتہ نہ چل سکی تھی کہ وہ کون تھے اور کہاں سے آئے تھے۔ بجرنگی نے اسے بھلا دیا تھا۔

اب اس کی زندگی میں بس دو ہی کام رہ گئے تھے بچی کی پرورش اور شیش ناگ کی پوجا کرنے کا منتر۔

بہت وقت گزر گیا۔ بجرنگی نے درختوں پر یہ دیکھا تھا کہ سب پھلوں کو وہ توڑ رہا جنہیں اس نے لگایا تھا۔ بچی نے دیکھا تھا کہ اکثر شیش ناگ پاس آ جایا کرتا تھا۔ ایک بار بجرنگی کسی کام سے باہر گیا تھا۔ واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ ناگن کنڈلی مارے بیٹھی ہے اور اس کے پھن کے نیچے بچی بیٹھی ہوئی ہے۔ ناگ بڑی ہوشیاری سے بچی کے پاؤں چاٹ رہا ہے۔ ناگوں کا یہ جوڑا جیسے بچی کا محافظ بن گیا تھا۔

سامان وغیرہ لینے کے لیے بجرنگی کو بستی جانے کی ضرورت پیش آتی اور وہ پریشان ہو گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ بچی کو ساتھ لے جائے بستی سے سامان وغیرہ لے آئے لیکن جب اس ارادے سے وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ ناگن پہلے کی طرح بچی کو اپنی کنڈلی میں لیے ہوئے بیٹھی ہے اور ناگ اس کے آس پاس منڈلا رہا ہے۔ بجرنگی چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے تم اس کی حفاظت کر سکتے ہو۔"

ناگ بچی کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔ بجرنگی بازار آنے جانے میں کافی وقت لگ جاتا تھا۔ پھر

بھی اس نے تجربے کے طور پر یہ خطرہ مول لینے کا فیصلہ کرلیا اور بستی چل پڑا۔ بستی میں بہت سے لوگوں سے اس کی جان پہچان ہوگئی تھی۔ وہ کچھ ایسی چیزیں لے جایا کرتا تھا جنہیں بستی میں فروخت کرسکے۔ وہ ساز و سامان اکٹھا کرتا تھا۔ اس بار بھی وہ ایسا ہی سامان لے کر گیا تھا۔ اپنی پسند کی چیزیں خرید رہا تھا کہ ناچنے والوں کا ایک جوڑا نظر آیا جو ناچ گا کر پیسے لے رہے تھے۔ مرد نے عورت کو ست رانی کے نام سے مخاطب کیا تو برجنگی کو یہ نام اتنا پسند آیا کہ اس نے دل میں فیصلہ کرلیا کہ بچی کو بھی ست رانی کا نام دے گا۔

جب وہ واپس آیا تو بہت سے وسوسوں کا شکار تھا، لیکن اس نے دیکھا کہ بچی آرام سے مندر کے بیرونی حصے میں پتھر کی ایک سل پر لیٹی ہوئی ہے اور بہت سے ناگ اس کے گرد کھیل رہے ہیں۔ بچی نے اپنی مٹھی میں ایک ناگ کو دبایا ہوا تھا اور ہنس رہی تھی۔

برجنگی نے آسمان کی طرف دیکھا اور بولا۔

"اوپر والے! تیرے کھیل نیارے ہوتے ہیں۔ پتہ نہیں اس کے شریر میں میری رادھیکا کی آتما ہے جو مجھے اس سے اتنا پریم ہوگیا ہے اور کیا ہی اچھی بات ہے کہ ناگ اسے پال رہے ہیں، چلو ناگ دیوتا! میری مشکل تھوڑی سی کم ہوگئی۔"

برجنگی اپنی لگن میں مشغول تھا۔ ناگ کو ہی اپنا دیوتا مانتا تھا اور اس کی سیوا کرکے منتر پڑھ پڑھ کر اسے جگا رہا تھا۔

یوں بہت سے دن گزر گئے۔ ایک دن اس نے ایک عجیب تماشا دیکھا۔ ست رانی کو اس نے ایک برتن میں دودھ پلایا تھا اور تھوڑا سا دودھ اس کے پینے سے بچ گیا تھا۔ اس نے ایک برتن میں ڈال کر ایک طرف رکھ دیا کہ کوئی جانور رات کو پی لے گا۔ لیکن دوسرے دن جب اس نے برتن کے آس پاس دیکھا تو اسے آٹھ دس چوہے مرے پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ برتن کا دودھ ختم ہوگیا تھا لیکن چوہوں کے نیلے بدن آس پاس پڑے ہوئے تھے۔

برجنگی کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ یہ ست رانی کا جھوٹا دودھ تھا جو چوہوں نے پیا تھا اور چوہے اس طرح مر گئے تھے کہ ان کے بدن سے بھی نیلے نیلے رنگ کا پانی بہہ رہا تھا۔ برجنگی کو پتا لگ گیا کہ ناگن عام طور سے ست رانی کے منہ سے منہ لگائے کوئی عمل کرتی رہتی ہے اور ایک بات اور بھی دیکھی تھی برجنگی نے وہ یہ کہ ست رانی کے بدن کی نیلاہٹ آہستہ آہستہ کم ہوتی جارہی ہے اور اس کی جگہ ایک انجانی چمک دار سفیدی لے رہی ہے۔ ویسے یہ چھوٹی سی بچی حسن اعلیٰ ترین خصوصیات کی حامل تھی۔ برجنگی نے اتنی عمر کی کسی بچی کو نہیں دیکھا تھا۔ یہ خوفناک تجربہ اس کے لیے بڑے سنسنی خیز عمل کا باعث تھا۔

اس نے مزید تجربہ کرنے کے لیے ایک دن ایک اور کام کیا۔ ایک بلی جو برجنگی سے ہلی ہوئی تھی اور کبھی کبھی کہیں سے مندر میں آجاتی تھی، برجنگی کے تجربے کا شکار ہوگئی۔ اس نے بلی کو ست رانی کے پاس بٹھا دیا اور اس طرح کہ ست رانی کے سانسوں کی ہوا بلی کے چہرے کو لگے۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد برجنگی نے محسوس کیا کہ بلی نڈھال ہوتی جارہی ہے اور پھر وہ زمین پر سر رکھ کر سوگئی۔ لیکن اس کے بعد اسے دوبارہ جاگنا نصیب نہ ہوا۔ پہلے وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے بعد لڑھک گئی اور تھوڑی دیر کے بعد برجنگی کو پتہ چل گیا کہ بلی بے جان ہوچکی ہے۔ برجنگی کے منہ سے بے اختیار نکل گیا۔

"وش کنیا! ہاں یہ زہریلی ہوچکی ہے، کہیں اس کے زہر سے مجھے خود کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔" اس دن کے بعد سے برجنگی خود بھی احتیاط کرنے لگا۔

ست رانی حسین سے حسین تر ہوتی جارہی تھی۔ برجنگی اس کے لیے کچھ لاتا تھا۔ اس کے بال بے پناہ خوبصورت تھے۔ برجنگی انہیں جوڑے کی چوٹی بھی گوندھتا تھا، اس سے باتیں بھی کرتا تھا اور ست رانی اپنی عمر سے کہیں زیادہ ذہانت کی باتیں کرتی رہتی تھی۔

"اب میں کیا کروں، یہ تو بڑی ہوتی جارہی ہے اور جس تیزی سے بڑی ہو رہی ہے اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں خوب بڑی ہوجائے گی۔ پھر میں اس بیمار شیش ناگ کے سامنے منتر پڑھتے ہوئے جیون بتا رہا ہوں اور شیش ناگ ابھی تک نہیں جاگے۔"

"کیا میری پوری زندگی یونہی اسی مندر میں گزر جائے گی؟" یہ احساس برجنگی کو بڑی تیزی سے ہوتا جارہا تھا، لیکن اس کے دل میں ایک آگ جاگی ہوئی تھی۔ اپنی رادھیکا کو تلاش کرنے کی آگ اور دنیا میں رہنے والے ان ظالموں کی تباہی و بربادی کی آگ جنہوں نے اسے کوڑے سے بدتر سمجھ لیا تھا۔ لیکن برجنگی جانتا تھا کہ جب تک اسے کوئی ایسی ہی قوت حاصل نہ ہوجائے ان لوگوں سے لڑنا بہت مشکل کام ہے۔ یوں پورے دن گزرتے گئے، ست رانی اب خوب بڑی ہوگئی تھی۔ اس کا حسن نکھرتا چلا جا رہا تھا۔ نجانے کتنا عرصہ اسی طرح گزر گیا۔ ایک دن برجنگی کو بخار آگیا۔ تیز بخار سے اس کا بدن آگ کی طرح تپنے لگا۔ وہ کمرے میں زمین پر لیٹا کراہتا رہا۔ ست رانی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ "بابا برجنگی! تم کیوں لیٹے ہو؟"

"میں بیمار ہوگیا ہوں ست رانی۔"

"یہ کیا ہوا ہے؟"

"دیکھو میرا شریر تپ رہا ہے۔" ست رانی نے پیار سے برجنگی کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ دیر تک رکھے رہی اور اس کے بعد اس نے ہاتھ پیچھے ہٹا لیا۔

"تو مجھے بتاؤ تم ٹھیک کیسے ہوئے؟"

"مجھے نہیں معلوم میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ یہ ان کی وجہ سے ہے۔ مجھے اس طرح بتاؤ، کیوں کہ تجھے معلوم ہوا ہے ست رانی؟"

"ہاں مجھے پتا نہیں تھا، میں نے کچھ دوستوں سے کہا تھا، وہ تجھے ٹھیک کر دے گا۔"

"یہ دوست کون ہے؟"

"میرا دوست ہے وہ۔"

"تیرا دوست کہاں رہتا ہے؟"

"اسی مندر میں۔"

"میں نے تو اسے نہیں دیکھا تھی۔"

"میں دکھاتی ہوں تجھے۔" ست رانی نے کہا اور اس کے بعد اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

شاید وہ ذہن کی قوت تھی کہ چند ہی لمحوں کے بعد بجرنگی نے ایک لمبے سانپ کو دیکھا جو اپنے منہ میں کچھ پتیاں دبائے چلا آ رہا تھا۔ ست رانی کے سامنے اس نے وہ پتیاں منہ سے گرا دیں اور ست رانی اسے دیکھنے لگی۔

بجرنگی محسوس کر رہا تھا کہ سانپ کی ننھی ننھی آنکھیں ست رانی کی آنکھوں سے ملی ہوئی ہیں اور ست رانی جیسے اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ پھر سانپ نے گردن ڈالی اور وہاں سے واپس چلا گیا۔

ست رانی نے پتھر کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا اپنی جگہ سے اٹھایا۔ برتن میں رکھے ہوئے پانی سے اسے دھویا اور پھر پتیوں کو اس میں رگڑنے لگی۔ پتیوں سے ہرا ہرا سا ایک عرق حاصل ہوا تو ست رانی نے اسے اپنی انگلی سے اٹھا لیا اور اسے لئے ہوئے بجرنگی کے پاس آ گئی۔

"منہ کھولو بجرنگی بابا۔" اس نے کہا اور بجرنگی نے مسکراتے ہوئے منہ کھول دیا۔ ست رانی نے وہ ہرا ہرا عرق بجرنگی کے منہ میں ڈال دیا اور بجرنگی تھوتھو کرنے لگا۔ "ارے یہ کیا کر دیا تو نے مجھے، کیا کھلا دیا؟"

"میں نے تجھ سے کہا تھا نا کہ تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔ میرا دوست تمہارے لئے دوا لے آئے گا۔"

درحقیقت تھوڑی ہی دیر میں بجرنگی نے محسوس کیا کہ اس کے بدن میں ایک خاص قوت آتی جا رہی ہے۔ اسے اپنا بدن بھی ہلکا محسوس ہوا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"ست رانی یہ تو کمال ہو گیا۔ ایسے کیسے دوست ہیں تیرے؟"

"او بجرنگی بابا، جنگل میں سب سے میری دوستی ہے۔ یہ سب میرے لئے کام کرتے ہیں، مجھے طرح طرح کی باتیں بتاتے ہیں۔"

بجرنگی نے حیرت سے آنکھیں کھول دی تھیں۔ وہ نجانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔ اتنا عرصہ گزر گیا تھا، ابھی تک شیش ناگ بابا کا تھا نہ ہی بجرنگی کو کسی اور طریقے سے اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کا کوئی خیال آیا تھا۔ وہ بس اپنی دھن میں مست تھا۔ جب سے ست رانی اسے ملی تھی اس کی دنیا ہی بدل گئی تھی۔ وہ ست رانی ہی میں کھویا رہتا تھا اور ست رانی ایک مندر ایسی حسین تھی کہ صبح ہی صبح اسے ایک نظر دیکھ لیا جائے تو پورا دن خوشگوار گزرتا تھا۔

بجرنگی کے ذہن میں ایک خیال آیا اس نے کہا۔ "ست رانی، آج تک تجھے میں نے ایک بات نہیں بتائی۔ آج میں تجھے وہ بات بتانے والا ہوں۔"

"تو بتاؤ نا بجرنگی بابا، میں خود نئی نئی باتیں جاننا چاہتی ہوں، نجانے کیوں میرے من میں یہ خیال بار بار آتا ہے کہ جس طرح یہ بڑے بڑے درخت پھیلے ہوئے ہیں، جس طرح یہ چھوٹے چھوٹے جانور جیتے ہیں اور مر جاتے ہیں، ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اس مندر کے علاوہ بھی اور کچھ ہے۔"

"میں جانتا ہوں کہ فطرت ہمیشہ انسان کی رہنمائی کرتی ہے۔ وہ کہیں بھی اور کسی بھی ماحول میں ہو وقت اسے بہت کچھ سمجھا دیتا ہے۔ یہ صدیوں کی کہانیاں ہیں ست رانی۔ میں تجھے ان میں سے کچھ کہانیاں بتانے والا ہوں۔"

ست رانی ہمیشہ کی طرح پیار سے بیٹھ گئی۔ اس کی شوخ نگاہیں بجرنگی کے چہرے کا احاطہ کئے ہوئے تھیں اور بجرنگی آج ست رانی کو دنیا سے روشناس کرانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتا رہا کہ بات کا آغاز کس طرح کرے، پھر اس نے کہا۔

"تو نے ان چھوٹے چھوٹے جانوروں کو دیکھا ہو گا ست رانی، ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی دیکھا ہو گا، کیا تو نے کبھی یہ بات سوچی کہ یہ بچے اس سنسار میں کہاں سے آتے ہیں؟"

"سوچتی ہے، بلکہ میں نے پوچھا ہے ان سب سے، مجھے بتایا گیا کہ اوپر جو آکاش نظر آتا ہے یعنی جو نیلی ہوا ہے وہ ایسے ہی نہیں ہے بلکہ اس کے اوپر دیوتا رہتے ہیں اور پھر یہ دیوتا دھرتی پر روشنی ڈالتے ہیں تو دھرتی پر چھوٹے چھوٹے بچے گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ یہ دیوتا ان بچوں کے جنم داتا ہوتے ہیں، ایسا ہی ہے نا بجرنگی بابا؟"

"ہاں، دیوتا ہی ان کے جنم داتا ہوتے ہیں، انہیں من مرضی سے روپ دیتے ہیں اور ان کے سامنے میں یہ پروان چڑھتے ہیں، اس دھرتی پر رینگتے ہوئے بچوں سے ... خوشی ...

کرنے والے پرندے سارے کے سارے ماتا پتا کے سائے میں پلتے اور بڑھتے ہیں اور تو بھی ان میں سے ایک ہے۔"

"بجرنگی بابا تم نے مجھے بھی پرندہ اور کیڑا بنا دیا۔" ست رانی نے ہنس کر کہا۔

"بیٹا تیرا بجرنگی بابا تجھے کبھی غلط بات نہیں بتائے گا۔"

"یہ تو تو نے بڑی عجیب بات کہی، پر کیا نام لیا تم نے ماتا پتا۔ یہی کہا نا تم نے تو کیا میرے بھی کوئی ماتا پتا تھے؟"

"ہاں وہی میں تجھے بتانے جا رہا ہوں۔ سچ مچ تیری ماتا بھی تھی اور پتا بھی تھے اور انہوں نے ہی تجھے جنم دیا اور اس کے بعد تو یہاں آ گئی اور میرے پاس رہنے لگی۔"

"ٹھیک بجرنگی بابا جی، یہ تو بڑی عجیب کہانی ہے، اچھا ایک بات بتاؤ تمہارے بھی ماتا پتا تھے؟"

"ہاں تھے نا۔"

"وہ کہاں گئے؟"

"سو گئے، وہ کھو کر مٹی میں جا ملے۔"

"تم مجھے اور بھی کچھ بتاؤ۔" ست رانی نے بڑی دلچسپی سے کہا اور بجرنگی اسے سنسار کے جیالے کی کہانیاں سنانے لگا۔ ست رانی بہت دلچسپی اور اشتیاق سے یہ سب سن رہی تھی، وہ خود بھی بجرنگی کی باتوں میں تیزی سے اتفاق جو رہی تھی۔

"ان بچوں کی ماتا ئیں انہیں چھاتی سے لگائے رکھتی ہیں۔"

"ہاں انہیں پہلی خوراک ان ہی سے ملتی ہے۔"

"پر بجرنگی بابا ایک بڑی عجیب بات ہے۔ مجھے جب بھی کوئی پرندہ کوئی بھی بچہ اچھا لگتا ہے اور میں اسے چھوتی ہوں تو وہ لیٹ جاتا ہے اور پھر کبھی نہیں اٹھتا۔ ایک دفعہ میں دودھ پی رہی تھی کہ منکو میرے سامنے آ کر مجھ سے دودھ مانگنے لگا۔ میں نے دودھ اسے دے دیا۔ منکو نے دودھ پیا اور پھر میرے سامنے لیٹ گیا۔ پھر اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ اور پھر اس کے بدن کا سارا ماس اس کی ہڈیوں سے الگ ہو گیا۔"

بجرنگی سوچ میں ڈوب گیا۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے بابا بجرنگی؟"

"اس بات کا جواب پھر کبھی دوں گا تجھے۔" بجرنگی نے کہا۔

مگر اس دن کے بعد سے بجرنگی کسی قدر بے چین ہو گیا۔ وہ بار بار مٹی کے سامنے کے

سامنے جا کر بیٹھ جاتا منتر پڑھتا اور پھر سانپ سے باتیں کرتا۔

"بے یار کمونی، بے شیش کندھاری جیون بیت گیا منتر پڑھتے پڑھتے کب جاگو گے؟ کب میرے من کی آگ بجھے گی۔ ایسے تو باقی جیون بھی بیت جائے گا۔ مجھے تو لگتا ہے جوگی دھرم داس نے دوسری ہی بات کی ہے۔ وہ میری من کا کرودھ دھونا چاہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ میں آبادیوں سے دور چلا جاؤں گا تو سب کچھ بھول جاؤں گا۔ مجھے ایک لگن لگ جائے گی۔ نہ گرو جی ..... ایسا نہیں ہو سکے گا۔ مجھے اگر میری رادھیکا مل جائے تو شاید میں، سنسار کو معاف کر دوں۔ دوسری صورت میں جیون کی آخری سانس تک میں اسے نہیں بھول سکوں گا۔ مجھے پتہ تو چلے کہ وہ جیتی ہے یا مر گئی۔

اس دن وہ مٹی کے سانپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مجھے میرے سوال کا جواب دو شیش ناگ۔ تم کب جاگو گے۔ کب مجھے میرا اور دان ملے گا۔ اگر تم نے مجھے جواب نہیں دیا تو..... تو سب کچھ بھسم ہو جائے گا۔ میں پھر سے اندھی سنگھ بن جاؤں گا۔ میرے سوال کا جواب دو۔

اسے کوئی جواب نہیں ملا تو وہ غصے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے جواب نہیں ملا شیش کندھاری......" وہ واپس مڑا باہر نکل کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک وزنی پتھر اٹھا لیا اور اسے ہاتھوں میں لے اندر آ گیا۔

اس نے خونی نظروں سے مٹی کے سانپ کو دیکھا اور پھر پتھر اس کے پھن پر دے مارا مٹی کا پھن ٹوٹ کر دور جا گرا تھا اس کے بعد وہ دیوانوں کی طرح سانپ کو ریزہ ریزہ کرتا رہا اور جب اس نے اس کے آخری حصے پر ضرب لگائی تو اس کی نظریں سامنے اٹھ گئیں۔ نہ جانے کب ست رانی، ناگ کے پیچھے آ کھڑی ہوئی تھی۔ وہ خاموشی سے بجرنگی کو دیکھ رہی تھی۔ بجرنگی اسے دیکھتا رہا پھر بے اختیار مسکرا پڑا۔

"مل تو گئی، مل تو گئی مجھے میری شاکیہ منی، تو ہی تو ہے میرا کرم بھنڈار، دیکھوں گا۔ دیکھوں گا اب میں اپنے دشمنوں کو......"

☆...☆...☆

جوگی بجرنگی کا چہرہ یکسر تبدیل ہو گیا تھا۔ ان ویرانوں میں رہتے ہوئے اس کے اندر کافی تبدیلی آ گئی تھی، وہ نرم دل اور نرم خو ہو گیا تھا لیکن اچانک ہی اس کے اندر کا ارجن سنگھ پھر سے جاگ گیا۔ اس کی آنکھوں سے بیزاری جھانکنے لگی۔ وہ تیز نگاہوں سے ست رانی کو دیکھنے لگا جس کا چاند جیسا چہرہ دمک رہا تھا۔ اس کا حسن ہی اس قدر بے مثال تھا کہ دیکھنے والے کو دیوانہ کر دے۔ جن نگاہوں میں اس کا چہرہ آ جاسکے وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھیں۔ بجرنگی نے گردن جھٹکی اور حقارت بھری نگاہوں سے ناگ کی بکھری ہوئی مٹی کو دیکھنے لگا۔ ایک بار پھر اس کے منہ سے بڑبڑاہٹ نکلی۔

"مرو، یہ تمہارا بتایا ہوا جاپ اور منتر تو میرے کسی کام نہیں آ سکا، لیکن دیوتا کون نے مجھے میرا مقصد پورا کرنے کی اجازت دے دی ہے۔" یہ کہہ کر وہ واپس پلٹا پھر دروازے میں رک کر بولا۔

"آؤ ست رانی"

ست رانی کو بجرنگی کی باتیں بہت اچھی لگی تھیں، وہ ہنستی مسکراتی بجرنگی کے ساتھ باہر نکل آئی اور بولی۔ "تم نے شیش دیوتا کو کیوں توڑ دیا بابا بجرنگی؟"

"انہوں نے میرا کام پورا نہیں کیا تھا۔ میں نے بہت عرصے ان کی تپسیا کی مگر وہ سوتے ہی رہے اور جو سوتا ہے نا ست رانی وہ سب کچھ کھو دیتا ہے، آ ادھر بیٹھتے ہیں۔" بجرنگی نے ایک چوڑی سِل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ست رانی اس سِل پر جا بیٹھی۔

بجرنگی نے اب اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھنا شروع کر دیا تھا، وہ ست رانی کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے کہا۔ "میں نے جو کچھ کہا سمجھ آیا تمہاری۔"

"ہاں۔ سونے والے سب کچھ کھو دیتے ہیں۔"

"اور یہ جو سب کچھ ہم سے دور ہے اسے سنسار کہا جاتا ہے، سنسار میں ہمارے جیسے لاکھوں بستے ہیں۔ انہوں نے گھر بنائے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی مشکل میں ڈالتے رہتے

۔۔۔ست رانی جانتی۔۔۔ ضرور نام کیا ہو گا، ان کے درمیان پہنچ کر۔"

"تو میں کیا جانوں بابا بجرنگی، میں نے تو ان میں سے کسی کو بھی دیکھا بھی نہیں۔" ست رانی بھولے پن سے بولی اور بجرنگی یہ جائزہ لینے لگا کہ پترکی داس کو کس قدر سمجھ میں لینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ پھر وہ ست رانی کو سمجھانے کیا کیا بتاتا رہا دنیا میں بسنے والوں کے بارے میں، خود اس کے اپنے بارے میں، اس نے اسے یہ بھی سمجھایا کہ ان میں سے کوئی کچھ بھی کہنے کی کوشش کرے اسے ان میں سے کسی کی باتوں میں نہیں آنا ہو گا۔

"میں صرف دو کام کروں گی بابا بجرنگی جو آپ مجھ سے کہیں گے مگر میرا من اس سنسار کو دیکھنے کو چاہتا ہے بابا بجرنگی آپ مجھے ان کے درمیان لے چلئے۔"

"ہاں، میں نے یہی فیصلہ کیا ہے ست رانی کہ اب ہمیں سنسار والوں کے درمیان پہنچ جانا چاہئے۔"

"تو کب جا رہے ہیں ہم وہاں۔" ست رانی نے خوشی سے مخمور آواز میں کہا۔

"بہت جلد۔ اچھا ایک بات بتاؤ جب مجھے بخار ہوا تھا تو ایک کوڑیالہ سانپ کچھ پتے لے کر آیا تھا اور تم نے وہ پتے پتھر پر گھس کر مجھے ان کا ست چٹایا تھا اور میں ٹھیک ہو گیا تھا۔"

"ہاں۔"

"تم ان سارے جانداروں سے دوستی رکھتی ہو نا۔"

"سارے کے سارے میرے متر ہیں۔"

"تو پھر ان سے پوچھو کہ کون سی جڑی بوٹی کون سے مرض میں کام آتی ہے۔ ان جڑی بوٹیوں کے نمونے لاؤ اور مجھے بتاؤ، پتہ ہے ہم کیا کریں گے ست رانی۔ جب ہم ان سنسار باسیوں کے پاس جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ ہم بیماروں کا علاج کرتے ہیں اور ہمارے پاس ان کے علاج کے لئے بہت کچھ ہے، بس پھر پتہ ہے کیا ہو گا؟ وہ سنسار باسی ہماری خدمت کریں گے۔ ہمیں پیار سے اپنے درمیان جگہ دیں گے۔"

"میں معلوم کراؤں گی بابا بجرنگی، یہ کون سا بڑا کام ہے۔"

اور اس کے بعد بجرنگی نے جو عجیب و غریب منظر دیکھا وہ اس کی سوچوں سے بعید تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ست رانی عجیب سے انداز میں اسے ملی تھی۔ نیلے رنگ کے ایک ایسے بچے کی شکل میں جو سانپوں کا زہر پی کر اس دنیا میں آیا تھا، اس کے ماتا پتا کا بھی پتہ چل گیا تھا کہ وہ کہیں سے یہاں تک پہنچے تھے۔ اس کا باپ زہریلے پھلوں کا شکار ہو گیا اور ساتھ اس کا گھوڑا بھی اور ادھر اس کی ماں اسے جنم دیتے ہوئے کسی سانپ کے کاٹنے سے اس سنسار سے چل بسی۔ اس طرح

ست رانی کا جنم عجیب و غریب انداز میں ہوا، لیکن اب جو کردار سامنے آیا تھا اس نے اس کے بارے میں بہت سی باتیں سوچی تھیں۔

اس نے سوچا تھا کہ اپنے دشمنوں کے سامنے جائے گا۔ ست رانی کا حسن اچھے اچھوں کو مسحور کر دے گا اور اس کے بعد وہ اپنے شکار منتخب کرے گا، یہ دیکھے گا کہ کون کس قابل ہے اور اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے، اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی بہن رادھیکا کو بھی تلاش کرے گا۔ ہو سکتا ہے رادھیکا زندہ ہو اور اسے مل جائے، بس یہاں یہ آرزو اس کے دل میں گداز پیدا کرتی تھی، ورنہ دوسرا پہلو انتقام بن چکا تھا اور اب وہ جو تماشا دیکھ رہا تھا وہ عجیب تھا۔

طرح طرح کے جانور آتے ست رانی کے ہاتھ پر بیٹھ جاتے اور ست رانی ان سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ وہ عجیب و غریب آواز منہ سے نکالتی تھی جو بجرنگی کی سمجھ میں نہیں آتی تھی، لیکن آوازوں کے نتیجے میں بہت سے پرندے، حشرات الارض اور دوسرے چھوٹے چھوٹے جانور اس کے پاس آ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہرنوں کی ڈاریں بھی اس کی آواز سن کر رک جاتی تھیں اور اس کے بعد ان میں سے کوئی بوڑھا ہرن اس کے پاس آ کھڑا ہو جاتا تھا اور ست رانی اس سے باتیں کرتی رہتی تھی۔

پھر بجرنگی نے یہ بھی دیکھا کہ انہوں نے طرح طرح کی جڑی بوٹیاں لا کر اس کے سامنے رکھنا شروع کر دی تھیں، بجرنگی کے ہوش اُڑے جاتے تھے، وہ اس سنسار کا سب سے انوکھا کام سر انجام دے رہا تھا اور اس کے بعد اس نے ست رانی سے ان جڑی بوٹیوں کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔

ست رانی جو کچھ بتا رہی تھی وہ ناقابل یقین ہوتا تھا۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ جانور ان جڑی بوٹیوں کے بارے میں یہ سب کس طرح جانتے ہیں، لیکن وہ اپنے تجربات بیان کرتے تھے، وہ کیسے بولتے تھے اور ست رانی کا دماغ ان کے دماغوں سے کس طرح جانتا تھا اس کی سمجھ بجرنگی کو آج تک نہیں آئی تھی، لیکن وہ ان جڑی بوٹیوں کے بارے اتنا جان چکا تھا کہ پیچیدہ سے پیچیدہ مرض کا علاج کر سکتا تھا۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ جڑی بوٹیاں صرف اس جنگل میں نہیں پائی جاتیں بلکہ باہر کی دنیا میں بھی انہیں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح بجرنگی ایک بڑا حکیم بن گیا تھا۔ اس نے کافی وقت اس کام میں صرف کیا اور اس دوران وہ اپنے سفر کی تیاری بھی کرتا رہا۔

وہ بستی جہاں وہ جاتا تھا اور جہاں سے کھانے پینے کی چیزیں لے کر آیا کرتا تھا یہاں سے کافی فاصلے پر تھی لیکن اسے اس بات کا علم تھا کہ اس بستی میں جا کر وہ وہاں سے آگے کے سفر کے لئے معقول بندوبست کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ تہذیب یافتہ دنیا میں سب

سے بڑی طاقت دولت ہوتی ہے۔ آج تک اپنی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے وہ جنگل سے مختلف چیزیں لے جایا کرتا تھا۔ درختوں کی چھال، جنگلی بوٹے جو دواؤں میں کام آتے تھے اور ان سے اچھے خاصے پیسے بنا لیا کرتے تھے لیکن اس وقت بجرنگی کے دل میں بڑی بھاری تمنا تھی۔ البتہ اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ شہری آبادی میں جانے کے لیے اسے بہت سی چیزوں کی ضرورت پیش آئے گی کیونکہ اب اس کے ساتھ ست رانی بھی تھی۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ ست رانی کو چھپانے کے لئے کس طرح کے [illegible] ست رانی لوگوں کی نگاہوں میں نہ آ سکے، ورنہ اس کے حسن سے [illegible] نہ جانے کتنا خون خرابہ ہو جاتا۔

"تمہیں ایسے [illegible] ست رانی، جس میں تمہارا شریر اور تمہارا منہ چھپ جائے گا، بس آنکھیں کھلی رہیں، تم لوگوں کے سامنے نہیں آؤ گی، سمجھیں" اس نے ست رانی کو آگاہ کر دیا۔

"[illegible] جنگل میں پلی بڑھی ہوں، پرندے اور [illegible] مجھے [illegible] ہیں۔"

"[illegible] ست رانی، وہ تمہیں [illegible] پہچاننے کی کوشش کر سکتے ہیں۔"

"[illegible]"

"[illegible] تمہیں ان کے سامنے لے [illegible] گا۔" بجرنگی نے کہا اور ست رانی خوشی سے تیار ہو گئی۔

آخر کار بجرنگی نے [illegible] چھوڑ دیا جہاں وہ رہا تھا، یہاں اس نے زندگی کا بہت حصہ بتا دیا تھا۔ [illegible] جوان [illegible] تھا لیکن اب اس کی عمر بڑھاپے کی طرف چل پڑی تھی، جڑی [illegible] کا ایک بڑا [illegible] اس نے اپنے ساتھ لے لیا تھا اور اب ان جڑی بوٹیوں سے اسے بھرپور [illegible] تھی، سب سے بڑی بات یہ کہ ست رانی اس کے ساتھ تھی جس کی نس نس میں زہر بھرا تھا۔ [illegible] کی سانسیں اور اس کی چھوٹی چھوٹی [illegible] اس قدر زہریلی تھی کہ انسان تو انسان جانور تک ان کا [illegible] [illegible] تھے۔

غرض یہ کہ بجرنگی اس وقت ایک عجیب و غریب شخصیت بن کر دنیا میں جا رہا تھا اور سب سے [illegible] بات یہ تھی کہ اب [illegible] دل میں دنیا سے انتقام لینے کا خیال تھا اور اس کی شخصیت میں کہیں [illegible] باقی نہیں رہی تھی۔

یہ سفر اس کے لئے تو خیر معمول کے مطابق تھا لیکن ست رانی مندر چھوڑ کر، باہر کی دنیا کو بڑی دلچسپی سے دیکھ رہی تھی۔

آخرکار وہ لوگ لمبا سفر طے کر کے بستی پہنچ گئے لیکن وہ بری طرح خوفزدہ تھی۔ بجرنگی نے اس کے چہرے پر کپڑا لپیٹ رکھا تھا اور اس کے بدن کو ڈھیلے ڈھالے کپڑوں میں ملبوس کر رکھا تھا۔ تاکہ کسی کی توجہ اس کی جانب نہ ہو سکے۔

بجرنگی نے ایک سرائے میں رہائش کے لیے جگہ حاصل کی اور پھر وہیں سے ست رانی کو انسانوں اور ان کی زندگی کے بارے میں نظارے کرانے لگا۔ ست رانی انتہائی حیران ہوئی لیکن اس کے اندر خوشی کا طوفان اُمڈ رہا تھا۔

میں تو ان کے بیچ ہی رہوں گی، وہاں تو میں بالکل اکیلی تھی، یہاں تو میرے جیسے بہت سے ہیں عورتیں، بچے میں انہیں دیکھ کر حیران ہوں۔"

بجرنگی اس کا استاد تھا، وہ ست رانی کو ہر چیز سے روشناس کرا دینا چاہتا تھا۔ اس کے بعد ست رانی کو سرائے کے کمرے میں چھوڑ کر اور اسے ہدایت دے کر وہ وہاں سے باہر نکل آیا۔ اس بستی کے بارے میں اسے ہر طرح کی معلومات حاصل تھیں۔

بہرطور اب حالات بہت مختلف ہو گئے تھے۔ ست رانی اس قدر حسین تھی کہ اسے اس بات کا بھی خطرہ تھا کہ اگر کسی کی غلط نگاہوں کا شکار ہوئی تو سر منڈواتے ہی اولے پڑ جائیں گے۔ اس کے ذہن میں تو منصوبے ہی دوسرے تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے اس نے اس طرح کے لباس خریدے کہ ست رانی سر سے پاؤں تک ان میں پوشیدہ ہو جائے۔ یہ بھی ایک انوکھا کام تھا لیکن اس کے بغیر گزارہ مشکل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے لئے بھی بندوبست کیا تھا۔ اس کی داڑھی خوب بڑھی ہوئی تھی۔ بال بھی کندھوں سے نیچے تک آ گئے تھے۔ پہلے بھی اس نے ان پر توجہ نہیں دی تھی لیکن اب اس نے باقاعدہ ایک جوگی کا روپ دھارا اور اپنا حلیہ بدل لیا۔ قاتل بجرنگی یعنی ارجن سنگھ کو پہچانا جا سکتا تھا اس لئے حلیہ وغیرہ بہت احتیاط کے ساتھ تبدیل کر لیا گیا۔

ست رانی کو اس نے جس طرح کا لباس پہنایا تھا اس سے اس کا چہرہ بالکل چھپ گیا تھا۔ صرف آنکھیں نظر آتی تھیں، لیکن یہ آنکھیں بھی قیامت تھیں، ان آنکھوں میں ایسا سحر تھا کہ انسان تو انسان جانور بھی مسحور ہو جاتے تھے۔

اپنے طور پر تمام تر تیاریاں کرنے کے بعد وہ اس بستی سے چل پڑا۔ بسوں کے ذریعے سفر کرتا ہوا وہ آخرکار ایک شہر میں داخل ہو گیا۔

یہاں بس اڈے سے اترنے کے بعد اس نے آگے سفر اختیار کیا تھا اور تھوڑا سا راستہ طے

کر کے دریائے جمنا کے کنارے پہنچ گیا۔ یہاں پورے کا پورا مندروں کا شہر آباد تھا۔ چاروں طرف یاتری پھیلے ہوئے تھے انہوں نے جگہ جگہ اپنے استھان بنا رکھے تھے۔ ایک اچھی اور خوبصورت جگہ بجرنگی نے بھی اپنے لئے منتخب کر لی۔ پیپل کے گھنے درخت کے نیچے ایک چھوٹا سا چبوترہ تھا، اس چبوترے پر بجرنگی نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا۔

ست رانی پُرشوق نگاہوں سے چاروں طرف کا ماحول دیکھ رہی تھی اس نے کہا۔ "یہ تو عجیب جگہ ہے بابا بجرنگی۔ یہ کون سی جگہ ہے؟"

"میں نے تمہیں بتایا تھا ست رانی کہ سنسار میں انسانوں کا مندر بنتا ہے۔ یہ جو بڑا سا دریا بہہ رہا ہے یہ جمنا ہے اور یہ مندر جو پھیلے ہوئے ہیں ان میں پوجا ہوتی ہے۔ بڑے بڑے نام ہیں ان مندروں کے، بڑے بڑے پجاری ہیں یہاں ...... لوگ اپنی منوکامنائیں پوری کرنے کے لیے یہاں آتے ہیں۔ یہ جو درختوں کے نیچے اور مندروں کے احاطے میں لوگ پھیلے ہوئے ہیں، یہ سارے کے سارے یاتری ہیں، کچھ پجاری بھی ہیں جو پوجا پاٹ کے لئے مندروں ہی میں رہتے ہیں، بڑی عجیب عجیب کہانیاں ہیں ان کی، میں رفتہ رفتہ تمہیں ان کے بارے میں بتاؤں گا۔"

"ہم یہاں، اس جگہ رہیں گے بابا بجرنگی ...؟"

"ہاں، تمہیں یہ جگہ کیسی لگی ہے؟"

"اچھی ہے، یہاں سے تو دور دور تک کا نظارہ ہوتا ہے۔"

بجرنگی دریائے جمنا کے کنارے آباد اس شہر کی دلچسپیوں کا جائزہ لینے لگا۔ اس شہر کا نام متھرا تھا اور یہ ہندو دھرم کی ایک پوتر جگہ سمجھی جاتی تھی جو دریائے جمنا کے کنارے آباد تھی۔ بجرنگی نے اس شام پوجا میں حصہ لیا اور ست رانی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

یہاں قیام کا تیسرا دن تھا جب بجرنگی کو اس کی مرضی کا کام مل گیا۔ وہ ایک کنبہ تھا جس میں تین مرد اور تین عورتیں تھیں، ایک عمر رسیدہ عورت، ایک جوان عورت اور دوسری تقریباً سترہ اٹھارہ سال کی لڑکی جو انتہائی خوبصورت تھی، لیکن جس کا چہرہ یرقان زدہ تھا۔ اس کی حالت کافی خراب معلوم ہوتی تھی۔ اتفاق کی بات یہ کہ ان لوگوں کو بھی اسی چبوترے پر جگہ ملی۔ بجرنگی اور ست رانی اس وقت درخت کے تنے سے ٹیک لگائے باتیں کر رہے تھے۔ ست رانی کو اپنے دوست بہت یاد آتے تھے اور وہ کہتی تھی۔ "انسانوں کی یہ آبادیاں بڑی سندر ہیں بابا بجرنگی! اگر وہ جو پیچھے رہ گئے، انہیں ساتھ لے آتے تو مجھے بڑا ادکھ ہوتا ہے۔"

"تمہارے آگے ایک دنیا پڑی ہوئی ہے ست رانی کہ سنسار میں بہت سے لوگوں سے

نیا نیا ماحول ہے، اس لئے تھوڑا سا انتظار کرو پھر تمہارا من ان کے بیچ لگ جائے گا۔"

جو لوگ یہاں آ کر قیام پذیر ہوئے تھے ان میں سے ایک پُروقار چہرے والے شخص نے جو پچپن ساٹھ کی عمر کے قریب ہوگا، بجرنگی سے کہا۔ "بابا صاحب! اگر آپ اجازت دو تو ہم بھی اس جگہ [illegible] کچھ دن رہیں گے پھر یہاں سے چلے جائیں گے۔"

"بھگوان کی سیوا مہاراج! ہم کون ہوتے ہیں آپ کو روکنے والے؟"

"بہت دھنیواد، یہ احسان آپ کا!"

اس شام پوجا پاٹ سے فارغ ہونے کے بعد جب بجرنگی اور ست رانی بھی درخت کے نیچے پہنچے تو وہ لوگ بھی آ گئے۔ عمر رسیدہ عورت سسکیاں لے کر رو رہی تھی۔

ست رانی نے ہمدردی کی نگاہوں سے انہیں دیکھا اور بجرنگی سے سرگوشی میں بولی۔ "یہ کیوں رو رہی ہے؟ یہ کون لوگ ہیں بابا بجرنگی؟ آپ نے ان سے پوچھا نہیں؟"

"پوچھتا ہوں۔" بجرنگی نے کہا اور پھر وہ ان بوڑھے شخص کے پاس پہنچ گیا۔

"مہاراج! سنسار میں مشکل ہی مشکل ہے۔ ہمدردی ہو تو کبھی کبھی ہم ایک بوجھ سے تھوڑا سا ہلکے ہو جاتے ہیں کہ دل ہلکا ہوتا ہے۔ آپ نے ابھی تک اپنا پریچے (تعارف) نہیں کرایا۔"

"ہاں پنڈت جی! انسان مشکل ہی مشکل میں گھرا ہوتا ہے۔ ہم لوگ بھی ایک مشکل کا شکار ہیں۔ میرا نام دوارکا ناتھ ہے۔ یہاں کے پاس گاؤں [illegible] رہتا ہوں، روپے پیسے کی کوئی کمی نہیں ہے۔ پر ایک مشکل کا شکار ہو گیا ہوں۔ [illegible] دونوں بیٹے ہیں اور وہ میری دھرم پتنی ہے اور تیسری میری بیٹی ہے، دلاری میری بیٹی ہے اس کا نام سمرن ہے۔ یہ میری چھوٹی بیٹی ہے، بہت ہی شوخ شریر اور ہنس مکھ تھی، پر بھگوان جانے کس کی نظر لگ گئی۔ میری دھرم پتنی کہتی ہے کہ اس پر کسی بھوت پریت کا سایہ ہو گیا ہے۔ گھر بھی ہمارا ایسا ہی ہے۔ پیپل کا ایک درخت گھر کے پیچھے ہے اور بہت پرانا ہے، اس کی آدھی چھایا ہماری چھت پر پڑتی ہے اور یہ لڑکی [illegible] دن ہو رات چھت پر چڑھ جاتی ہے۔ آپ اس کے بال دیکھ رہے ہو، یہ کالی گھٹا کی طرح پھیلے اور بکھرے رہتے تھے حالانکہ میری دھرم پتنی اسے سینکڑوں بار منع کر چکی تھی کہ بال کھول کر شام کے سمے چھت پر مت جایا کر۔ پر یہ [illegible] ایسی مشکل میں پڑ گئی [illegible] بیمار [illegible] گلاب کی پتیوں جیسا تھا [illegible] آتی رہتی ہیں، طبیعت [illegible] رہتی ہے۔ [illegible] دوائیں بھی دیں [illegible] بدن دیکھو ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوتا جا رہا ہے۔ اکیلی بیٹی ہے

ہماری ماتا پتا اور بھائیوں کی چہیتی۔ ہم پوجا پاٹ کرانے لے آئے ہیں، بھگوان سے پرارتھنا کرتے رہتے ہیں کہ بھگوان اسے اچھا کر دے۔ میری دھرم پتنی اسی بیٹی کے لیے رو رہی ہے۔"

☆...☆...☆

رات کو جوگی بجرنگی نے ست رانی سے بات کی تو ست رانی بولی۔ "یہ ٹھیک ہو سکتی ہے بابا بجرنگی!"

"کیسے.....؟"

"میں کل صبح بتاؤں گی آپ کو!" اس نے کہا۔

دوسری صبح جوگی بجرنگی نے دوارکا ناتھ سے کہا۔ "مہاراج! اگر آپ اچھا سمجھیں تو تھوڑا سا سمے سمرن بیٹی ست رانی کو دے دیجئے۔ ست رانی اسے دیکھنا چاہتی ہے۔"

"تو ابھی ملا دیجئے۔"

سمرن کو ست رانی کے سامنے بٹھا دیا گیا۔ سمرن نے مسکرا کر اسے دیکھا اور بولی۔ "تمہارے بارے میں تو کچھ پتہ ہی نہیں چل سکا کہ تم لڑکی ہو یا لڑکا.....! یہ تم اپنا چہرہ اس طرح کیوں ڈھک رکھا ہے؟"

"خاموش ہو جاؤ اور میری آنکھوں میں دیکھو۔" ست رانی نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر کہا۔

"تمہاری آنکھیں تو اتنی سندر ہیں کہ جب بھی میں نے انہیں دیکھا میرا من چاہا کہ تمہارا چہرہ بھی کھول کر دیکھوں، کیا دکھا رہی ہو مجھے اپنی آنکھوں میں؟" سمرن نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

ست رانی کو اس کی مسکراہٹ بہت اچھی لگی۔ اس نے کہا۔ "جو کچھ میں تمہیں اپنی آنکھوں میں دکھانا چاہتی ہوں، وہ تمہیں دیکھ کر ہی پتہ لگے گا۔"

"چلو دیکھتی ہوں میں تمہاری آنکھوں میں!" سمرن بولی اور اس نے ست رانی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں لیکن اچانک ہی اسے یوں لگا جیسے کسی طاقتور ہاتھ نے اس کے دماغ کو جکڑ لیا ہو۔

ست رانی اسے غور سے دیکھ رہی تھی اور سمرن کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے سارے وجود پر ایک نشہ سا طاری ہوتا جا رہا ہو۔ وہ کچھ لمحوں تک اسی طرح ساکت بیٹھی رہی یہاں تک کہ خود ست رانی نے آنکھیں بند کر لیں تب کہیں جا کر سمرن کو ان آنکھوں کے سحر سے آزادی ملی۔ وہ دونوں [illegible]ں سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

کافی دیر تک اسی طرح گردن جھکائے بیٹھی رہی پھر اس نے سر اٹھا کر ست رانی کو دیکھا اور بولی۔

"یہ کیا ہو گیا تھا مجھے... تمہاری آنکھیں اتنی سندر ہو کر بھی اتنی خطرناک ہیں، مجھے تو یوں لگا جیسے کسی نے میرے دماغ کو پکڑ لیا ہو" ست رانی نے کوئی جواب نہیں دیا تو سمرن پھر بولی۔

"تم عجیب سی ہو، کچھ بولتی بھی نہیں، اپنا چہرہ نہیں دکھاؤ گی مجھے؟"

"دکھاؤں گی۔" ست رانی نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر اس جگہ آ گئی جہاں بابا بجرنگی بیٹھا ہوا تھا۔ بجرنگی نے ست رانی سے کہا۔

"کیا پتہ لگا یا تم نے ست رانی؟"

"میں نے جو پتہ لگایا ہے بابا بجرنگی اس کے لئے مجھے پھر تھوڑا سا سمے چاہئے۔"

"بجرنگی خاموش ہو گیا لیکن اس نے یہ نہیں دیکھا کہ اسی دن سورج چھپے پرندوں کا ایک جوڑا رانی کے پاس اس طرح آ کر بیٹھ گیا جیسے اس کی ہتھیلی پر آ گیا ہو۔ ست رانی نے انہیں اپنے چہرے کے قریب کیا اور ایک عجیب سی آواز اس کے منہ سے نکلی۔ جواب میں پرندے بھی اپنی آواز میں کچھ بولے تھے اور اس کے بعد فضا میں پرواز کر گئے تھے۔ رات کو ست رانی نے کہا۔ "بابا! وہ ٹھیک ہو سکتی ہے، اس کے پتا سے بات کر لیں، ہمیں کچھ کام کرنا ہوں گے لیکن کل...!"

"ٹھیک ہے، میں بات کر لیتا ہوں۔" بجرنگی اپنے ہی خیال میں ڈوبا ہوا تھا۔ موقع ملتے ہی اس نے دوارکا ناتھ سے کہا۔ "دوارکا ناتھ جی! بھگوان کے گھر سے آپ جو کچھ مانگ رہے ہیں بھگوان خود تو چل کر آپ کے پاس آنے سے رہے، وہ راستے نکالتے ہیں اور آپ کی بیٹی کے ٹھیک ہونے کا راستہ نکل آیا ہے، جو کچھ میں آپ سے کہوں گا وہ کریں گے؟"

"مہاراج! سب کچھ ہی کرنا ہے، میں تو خود کسی ایسے چمتکار کا انتظار کر رہا ہوں جو بھگوان کے گھر سے ہو اور ہماری بیٹی ٹھیک ہو جائے۔"

"تو پھر آپ کو یہاں سے واپس اپنے گھر چلنا ہوگا۔"

"ہاں! اگر کوئی ایسی بات ہے تو میں تیار ہوں۔"

"ڈوبتے کو تنکے کا سہارا چاہئے ہوتا ہے۔ دوارکا ناتھ تو اسی وقت جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا لیکن جوگی بجرنگی نے اس سے کچھ وقت مانگا اور آخر کار وہ ست رانی کو لے کر دوارکا ناتھ کے گھر چل پڑا۔

اس حویلی نما گھر کو دیکھ کر دوارکا ناتھ کی مالی حیثیت کا اندازہ اچھی طرح ہو جاتا تھا۔ بجرنگی نے ست رانی سے پوچھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے اور ست رانی نے اپنی جڑی بوٹیوں کے پٹارے

سے ایک سوکھی ہوئی بدنما بوٹی نکال لی اور اسے دیگچی بھر پانی میں ابلوایا اور جب پانی کا رنگ گہرا عنابی ہو گیا تو ست رانی کی ہدایت پر بجرنگی نے دوارکا ناتھ سے کہا۔

"آپ کی بیٹی کو تھوڑا سا کشٹ دینا ہوگا۔"

"بتایئے بجرنگی مہاراج۔"

"یہ پانی اسے پلانا ہوگا اور اس کے بعد اسے الٹا لٹکانا پڑے گا، یہ تکلیف اسے برداشت کرنا پڑے گی۔"

"بہت فرمانبردار لڑکی ہے، وہ ہر بات مان لیتی ہے، وہ خود اپنی بیماری سے عاجز ہے۔"

سمرن تھوڑا سا ناراض تھی۔ ست رانی سے کہ وہ اس سے بے تکلفی سے پیش نہیں آتی تھی جبکہ وہ اسے اپنا دوست بنانا چاہتی ہے۔ ست رانی نے ہنس کر کہا۔ "اگر تم ٹھیک ہو گئیں تو میں تمہاری دوست بن جاؤں گی۔"

"اور اگر نہ ہوئی تو...؟"

"تب بھی میں تمہاری دوست تو بنوں گی، مگر ایک شرط پر، یہ جو پانی میں نے بنایا ہے، یہ تمہیں پورے کا پورا پینا پڑے گا۔"

سمرن نے اس کی بات مان لی۔ اسے ایک ایسی جگہ لٹا دیا گیا جہاں اس کے پاؤں بالکل ہی اوپر اٹھ گئے تھے اور باقی بدن نیچے آ گیا تھا۔ ست رانی تو، باپ تو موجود تھی، بجرنگی اور دوارکا ناتھ کے علاوہ وہاں کی دھرم پتنی اور بھائی بھی...... یہ عجیب و غریب کھیل شروع ہو گیا حالانکہ دوارکا ناتھ کے دونوں بیٹے اس بات کے خلاف تھے اور انھوں نے باپ سے مخالفت بھی کی تھی۔

"پتا جی! آپ سب کی باتوں میں آ جاتے ہیں، اگر اس پانی کے پینے سے سمرن کو کوئی نقصان پہنچ گیا تو کیا ہوگا؟"

"بیٹا! میں اور میرے پتا جی ان سادھوؤں سنتوں کو بہت مانتے تھے، ہم نے بڑے بڑے چمتکار دیکھے ہیں ان کے...... سب کچھ بھگوان پر چھوڑ دو، ویسے بھی ہماری سمرن کس طرح جی رہی ہے اور اس کا جو حال ہے، اس سے تو یہ پتہ چلتا ہے تھوڑے ہی دنوں میں کہیں وہ سنسار نہ چھوڑ بیٹھے، جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے دو، ہم بھگوان کے مندر میں دعا مانگنے گئے تھے ہو سکتا ہے بھگوان نے ہماری سن لی ہو، بھگوان خود تو چل کر نہیں آتے، کسی کو کچھ دینے کے لیے وہ ذریعہ ہی بناتے ہیں، جو ہو رہا ہے، ہونے دو۔"

سمرن نے مشکل سے عنابی رنگ کے پانی کا ایک کٹورا پیا اور اسے بڑے زور کی ابکائی آئی۔ وہ نڈھال ہو گئی تھی لیکن ست رانی کے کہنے پر اسے دوسرا کٹورا دیا گیا۔ پانچ کٹورے پانی پیا

اور پانچویں کٹورے کے بعد اسے اُلٹی آئی اور اس کے منہ سے ایک موٹی چھپکلی نکل کر نیچے گری اور
اِدھر اُدھر دوڑنے لگی۔

بجرنگی نے فوراً ہی اس چھپکلی پر جوتا رکھ دیا تھا۔ چھپکلی اس کے جوتے کے نیچے کسمساتی رہی،
باقی لوگ دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے تھے سمرن کو یہ حقیقت نہیں معلوم تھی، پانچ اُبکائیوں نے
اسے بالکل نڈھال کر دیا تھا اور اس کی آنکھیں بند تھیں۔

چھپکلی تھوڑی دیر تک بجرنگی کے پاؤں کے نیچے دبی رہی اور پھر اس کی دُم علیحدہ ہو گئی۔ بجرنگی
نے پاؤں ہٹایا تو چھپکلی مر چکی تھی۔ دوارکا ناتھ کی دھرم پتنی دونوں ہاتھوں سے سینہ پکڑے ہوئے
منہ کھولے بیٹھی تھی۔ باقی لوگوں پر بھی سکتہ طاری تھا۔

ست رانی نے آہستہ سے کہا۔ "بابا بجرنگی! اب اسے سیدھا کر دیں، یہ ٹھیک ہو گئی۔"

سب لوگوں نے اس طرح ست رانی کے کہنے پر عمل کیا جیسے یہ کسی دیوی کی آواز ہو۔
نڈھال سمرن کو وہاں سے ہٹا کر ایک صوفے پر بٹھا دیا گیا اور وہ آنکھیں بند کر کے گہری گہری
سانسیں لینے لگی۔ خود بجرنگی بھی ششدر تھا۔ یہ بات تو اسے معلوم تھی کہ ست رانی وش کنیا ہونے
کے ساتھ ساتھ پرندوں اور دوسرے جانوروں کی دوست بھی ہے اور یہ سب اسے جڑی بوٹیوں
کے بارے میں بتاتے ہیں۔ بجرنگی کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ وہ اس وقت کو یاد کر رہا تھا جب یہ ننھی
سی بچی اسے مرگھٹ میں ماں کی آغوش میں ملی تھی، گویا اس کی تو تقدیر کے سارے ستارے کھل اُٹھے تھے۔
شیش ناگ کو جگانے کا عمل وہ اسی لئے کر رہا تھا کہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے کی قوت
حاصل کرے اور اپنی بہن رادھیکا کو تلاش کرے۔ گرو دھرم داس پر اس نے بھروسہ کیا تھا اور اس
کے بتائے ہوئے جاپ کو بڑی پابندی سے کرتا رہا تھا لیکن شیش ناگ نہیں جاگا تھا، ہاں اب اسے
احساس ہو رہا تھا کہ ست رانی کے مل جانے سے اس کا کام بن جائے گا۔ وہ عجیب و غریب قوتوں
کی مالک تھی اور آبادی میں آ کر اس نے جو پہلا کارنامہ سرانجام دیا تھا اس سے اندازہ ہو جاتا تھا
کہ آگے کیا کچھ ہو گا۔

دوسری طرف دوارکا ناتھ کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ نہ جانے کیوں پورے گھر والوں کو یہ
احساس ہو رہا تھا کہ سمرن اب ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ سب سمرن کی دلجوئی میں لگے ہوئے تھے۔
دوارکا ناتھ کے بڑے بیٹے نے کہا۔ "اگر ہماری بہن ٹھیک ہو گئی تو ہم آپ کا منہ موتیوں
سے بھر دیں گے بجرنگی مہاراج!"

ان دونوں کو رہائش کے لئے بہترین کمرہ دیا گیا اور ان کی تمام ضروریات پوری کی گئیں۔
ست رانی نے مسرور لہجے میں کہا۔ "مجھے اپنے ساتھیوں کو چھوڑنے کا دُکھ ہے، وہاں ان

سب سے میری دوستی تھی مگر یہ سب کچھ تو اس سے بھی اچھا ہے۔ مجھے یہاں بہت اچھا لگ رہا ہے، کیا
اب ہم یہیں رہیں گے؟"

"نہیں ست رانی! سنسار بہت بڑا ہے، یہاں بڑی نئی نئی چیزیں ہیں، میں تمہیں سنسار میں
بہت کچھ دکھاؤں گا، ہم کچھ سے بتا کر یہاں سے چلیں گے۔ اب تم مجھے ایک بات بتاؤ۔"

"جی بجرنگی بابا۔"

"اس لڑکی کے شریر میں چھپکلی ہے تمہیں کیسے پتہ چلا؟"

"میں نہیں جانتی بجرنگی بابا۔ جب میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اس کا شریر بول اُٹھا
کہ اسے کیا کشٹ ہے، پھر..... کھٹ بڑھئی کے جوڑے نے مجھے بتایا کہ اس کا علاج کیا ہے۔ اصل
میں بابا بجرنگی رات کو اُٹھ کر پانی پینے سے منش کو یہ دیکھ لینا چاہیے کہ جس برتن میں وہ پانی پی رہا ہے
وہ صاف ستھرا بھی ہے یا نہیں۔ سمرن نے بھی رات کو دیکھے بغیر ایک ایسے برتن میں پانی پی لیا جس
میں چھپکلی کا بچہ پڑا ہوا تھا۔ یہ بچہ پانی کے ساتھ اس کے شریر میں جا کر پلتا رہا اور اس کا وش سمرن
کے خون میں شامل ہوتا رہا۔ اب ماس کری سے اس کا خون دھل کر وش سے پاک ہو گیا اور چھپکلی
بھی اس کے شریر سے نکل گئی۔"

"ہے بھگوان..... میری گود میں پل کر بڑی ہوئی ہے تُو..... تجھے یہ ساری باتیں کس
نے بتائیں۔"

"میرے متروں نے بتائیں۔ وہ کہتے تھے کہ منش کو بھگوان نے سب کچھ دے کر اس
سنسار میں بھیجا ہے پر اس نے سب کچھ چھوڑ دیا ہے۔ منش ماٹی کا پتلا ہے اور ماٹی میں وہ سب کچھ
موجود ہے جو اس کو ہر بیماری سے بچا سکتا ہے، اگر وہ اسے تلاش کر لے تو اسے ہر بیماری سے آرام
مل جائے۔"

"یہ تجھے کس نے بتایا؟"

"بہت سے پرندوں نے اور ماس خوروں نے، ہم سب یہی باتیں تو کرتے تھے۔"

"ماس کری کیا چیز ہے؟"

"وہ بوٹی جو میں نے پانی میں ملا کر سمرن کو دی تھی۔"

"یہ پرندے، یہ جانور تجھے دوسری بیماریوں کی دوا بھی بتا سکتے ہیں؟"

"ہاں بابا بجرنگی، میں نہیں جانتی کہ کسی کو کیا بیماری ہے مگر جب میں اس کی آنکھوں میں
دیکھوں گی تو اس کی بیماری خود بول اُٹھے گی اور میرے متر مجھے اس کا علاج بتا دیں گے۔"
بجرنگی نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے ایک انمول ہیرا مل گیا تھا۔ ایسا تو اسے شیش ناگ کو جگا

اور بھی نہیں ٹل سکتا تھا۔ اب وہ بہت کچھ کر سکتا تھا، دولت بھی جمع کر سکتا تھا، اپنی بہن کو بھی تلاش کر سکتا تھا اور اپنے دشمنوں سے بدلہ بھی لے سکتا تھا۔ وہ خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا۔"

دوارکا ناتھ نے دوسرے ہی دن محسوس کر لیا کہ سمرن بہت تیزی سے صحت یاب ہو رہی ہے۔ وہ بے حد خوش تھا اور اس کے دل میں جوگی بجرنگی اور ست رانی کے لئے بڑا احترام پیدا ہو گیا تھا۔

"آپ نے میرے گھر کی روشنی مجھے واپس دے دی بجرنگی مہاراج۔ میں آپ کا یہ احسان کیسے اتاروں؟"

"آپ کی مہربانی دوارکا ناتھ جی۔"

"دیوی ست رانی کو تاکہ بھگوان نے بڑا گیان دیا ہے میری ایک اِچھا ہے۔"

"کیا......؟"

"آپ کو معلوم ہے کہ متھرا مندروں کا شہر ہے۔ اس دیوی کو کسی ایک مندر میں استھان دلا دیں اور اس کے ذریعہ ہندوستان بھر کے بیماروں کا علاج کرائیں، بہت بڑا مان ملے گا اور یہ اوتاروں کی طرح پوجی جانے لگی۔ مجھے وشواس ہے کہ ہندوستان بھر کا کوئی ڈاکٹر یہ پتہ نہیں چلا سکا تھا کہ سمرن کے شریر میں کوئی چھپکلی گھسی تھی ہے۔ وہ اس کے شریر میں کیسے چلی گئی بجرنگی مہاراج؟"

دوارکا ناتھ نے پوچھا اور بجرنگی نے اسے ست رانی کی سنائی ہوئی کہانی دہرا دی۔

"جے بھگوان ..... ایسی مہان دیوی کو ضرور کسی مندر کی داسی ہونا چاہئے۔ آپ کہیں تو میں نرو جوگیال سے بات کروں۔ نرو جوگیال یہاں کے سب سے بڑے مندر کے پجاری ہیں!"

"ابھی نہیں دوارکا ناتھ جی ..... سنسار میں بہت سے کام پڑے ہیں ہمیں ...نہ جانے کہاں کہاں جانا ہمیں اپنے کام کرنے ہوں گے۔ بس اب ہم جانا چاہتے ہیں۔"

"کچھ سے تو بتائیں ہمیں کچھ سیوا کرنے دیں۔" دوارکا ناتھ نے کہا۔

"بس ایک دو دن ہم آپ کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اس کے بعد ہم آپ سے آگیا چاہیں گے۔"

دوارکا ناتھ خاموش ہو گیا لیکن اس نے یہ بات اپنے بیٹوں سے کہی تو دونوں بیٹوں نے کہا۔

"ہم انہیں جانے سے کیسے روک سکتے ہیں اور سچ بھی ہے ایسی مہان آتما کو کسی مندر تک قید تو نہیں کیا جا سکتا، پتہ نہیں سنسار میں اور کہاں ان کی ضرورت ہو۔ انہیں بہت عزت سے یہاں سے رخصت کیا جائے۔ انہوں نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔"

دوارکا ناتھ نے دونوں بیٹوں نے گردن ہلا دی اور پھر ایک معقول رقم جوگی بجرنگی کو بڑی

انکساری سے پیش کی گئی۔

"ہمارے من کی خوشی ہے مہاراج۔ اسے کچھ اور نہ سمجھیں۔" بجرنگی نے خاموشی سے وہ رقم اپنے لباس میں محفوظ کر لی۔

دوسری طرف عورتوں کے درمیان ست رانی کے بارے میں باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ سمرن بڑی پریشانی سے کہتی۔ "اس کی آواز اور آنکھیں اتنی سندر ہیں کہ من چاہتا ہے اس کے پاس ہی بیٹھے رہو۔ ویسے تو وہ بہت اچھی طرح باتیں کرتی ہے مگر پتہ نہیں اپنا منہ کیوں چھپائے رہتی ہے۔ میں نے بابا بجرنگی سے یہ بات پوچھی تو وہ کہنے لگے کہ "بیٹی اس کے منہ کا چھپے رہنا ہی اچھا ہے۔"

"تم نے اس کے ہاتھ پاؤں دیکھے ہیں سمرن۔ بھگوان کی سوگند اتنے سندر ہیں مانو موم کے بنے ہوں۔" بھابھی نے کہا۔

"میرا من چاہتا ہے کہ کسی سمے جب وہ سو رہی ہو تو چپکے سے اس کے منہ سے کپڑا ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھ لوں۔"

"برا مان جائے گی۔ اگر اسے مکھڑا دکھانا ہوتا تو خود دکھا دیتی بھگوان جانے اس طرح منہ چھپانے میں کیا راز ہے۔ میرے من میں تو ایک بات آتی ہے۔"

"کیا......؟"

"کون جانے وہ آکاش سے اتری کوئی اپسرا ہو۔ کوئی ایسی مہان دیوی جسے دیوتاؤں نے منہ چھپانے کی ہدایت کی ہو اور سچی مانو تو مجھے بابا بجرنگی بھی اس کا پتا نہیں لگتا۔"

سمرن خاموش ہو گئی لیکن ست رانی کا منہ دیکھنے کا خیال اس کے ذہن میں جڑ پکڑتا چلا گیا۔

دوسری طرف بجرنگی نے دوارکا ناتھ سے کہا۔ "اب ہمیں آگے جانے کی آگیا دیں دوارکا ناتھ جی۔"

"من تو نہیں چاہتا مہاراج۔ مگر آپ جیسے رشی منی کو روکا بھی تو نہیں جا سکتا، کون جانے کسے اور کہاں آپ کی ضرورت ہو۔ ویسے یہاں سے کہاں جائیں گے؟"

"سنسار بہت پھیلا ہوا ہے، جہاں بھگوان لے جائیں گے چلے جائیں گے۔"

"کب جائیں گے مہاراج۔"

"اس کی تم چنتا مت کرو، کسی بھی سمے اٹھیں گے اور چل پڑیں گے۔" بجرنگی نے گول مول جواب دیا۔ اس کا ایک مشن تھا جو اب ست رانی کے ساتھ پورا ہونے کے امکانات نظر آنے لگے تھے لیکن وہ کسی کو اپنے پیچھے نہیں لگانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے دوارکا ناتھ کو کوئی صحیح جواب نہیں دیا بلکہ اس کے ذہن میں جگہ کا تعین موجود تھا اور اس نے آگے کے لئے فیصلے کر لئے تھے۔

دوارکا ناتھ کی دی ہوئی رقم اس کی سب سے بڑی ضرورت تھی۔ اس نے ست رانی کو بتا دیا تھا کہ کل صبح وہ خاموشی سے یہاں سے نکل جائیں گے۔

رات کو دوارکا ناتھ نے انہیں بھوجن پہنچایا اور پھر وہ آرام کرنے لیٹ گئے۔ ست رانی بچپن سے ہی بجرنگی کے کمرے میں سونے کی عادی تھی۔ اس وقت بھی وہ بجرنگی کے پلنگ سے تھوڑی دور دوسرے پلنگ پر گہری نیند سو رہی تھی۔ کمرے میں نیلی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔

پہلے سمرن اور اس کے پیچھے اس کی بھابھی سدھا اندر داخل ہو گئیں۔ دونوں نے چوروں کی طرح چاروں طرف دیکھا۔ بجرنگی کروٹ بدلے گہری نیند سو رہا تھا۔ پھر انہوں نے ست رانی کو دیکھا۔ وہ بھی جوانی کی میٹھی مست نیند سو رہی تھی۔ سمرن نے سدھا کی طرف دیکھا اور دونوں ست رانی کے پلنگ کی طرف بڑھ گئیں۔

یہ سمرن ہی کی ضد تھی کہ سدھا اس کے ساتھ آ گئی تھی۔ سمرن نے ضد کرتے ہوئے کہا تھا۔

"بھابھی جی! آج رات مجھے اس کا چہرہ دکھا دو۔"

"لے... میں کیسے دکھا دوں؟" سدھا نے کہا۔

"رات کو جب وہ سو جائے تو ہم اس کے کمرے میں چلیں گے اور چپ چاپ اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر اس کا چہرہ دیکھ لیں گے۔"

"اور وہ جاگ گئی تو......؟"

"تو کیا ہوگا، میں کہہ دوں گی کہ میں اس کا مکھ دیکھنے آئی تھی اور پھر ہم دونوں کون سے مرد ہیں جو اعتراض کی بات ہو۔"

"تو بھی بڑی ضدی ہے سمرن، بات مانتی ہی نہیں۔" سدھا نے زچ ہو کر کہا۔

"میری بھابھی نہیں ہو تم؟"

"وہ تو ہوں۔" سدھا نے ہنس کر کہا۔ اس گفتگو کے نتیجے میں وہ دونوں اس وقت اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھیں۔ سمرن کی معصوم ضد کوئی گل کھلانے والی تھی؟

کچھ لمحوں کے بعد وہ ست رانی کے پلنگ کے پاس پہنچ گئیں۔ کوئی خاص بات نہیں تھی لیکن نہ جانے کیوں سدھا کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ سمرن پیار بھری نظروں سے ست رانی کو دیکھ رہی تھی پھر وہ اس کے پلنگ کی پٹی کے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی اور اس نے بڑی آہستگی اور مہارت سے اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا۔ اس کی آنکھوں نے ست رانی کا چہرہ دیکھا اور جیسے کسی نے اس پر جادو پھونک دیا ہو۔ وہ تو تھی ہی ست رانی کی عاشق خود سدھا بھی دنگ رہ گئی تھی۔

انسانی حسن کا ایسا کوئی شاہکار روئے زمین پر ہوگا سوچا نہیں جا سکتا تھا۔ اس کے حسین نقوش کو کسی خوبصورت شے سے تشبیہ بھی نہیں دی جا سکتی تھی کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت تھے۔

"ہے بھگوان... یہ اس دھرتی کی ہے ہی نہیں۔ یہ آکاش سے اتری اپسرا ہی ہے اور یہ اندر کے اکھاڑے سے آئی ہے۔ اس لئے اس کے پاس اتنے چمتکار ہیں۔" سدھا کے منہ سے نکلا لیکن سمرن تو جیسے بول نہیں پا رہی تھی۔ وہ بالکل بے اختیار ہو گئی تھی اور اسی بے اختیاری کے عالم میں وہ جھکی اور اس نے ست رانی کے منہ کو چوم لیا۔

ست رانی اس جنبش پر کسمسائی تھی لیکن اس کی آنکھ نہیں کھلی تھی جبکہ سمرن پر ایک نشہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ دوبارہ جھکی اور اس نے پھر ست رانی کو چوم لیا۔

سدھا نے اس کا بازو پکڑ کر سرگوشی کے عالم میں کہا "اب بس بھی کر سمرن... یہ جاگ گئی تو ہم پکڑی جائیں گے۔ چل تجھے بھگوان کا واسطہ... چل نا..." اس نے بازو پکڑ کر سمرن کو دروازے کی طرف کھینچا اور سمرن نے قدم اٹھانے کی کوشش کی لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے اس کے پاؤں بے جان ہو رہے ہوں، وہ گھسٹنے کے انداز میں چل رہی تھی۔

سدھا بڑی مشکل سے اسے اس کے کمرے تک لائی اور بولی۔ "کیا ہو گیا تجھے سمرن، ایسی دیوانی ہوئی ہے کہ سدھ بدھ ہی کھو بیٹھی۔"

سمرن نے کچھ نہ کہا اور آنکھیں بند کر لیں۔ "چل اب سو جا۔ اب تو تیری منوکامنا پوری ہو گئی۔ صبح باتیں کریں گے۔" سدھا نے کہا اور سمرن کے کمرے سے نکل آئی۔ پھر نکلتے ہوئے اس نے کہا۔ "ٹھیک ہی کہتے ہیں جوگی مہاراج کہ ست رانی کا چہرہ سب سے چھپائے رکھتے ہیں ورنہ جانے کتنے اس چہرے پر من ہار کر جیون وار دیں۔ دیا رے دیا، بھگوان کی سوگندھ، دھرتی کی ناری تو ہے ہی نہیں۔"

دوسری صبح ہوتے ہی بجرنگی ست رانی کے ساتھ دوارکا ناتھ کے پاس پہنچ گیا۔ دوارکا ناتھ پوجا کے لئے صبح ہی صبح اٹھ جاتے تھے، باقی لوگ آرام سے جاگتے تھے۔ انہوں نے بجرنگی اور ست رانی کو دیکھ کر کہا۔ "تو جا رہے ہو بجرنگی مہاراج؟"

"ہاں... سیٹھ دوارکا ناتھ جی... پھر یہیں سے چلے جائیں گے ہم۔"

"ارے کیوں، ناشتہ نہیں کرو گے کیا؟"

"نہیں دوارکا جی۔"

"پر کیوں... دوسروں سے مل کر نہیں جاؤ گے؟"

"نہیں... بڑا اچھا سمے بیتا ہے ان لوگوں کے ساتھ۔ ان سے بچھڑتے ہوئے اچھا نہیں

لگے گا، چلتے ہیں۔'' بجرنگی نے کہا اور ست رانی کو اشارہ کر کے وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

دوارکا ناتھ پھر بھی اس کے پیچھے پیچھے بڑے دروازے تک آیا تھا۔ ''کچھ خفا خفا سے لگ رہے ہیں مہاراج۔ اسٹیشن پر جا رہے ہوں یا لاری کے اڈے پر۔۔۔ ہم موٹر میں بھجوا دیں۔''

''آپ کی کرپا دوارکا ناتھ جی۔ ہماری بالکل چنتا نہ کریں اور ہم آپ سے خفا کیوں ہونے لگے۔ آپ نے تو اچھی خاصی سیوا کی ہے ہماری۔ سب جلد ہے۔۔۔۔۔۔!'' جوگی بجرنگی نے کہا اور ست رانی کا ہاتھ پکڑے تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ گیا۔

دوارکا ناتھ عجیب سی نظروں سے اسے دیکھتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تھے۔ بہرحال دوارکا ناتھ ان کا احسان مند تھا ہاتھ سے جاتی ہوئی بیٹی واپس مل گئی تھی۔ وہ واپس پلٹ آیا۔ اس وقت اس کا بڑا بیٹا اس کے پاس آ گیا۔

''کون تھا پتا جی۔۔۔۔۔۔کون بڑے گیٹ سے باہر نکل کر گیا ہے۔''

''بجرنگی مہاراج تھے۔''

''کہاں گئے ہیں۔۔۔۔۔۔کیا مندر۔۔۔۔۔۔؟''

''ہاں، کہہ رہے تھے وہیں سے آگے چلے جائیں گے۔''

''آگے کہاں؟''

''ارے یہ ہمیں کیوں بتاتے وہ۔ رشی منی لوگ ہیں، جہاں بھگوان کا اشارہ ہوگا وہیں گئے ہوں گے۔''

''یہ ماننے والی بات ہے کہ بہت بڑے سادھو تھے۔ سمرن کو نیا جیون دینا انہیں کا کام تھا۔''

''ست رانی کے بارے میں سوچتا ہوں تو بڑا عجیب لگتا ہے۔۔۔۔ گھر کی عورتوں تک نے اس کی شکل نہیں دیکھی۔''

''سچ سچ، وہ دیوی سمان تھی۔ میں نے تو اس کی آنکھیں دیکھی تھیں بھگوان کی سوگند اتنی سندر آنکھیں کسی نے نہ دیکھی ہوں گی۔ میں تو ایک ہی بات کہتا ہوں۔ وہ آکاش سے اترے اور آکاش پر ہی واپس چلے گئے ہوں گے۔''

دونوں باپ بیٹے اسی طرح کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک اندر سے بھیانک شور کی آواز ابھری اور دونوں اچھل پڑے۔

''یہ کیا ہوا۔۔۔ یہ کون چیخ رہا ہے۔'' دوارکا ناتھ یہ کہتا ہوا اندر بھاگا۔ بڑا بیٹا بھی پیچھے پیچھے تھا۔ گھر کے سارے لوگ سمرن کے کمرے کے دروازے پر جمع تھے۔ کچھ کمرے کے اندر تھے اور سب ایک ہی راگ الاپ رہے تھے۔

''سمرن مر گئی۔۔۔ سمرن مر گئی۔''

دوارکا ناتھ کا پورا بدن لرز گیا۔ جو آوازیں اس نے سنی تھیں، ان کے الفاظ ناقابل فہم تھے۔ اس کے قدم جم گئے لیکن اس کا بیٹا غڑاپ سے اندر داخل ہو گیا۔

اندر سدھا، دوارکا ناتھ کی دھرم پتنی اور کچھ لوگ موجود تھے۔ سامنے خوبصورت مسہری پر سمرن بے سدھ پڑی تھی، اس کا چہرہ گہرا نیلا ہو رہا تھا، ہاتھ، پاؤں کا بھی وہی رنگ تھا، سانسوں کی آمد و رفت کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

''کیا ہوا۔۔۔۔۔ کیا بکواس کر رہے ہو تم لوگ؟'' دوارکا ناتھ کے بیٹے نے بدحواسی سے کہا اور بھاگ کر سمرن کے پاس پہنچ گیا۔

''کیا ہو گیا اسے۔۔۔۔۔۔ یہ کیسے ہو گیا؟'' وہ سمرن پر جھک گیا۔ اس نے سمرن کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

''سمرن! میری بہن! یہ کیا ہو گیا؟''

اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کی انگلیاں سمرن کے بازو میں پیوست ہو رہی ہیں۔ سمرن کا بدن نرم و نازک اور ملائم ضرور تھا لیکن یہ کیفیت کچھ اور تھی۔ یہ تو گوشت کے گلنے کا احساس تھا۔

اس نے جلدی سے بازو چھوڑ دیا اور تعجب سے اسے دیکھنے لگا۔ سمرن کا نیلا چہرہ تو اس بات کا احساس دلا رہا تھا کہ اس پر کسی زہر کا اثر ہوا ہے لیکن یہ زہر اتنا خطرناک ہے کہ اس کا بدن گلا دیا تھا۔

''بجرنگی مہاراج کو بلاؤ!''

''وہ تو چلے گئے۔''

''کیا اس نے خود اپنے ہاتھوں سے زہر کھایا ہے؟''

''ایسا زہر کہاں سے آیا جو بدن ہی گلا دے؟''

یہ انوکھی موت تھی، جس کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکا کہ وہ کس طرح واقع ہوئی کیونکہ بعد میں اس کی تصدیق ہو گئی کہ سمرن کے پورے بدن پر کسی کے کاٹنے کا کوئی نشان نہیں تھا۔

اپنے طور پر جوگی بجرنگی کو بھی تلاش کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں چلا تھا جبکہ جوگی بجرنگی اس وقت ایک ٹرین میں بیٹھا باہر کے مناظر دیکھنے میں محو تھا۔

ست رانی اس کے پاس بیٹھی خود بھی ان مناظر میں گم تھی اور سامنے کی سیٹ پر بیٹھا نوجوان پُراشتیاق نگاہوں سے اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا اور اس کے دل میں اس وقت سب سے بڑی

بنا دیا۔

خواہش یہی تھی کہ کسی طرح اس حسین آنکھوں والی لڑکی کا چہرہ کھل جائے اور وہ اسے دیکھ لے۔

بجرنگی بہت خوش تھا۔ ویران مندر میں اس نے زندگی کا بہت وقت گزارا تھا۔ اس کی پہنچ بس اس چھوٹی سی بستی تک رہتی تھی جہاں سے وہ ضرورت کی چیزیں لے آتا تھا اور بس۔ شہری زندگی اس کے لئے اجنبی ہو کر رہ گئی تھی۔ حالانکہ وہ اچھا خاصا شہری تھا لیکن یہاں اس نے زیادہ وقت نہیں گزارا تھا اور اب وہ دہلی جا رہا تھا۔

ماضی میں وہ ایک اصولی زندگی گزارتا رہا تھا۔ اسے اپنی ورسینی کی زندگی کا کوئی تجربہ نہیں تھا لیکن اب اس کے سوچنے کا انداز بدل رہا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا تھا کہ اگر وہ مندر واپس نہ جائے تو بستی کے پیچھے میں پنڈت ناگ چرن کی تو وہ اس سے وہ کام لے گا جس سے وہ کچھ معلوم کر سکے گا اور اگر وہ ایسا کر لے تو وہ اپنا انتقام خود کرودیپ سنگھ سے اپنے باپ کی موت کا بدلہ لے گا اور چرنجیت کو بھی معمولی قوت لوٹا سکے گا۔ اگر وہ حویلی کی آگ سے بچ گئے ہوں گے تو انہیں دیکھنے کو لیکن اس کے لئے اس معمولی حیثیت سے کام نہیں چلے گا۔ اسے خود بھی کچھ کرنا ہوگا۔

کچھ بھی ہو تو نہیں جانتا تھا لیکن وہ ستی رانی پر اسرار لڑکی جس کے بارے میں اسے آج تک کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ اس کے ماں باپ کون تھے، وہ کہاں سے یہاں آ گئے تھے اور کہاں جا رہے تھے اور وہ کون سے حالات کا شکار ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ وہ شخص تو بس ان کی تھی۔ اس کا تجربہ اسے دوارکا ناتھ کی حویلی میں ہوا تھا۔ جہاں اس نے دوارکا ناتھ کی بیٹی سمن کا علاج کیا تھا اور دوارکا ناتھ نے اسے بہت کچھ دے کر رخصت کیا تھا۔ سب سے پہلے اسے اپنا مقام حاصل کرنے کے لئے دولت کی ضرورت ہوگی اور ست رانی نے اسے یہ دولت اس طرح دلائی تھی۔ ست رانی ایسے مریضوں کا علاج کر سکتی تھی جن کا مرض ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہ آئے۔ اس نے ایک ذریعہ طریقہ بجرنگی کو دولت حاصل ہوئی۔ ریل کے اس سفر کے دوران جب بجرنگی انہی سوچوں میں گم تھا۔ بجرنگی بیچارے کو تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ دوارکا ناتھ کی بیٹی کس طرح اس دنیا سے چلی گئی۔

ادھر ست رانی ماحول کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔ اسے پتہ نہیں تھا کہ سنسار کتنی دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ ریل کی کھڑکی سے وہ باہر بھاگتے ہوئے مناظر دیکھ دیکھ کر دنگ ہوئی جا رہی تھی۔ کبھی سٹیشن آتے، کبھی آبادیاں نظر آتیں تو وہ بھاگتے دوڑتے انسانوں کو دیکھتی اور بار بار اس کے منہ سے نکل جاتا۔

'' بابا بجرنگی! یہ سنسار کہیں ختم ہوتا ہے یا نہیں؟''

بجرنگی اپنی سوچ سے چونک کر ''ہاں ہاں'' کر دیتا۔ ادھر سامنے بیٹھا نوجوان جو ست

رانی کا چہرہ دیکھنے کی کوششوں میں ناکام ہو گیا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے وہ ست رانی کے حسن کے سحر کا بری طرح شکار ہو گیا ہو۔ یہ چوڑے چکلے بدن والا ایک طاقتور نوجوان تھا جس کے چہرے کے نقوش میں ایک غرور اور سختی پائی جاتی تھی اور اس کی آنکھوں میں کوئی ایسی چیز تھی جس سے یہ احساس ہوتا تھا کہ وہ کسی اچھی شخصیت کا مالک نہیں ہے لیکن اس وقت اس کی بے بسی قابل دید تھی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کوئی نظارہ بے اختیار کر کے ست رانی کے چہرے سے نقاب کھینچ لے جو اس کے حسین چہرے کو چھپائے ہوئے تھی۔

یہ سفر آخرکار ختم ہو گیا اور ٹرین دہلی کے اسٹیشن پر جا کر رک گئی۔ مسافر نیچے اترنے لگے تو ست رانی نے گھبرا کر بوڑھے بجرنگی کو دیکھا اور بولی۔

'' یہ... یہ کیا ہو گیا بابا بجرنگی...؟''

'' آؤ اپنی منزل پر پہنچ گئے ہیں۔'' بجرنگی نے کہا اور ست رانی کو سہارا دے کر نیچے اتارا۔ پھر وہ اسٹیشن سے باہر جانے والے راستے پر آگے بڑھ گئے۔

باہر بہت سی سواریاں تھیں۔ بجرنگی نے ایک سواری کا انتخاب کیا اور اس میں بیٹھ کر ایک ہوٹل پہنچ گیا۔ ہوٹل میں اس نے اپنے لئے ایک کمرہ حاصل کیا اور دوسری منزل کے اس اچھے کمرے میں منتقل ہو گیا جسے دیکھ کر ست رانی نے پسندیدگی کا اظہار کیا تھا۔

'' یہ کس کا گھر ہے بابا بجرنگی؟''

'' کسی کا نہیں۔ یہاں ہم پیسے دے کر رہیں گے۔ یہ پیسے جو سنسار میں سب سے بڑی طاقت رکھتے ہیں۔ ان کے ذریعے انسان آسانی سے انسان کا گلا کاٹ سکتا ہے۔''

ست رانی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دی تھیں۔

ہوٹل کے قیام کے دوران وہ سوچتا رہا کہ اب اسے کہاں سے اپنی کاوشوں کا آغاز کرنا چاہیے۔ ویران مندر میں رہ کر اس کا دل مر چکا تھا لیکن رفتہ رفتہ ست رانی کے ساتھ اس کی امنگیں پھر سے زندہ ہو گئیں اور آخرکار اس کے راستے بدل گئے۔

ست رانی کے ذریعے اس نے کرودیپ سنگھ اور چرنجیت سنگھ کے بچے ہوئے ان تمام خاندان والوں سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا جنہوں نے اس سے اس کی ہنستی بستی زندگی چھین لی تھی۔ جس کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو سب سے بڑی محبت اس کی بہن رادھیکا تھی۔ جس کی یادیں ابھی اس کے سینے میں چبھن پیدا کرتی تھیں۔ میری زندگی کا مقصد تو یہی ہے کہ رادھیکا کو تلاش کروں اور اگر وہ مل جائے تو اس کے ساتھ جیون کے باقی دن گزاروں لیکن اب اس سنسار میں اپنا مقام حاصل کرنے کے لیے مجھے بڑی ہمت اور محنت سے کام لینا ہوگا۔ ہوٹل کی بالکنی سے اپنے

ہو جاتی تھیں۔ ست رانی کا بھید ہے قسم کے نقابوں میں چھپا ہوا چہرہ دیکھ کر تشویش ہوتا تھا۔ بجرنگی نے سوچا کہ اب اس کے چہرے سے نقاب ہٹنا چاہیے لیکن برسرعام اسے بے شمار لوگوں کے سامنے بھی نہیں آنا چاہیے۔ اس کی آنکھوں کا سحر اور اس کے حسن کا جادو ایک عالم کو دیوانہ کر دے گا۔ وہ ست رانی کی شکل وصورت اور اس کے حلیے کے بارے میں مسلسل سوچتا رہتا تھا۔ ہوٹل میں آکر اس نے بیرے وغیرہ کو ہدایت کر دی تھی کہ دستک دیے بغیر اندر نہ آئیں۔ خود ست رانی اپنا چہرہ ڈھکے ڈھکے پریشان ہو چکی تھی اور اس نے بجرنگی سے کہا بھی تھا۔

"بابا! یہ تم نے مجھے اس طرح چھپا کیوں دیا ہے؟ مجھے اس سے الجھن ہوتی ہے میں پریشان ہو گئی ہوں، مجھے میرا چہرہ کھولنے کی آگیا دو۔"

"تھوڑا سا سمے ست رانی! بس تھوڑا سا سمے، اس کے بعد میں تمہارا چہرہ کھول دوں گا تم چنتا مت کرو۔"

تین دن تک بجرنگی اسے مختلف طریقوں سے ہوٹل اور باہر کی دنیا کے بارے میں بتاتا رہا۔ اس نے ہوٹل کی کھڑکی سے باہر چلتے پھرتے لوگ بھی دکھائے، ان میں عورتیں، مرد بھی تھے۔ وہ اسے بتاتا رہا کہ دنیا میں رہنے کا طریقہ کیا ہوتا ہے۔ تیسرے دن اس نے کہا۔

"میں آج باہر جاؤں گا ست رانی! تم کسی قسم کی فکر مت کرنا، کھانے پینے کی چیزیں میں یہاں چھوڑے جا رہا ہوں، وہ تم استعمال کر سکتی ہو، آرام سے رہنا، اپنا کام کر کے میں واپس آ جاؤں گا۔"

ست رانی نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی تھی۔ "ٹھیک ہے بابا!" بجرنگی تیار ہو کر باہر نکل گیا۔ آج پھر اسے اپنا حلیہ تبدیل کرنا تھا اور اس کے لئے تھوڑی سی خریداری دہلی کے بازاروں میں کرنی تھی۔

ست رانی کمرے میں تنہا رہ گئی۔ وہ کھڑکی جہاں سے باہر کے مناظر دیکھ سکتی تھی کھول کر اس کے سامنے بیٹھ گئی اور سامنے سڑک اور دکانوں پر چلتی پھرتی مخلوق کو دیکھنے لگی۔

بجرنگی کو گئے ہوئے دو یا تین گھنٹے گزرے ہوں گے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔ اس طرح سے دستک دینے والوں کو اس نے کئی بار آتے جاتے دیکھا تھا۔ وہ یہی سمجھی کہ انہی جیسا کوئی ہوگا چنانچہ وہ دروازہ کھولنے چلی گئی لیکن دروازہ کھول کر دیکھا تو ایک بانکا سجیلا سا چہرہ اپنے سامنے پایا اور ایک لمحے کے اندر اندر اسے یاد آ گیا کہ یہ وہی مرد تھا جس نے ٹرین میں اس کے ساتھ سفر کیا تھا اور وہ سامنے والی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس وقت وہ چہرہ کھولے ہوئے تھی اور اسے احساس بھی نہیں تھا

رہ گیا تھا۔

وہ اس طرح آنکھیں پھاڑے ست رانی کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے سکتہ ہو گیا ہو۔ ست رانی چونکی اور پھر کئی قدم پیچھے ہٹ گئی۔ اس وقت نوجوان بھی ہوش میں آ گیا۔ اس نے دو قدم اندر رکھے اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔ ست رانی کے انداز میں کسی طرح کا خوف نہیں تھا۔

نوجوان نے سنبھل کر کہا۔ "مجھے معاف کرنا، میں اس طرح اندر آ گیا، اصل میں وہ چاچا جی جو تمہارے ساتھ تھے، ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے بازار میں ملے تھے، وہ کوئی چیز خرید رہے تھے، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں بلا کر لے آؤں اور ان کے پاس پہنچا دوں، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ریل میں سفر کے وقت میں انہیں ملا تھا، میرا نام بلبیر ہے، آؤ تم میرے ساتھ چلو، میں تمہیں ان کے پاس لے چلتا ہوں۔"

ست رانی نے ایک لمحے کے لیے سوچا اور پھر وہ اس کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئی۔

بلبیر ناتھ ایک بگڑا ہوا نوجوان تھا، ایک دولت مند باپ کا بیٹا تھا جس نے زندگی کا آغاز برائیوں سے کیا تھا۔ باپ ایک بزنس مین تھا، مہابیر ناتھ اس کا نام تھا۔ مہابیر ناتھ کی دھرم پتنی مر چکی تھی اور بلبیر بس اکیلا ہی جی رہا تھا۔

بُرے دوستوں کی صحبت میں وہ کافی بگڑ گیا تھا۔ شراب، جوا اور دوسرے ایسے ہی کام اس کی زندگی کا حصہ بن گئے تھے۔

اس وقت وہ بلند شہر گیا ہوا تھا اور وہاں سے ریل کے ذریعے واپس آ رہا تھا کہ اس نے ست رانی کو دیکھا۔ یہ لڑکی اسے بہت عجیب محسوس ہوئی، اس کے چہرے کے نقوش بے شک چھپے ہوئے تھے لیکن اس کی آنکھیں ایسی طلسماتی تھیں کہ بلبیر مسحور ہو کر رہ گیا تھا۔

ریل کے سفر کے دوران پورے راستے وہ یہ کوشش کرتا رہا کہ کسی طرح ست رانی کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے، وہ اس کی صورت دیکھ لے لیکن وہ اس میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا پھر جب ٹرین دہلی کے اسٹیشن پر رکی اور وہ سب اتر گئے تو بلبیر ناتھ بھی نیچے اتر گیا اور اس کے بعد اس نے بڑی کامیابی سے ہوٹل تک ان دونوں کا تعاقب کیا۔ لڑکی اسے اس قدر پسند آئی تھی کہ اس نے اس کے لئے سارے کام چھوڑ دیے اور اپنے ایک دو اوباش دوستوں کو ہوٹل بلا لیا۔ اس نے اپنے دوست ویریندر سے کہا کہ اسے ایک لڑکی اس قدر پسند آئی ہے کہ وہ اس کے لئے جان دینے کو تیار ہے۔

ویریندر ہنس کر بولا۔ "یار! تیری ایک جان ہے جسے تو ہر ایک کو دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔"

"میں مذاق نہیں کر رہا، تمہیں میرا کام کرنا ہوگا۔"

"بولو کیا کام ہے؟"

"میں اس وقت تک یہیں رہوں گا جب تک کہ میں اس کے ساتھی کو اسے چھوڑ کر باہر نکلتے ہوئے نہ دیکھ لوں، اگر وہ اس کے ساتھ ہوا تب بھی میں کوشش کروں گا کہ لڑکی کو راستے سے اغوا کر سکوں اور سب سے اچھی بات یہ ہوگی کہ وہ اسے چھوڑ کر باہر نکل جائے، میرے دوست! تجھے یہاں گاڑی لے کر میرے ساتھ انتظار کرنا ہوگا۔"

"اور یہ انتظار ہوگا کتنا لمبا...؟"

"کچھ نہیں کہا جا سکتا۔" ملبیر نے کہا۔

ویریندر نے دوستی نبھائی اور ملبیر کے ساتھ طویل انتظار کیا۔ آخرکار ملبیر کے دل کی مراد پوری ہوگئی۔ اس نے جوں ہی بجرنگی کو ہوٹل سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا اور پھر خود اس کے پیچھے چل پڑا۔ بجرنگی کو ہوٹل سے کوئی ایک فرلانگ تک دور چھوڑ کر وہ واپس پلٹا۔ بجرنگی یقیناً پیدل جا رہا تھا لیکن اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کی فوری واپسی کا کوئی امکان نہیں ہے، چنانچہ وہ واپس پلٹا اور کار میں بیٹھے اپنے دوست ویریندر کے پاس پہنچ گیا۔

اس سے پہلے کہ وہ خود کچھ بولتا، ویریندر بول پڑا۔ "یہی وہ صاحب تھے جن کے رخصت ہونے کا تم انتظار کر رہے تھے؟"

"ہاں! لاؤ گاڑی کی چابی مجھے دیدو۔" ملبیر نے کہا اور ویریندر نے نیچے اتر کر چابی اسے دے دی۔

"کسی طرح کوئی خطرہ ہو تو میں ٹیکسی میں تمہارا پیچھا کروں؟" ویریندر نے پیشکش کی۔

"اول تو ایسی کوئی بات نہیں ہے اور اگر ہوئی تو تمہارا دوست کمزور نہیں ہے۔ تمہارا شکریہ!" ملبیر نے کہا اور گاڑی لے کر آگے بڑھ گیا۔

سیدھی سادی ست رانی کو اس نے آسانی سے دھوکا دے کر اپنی چال میں پھنسا لیا۔ ست رانی اس کے ساتھ باہر نکل آئی اور چھوٹے قدموں سے چلتی ہوئی گاڑی کے قریب آ گئی۔ دور کھڑے ہوئے ویریندر نے اسے دیکھا تو دل میں سوچا کہ واقعی ملبیر کی دیوانگی بے سبب نہیں تھی۔ ملبیر نے دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ ٹھہر کر بولی۔

"اب یہ خود بھاگے گی؟"

"کون؟" ملبیر حیرت سے بولا۔

"تم بھی کار میں نہیں بیٹھیں؟"

ست رانی نے معصومیت سے گردن ہلا دی اور ملبیر حیرت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ اسے

اندر بٹھا کر خود اسٹیئرنگ پر جا بیٹھا۔ ست رانی کی ایک ایک ادا پر اسے پیار آ رہا تھا۔ یہ جنگل کا پھول اس کے لئے ایک انوکھا تجربہ تھا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"ست رانی!" وہ سادگی سے بولی۔

"واہ کیا خوبصورت نام ہے ست رانی... لگتا ہے خوشبودار پھولوں کا کوئی ہار ہو۔"

"بابا بجرنگی کہاں ہیں، وہ مجھے کیوں بلا رہے ہیں؟" ست رانی نے پوچھا۔

"تم پہلی بار دہلی آئی ہو؟"

"دہلی کیا......؟" وہ بدستور سادگی سے بولی۔

"او مائی گاڈ! تم یہ بھی نہیں جانتیں، تم کہاں رہتی تھیں؟"

"مندر میں...!"

"میرا مطلب ہے کون سے شہر میں؟"

"پتہ نہیں کیا بول رہے ہو، مجھے کچھ معلوم نہیں۔"

"یہی تو تمہاری سندرتا ہے مگر تم نے میرے بارے میں کچھ نہیں پوچھا؟"

"تم بہت باتیں کر رہے ہو، بابا بجرنگی کہاں ہیں...؟"

"وہ بھی ایسی ہی گاڑی میں بیٹھ کر گئے ہیں، ابھی یہاں سے بہت دور ہیں، تم فکر مت کرو، میں تمہیں انہی کے پاس لے جا رہا ہوں۔" ملبیر نے کہا۔

وہ اسے شہر سے دور کوٹلہ نامی جگہ لے جا رہا تھا جہاں سے کچھ فاصلے پر انگریزوں کے زمانے کا ایک ڈاک بنگلہ تھا۔ یہ ڈاک بنگلہ آسیب زدہ کہلاتا تھا لیکن ایسی کوئی بات نہیں تھی، اسے ملبیر جیسے آوارہ مزاج اوباش نوجوانوں نے آسیب زدہ مشہور کر رکھا تھا تاکہ عام لوگ اس سے دور رہیں۔

سفر جاری رہا۔ ست رانی باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی اس کے دل میں خوف کا کوئی گزر نہیں تھا، اسے کبھی ویسے واقعات کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا جن میں خوف کا کوئی گزر ہو اس لئے وہ اس وقت بھی خوف زدہ نہیں تھی اور یہ اس کی معصومیت تھی کہ اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ بجرنگی اتنی دور کیسے گیا ہوگا کہ اس تک پہنچنے کے لیے اتنا لمبا سفر کرنا پڑ رہا ہے۔

آخرکار یہ سفر ختم ہوا اور ست رانی نے کار رکنے کے بعد چاروں طرف دیکھا۔

"یہ تو بڑی اچھی جگہ ہے، اتنی ہی جگہ میں رہتی تھی۔"

"تمہیں اچھی لگی یہ جگہ...؟"

"ہاں، یہاں پر گھوڑے بھی ہوں گے؟"

"پر وہ سب... ؟ یہ کیا ہو رہے ہیں؟" طلیعہ نے پوچھا لیکن ست رانی اس کی بات کا جواب دیے بغیر چاروں طرف دیکھتی رہی۔

طلیعہ نے اس کا بازو پکڑ کر کہا۔ "آؤ... اندر چلو۔"

"بجرنگی بابا کہاں ہیں؟" ست رانی نے اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ تمہیں لے کر یہاں پہنچوں، وہ ابھی تھوڑی دیر میں یہاں آنے والے ہیں۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

"میں تمہیں سب کچھ سمجھا دوں گا۔" طلیعہ نے کہا اور ست رانی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

طلیعہ نے اس کا بازو ابھی تک نہیں چھوڑا تھا۔

"میرا بازو چھوڑ دو۔" ست رانی نے سرد لہجے میں کہا۔

"میری بات سنو، تمہیں پتہ ہے پہلے بھی میں تمہارے ساتھ سفر کر رہا تھا۔"

"میرا بازو چھوڑو، میری بات نہیں سنی تم نے؟" اس بار ست رانی کا لہجہ سخت تھا۔

"پھولوں کی رانی ست رانی... ! میرا نام طلیعہ ہے، جس کا ہاتھ پکڑ لیتا ہوں آسانی سے نہیں چھوڑتا، یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔" طلیعہ نے اس کے بازو پر اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے کہا اور ست رانی بازو چھڑانے کے لیے زور لگانے لگی۔

طلیعہ واقعی طاقتور تھا اور اس کے ہاتھ کی گرفت بے حد سخت تھی۔ ست رانی بازو چھڑانے میں کامیاب نہ ہو سکی تو اس نے گردن جھکا کر طلیعہ کی کلائی میں دانت گاڑ دیے۔

طلیعہ کے حلق سے ایک چیخ نکل گئی اور اس نے ست رانی کا بازو چھوڑ دیا پھر وہ اسے گھورتے ہوئے بولا۔ "تم جیسی ہی ضدی لڑکیاں تو... !" اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ دفعتاً اس کی کلائی میں ایک ٹیس اٹھی اور دوسرے لمحے یہ ٹیس اس کے پورے بازو میں پھیل گئی، پھر بازو سے کندھے میں اور پھر کندھے سے سینے میں... !

"تیرا ستیاناس... ! کیا تیرے دانتوں میں سانپ کا زہر ہے، اف! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

درد اس قدر برق رفتاری سے اس کے پورے بدن میں پھیلتا جا رہا تھا کہ ایک لمحے کے بعد اس کا سارا بدن پسینہ اگلنے لگا۔ شدید ترین درد کی شدت سے اسے اپنے آپ پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔ اس کے گھٹنے بے جان ہونے لگے اور وہ کھڑا نہ رہ سکا۔ پہلے وہ زمین پر بیٹھا پھر لیٹ گیا۔ اس کا سانس گھٹنے لگا۔ چند لمحوں میں اس کے ہوش

ست رانی ایک طرف کھڑی غضبیلی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی پھر اس نے طلیعہ کے جسم کو ٹھنڈا ہوتے دیکھا۔

"پتہ نہیں بجرنگی بابا ابھی تک کیوں نہیں آئے۔" ست رانی کے منہ سے نکلا اور وہ پریشانی سے دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

کچھ دیر تک اسے دیکھتی رہی پھر سامنے بنا ہوا دروازے کی جانب چل پڑی۔ ڈاک بنگلہ کافی ویران علاقے میں تھا، اس تک آنے کے لئے سڑک نہیں تھی بلکہ سڑک کافی دور سے گزرتی تھی اور وہاں سے ایک کچے راستے پر سفر کر کے یہاں تک آنا پڑتا تھا کیونکہ یہ جگہ کچھ لوگوں کی کوششوں سے آسیب زدہ مشہور ہو گئی تھی اس لئے ادھر آمد و رفت بھی کم ہی رہتی تھی۔

ست رانی ڈاک بنگلے سے باہر نکل آئی اور پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اب بھی اس کی چھوٹی سی عقل میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ بجرنگی نے اسے یہاں نہیں بلایا بلکہ طلیعہ اسے دھوکا دے کر یہاں لایا تھا۔ طلیعہ اگر اتنی طاقت سے اس کا ہاتھ نہ پکڑتا تو ست رانی شاید اس کی کلائی میں کاٹنے کی کوشش بھی نہ کرتی۔ اپنی تباہ کاریوں سے بے خبر اس نے صرف اپنا بازو چھڑانے کے لئے طلیعہ کی کلائی میں کاٹا تھا اور طلیعہ زندگی سے محروم ہو گیا تھا۔

باہر نکل کر وہ پیدل ہی آگے بڑھی۔ "یہ بجرنگی بھی کبھی پاگل ہو جاتا ہے، مجھے یہاں بلانے کی کیا ضرورت تھی اور اب بابا ہے تو خود کہاں چلا گیا۔" اس کی نظر سامنے کھڑی کار پر پڑی۔ یہ چیز اسے بہت عجیب سی لگی تھی اور اس میں بیٹھ کر تیز رفتاری سے سفر کرنا تو اسے بہت ہی پسند آیا تھا۔

وہ آگے بڑھی اور کار کے قریب پہنچ گئی پھر اس نے اپنے تجربے کی بنا پر کار کا دروازہ کھولا اور اسٹیئرنگ کے پیچھے بیٹھ گئی اور اس کے بعد وہ بار بار اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارنے لگی اور اپنے بدن کو جھٹکے دینے لگی۔ غالباً وہ اسی طرح واپسی کا سفر کرنا چاہتی تھی جس طرح طلیعہ اسے لے کر یہاں تک آیا تھا۔ بہت دیر تک وہ اس کوشش میں مصروف رہی کہ کار پہلے کی طرح آگے بڑھ جائے پھر رفتہ رفتہ اسے مایوسی ہونے لگی۔

وقت گزرتا جا رہا تھا۔ وہ تھک ہار کر کار سے نیچے اتر آئی اور اس نے کھلے ہوئے دروازے کو زور دار آواز کے ساتھ بند کر دیا۔ اس کے بعد گہری سانس لے کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور پھر ایک سمت آگے بڑھ گئی۔ راستے کا کوئی تعین نہیں تھا، کدھر جانا ہے، بس ایک سمت چل پڑی۔ اس کے چاروں طرف درخت ہی درخت بکھرے ہوئے تھے، زمین ناہموار تھی۔

جاتی تھی غرضیکہ وہ چلتی رہی اور سورج آسمان کی جانب بلند ہوتا رہا۔ وہ پسینے سے تر بتر ہوگئی تھی۔ تھکن الگ ہوتی جا رہی تھی اور بھوک بھی لگ رہی تھی اسے رہ رہ کر بجرنگی پر غصہ آ رہا تھا۔

چلتے چلتے وہ بری طرح تھک گئی۔ اب اس سے آگے نہیں بڑھا جا رہا تھا۔ تھوڑے فاصلے پر اونچے اونچے گھنے درخت نظر آ رہے تھے جن کے نیچے چھاؤں تھی۔ وہ ایک درخت کی جانب بڑھ گئی اور یہاں پہنچ کر وہ درخت کی گھنی چھاؤں میں بیٹھ گئی۔ مزید تھکن محسوس ہوئی تو درخت کی نیچی جڑ میں سر رکھ لیٹ گئی اور آنکھیں بند کئے یہ سوچ رہی تھی کہ اب بابا بجرنگی کو کہاں تلاش کرے۔

اسی دوران ایک اور دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ دو دیہاتی جو پیدل سفر کرتے ہوئے غالباً شہر جا رہے تھے، ادھر گزرے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو جن، بھوتوں کی کہانیاں سنا رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ ''ٹھیک ہے! دوپہر میں تمہیں معلوم ہے کہ چھلاوے ایسے راستوں پر گھومتے پھرتے ہیں، وہ گرد کے بگولوں کی شکل میں چکر کھاتے ہوئے سفر کرتے ہیں، اگر کوئی ان کے بیچ آ جائے تو یوں سمجھو کہ بس وہ انہیں اُڑا لے جاتے ہیں۔''

''میری دادی کہا کرتی ہیں کہ ایسی جگہوں پر بھوت اور چڑیلیں بھی ملتی ہیں بلکہ وہ میرے دادا کا ایک قصہ سناتی ہیں کہ ایک دفعہ دادا جنگل میں جا رہے تھے، انہیں پیاس لگی تو ایک ایسے ہی گھنے درخت کے نیچے رُک گئے اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔'' دیہاتی نے اس درخت کی طرف اشارہ کیا جہاں ست رانی لیٹی ہوئی تھی۔ وہ دونوں درخت کے قریب پہنچے۔

دوسرے نے پوچھا۔ ''پھر کیا ہوا ... ؟''

''بس جی پھر انہیں ایک چڑیل نظر آ گئی، درخت کے نیچے لیٹی ہوئی تھی، اتنی سندر، اتنی سندر کہ دادا جی تو اس کی شکل دیکھتے ہی اس سے پریم کرنے لگے، پر ...!'' دیہاتی نے اتنا ہی کہا تھا کہ اسے ست رانی کے پاؤں نظر آ گئے۔ اتنے خوبصورت پاؤں اس نے کبھی خوابوں میں بھی نہیں دیکھے تھے۔ اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ اس نے اپنے ساتھی کا بازو پکڑ لیا اور ساتھی بولا۔

''اب کیا دادا جی کی طرح تجھے بھی چڑیل مل گئی؟''

لیکن دیہاتی کے دونوں گال پھول گئے تھے، اس کی آنکھیں گول ہو گئی تھیں۔ منہ سے قوں قوں کی آواز نکالتے ہوئے وہ اپنے ساتھی کے بازو کو ٹہوکے مارنے لگا تو ساتھی نے کہا۔ ''یار، پوری کہانی تو سنا، پھر کیا ہوا؟''

''گوں گوں..... گوں گوں..... گوں گوں.....!'' دیہاتی نے اپنے ساتھی کو ست رانی کے پیروں کی طرف متوجہ کیا اور اب اس نے بھی وہ پاؤں دیکھ لئے اور ٹھٹک کر رُک گیا۔

ست رانی کو ان دونوں کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دے گئی تو وہ جلدی سے اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سوچا کہ کوئی ادھر آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بابا بجرنگی ہو۔ چنانچہ وہ سرعت سے کھڑی ہو گئی اور پھر اس نے ان دونوں دیہاتیوں کو دیکھ لیا اور بولی۔

''سنو، میری بات سنو!''

دونوں دیہاتیوں کے حلق سے دلخراش چیخیں نکلیں اور اس کے بعد انہوں نے دوڑ لگا دی۔

''ارے بے وقوفو! میری بات سنو..... سنو.....!'' ست رانی ان کے پیچھے بھاگنے لگی۔

ایک دیہاتی نے دوسرے سے کہا۔ ''ارے بھاگ پیچھے آ رہی ہے، پکڑ لیا تو گئے بیٹا کام سے!'' دونوں پوری قوت سے دوڑنے لگے۔ ست رانی تو پہلے ہی تھکن اور بھوک سے نڈھال ہو رہی تھی، اس نے زیادہ دور ان کا پیچھا نہیں کیا اور دیہاتی بری طرح دوڑتے ہوئے کہیں سے کہیں نکل گئے۔

ست رانی غصیلی نگاہوں سے انہیں دیکھتی رہی اور اس کے بعد واپس درخت کے نیچے آ گئی کیونکہ دُھوپ بہت تیز تھی۔ اب وہ پریشان ہونے لگی تھی۔ کیا کروں اور کیا نہ کروں، یہ تو بڑی مشکل ہو گئی، پتہ نہیں وہ پاپی مجھے دھوکا دے کر کیوں لایا تھا، اب میں بابا بجرنگی کو کہاں تلاش کروں۔ انہی سوچوں میں بیٹھی ہوئی تھی کہ اچانک درخت سے اسے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ یہ دو پرندوں کی آوازیں تھیں جو اسی کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اس ویرانی میں پتہ نہیں یہ دیوی کہاں سے آ نکلی ہے، کتنی دُھوپ ہو رہی ہے اس وقت!

ست رانی چونک کر بیٹھ گئی پھر اس کے منہ سے ایک عجیب و غریب آواز نکلی۔ کچھ ہی لمحوں کے بعد درخت پر بیٹھے ہوئے دو پرندے پھدکتے ہوئے نیچے آ گئے اور ست رانی سے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے کچھ آوازیں منہ سے نکالیں تو ست رانی نے بھی ان کی آوازوں کا جواب دیا اور اب اس کے چہرے پر ہلکی سی خوشی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔

دونوں پرندے بھی اس سے مانوس نظر آ رہے تھے۔ ست رانی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو پرندوں نے بھی زمین پر پنجے مار کر فضا میں چھلانگ لگائی اور ست رانی سے صرف چند گز آگے آہستہ آہستہ فضا میں پرواز کرنے لگے۔ زمین کے رہنے والے اس منظر کو دیکھتے تو اسے نجانے کیا قرار دیتے لیکن سچ یہی تھا کہ پرندے ست رانی کی رہنمائی کر رہے تھے اور ست رانی انہیں دیکھ کر آگے کا سفر کر رہی تھی۔

زیادہ دیر نہیں گزر رہی تھی کہ وہ پکی سڑک نظر آ گئی جس سے گاڑیاں گزرتی رہتی تھیں۔ پتہ نہیں یہ راستہ کہاں جاتا تھا لیکن پرندے مسلسل ست رانی کی رہنمائی کر رہے تھے، وہ کبھی منہ سے آوازیں نکالتی اور ان سے باتیں کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔

تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ دور سے ایک بیل گاڑی آتی ہوئی نظر آئی اور پرندوں نے ایک غوطہ لگایا اور ست رانی کے کندھوں کو چھوتے ہوئے وہاں سے واپس چل پڑے۔ ست رانی اس بیل گاڑی کو دیکھ رہی تھی جو آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھی۔ بیل گاڑی پر ایک پچپن ساٹھ سال کی عمر کا آدمی پگڑی باندھے بیٹھا ہوا تھا۔ بیل گاڑی کے پچھلے حصے میں بہت سی گھاس اور جڑی بوٹیاں لدی ہوئی تھیں۔

ست رانی اسے دیکھنے لگی۔ بیل گاڑی آہستہ آہستہ اس کے قریب آ گئی اور عمر رسیدہ آدمی حیران نگاہوں سے ست رانی کو دیکھ رہا تھا۔ ست رانی کے قریب آ کر اس نے بیل گاڑی روک دی اور اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ارے بیٹا! تُو کہاں جنگل میں ماری ماری پھر رہی ہے؟"

"وہ مجھے دھوکہ دے کر ادھر لے آیا تھا، بابا بجرنگی کام سے نکلا ہوا تھا۔ مجھے نہیں معلوم میں کہاں جاؤں، راستے کہاں ڈھونڈوں، میں تھک گئی ہوں، مجھے بھوک لگ رہی ہے اور پیاس بھی!"

"ارے آ جا بیٹا! پتہ نہیں کیا کہانی سنا رہی ہے تُو، میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا، ادھر بیٹھ جا!" بوڑھے نے خوف کھائے بغیر اس کے حسن و جمال پر توجہ دیئے بغیر شفقت سے کہا اور ست رانی کو بیل گاڑی پر چڑھ جانے کے لیے اپنے ہاتھ کا سہارا بھی دیا۔

ست رانی بیل گاڑی میں بیٹھ گئی۔ تب بوڑھے نے پانی کا ایک برتن نکالا اور پانی ایک مٹی کے آبخورے میں پلٹ کر ست رانی کو دیا۔ ست رانی نے دو تین بار آبخورا بھر بھر کر پانی پیا تو بوڑھا بولا۔ "میرے پاس کیلے ہیں، تجھے بھوک لگ رہی ہے تو لے یہ کیلے کھا لے۔" یہ کہہ کر اس نے کیلوں کا ایک گچھا ست رانی کو دیا۔

ست رانی کو واقعی شدید بھوک لگ رہی تھی۔ اس نے اس میں سے دو تین کیلے نکال کر کھائے اور پھر شکر گزار لہجے میں بولی۔ "آپ نے بڑی کرپا کی بابا جی! مہربانی آپ کی!"

"پر بیٹا تیرا نام کیا ہے؟"

"ست رانی...!"

"لگتی تو مجھے رانی ہی ہے، بھگوان تجھے خوش رکھے، اب بتا کہاں لے جاؤں میں تجھے؟"

"مجھے بابا بجرنگی کے پاس چھوڑ دو۔"

"ارے بچی! تجھے اس کا پتہ معلوم ہے تو مجھے بتا، پہنچا دوں گا میں تجھے وہاں۔"

"نہیں، مجھے اس کا پتہ نہیں معلوم۔"

"وہ بہت اونچی جگہ تھی اور وہاں نجانے کیا کیا تھا نجانے کیا کیا۔" ست رانی نے بدستور معصوم لہجے میں کہا۔

بوڑھا جھنجھلا کر بولا۔ "میرا نام تیرتھ رام ہے، تیرتھ رام ترویدی، بستی والے مجھے ترویدی کے نام سے جانتے ہیں۔ میرا چھوٹا سا گاؤں ہے کوپایہ، غازی آباد کے پاس ہے۔ تھوڑے فاصلے پر شہر غازی آباد ہے۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے اپنے گھر لے جاؤں، اس کے بعد تیرا من چاہے تو تو بابا بجرنگی کو تلاش کر لینا ورنہ میرا کیا ہے جہاں پانچ وہاں ایک اور...!"

ترویدی کی بات ست رانی کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن اس نے کہا۔ "مجھے کسی کا پتہ نہیں معلوم، بابا بجرنگی خود ہی مجھے تلاش کر لے گا، اگر آپ چاہو بابا ترویدی تو مجھے اپنے ساتھ اپنے گھر لے جاؤ۔" ست رانی نے کہا۔

ست رانی تیرتھ رام ترویدی کی بیل گاڑی میں بیٹھی ایک نئی جگہ جا رہی تھی اور ترویدی اس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ شکل و صورت سے تو اپسرا ہی لگتی ہے، پتہ نہیں کس کے کلیجے کا ٹکڑا ہے۔ ویسے کانتی کے بارے میں سوچ کر تھوڑا سا خوف زدہ بھی تھا۔ کہنے کو تو کہہ دیا تھا کہ جہاں پانچ وہاں ایک اور لیکن کانتی، کانتی نہیں درانتی تھی، سخت بدمزاج، اکھڑ، پہلے ہی پانچ سے پریشان تھی، اب اگر چھٹی بھی گھر پہنچ گئی تو جان ہی نکال دے گی۔

ترویدی پانچ بیٹیوں کا باپ تھا۔ پانچوں کی پانچوں جوان ہو چکی تھیں۔ بیٹا کوئی نہیں تھا، معمولی سی آمدنی تھی، باپ بھی وید تھا۔ جڑی بوٹیوں کے علاج کی بھی بھلا آج کل کوئی وقعت ہے، وہ تو بس کوپا کی چھوٹی سی آبادی تھی اور ترویدی خاندانی وید... اس لئے دال روٹی چل جاتی تھی۔ بیٹیوں کو دیکھ کر کلیجہ خون ہو جاتا تھا، کیسے ٹھکانے لگا سکے گا ان سب کو... مگر اس جوان اور بے انتہا سندر لڑکی کو اس ویرانے میں چھوڑ کر بھی تو نہیں جا سکتا تھا۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا، وہ کانتی کے عتاب سے بچنے کے لئے سوچتا رہا۔

ادھر ست رانی کیلے کھا کر مطمئن ہو گئی تھی۔ اب بیل گاڑی کے سفر میں بہت مزا آ رہا تھا۔

اچانک ترویدی نے اس سے پوچھا۔ "ایک بات بتا ست رانی! بجرنگی تیرا کیا ہے؟"

"پتا... اور کیا ہوتا ہے؟"

"ٹھٹھے کر رہی ہے مجھ سے، اب تو یہ کہے گی کہ تجھے اپنی ماتا کے بارے میں بھی نہیں معلوم!"

"ہاں، مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"اری تو کیسی پہیلی سے نکلی ہے، میری سن جہاں میں تجھے لے جا رہا ہوں وہاں تیری

لکشمی ہے، تُو ہمارے بھاگ بدل دے گی، کا نتی کے سامنے تُو یہی کہے گی، کا نتی میری دھرم پتنی ہے، بڑی نیک ہے، وہ جو بھی کہے، تُو اس کی چنتا مت کرنا، کیا سمجھی، کیا تھا تیرا بابا......؟"

"وہ... مگر مجھے یہ تو بتا دو بابا کیا ہوتا ہے۔"

"اری باؤلی! بابا، بابا ہوتا ہے، بس کافی ہے اور تو لکشمی ہے، مٹی کو ہاتھ لگاتی ہے تو سونا ہو جاتی ہے۔"

"کیا ہو جاتی ہے......؟" ست رانی نے پوچھا۔

"ارے دیا دے دیا... بڑی مشکل ہو گئی یہ تو، پر میں اسے چھوڑ بھی تو نہیں سکتا، چلو جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

☆......☆......☆

اس نے ست رانی کے لئے بہت سے لباس خریدے تھے۔ جوتے خریدے تھے۔ اسے خود احساس تھا کہ جو کپڑا اس نے ست رانی کے چہرے کے گرد لپیٹ رکھا ہے، وہ بڑا مشکوک سا ہے اور دیکھنے والے اسے دیکھ کر نہ جانے کیا سوچتے ہوں گے۔ اب اس کا چہرہ سامنے آئے تو کم از کم اس کے لباس بھی بہتر ہونے چاہئیں۔

لیکن جب وہ ہوٹل میں داخل ہو کر اپنے کمرے کے دروازے پر پہنچا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا، جو ہونا نہیں چاہیے تھا کیونکہ وہ ست رانی کو اچھی طرح سمجھا کر گیا تھا۔ اندر داخل ہوا تو ست رانی موجود نہیں تھی۔ پہلے کمرے میں دیکھا، غسل خانہ وغیرہ چیک کیا پھر باہر نکل آیا۔ کچھ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھا لیکن کچھ پتہ نہیں چلا۔ واپس کمرے میں آیا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ست رانی کہاں گئی؟ اب کیا کروں، اسے چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا، غلطی ہو گئی تھی۔ وہ معصوم سی لڑکی کچھ بھی کر سکتی تھی۔ ہوٹل سے باہر نکل آیا اور ایک ایک سے ست رانی کے بارے میں پوچھنے لگا، کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

رادھیکا ایک بار پھر گم ہو گئی تھی۔ اب وہ دو رادھیکاؤں کو تلاش کیا جائے، سب بیکار ہو گیا تھا۔ گرو جی نے شیش ناگ جگانے کے لیے کہا تھا، برسوں جاپ کیا تھا مگر منی کا سانپ ٹس سے مس نہیں ہوا تھا۔ ست رانی، وش کنیا تھی، اس سے کچھ آس بندھی تھی کہ وہ لیپ تھا کر اور گرجن سنگھ سے بدلے لے گا، رادھیکا کی تلاش میں بھی ست رانی سے مدد لے گا لیکن ایک ذرا سی بھول...!

ست رانی ایک وقت کا تعین کر رہا ہوں، اگر تُو نہ ملی، اگر رادھیکا کا پتہ نہ چلا تو پھر یہ سنسار دیکھے گا کہ کیا ارجن سنگھ کس طرح ان دونوں خاندانوں کے لیے راکھشش بن جاتا ہے، آگ لگا دوں گا اس پورے سنسار میں!

☆...☆...☆

قصور کا نتی کا بھی نہیں تھا۔ اس دور میں جتنے بھی مسئلے جنم لیتے ہیں، مالی حالات بہتر نہ ہونے سے لیتے ہیں۔ یہ گھرانہ بھی مالی بے بسی کا شکار تھا۔ گوپا چھوٹی سی غریب بستی تھی۔ غریبوں کو بیمار ہونے کا حق بھی نہیں ہوتا، بیمار ہوتے بھی ہیں تو خود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی کو تھوڑا زیادہ ہی مشکل پیش آ جائے تو یہ جی موجود تھے جن کی جڑی بوٹیاں کبھی کبھی کام کر جاتی تھیں۔ آس پاس کی بستیوں میں بدست تھوڑے رہتے تھے جو خاندانی وید تھے، رام تر ویدی جی جھونپڑی نما گھروں کے پلے باندھے بیٹھے تھے اور اس طرح کبھی کبھی تر ویدی جی کو دوسری بستیوں کے بیمار بھی مل جاتے تھے اس کے باوجود آمدنی اتنی نہیں تھی کہ بیٹیوں کے شادی بیاہ کے بارے میں سوچ سکتے۔

پریشان تو وہ بھی تھے ان حالات سے لیکن کا نتی دن رات کڑھتی رہتی تھیں۔ بیٹیاں تھیں کہ کسی بھی مشکل کو خاطر میں لائے بغیر صحت مند اور توانا تھیں، دال، روٹی کھا کر بھی خوبصورت تندرست ہو رہی تھیں، ان کے چہرے لال گلابی تھے اور گالوں سے جیسے خون ٹپکتا تھا حالات سے ان کی لاپرواہی پر کا نتی بڑی اور چڑاغ پا ہوتی تھیں اور اکثر بکتی جھکتی رہتی تھیں۔

"تیرا ستیاناس! سنگھ کی جھیاری! یہ تیرے جھولا جھولنے کی عمر ہے، بھگوان کرے رسی ٹوٹ جائے اور تُو گرے، کسی بھی طرح زور پکڑ کر ایسی گرے کہ پھر اٹھ نہ سکے۔ کتنی بار کہہ چکی ہوں کہ دال چڑھا دے تھوڑی تھوڑی دیر میں سب کے پیٹوں میں کتا کاٹنے لگی ہاں! روٹی دو، ماتا جی روٹی دو... ڈیڑھ ٹکوا آٹا پڑا ہے مٹکے میں تھوڑی دیر میں وہ راج جی آتے ہوں گے۔ جنگ جیت کر آتے ہی بولیں گے کا نتی! روٹی لگا دے، بڑی بھوک لگ رہی ہے، چلو لگا دو روٹی! ارے جہاں سے لگا دوں، مارے میں کچی ہوں، آتر تی ہے، چولہے سے کیا اٹھ دوں لکڑی؟"

"ماں تو کیسی بات نہیں ہے، زیادہ بولنے کی، پر تمہیں سمجھانے کے لئے بول رہے ہیں، ماتا جی دیا کر ہم جھولے سے گرے بھی تو میل بھر دور کیسے جا کر گریں گے، سامنے تو دیوار ہے، اسی سے ٹکرا کر نیچے گریں گے پھر تم پوچھو گی کہ مشتی تو نے اتنی لمبی پینگ کیوں لی اور ہم...!" مکنی نے "مشعلے" کی بستی کے ڈائیلاگ اسی کی آواز میں بولے تو کا نتی، یوں دونوں لڑکی اٹھانے۔ مشتی جھولے سے چھلانگ لگا دی۔

کا نتی دیوی نے گیلی لکڑی اٹھائی تو بیٹی دور بھاگ گئی۔

"اور یہ لکڑی دیکھو، گئے ہے جو ہم سے تلاش کراتے ہیں، کبھی آنکھ بھر کر نہ دیکھا کہ جو چیز پیسے دے کر خرید رہے ہیں، وہ ٹھیک سے بھی یا نہیں۔ لو، ویسے تو وید جی بنے ہیں اور جا لگا نے سے کوئی باز نہ آوے ہے، اب جھوکوان گیلی لکڑیوں سے چولہا... ! میں کہتی ہوں ان

ان کی، کبھی اور جو تھتے پکڑ باندھ کر رکھ لیتے۔ تب ان رکھیوں کے منہ پر جو بری تلاش میں میرے گھر آ مرے تھے اور ستیاناس ہو ان کا جنہوں نے آنکھیں بند کر کے انہیں میرے پلو سے باندھ کر پھیرے کرا دیئے کہ تن پر ہے تو پیٹ میں نہیں اور پیٹ میں ہے تو تن ڈھکنے کو کچھ نہیں ... ارری کہاں مر گئی تو رکمنی .....؟"

"ماتا جی! اوپلے سے دال نکال رہی ہوں۔"

"ہے بھی یا نہیں ... ؟"

"ہے۔" رکمنی نے جواب دیا اور کانتی چولہے کے پاس رسوئی میں جا بیٹھی۔ لکڑیاں کچ مچ گیلی تھیں۔ گھر بھر میں دھواں پھیل گیا۔ ادھر ترویدی مہاراج بھی گھر پہنچ گئے۔ بیل گاڑی ایک دوست کی تھی۔ جب بھی جڑی بوٹیوں کی تلاش میں جاتے تھے، اس سے بیل گاڑی لے جاتے تھے، واپس آتے تو پہلے جھاڑ جھنکار اتارتے پھر بیل گاڑی واپس کرنے جاتے، اس کے بعد گھر میں داخل ہوتے مگر آج وہ گھر آ کر پہلے گھر کے دروازے پر آ پہنچے۔ انہوں نے اپنے گھر کے ماحول کے بارے میں ست رانی کو بتایا پھر گھر کا دروازہ کھولا۔ سب سے پہلی نگاہ کانتی پر ہی پڑی تھی جس نے کسی نہ کسی طرح چولہا جلا لیا تھا۔ آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا اور وہ دھوئیں سے گہری سرخ اور دھندلائی ہوئی تھیں پھر بھی اس نے ترویدی کو دیکھ لیا۔ اس سے پہلے کہ کچھ بولتی، کانتی کی نظر ست رانی پر پڑی۔ پہلے تو آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ ساڑھی کا پلو پکڑ کر آنکھوں کو پونچھا پھر چند قدم آگے بڑھی قریب آ کر ست رانی کو دیکھا پھر حیرت بھرے لہجے میں بولی۔

"یہ کون ہے؟"

"وہ ... دیوی لکشمی!" تیرتھ رام ترویدی کے حلق سے ڈری ڈری سی آواز نکلی۔

☆.....☆.....☆

کانتی دیوی اپنی طنز کرنے والی عادت سے باز نہیں آئی تھیں، کہنے لگیں۔

"آکاش سے اتری ہیں کیا؟"

"یہی سمجھ لے، بھاگ بدلنے والے ہیں ہمارے۔ تم کیا دیکھ رہی ہو لڑکیو..... ست رانی کے آرام کا بندوبست کرو۔"

لڑکیاں تو اسے دیکھ کر ہی قربان ہوئی جا رہی تھیں۔ پدمنی نے آگے بڑھ کر ست رانی کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"آؤ... تمہارا نام لکشمی دیوی ہے یا ست رانی۔"

"نام کیا ہوتا ہے۔" ست رانی نے اس کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ پدمنی اسے تعجب سے دیکھنے لگی۔

دوسری طرف کانتی دیوی کڑی نظروں سے ترویدی کو دیکھ رہی تھیں۔

"کون ہے، کہاں سے لائے ہو، کب تک یہاں رہے گی؟"

"کیوں؟ دھرم بدل لیا ہے کیا تو نے اپنا۔ لکشمی دیوی کا نام نہیں سنا کیا؟"

"نام تو سنا ہے۔ پر ہمارے بھاگ ایسے کہاں ہیں کہ لکشمی دیوی ہمارے گھر پدھاریں۔"

"اپنے بھاگ کی بات کر، تو ہی جلو ہی ہے۔ اب میرا دماغ خراب مت کر، کچھ کھانے پینے کو دے، مجھے بھی اور اسے بھی، مگر عزت آبرو کے ساتھ۔ اور ہاں جیب کو ذرا قابو میں رکھیو۔"

اس سے پہلے کہ کانتی دیوی جنگ کا آغاز کریں دروازے کی زنجیر زور سے بجی اور کانتی دیوی ترویدی جی کو گھورتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھ گئیں۔ ترویدی جی موقع غنیمت پا کر اندر چل پڑے۔

ادھر کانتی جی نے دروازہ کھولا تو ٹھٹھک گئیں۔ باہر بڑی سی موٹر کے سامنے دو آدمی کھڑے ہوئے تھے۔

کانتی دیوی کو دیکھ کر ان میں سے ایک نے دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور بولا۔

"یہ بھی مہاراج نے بتایا ہے؟"

"ہاں، کوئی بات ہے کیا؟" کانتی دیوی نے کسی قدر خوفزدہ ہو کر پوچھا۔

"ہم شاہ دورے سے آ رہے ہیں۔ وید جی نے شاہ دورے میں رانا بھگوان داس کی بھابھی کا علاج کیا تھا۔ وہ ٹھیک ہو گئیں۔ کاشی جی گئی تھیں، وہاں سے واپس آ گئی ہیں اور انہوں نے وید جی کے لئے کچھ تحفے بھجوائے ہیں۔"

"میں وید جی کو بھیجتی ہوں۔" کانتی دیوی نے کہا۔

تھوڑی دیر کے بعد ترویدی جی ہنستے مسکراتے اندر آئے، بچوں سے وہ نوکر سے اور مٹھائی کا خوب بڑا ٹوکرا ان کے ساتھ تھا۔

آنے والے چلے گئے تو انہوں نے نوٹوں کی بڑی گڈی کانتی دیوی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شرم ہو تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرو، دیکھا تو نے لکشمی آئی یا نہیں اب بھی اسے لکشمی نہیں مانے گی۔"

کانتی دیوی نے پوری بات بھی نہیں سنی تھی۔ وہ تو ان نوٹوں کو بار بار گن رہی تھیں اور اچھل رہی تھیں۔ خوشی کے مارے ان کے بول بند ہو گئے تھے۔

اس طرح ست رانی کی تقدیر نے اسے بہت سی فضول باتوں سے بچا لیا اور اس کے دن رات آرام سے گزرنے لگے۔ لڑکیاں تو اس کی دیوانی ہو گئی تھیں اور یہ ان کی خوش نصیبی تھی کہ ان کے ساتھ کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جو ان کی زندگی کے لیے خطرناک ہوتا۔ البتہ اب ست رانی کو تھوڑا تھوڑا بابا بجرنگی یاد آنے لگا تھا۔ نئی نئی چیزیں، نئے نئے لوگ دیکھ کر اور ان کے درمیان رہ کر اسے بہت اچھا لگتا تھا لیکن آدم زادی ہی تھی اور سینے میں دل بھی تھا۔ وہ دل ہی کیا جس میں پیار نہ ہو۔ اس نے ہوش ہی بجرنگی کی آغوش میں سنبھالا تھا۔ پرندے، حشرات الارض اس کے دوست تھے۔ وہ دنیا ہی الگ تھی۔ فطرت نے اسے دوسرے انسانوں کو دیکھ کر خوشی کا احساس دیا تھا اور وہ خوش نصیب تھی لیکن بجرنگی سے دور ہوئے اسے بہت دن گزر گئے تھے۔

چونکہ اس کی ترویدی کے ہاں قدم رکھتے ہی بالکل اتفاق سے ایک بڑی رقم کانتی دیوی کے ہاتھ آ گئی تھی اس لئے انہوں نے بھی اسے لکشمی دیوی تسلیم کر لیا تھا ورنہ ست رانی کو خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

البتہ نہ جانے کیوں جب بھی وہ ست رانی پر نگاہیں ڈالتیں انہوں نے ایک عجیب سا احساس ضرور دیکھا تھا۔ ایک دن انہوں نے گھر کی چھت پر ایک انوکھا منظر دیکھا۔ وہ کوئی بیچ

اچھلانے چھت پر گئی تھیں، وہاں ست رانی پہلے سے موجود تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ بہت سی ں ست رانی کے سر، کندھوں، بازوؤں اور گھٹنوں پر بیٹھی ہوئی ہیں، ست رانی ہنس رہی تھی، رہی تھی، چڑیوں کی مدھم چیں چیں بھی سنائی دے رہی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر ان کے دل پر ایک عجیب سا اثر ہوا، یہ بات انہوں نے دل سے تسلیم کر لی کہ رانی انسان نہیں لکشمی دیوی ہی ہے، ورنہ ان پرندوں کا اس طرح اس کے بدن پر بیٹھ جانا اور کا ان سے باتیں کرنا کسی انسان کا کام نہیں تھا۔ اس دن ان کے دل میں ست رانی کی بڑی یبت پیدا ہو گئی۔ وہ الٹے پاؤں نیچے اتر آئیں۔

پھر ایک دن ایک اور منظر ان کی نگاہوں کے سامنے آیا۔ انہوں نے اپنی بچیوں کو دیکھنے لیے کمرے میں جھانکا تھا۔ یہیں ست رانی بھی سوتی تھی۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک کالا ناگ انی کے پیروں کے پاس اس کی چار پائی پر چڑھ رہا ہے۔ انہوں نے اچھی طرح ناگ کو دیکھا تھوڑے ہی فاصلے پر رکمنی اور شانتی سو رہی تھیں۔ اگر چند فٹ کا فاصلہ اور طے کر لیا جاتا تو یہ ان دونوں تک بھی پہنچ سکتا تھا۔ ان کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ "رکمنی، شانتی۔" اور کی وحشت ناک چیخ سن کر خود ست رانی بھی اٹھ گئی۔

لیکن دوسرا حیرت ناک منظر یہ تھا کہ چار پائی پر چڑھتا ہوا سانپ ایک دم غائب ہو گیا تھا، میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے زمین نگل گئی یا آسمان۔ سانپ اتنا بھیانک تھا کہ کچھ دیر تک کانتی کے منہ سے آواز ہی نہ نکل سکی۔ وہ بس خوفزدہ انداز میں زمین کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ ں ان کے ارد گرد جمع ہو گئیں۔ خود ست رانی بھی اٹھ کر پاس آ گئی، بمشکل تمام کانتی دیوی نے بتایا کہ انہوں نے یہاں سانپ دیکھا ہے۔ لڑکیاں چیخیں مار کر باہر بھاگ گئیں، لیکن ست رانی وش کھڑی رہی تھی۔

"تم بھی باہر آ جاؤ ست رانی بھگوان کی سوگند میں نے اپنی آنکھوں سے ناگ دیکھا ہے، ام بڑا ہی خوفناک تھا، بالکل کالا اور خوب لمبا۔"

"وہ کہاں گیا؟" ست رانی کے حلق سے ایک پیار بھری آواز نکلی۔

"یہی تو پتہ نہیں چلا۔"

اس دن ست رانی نڈھال رہی تھی۔ وہ کمرے سے باہر بھی نہیں نکلی تھی اور یوں لگتا تھا جیسے کو تلاش کر رہی ہو۔

شام کو ترویدی جی کو یہ بات بتائی گئی تو وہ بھی تھوڑا بوکھلا سا گیا۔ وید جی کو یہ بات بالکل تھی کہ ست رانی کوئی پُراسرار مخلوق ہے۔ بے شک وہ انہیں جنگل میں ملی تھی اور اس کے

بعد سے انہوں نے لاکھ جتن کئے تھے کہ اس کے ماتا پتا یا گھر بار کا پتہ چل جائے، بس ایک ہی نام لیتی تھی وہ، جوگی بجرنگی۔ وید جی نے اپنے وسائل سے کام لے کر آس پاس کے علاقوں میں جوگی بجرنگی کو تلاش بھی کرایا تھا، لیکن ایسا کوئی نام ان کے سامنے نہیں آیا تھا۔ البتہ اس پراسرار لڑکی کی بہت سی باتوں کو انہوں نے محسوس کیا تھا۔ وہ کبھی کبھی جڑی بوٹیوں کے معاملے میں بھی مداخلت کر لیا کرتی تھی۔ ایک دن بخار میں تپتا ہوا گوپا جی کا ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ یہ کپڑے کا تاجر تھا اور تقریباً تین مہینے سے بخار میں مبتلا تھا۔ بہت سے علاج کرا چکے تھے اس نے، پیسے والا آدمی تھا اس لئے چھوٹے موٹے علاج کو خاطر میں نہیں لاتا تھا لیکن پھر کچھ لوگوں نے جنہیں تر ویدی جی کے علاج سے فائدہ پہنچ چکا تھا اسے مجبور کیا کہ انہیں بھی دکھا دیا جائے۔

اتفاق سے اس وقت ست رانی بھی ان کے پاس موجود تھی جب اس آدمی کو کچھ لوگ لے کر تر ویدی جی کے پاس آئے۔ تر ویدی جی نے اس کی نبض دیکھی اور وہ سارے کام کئے جو وہ کیا کرتے تھے لیکن جب وہ جڑی بوٹیوں کے عرق کو ملانے لگے تو ست رانی نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"نہیں آپ غلط دوا بنا رہے ہیں، یہ بوٹیاں اس علاج کے لئے نہیں ہیں۔"

تر ویدی جی بہر طور ست رانی کے قائل تھے۔ انہوں نے وہی دوا بنا کر دے دی اور دوسری رات اس شخص کا بخار اتر گیا۔ تین مہینے سے وہ جس اذیت میں مبتلا تھا اس سے نجات ملی اور پھر وہ صحت مند ہوتا چلا گیا۔

بس اس کے بعد تو تر ویدی جی کے گرد مجمع لگ گیا۔ خود اس شخص نے کپڑوں کے کئی تھان اور بہت سے پیسے تر ویدی جی کو پہنچائے تھے اور حقیقت یہی تھی کہ جب سے ست رانی وید جی کے پاس آئی تھی ان کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو گیا تھا اور اسی کی وجہ سے کانتی بھی کافی مطمئن ہو گئی تھیں۔ البتہ جس دن سے انہوں نے ست رانی کے پاس ناگ دیکھا تھا اس دن سے وہ تھوڑی سی اس سے خوفزدہ بھی رہنے لگی تھیں اور اس خوف کی ایک دن تکمیل ہو گئی۔

دوپہر کا وقت تھا۔ کانتی جی کی باقی بیٹیاں دوسرے کمرے میں سو رہی تھیں۔ کانتی دیوی نے اس دن کے بعد سے ست رانی کا کمرہ الگ کر دیا تھا۔ اسے خوب صاف ستھرا کر کے سجا بھی دیا تھا۔ اس کے بعد کئی بار وہ ست رانی کے کمرے میں جھانک چکی تھیں۔ بس سانپ کا خوف ان کے دل پر سوار رہتا تھا۔

اس دن دوپہر کے وقت انہوں نے اس کے کمرے میں جھانکا تو دونوں ہاتھوں سے سینہ پکڑ لیا، آج کا منظر ہی کچھ اور تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ ست رانی زمین پر آسن جمائے بیٹھی ہے۔ ایک سیاہ رنگ کی خوفناک ناگن ست رانی کی گردن سے لپٹی ہوئی ہے اور اس کا منہ ست رانی کے

ہونٹوں سے ملا ہوا ہے۔ ست رانی کی آنکھیں بند تھیں اور ناگن اس کے ہونٹوں سے اپنا پھن ملائے ہوئے تھی۔

ست رانی سے ایک گز کے فاصلے پر ایک کالا ناگ بھی پھن اٹھائے کنڈلی مارے بیٹھا نظر آیا۔ سانپوں کا یہ جوڑا ست رانی سے اس طرح محبت کا اظہار کر رہا تھا جیسے ان کے درمیان کوئی بہت گہرا رشتہ ہو۔

کانتی دیوی کی آواز بند ہو گئی۔ پاؤں وہیں جم گئے اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھنے لگیں۔ پھر ناگن نے ست رانی کے منہ سے منہ ہٹایا اور اس کے پورے بدن کے گرد لپٹنے لگی۔ ناگ نے بھی اپنا پھن ست رانی کے گھٹنے پر رکھ دیا اور ست رانی کا ہاتھ ناگ کے پھن پر جا ٹکا۔ اس کے انداز میں بڑا پیار تھا۔

پھر اس نے بڑے اداس لہجے میں کہا۔ "تم ہی میری سہائتا کرو گن اور رنپو۔ پتہ نہیں بابا بجرنگی کہاں چلا گیا۔ تم اسے تلاش کرو اور مجھے بتاؤ۔ وہ مجھے بہت یاد آتا ہے۔" سانپ نے پھن اٹھا کر اپنا چہرہ ست رانی کے چہرے کے قریب کیا۔ کوئی آواز تو نہیں ابھری تھی لیکن یوں لگ رہا تھا جیسے سانپ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر اس سے باتیں کر رہا ہو۔

ست رانی نے بات کرنے والے انداز میں ہی جواب دیا۔ "ہاں اور مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے، بلکہ یہاں بڑا اچھا لگ رہا ہے۔"

یہ تمام آوازیں کانتی دیوی کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں اور ان پر غشی سی طاری ہوتی جا رہی تھی۔ وہ گرنے سے بچنے کے لئے ایک دیوی کا سہارا لینے پر مجبور ہو گئیں۔ کواڑ پر ہاتھ لگا اور کواڑ دیوار سے ٹکرایا۔ تب ہی ست رانی چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگی۔

ناگن آہستہ آہستہ اس کی گردن سے اترنے لگی اور پھر ناگوں کا یہ جوڑا کمرے کے ایک گوشے میں نظر آنے والے ایک سوراخ میں داخل ہو گیا۔ یہ سوراخ نیا تھا۔ خود کانتی دیوی نے اس سوراخ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ دروازے سے لگی کھڑی رہیں۔

ست رانی اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا نشہ تیر رہا تھا۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور کانتی دیوی سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔

"ماتا جی۔" اس کے منہ سے آواز نکلی اور کانتی دیوی بری طرح چونک پڑیں۔

انہوں نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ماتھے سے لگا کر بولیں۔

"پرنام مہا لکشمی...... جے مہا لکشمی۔" ان کی لرزتی ہوئی آواز ابھری، جو نظارہ انہوں نے دیکھا تو وہ کسی دیوی ہی سے متعلق ہو سکتا تھا۔

پہلے بھی وہ ست رانی کے دیوی ہونے کی قائل ہو چکی تھیں اور آج تو حد ہی ہو گئی تھی۔ ناگن کس طرح اس کے منہ کو چوم رہی تھی۔ کتنا والہانہ انداز تھا اس کا۔ یہ کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ کسی ناگن کا کسی انسان سے اتنا گہرا تعلق ہو سکتا ہے۔ ... ویسے بھی یہ لوگ ناگ دیوتا کی پوجا کرتے تھے اور اب تو جو کچھ دیکھ لیا تھا اس کے بعد مزید کچھ دیکھنے کی گنجائش نہیں تھی۔ بمشکل تمام کانتی دیوی کے منہ سے نکلا۔ "وہ ... وہ ..."

"ہاں وہ ساتھی اور رشتے دار ہیں۔ میرے بچپن کے دوست۔ بچپن کے ساتھی۔ رنچو نے میری ہر طرح سہائتا کی ہے اور سانگن نے مجھے بہت کچھ سکھایا ہے اس سنسار کے بارے میں۔"

"مگر مگر ... میں نے پہلے بھی۔"

"ہاں مجھے تلاش کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں، میں نے کہا نا پہلے وہاں رہتے تھے جہاں ناگ مندر تھا۔ بابا بجرنگی مجھے وہاں سے لے آیا اور خود پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ بابا بجرنگی کو تلاش کر کے مجھے بتائیں۔"

کانتی دیوی وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کے سامنے جھک گئی تھیں۔ اس نے کہا۔ "یہ کچھ نہیں! کسی سے کہیں، وہ جانتے ہیں کہ میں یہاں رہتی ہوں۔"

"میں ... میں ..." اس کے علاوہ کانتی دیوی کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکل سکی۔

☆......☆......☆

پھر ایک دن کچھ لوگ گاڑی میں بیٹھ کر آئے اور وید جی کو جواب کافی نام کما چکے تھے اور ان کی شہرت آس پاس پھیلتی جا رہی تھی، آوازیں دی گئیں۔ وید جی باہر گئے تو انہوں نے اس بڑی سی گاڑی کو دیکھا جو بہت ہی خوبصورت اور شاندار تھی۔ چار آدمی اس سے نیچے اترے۔

"ہم تیرتھ رام ترویدی سے ملنے آئے ہیں۔"

"ہاں ہاں بولو، میں ہی تیرتھ رام ترویدی ہوں۔"

"ترویدی جی آپ نے سہارن پور کا نام تو سنا ہوگا۔ سہارن پور کے سب سے بڑے جاگیردار مہاراج گربچن سنگھ ہیں۔ گربچن سنگھ جی کے سب سے چھوٹے بھائی جگن راج سخت بیمار ہیں۔ ان کا مرض عجیب و غریب ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ کو اس کے بارے میں بتا دیا جائے۔ ان کے ناک اور منہ سے کیڑے نکلتے ہیں اور ان کا خون پانی ہوتا جا رہا ہے۔ بدن پر بڑے بڑے سفید دھبے پڑ گئے ہیں۔ یہ بیماری ہے ان کی۔ نجانے انہیں کہاں کہاں دکھایا گیا ہے لیکن کہیں سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ تھوڑے دن پہلے کسی نے گربچن سنگھ مہاراج کو آپ کے بارے میں بتایا کہ آپ بڑا اچھا علاج کرتے ہیں اس لئے ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ کو گربچن سنگھ کی حویلی چلنا ہوگا۔

جتنی دولت آپ چاہیں لے لیں۔ ویسے ایک بڑی رقم ہم لے کر آئے ہیں اور بھی ہیں، وہ آپ لے لیں لیکن آپ کو چلنا ہوگا۔"

وہ اندر آیا اور ست رانی کو ایک الگ کمرے میں لے گیا اور بولا۔ "ست رانی ایک کٹھن وقت آن پڑا ہے۔ کچھ لوگ آئے ہیں میرے پاس۔ گربچن سنگھ جی سہارن پور کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔ ان کے بھائی جگن راج کو ایک بیماری ہے جو بہت عرصے سے لگی ہوئی ہے اور اس کا کوئی علاج نہیں ہو سکا۔ بیماری یہ ہے کہ اس کی ناک اور منہ سے کیڑے نکلتے ہیں اور بدن پر سفید دھبے پڑ گئے ہیں۔ خون پانی ہو گیا ہے اور وہ کمزور سے کمزور تر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کا علاج کرنا ہے، تیرے ذہن میں ایسی کوئی جڑی بوٹی ہے جس سے اسے فائدہ ہے۔"

ست رانی نے سادہ سی نگاہوں سے ترویدی جی کو دیکھا اور بولی۔ "میرے مترا مجھے وہ جڑی بوٹی بتا دیں گے، نہ صرف بتا دیں گے بلکہ لا کر بھی دیں گے، آپ چنتا مت کرو، آپ چاہو تو ان کا علاج کرو۔"

"تو میرے ساتھ چلے گی؟"

"ہاں، میں چلوں گی۔" ست رانی نے جواب دیا۔

ترویدی جی آنکھیں بند کر کے ہاتھ جوڑ کر گردن ہلانے لگے۔ "ہے بھگوان، کون سا نیک کام کیا تھا میں نے جو مجھے یہ مہالکشمی مل گئی۔" اور اس کے بعد وہ سہارن پور جانے کی تیاریاں کرنے لگے۔

☆......☆......☆

بجرنگی نڈھال ہو گیا تھا۔ وہ اپنی تقدیر کو رو رہا تھا۔ بہن گم ہو گئی تھی، اسے ہی تلاش نہ کر سکا تھا کہ اب ایک اور غم اس کے سینے میں سما گیا تھا۔ ست رانی بھی اسے اپنی اولاد کی طرح پیاری تھی۔ پہلے دن سے ہی اس نے اسے پالا تھا۔ اسے اپنی غلطی کی وجہ سے اپنے آپ سے نفرت ہو گئی تھی۔ پتہ نہیں کیا ہوا ہوگا اس کے ساتھ۔ وہ تو سنسار کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔

کئی دن گزر گئے۔ ہر کوشش کر ڈالی تھی اس کے بعد وہ مایوس ہو گیا تھا۔ اسے فیصلہ کرنا تھا۔ یا تو آتم ہتھیا کر لے یا پھر اپنے انتقام کے لئے تیار ہو جائے۔ آخرکار اس نے دوسرا عمل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور دوہرے غم کو سینے میں سجائے آگے کی منصوبہ بندی کرنے لگا۔

سب سے پہلے اس نے ایک پستول اور گولیاں حاصل کیں۔ پھر کچھ خاص لباس خریدے، حلیے میں تھوڑی سی تبدیلی کی اور اس کے بعد ٹرین میں بیٹھ کر چل پڑا۔

دہلی کے سہارن پور کے سفر کے دوران اس کی نگاہیں بھٹکتی رہی تھیں۔ اس کے دل میں

ہوک اُٹھتی رہی تھی۔ کاش کسی اسٹیشن پر، دونوں میں سے کوئی چہرہ نظر آ جائے۔ پریشان حال، اسے تلاش کرتی ہوئی ست رانی یا رادھیکا جس کی اب صورت بھی بدل گئی ہوگی۔

سہارن پور اسٹیشن پر وہ اُتر گیا۔ پلیٹ فارم پر قدم رکھتے ہی اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اس نے گربچن سنگھ کی حویلی کے بارے میں سوچا جسے وہ خاکستر کر گیا تھا لیکن اس کے بعد اسے پتہ نہیں چل سکا کہ وہاں کیا ہوا، کتنے مرے کون کون بچا؟

وہ یادداشت کے سہارے اس علاقے میں پہنچا تھا جہاں وہ حویلی موجود تھی اور یہ دیکھ کر اسے افسوس ہوا تھا کہ حویلی اسی شان و شوکت کے ساتھ اپنی جگہ موجود تھی بلکہ اس کے کچھ اور حصے بھی تعمیر ہو گئے تھے جن کی وجہ سے وہ اور خوبصورت لگنے لگی تھی۔

بجرنگی دور سے اسے دیکھتا رہا۔ بڑے پھاٹک پر چوکیدار الرٹ کھڑا ہوا تھا۔ موٹریں اور بگھیاں آ جا رہی تھیں۔ ان میں اسے کوئی شناسا چہرہ نظر نہیں آیا۔ لیکن اس نے محسوس کیا کہ گربچن سنگھ کے خاندان نے کافی ترقی کر لی ہے۔ اب اسے آگے کے منصوبے پر عمل کرنا تھا۔

حویلی سے کوئی پچاس گز کے فاصلے پر املی کا ایک پرانا درخت آج بھی موجود تھا۔ یہ درخت بجرنگی نے پہلے بھی دیکھا تھا۔ وہ اس درخت کے نیچے جا بیٹھا۔ کئی گھنٹے گزر گئے۔ اب وہ لیٹ گیا تھا۔ اس نے محسوس کیا تھا کہ گیٹ کا چوکیدار کئی بار اسے دیکھ چکا ہے۔ آخرکار وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔

"بابا جی۔ یہاں نہ لیٹیں، مالک ادھر سے آتے جاتے ہیں۔ مجھے ڈانٹ پڑے گی۔" اس نے کہا۔

بجرنگی نے اداکاری کرتے ہوئے کہا۔ "تھوڑی دیر اور یہاں رہنے دو بھائی۔ بس جیون کے دو سانس رہ گئے ہیں۔ تھوڑی بہت دیر میں پورے ہو جائیں گے۔ یہ تو اچھی بات ہے کہ بڑے لوگ ادھر آتے جاتے ہیں۔ کریا کرم تو کرا ہی دیں گے بھگوان کے نام پر۔"

چوکیدار نے ہمدردی سے اسے دیکھا پھر بولا۔ "کچھ بیمار ہو بابا جی؟"

"ہاں بھائی۔ اکیلا ہوں اس سنسار میں۔ بس یہی بیماری ہے۔ چلا جاتا ہوں کہیں اور جا کر مر جاؤں گا۔ تمہیں ڈانٹ پڑے یہ مجھے گوارہ نہیں۔" بجرنگی نے دو تین بار اُٹھنے کی کوشش کی اور گر پڑا۔

چوکیدار کے دل میں ہمدردی پیدا ہو گئی۔ یہی بجرنگی چاہتا تھا۔

"نہیں بابا جی! ہم تمہیں بھٹکنے نہیں دے رہے ہیں۔ تم ہمارے کوارٹر میں چلو۔ ہم تمہاری سیوا کریں گے۔"

بجرنگی خاموش ہو گیا۔ وہ دل میں خوش تھا کہ اس کے منصوبے کا پہلا مرحلہ کامیاب ہو گیا۔ کم از کم اسے حویلی کے اندر داخل ہونے کا موقع مل گیا تھا۔

چوکیدار بابو لال حویلی کے پچھلے حصے میں ایک کوارٹر میں رہتا تھا جہاں دوسرے نوکروں کے کوارٹر بھی تھے۔ وہ اپنی دھرم پتنی اور بیٹے کے ساتھ وہاں رہتا تھا۔

ان سب نے بجرنگی کی بڑی سیوا کی۔ دوسروں کے پوچھنے پر چوکیدار نے بتایا تھا کہ اس کا بیمار ماما گاؤں سے آیا ہے اور کچھ دن اس کے ساتھ رہے گا۔ نوکروں کے عزیز و اقارب آتے رہتے تھے۔ گربچن سنگھ کی طرف سے ایسی کوئی ممانعت نہیں تھی اس لئے کوئی خاص بات نہیں ہوئی اور بجرنگی وہاں اپنے پاؤں جمانے لگا۔

اس نے چوکیدار اور اس کے گھر والوں سے ایسا رویہ رکھا کہ وہ اس سے مانوس ہو گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آس پاس کے دوسرے نوکروں سے بھی اس نے اچھے تعلقات پیدا کر لئے تھے۔

پھر ایک دن اس نے گربچن سنگھ کو دیکھا۔ بوڑھا ضرور ہو گیا تھا لیکن صحت قابل رشک تھی۔ کمبخت بوڑھا ہونے کے بجائے جوان ہو رہا تھا۔ اسے دیکھ کر بجرنگی پر جنون طاری ہو گیا تھا لیکن اس نے بڑی مشکل سے خود کو سنبھالا اور اپنے آئندہ کے لائحہ عمل پر غور کرتا رہا۔

پھر اس نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اس نے بابو لال کے پاس گیٹ پر بیٹھنا شروع کر دیا اور چوکیداری کرنے لگا۔ بابو لال کو اس کا سہارا مل گیا تھا۔ کسی نے غور بھی نہیں کیا تھا اور وہ بڑی خوش اسلوبی سے دوسرے تیسرے دن بابو لال کو آرام کرنے کا موقع دے دیتا تھا۔ اسی دوران اس نے حویلی کے ایک دوسرے بوڑھے ملازم رسک رام سے دوستی کر لی۔ رسک رام کے بارے میں اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ اسی حویلی میں ہی پیدا ہوا تھا۔

اس دن صبح سے بارش ہو رہی تھی۔ رات کو بجرنگی نے بابو لال سے کہا کہ وہ آرام کرے وہ رات کو پہرہ سنبھال لے گا۔ بابو لال نے خوشی سے اسے اجازت دے دی تھی۔ بجرنگی نے خاص طور سے رسک رام کو اپنے پاس بلا لیا تھا۔

"بیٹھو رسک رام جی۔ دیکھو میں تمہارے لئے کیا لایا ہوں؟" بجرنگی نے بیڑی کا ایک بنڈل رسک رام کو دیتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ یہ کہاں سے لے آئے۔ یہ تو بڑی بڑھیا بیڑی ہے۔" رسک رام کی باچھیں کھل گئیں۔

"بس میں نے سوچا آج منڈلی جمائیں گے۔ موسم بھی کتنا بڑھیا ہے۔"

"دو تو ہے۔ لو آج تم بھی بیڑی پیو۔" رسک رام نے کہا اور خود بھی بیڑی نکال کر سلگا لی۔

"ایک بات بتاؤ رسک رام! تم نے سارا جیون یہاں بتا دیا۔ تمہارا من نہیں چاہا کہ سنسار دیکھو۔" رسک رام خاموشی سے بیڑی کے کش لیتا رہا، پھر حسرت بھرے لہجے میں بولا۔ "کس کا من نا چاہے بھیا کہ سنسار دیکھے، پر ہم اکیلے ہی نہیں خود اس حویلی میں بھی ہمارے جیسے کئی اور بھی ہیں جو پرکھوں سے گربچن سنگھ مہاراج کے پریوار کی سیوا کرتے چلے آ رہے ہیں اور آج تک کر رہے ہیں۔ کئی ایسے بھی ہیں جو بوڑھے ہو کر مرکھپ گئے، بس بھیا جی یہ بھاگوں کی بات ہوتی ہے جس کے بھاگ میں بھگوان نے جو لکھ دیا سو اسے تو پورا کرنا ہی ہوتا ہے۔ ہم کہاں جاتے یہاں سے، گربچن سنگھ مہاراج کے دادا کی زمانے سے یہیں ہیں۔ ہمارے پتا جی البتہ کہیں اور سے آئے تھے۔ بس اس کے بعد یہیں کے ہو رہے۔"

"ایک بات کہوں برا مت ماننا۔"

"ارے نا بجرنگی تمہاری بات کا کون برا مانے گا۔" بیڑی کا بنڈل صحیح کام کر رہا تھا۔

"گربچن سنگھ جی کے بارے میں سنا ہے کہ جوانی میں بہت رنگین مزاج رہے ہیں۔"

"جوانی ان پر سے گئی کہاں ہے بھیا بجرنگی! جیسے تھے اب بھی ویسے ہیں۔ بس کیا بتائیں نمک کھایا ہے ان کا، زبان نہیں کھلتی۔ بڑے بڑے برے سمے دیکھے ہیں یہاں، پر حیرت بھگوان پر ہوتی ہے، ارے ہم اگر دھاگہ بھی توڑ دیں تو ہماری گردن پھنس جاوے ہے۔ پر یہ بڑے لوگ، سنسار باسیوں سے ان کا جیون چھین لیں، تب بھی بھگوان انہیں چھوڑتا چلا آتا ہے۔ واہ رے بھگوان تیری لیلا بھی نیاری ہے۔"

"کبھی یہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا، میرا مطلب ہے کہ کسی نے گربچن سنگھ جی سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کی کوشش کی ہو۔"

"ہوا ہے، پر بچ گئے گربچن سنگھ مہاراج اور ان کے پریوار والے، کوئی ایسا تھا یہاں نوکری کرتا تھا، نام یاد نہیں رہا بہت پرانی بات ہے۔ گربچن سنگھ نے اس کی بہن کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی تھی اس نے حویلی میں آگ ہی لگا دی، مگر مرا کون چھ نوکر جو بیچارے ادھر ادھر اپنا کام سر انجام دے رہے تھے۔ گربچن سنگھ جی تو اپنے پریوار کے ساتھ صاف نکل گئے۔ حویلی کے نیچے کوئی سرنگ ہے جس کا پتہ صرف گربچن سنگھ کے پریوار میں سے کچھ لوگوں کو ہے۔ بس وہ نکل گئے۔ حویلی خوب جل گئی تھی، بڑی لے دے رہی۔ ہاں یاد آ گیا اس کا نام جس نے آگ لگائی تھی، وہ ارجن سنگھ تھا۔ ارجن سنگھ چوہان۔ پرتھوی راج چوہان کے پریوار میں سے کوئی تھا۔ بس وہ آگ لگا کر صاف نکل گیا۔ برسوں پولیس اسے تلاش کرتی رہی تھی، نجانے کس کس کو پکڑ لیا تھا اس

کے دھوکے میں، پھر بھی اس کا پتہ نہیں چل سکا۔"

"اور اس کی بہن کا کیا ہوا جسے گربچن سنگھ نے اغوا کیا تھا؟"

"ارے ایسی بھیتر کی باتیں بھیا ہم نوکروں کو کہاں معلوم ہوتی ہیں؟"

"مگر تمہیں تو بہت کچھ معلوم ہے رسک رام بھیا، گربچن سنگھ آج بھی اتنے ہی برے ہیں؟"

"ہاں وہ جو کہتے ہیں چور چوری سے جاوے، ہیرا پھیری سے نہ جاوے ہے، پر آج کل ذرا کشٹ میں ہیں۔"

"کیوں؟"

"بھائی ہے ان کا جگن راج، چھوٹا بھائی ہے۔ ولایت میں پڑھ رہا تھا۔ ولایت سے واپس آیا تو ایک عجیب و غریب بیماری ساتھ لگا لایا۔ بھیا وہی بات ہے منش سوچے یا نہ سوچے بھگوان کہیں نہ کہیں سے کشٹ دینے کے راستے نکال لیتا ہے۔ گربچن سنگھ کا ایک ہی بھائی ہے اور بہت بری حالت میں ہے۔ ایک دم کوڑھ ہو گیا ہے۔ سنا ہے کہ ناک اور منہ سے کیڑے نکلتے ہیں۔ لے بھیا وہ بات پوری ہو گئی کہ سسرا ہوش میں آ جا ورنہ کیڑے پڑیں گے۔ پر یہ کیڑے اگر گربچن سنگھ کے شریر میں پڑتے تو دیکھنے والوں کو زیادہ خیال آتا ہے کہ گربچن سنگھ جی نے جو کچھ کیا ہے اس کا نتیجہ انہیں مل رہا ہے۔" رسک رام نے دوسری بیڑی سلگاتے ہوئے کہا۔

"رسک رام حویلی کے اندر جو نوکر کام کرتے ہوں گے انہیں تو ضرور معلوم ہوگا کہ اس کی، میرا مطلب ہے ارجن سنگھ کی بہن کا کیا ہوا؟"

"پتہ نہیں، ویسے حویلی میں بھی ایک دو ایسے نوکر ہیں جو گربچن سنگھ کے بڑے رازداروں میں سے ایک ہیں۔"

"اچھا اچھا... وہ کون ہیں؟"

"ایک تو رسیا ہے اور دوسرا موہن۔ یہ دونوں گربچن سنگھ کے بڑے رازدار ہیں۔"

"کبھی ان سے معلوم کرو۔"

"ارے نا تم بھی کبھی ایسا مت کرنا بجرنگی۔ بڑے لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں، اگر زیادہ آگے بڑھنے کی کوشش کی تو جان جانے کا خطرہ رہتا ہے۔ ارے ہمیں کیا پڑی ہے بھیا، کھوج لگانے کی۔"

"ہاں یہ تو ہے۔" بجرنگی خوش تھا کہ تھوڑی سی معلومات میں اضافہ ہوا تھا۔

اس دن کے بعد سے وہ رسیا اور موہن کی تاک میں لگ گیا۔ بڑے اچھے طریقے سے ان

دونوں کے بارے میں معلوم کیا۔ رسیا اور موہن دونوں ہی شیطان صورت تھے۔ کافی عمر رسیدہ ہو گئے تھے لیکن ان کے غرور سب سے زیادہ تھے کیونکہ وہ گرپچن سنگھ کے منہ چڑھے تھے۔

بڑی زبردست کوشش کے بعد بجرنگی کو ان دونوں کے کوارٹروں کا پتہ لگا، پھر ایک رات وہ کافی دیر تک کیبن پر بابو لال کے ساتھ بیٹھا باتیں کرتا رہا تھا۔ بھرا ہوا پستول اس کے پاس تھا جو اس نے اپنے لباس میں چھپا رکھا تھا۔ پھر وہ بابو لال سے یہ کہہ کر اٹھا کہ وہ آرام کرنے جا رہا ہے۔ لیکن اس کا رخ ان دوسرے کوارٹروں کی طرف تھا، جو حویلی کے دوسرے حصے میں تھے۔

مہندی کی باڑھ اور درختوں کی آڑ لیتا ہوا آخر کار وہ رسیا کے کوارٹر پر پہنچ گیا۔ کوارٹر کی دیواریں زیادہ اونچی نہیں تھیں اور بجرنگی اچھا خاصا تندرست تھا۔ بظاہر وہ کراہتا رہتا تھا اور اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرتا تھا لیکن جنگل کی آب و ہوا میں وقت گزار کر وہ کافی صحت مند تھا، چنانچہ دیوار کو کود کر اندر داخلے میں اسے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ کوارٹر میں ایک ہی کمرہ تھا۔ برآمدہ اور پھر ضرورت کی دوسری جگہیں۔

کمرے میں مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے دروازے کو دھکیل کر دیکھا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ تب اس نے کچھ سوچنے کے بعد دروازے پر ہلکی سی دستک دی۔ اندر سے چرس کی بو آ رہی تھی۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور رسیا نے کہا۔ ”کیا بات ہے، کون ہو اس سمے۔ یہ بھی کوئی آنے کا سمے ہے؟“

بجرنگی نے اس کے گریبان پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکے سے اسے اندر دھکیل دیا، پھر چٹ کر کے دروازہ بند کر دیا۔ رسیا خوفزدہ انداز میں دیوار سے جا لگا تھا۔

”ارے تم ہو کون؟ ارے ہم نے تمہیں بابو لال کے پاس دیکھا ہے۔ کیا نام ہے تمہارا؟“

”میرا نام، شاید تجھے میرا نام بھی معلوم ہو، میرا نام ارجن سنگھ ہے۔ یاد ہے ارجن سنگھ جس نے اس حویلی میں آگ لگائی تھی۔“

رسیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ نشے میں تھا۔ چرس کی بو کمرے میں بری طرح پھیلی ہوئی تھی۔ وہ چرس پی رہا تھا۔ اس نے زور زور سے آنکھیں بھینچ کر گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ارے تو بار تم..... تم کا ہے آ مرے بھیا اور ہمرے پاس اس طرح کیوں آئے ہو؟“

”معلومات حاصل کرنے رسیا معلومات حاصل کرنے۔“

”کیسی معلومات بھیا! ارے دیکھو ہمارے ساتھ کوئی ایسا ویسا مت کرنا۔ ارے نوکر ہیں بھیا ہم تو یہاں کے۔“

”رسیا تمہیں پتہ ہے میں نے حویلی میں آگ کیوں لگائی تھی۔ گرپچن سنگھ نے میری بہن کو

اغوا کر لیا تھا۔ رادھیکا نام تھا اس کا اور تم ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے راستے میں رادھیکا کو پکڑا تھا اور میں نے تم لوگوں میں سے کچھ کو زخمی کر دیا تھا۔ پھر مجھے پولیس نے پکڑ لیا اور مجھے سزا ہو گئی۔“

”پر بھیا دیکھو ہمارا کیا دوش ہے۔ پاپی پیٹ کے لئے سب کچھ کرنا پڑتا ہے۔ ہم تو نمک کھاتے ہیں گرپچن سنگھ مہاراج کا۔ جیسا ان کا حکم ہوتا ہے ہم وہی کرتے ہیں۔“

”رسیا، رادھیکا کہاں گئی؟“

”او بیٹا رسیا سے پوچھ رہے ہو۔ بھیا رادھیکا گرپچن مہاراج کے پاس آ گئی اور جو ان کے پاس آتا ہے وہ ان کے چرنوں میں رہتا ہے یا پھر کہیں کسی ویران جگہ پر اس کی چتا جلا دی جاتی ہے۔ یہی دو کام ہوتے ہیں پر بھگوان کی سوگند ہم اس کی چتا جلانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ ہمیں معلوم ہے کہ بعد میں وہ کہاں گئی۔“ رسیا نے بتایا۔

”رسیا تو جھوٹ بول رہا ہے۔“

”بھیا، چرس کی سوگند جو جھوٹ بول رہے ہوں ہم۔“

”موہن کو پتہ ہوگا کہ رادھیکا کہاں گئی؟“

”موہن.....“ رسیا نے خوفزدہ نگاہوں سے ایک طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تب ہی بجرنگی کی نگاہ اس دوسری چارپائی پر پڑی جس پر کوئی چادر اوڑھے سو رہا تھا۔

”یہ موہن ہے؟“

”ہاں ہے تو، پر سسرا ڈر کے مارے چادر اوڑھ کر لیٹ گیا ہے۔ چرس پی رہا تھا ہمارے ساتھ۔“

”یہ تو اچھا ہوا کہ موہن کی تلاش میں مجھے اس کے کوارٹر تک نہیں جانا پڑا۔ اٹھاؤ اسے۔“ بجرنگی بولا اور موہن خود اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”بھگوان کی سوگند، جب کوئی مہاراج کے کمرے تک پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کی خبر مہاراج کو ہوتی ہے کسی اور کو نہیں۔“

”ہوں تو تجھے بھی نہیں معلوم کہ رادھیکا کہاں گئی۔“

”ہاں بچے مر جائیں ہمارے جو ہمیں کچھ معلوم ہو۔“ موہن نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کہاں ہیں تیرے بال بچے؟“

”ارے جھوٹا ہے سسرا، اس کی شادی ہی کدھر ہوئی ہے۔“ رسیا نے جواب دیا۔

”رسیا! میں تم دونوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ بس مجھے اتنا بتا دو کہ رادھیکا کہاں

جا سکتی ہے؟"

"بھیا بھگوان کی سوگند ہمیں کچھ نہیں معلوم۔"

"مگر تم دونوں ان لوگوں میں شامل تھے جو رادھیکا کو مجھ سے چھین کر یہاں لائے تھے۔"

"ہمیں تو حکم ملا تھا ہم کیا کرتے؟"

"ٹھیک ہے اب تم دونوں کو اس سنسار میں رہنے کا کوئی ادھیکار نہیں ہے، جتنا جی چکے اتنا ہی کافی ہے۔ باقی سب میں دیکھ لوں گا۔"

"ارے بھیا دیکھو ہم تو ویسے ہی مرے مرائے ہیں، ہمیں مار کر کیا کرو گے۔" دونوں رونے اور گڑگڑانے لگے۔ لیکن بجرنگی کو اپنے انتقام کی آگ سرد کرنے کا یہ پہلا موقع تھا اور اس پہلے موقع پر رسیا اور موہن دنیا سے رخصت ہو گئے۔ بجرنگی نے انہیں گلا دبا کر مار ڈالا تھا۔

رسیا اور موہن گربچن سنگھ کے پرانے ملازم ہی نہیں بلکہ ان کی ساری برائیوں کے رازدار بھی تھے۔ گربچن کو ان کی موت کی خبر ملی تو وہ حیران رہ گیا۔ اس نے ان دونوں کی لاشیں دیکھیں تو الجھ کر رہ گیا۔

"انہیں تو گلا دبا کر قتل کیا گیا ہے جے شرما۔" انہوں نے حویلی کے نگران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"جی مہاراج مجھے اندازہ ہے۔"

"صرف اندازہ۔ یہ نہیں معلوم کہ انہیں کس نے مارا ہے۔" گربچن نے زہریلے لہجے میں کہا۔ جے شرما نے گردن جھکا لی۔

جے شرما حویلی کے سارے امور کا نگران تھا۔ اس کی عمر چھتیس سال کے قریب تھی۔ انتہائی شاطر اور بے رحم تھا۔ اوباش فطرت تھا اور کسی بھی طرح گربچن سنگھ سے کم نہیں تھا۔ یہاں اسے زبردست تنخواہ ملتی تھی، اسی طرح اس کی ذمہ داریاں بھی سخت تھیں۔

"یہ بھی جلد ہی معلوم ہو جائے گا مہاراج۔"

"سنو! یہ جواب نہیں ہے۔ وہ ہمارے خاص سیوک تھے اور تمہاری ذمے داری ہے کہ تم حویلی میں رہنے والے ایک ایک منش کی خبر گیری رکھو۔ کس کی کس سے دوستی ہے۔ کس کی کس سے دشمنی ہے۔ اس طرح تو یہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج۔"

"کب تک بتاؤ گے کہ انہیں کس نے اور کیوں مارا۔"

"بہت جلد مالک"

"ہاں، ضروری ہے۔ تمہارے یہاں رہنے کے لئے یہ بہت ضروری ہے۔ بات سمجھ آ گئی۔"

"جی مالک۔" جے شرما نے کہا۔

"ان کا کریا کرم کرا دو۔"

دونوں نوکروں کا انتم سنسکار اسی طرح خاموشی سے ہو گیا جس طرح ہونا چاہیے تھا لیکن جے شرما حویلی پر لگ گیا تھا۔ جب سے اس نے یہاں ذمہ داری سنبھالی تھی حویلی میں یہ پہلی واردات تھی۔ یہاں کون کس کا دوست ہے کون کس کا دشمن اسے سب معلوم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ گربچن ایک بدفطرت انسان ہے، اس کے بہت سے دشمن ہوں گے۔ اس کے علاوہ رسیا اور موہن اس کی برائیوں کے رازدار تھے اور ان سے بھی کسی کی دشمنی ممکن تھی۔ لیکن ایسا کوئی دشمن کم از کم حویلی میں موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے بڑی ذہانت سے حویلی میں کسی باہر کے آدمی کی موجودگی کا سراغ لگانا شروع کر دیا اور بہت جلد اسے بجرنگی کے بارے میں معلوم ہو گیا۔

"زیادہ سے نہیں گزرا مہاراج۔ وہ بابو لال کا ماما ہے اور اسی کے کوارٹر میں رہتا ہے۔"

"کیا کرتا ہے وہ یہاں؟ کیا عمر ہے؟"

"عمر تو زیادہ ہے پر تندرست ہے۔ بابو کے ساتھ گیٹ کی دیکھ کرتا ہے۔" جے شرما نے بجرنگی کو دیکھا اس کے تجربے نے اسے بتایا کہ وہ خطرناک آدمی ہے۔ اس نے بڑی احتیاط سے بجرنگی کا پیچھا شروع کر دیا۔ کئی نوکر اس نے اپنے ساتھ لگا لئے تھے جو خفیہ طور پر بجرنگی کی نگرانی کرتے تھے۔

تین دن کی مسلسل نگرانی کے بعد ایک رات اسے دینو نے آ کر خبر دی۔ "وہ چوروں کی طرح اندر کی حویلی میں گھسا ہے مہاراج اور کونوں کھدروں کی تلاشی لیتا پھر رہا ہے۔" دینو نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"اس سمے کہاں ہے؟"

"پچھائی بھاگ میں۔"

"آؤ۔" جے شرما نے ریوالور لوڈ کر کے کہا اور پھر دینو کے ساتھ چل پڑا۔ راستے سے اس نے کچھ نوکروں کو بھی لے لیا جو تندرست، توانا اور لڑائی بھڑائی کے ماہر تھے۔ دینو رہنمائی کرتا ہوا جے شرما کو حویلی کے عقبی حصے میں لے گیا جہاں بجرنگی اسی سرنگ کی تلاش کر رہا تھا جس کے بارے میں اسے پتہ چلا تھا۔

جے شرما بڑی مہارت سے اس کے پیچھے پہنچ گیا اور پھر اس نے ریوالور بجرنگی کی گردن پر

رکھ دیا۔ بجرنگی ناگ کی طرح پلٹا اس نے اپنا پستول نکالنے کی کوشش کی لیکن جے شرما نے اسے کامیاب نہ ہونے دیا اور پستول کے دستے سے کئی وار اس کے سر کے پچھلے حصے میں کیے جس سے بجرنگی کے ہوش و حواس جواب دے گئے اور وہ بے ہوش ہو کر جے شرما کے آدمیوں کے بازوؤں میں جھول گیا۔

پستول کی موجودگی اور بجرنگی کے انداز نے یہ ظاہر کر دیا تھا کہ یہ شخص خطرناک ہے اور کسی خطرناک ارادے سے حویلی میں گھوم رہا تھا۔

بجرنگی کو حویلی کے ایک خاص تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا جو گر بچن سنگھ کے مخالفوں کا قید خانہ تھا۔ اسے پوری طرح کس دیا گیا تھا۔ جے شرما نے اپنے طور پر یہ کام کیا تو تھا لیکن یہ بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی تھی کہ یہی شخص رسیا اور موہن کا قاتل ہے۔ اس کے بارے میں فوراً گر بچن کو اطلاع دینے کی بجائے پہلے کچھ معلومات ضروری تھیں۔ بجرنگی کے زخمی سر میں پٹی کس دی گئی تھی لیکن وہ مسلسل بے ہوش تھا۔

"یہ ہوش میں آ جائے تو مجھے خبر کرنا اور چندو تم بابو لال کو لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ وہ گیسٹ پر ہوگا گیسٹ پر کسی اور کی ڈیوٹی لگا دینا۔"

"جی مہاراج!" چندو نے کہا اور جے شرما اپنی رہائش گاہ پر آ گیا۔ کچھ دیر کے بعد بابو چندو کے ساتھ جے شرما کے پاس پہنچ گیا۔ رات کے اس حصے میں اس طرح اسے اپنی طلبی نے خوفزدہ کر دیا تھا۔ وجے شرما ان کا انچارج تھا اور نوکر اس سے ڈرتے تھے۔

وجے شرما نے گہری نظروں سے بابو کو دیکھا اور بولا۔ "بابو لال تمہارے کوارٹر میں کون کون رہتا ہے؟"

"ہم۔ میں، میری دھرم پتنی، ایک بیٹا اور ۔۔۔۔ اور میرا ماما۔"

"تمہارا ماما کب تمہارے پاس آیا؟"

"بہت دن ہو گئے مہاراج۔ پر وہ میرا سگا ماما نہیں ہے۔"

"پھر؟"

"مائی باپ، وہ ایک غریب اور بے سہارا منش ہے۔ سنسار میں اس کا کوئی نہیں۔ ہمیں سامنے والے پیڑ کے نیچے۔۔۔۔۔" چندو نے بجرنگی کے ملنے کی پوری کہانی سنائی۔ اس کے انداز سے وجے کو پتہ چل گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

اس سے کچھ باتیں پوچھنے کے بعد اسے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ وجے شرما پچھ معلومات کے بعد دوبارہ تہہ خانے پہنچ گیا۔

بجرنگی کی نگرانی کرنے والے نوکروں میں سے ایک نے بتایا۔ "وہ ابھی ہوش میں آیا ہے مہاراج۔ ہم آپ کو خبر کرنے جا ہی رہے تھے۔"

وجے شرما کوئی جواب دینے کے بجائے تہہ خانے کے اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں بجرنگی کو باندھ کر بٹھایا گیا تھا۔ وجے اس کے سامنے پہنچ گیا۔ اس نے بجرنگی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور دیر تک دیکھتا رہا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"بجرنگی"

"یہاں آنے سے پہلے کہاں رہتے تھے؟"

"کہیں نہیں۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"سنسار میں میرا کوئی نہیں ہے، جوگی ہوں۔ در در مارا پھرتا ہوں۔" بجرنگی نے جواب دیا۔

"پستول لے کر؟"

"نہیں مہاراج۔ پستول مجھے کہیں پڑا مل گیا تھا۔ میں نے اسے اپنے پاس رکھ لیا۔"

"گولیاں بھر کر؟" وجے شرما نے کہا۔

"وہ ایسے ہی مجھے بھرا ہوا ملا تھا۔"

"حویلی میں اندر کیوں گھوم رہے تھے؟"

"چوری کرنا چاہتا تھا، کسی قیمتی چیز کی تلاش میں تھا۔ مل جاتی تو لے کر چمپت ہو جاتا۔"

"بابو تمہارے ساتھ ملا ہوا تھا؟"

"ارے نا ہیں مہاراج۔ وہ تو سادھو ہے۔ سیدھا سچا نیک آدمی۔"

"تم چوری کے ارادے سے ہی حویلی میں داخل ہوئے تھے اور تم نے بابو کا سہارا لیا تھا۔"

"بالکل نا ہیں۔"

"پھر؟"

"ہم نے بتایا نا کہ مہاراج ہم دربدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ حویلی کے سامنے اتفاق سے ڈیرہ جما لیا تھا، بابو لال ترس کھا کر ہمیں اپنے کوارٹر میں لے آیا۔ یہاں حویلی کی شان دیکھی تو من میں لالچ آ گیا اور ادھر دن پڑے یہ سوچ کر اگر کچھ ہاتھ آ گیا تو سمیٹ کر یہاں سے رفو چکر ہو جائیں گے۔ باقی سانسیں آرام سے گزارنا چاہتے ہیں۔"

"رسیا اور موہن کو کیوں مار دیا؟"

''کیسے؟'' بجرنگی بڑی کامیابی سے اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔

''رسیا اور مرا ہن کو؟''

''کہاں کی باتیں کر رہے ہیں مہاراج۔ سارے جیون میں کبھی چڑیا کے بچے کو بھی نہیں مارا۔ کون رسیا کون موہن؟''

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں جیتا جی گر بچن سنگھ مہاراج کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ورنہ تمہارے تو اگلے پچھلے سچ بولنے کو تیار ہو جاتے۔ تھوڑا انتظار کر لو پھر سب کچھ سچ بتا دو گے۔''

دوسرے دن جے شرما نے بجرنگی کو گر بچن کے سامنے پیش کر کے اس کی گرفتاری اور اس سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتایا اور گر بچن غور سے بجرنگی کو دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔ ''اس کے پاس پستول بھی تھا۔''

''جی مہاراج یہ ہے۔'' جے شرما نے پستول گر بچن کو دکھاتے ہوئے کہا۔ لیکن اچانک جے شرما نے گر بچن کو چونکتے ہوئے دیکھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بجرنگی کے پاس آیا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ پھر اس کی سرسراتی آواز ابھری۔ ''جے شرما ذرا اس کی داڑھی صاف کراؤ!''

جے شرما نے کسی قدر حیرت سے گر بچن کا یہ حکم سنا لیکن اسے اس حکم کی تعمیل کرنی تھی۔ فوراً ہی انتظام کیا گیا اور نائی نے بجرنگی کا چہرہ صاف کر دیا۔

تب ہی گر بچن کے منہ سے سرسراتی آواز نکلی۔ ''ارجن سنگھ چوہان!''

☆...☆...☆

گر بچن سنگھ غیر معمولی یادداشت کا مالک نکلا تھا حالانکہ وقت کافی گزر چکا تھا اور بجرنگی کے اندر اتنی تبدیلیاں پیدا ہو گئی تھیں کہ شاید اب اگر رادھیکا بھی اسے مل جاتی تو آسانی سے نہیں پہچان سکتی تھی مگر جانے گر بچن سنگھ نے اس بدلے ہوئے حلیے کے باوجود اسے پہچان لیا تھا۔

''انکار کرے گا اس بات سے کہ تو ارجن سنگھ چوہان ہے۔ کرتا ہے تو کرتا رہ۔ ایک بار کسی کو دیکھ لوں تو جیون بھر نہیں بھولتا اور پھر تو وہ ہے جس نے میرے پریوار کو ہی بھسم کر ڈالنے کی کوشش کی۔ وہ تو بھاگ اچھے تھے کہ ہم بچ گئے۔ جے شرما بہت بڑا مجرم ہے۔ بہت ہی بڑا۔ اس نے پتا ٹھاکر دلیپ سنگھ کے ہاں بہت بڑی چوری کی تھی، جس کے نتیجے میں ٹھاکر دلیپ سنگھ نے اسے گرفتار کرا دیا اور اس نے حوالات میں آتم ہتھیا کر لی۔ یہ ہمارے پاس آیا ہمیں اس کی اصلیت معلوم نہیں تھی۔ ہم نے اسے نوکر رکھ لیا اور پھر اس کی بہن گم ہو گئی۔ اس نے ہم پر الزام لگایا اور جب ہم نے انکار کیا تو اس نے ہماری حویلی پھونک دی اور بھاگ گیا۔''

''ہاں گر بچن سنگھ تو جھوٹ مت بول۔ تیری ساری باتیں سچ ہیں، پر یہ مت کہہ کہ رادھیکا کہیں گم ہو گئی تھی۔ گر بچن سنگھ تیرے ہاتھ جوڑتا ہوں، اب تو بتا دے مجھے کہ میری بہن کہاں گئی، تو نے اُسے مار دیا، کہاں گئی وہ؟''

جواب میں گر بچن سنگھ ہنسنے لگا پھر بولا۔ ''مزے کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ بدلے لینے کے الگ الگ طریقے ہوتے ہیں بجرنگی۔ ہماری حویلی کو آگ لگا کر بتا تجھے کیا حاصل ہوا۔ ارے تیرے جیسے کوئی ایسی چوٹ مارتا ہمارے سینے میں کہ ہم اس زخم کی تکلیف کو برداشت نہ کر پاتے۔ پھر کہنا تھا کہ ہم تیری بات پر غور کرتے اور تجھے بتاتے کہ رادھیکا کہاں ہے؟ پر تو نے کام ہی غلط کیا۔ اب یہاں تو کسی نیک ارادے سے تو نہیں آیا ہو گا۔ جے شرما تم کہتے ہو کہ یہ چور ہے اور چوری کرنے کے لئے حویلی میں داخل ہوا تھا۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری تلاش میں یہاں آیا تھا اور موقع کا منتظر تھا کہ مجھ پر وار کرے۔''

گر بچن سنگھ جو کچھ تو کہے مان لوں گا، جو سزا چاہے مجھے دے لے، بس ایک بار مجھے میری

بہن سے ملا دے ایک بار بتا دے کہ وہ جیتی ہے یا مر گئی۔"

"لمبا حساب ہے ارجن سنگھ۔ مجھے فرصت مل جائے تو باتیں کریں گے۔ اب اتنی جلدی تو اتنے بڑے بڑے کام نہیں ہو جاتے۔ ہمارا بھائی ذرا ٹھیک ہو جائے تب ہمارا دل اور دماغ ٹھکانے پر آئے گا۔ بیچارہ جگن راج جیون اور مرن کے بیچ اٹکا ہوا ہے۔ اب دیکھو وہ کب ٹھکانے آتا ہے۔ سنا ہے کہ ڈاکٹر شوراج ٹھکری بڑے مہان ہیں۔ بیرون ملک سے آ رہے ہیں۔ پہنچنے ہی والے ہوں گے، وہ آ جائیں اور جگن راج کو دیکھ لیں تو پھر سمجھو کہ ہمارا من بھی ٹھکانے آئے گا۔ بیچ ہم اسے حویلی میں نہیں رکھنا چاہتے۔ بہت خطرناک آدمی ہے یہ، ہماری مصروفیت سے فائدہ بھی اٹھا سکتا ہے۔"

"تو پھر سیدھا سیدھا کام کیوں نہیں کرتے مہاراج، چھٹی کر دیں اس کی۔" جے شرما نے کہا۔

گرپچن نے اسے گھور کر دیکھا۔ جے شرما کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ اس سے غلط بات ہو گئی ہے۔ تبھی گرپچن سنگھ نے کہا۔

"ہاں تو نے غلط بات کہہ دی ہے۔ ارے دشمنی کا مزہ یہ تو نہیں ہے کہ دشمن جیسے ہی سامنے آئے اس کی گردن کاٹ دو۔ تھوڑا سا مزہ لینا بھی ہوتا ہے۔ اس سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ ہم دکھائیں گے اسے اس کی۔ تو ایسا کر جے شرما کہ تو اسے گاتک پوری کی پرانی حویلی میں لے جا۔ گاتک پوری کی پرانی حویلی کا قید خانہ موت کا دوسرا گھر ہے۔ مرنا چاہے گا تو وہیں آرام سے مر جائے گا اور اگر جینے کی لگن ہے تو پھر ہم اس کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں گے۔ سنا تو نے ارجن سنگھ۔ ہمارا تیرا حساب ہے، ہم کہیں گے تجھے تیری بہن سے۔ جا، اسے لے جا جے شرما اسے گاتک پوری لے جاؤ۔"

"جو آگیا مہاراج۔" جے شرما نے کہا۔

"تیاریاں شروع ہو گئیں اور بجلی یا سابق ارجن سنگھ کو ایک گاڑی میں بٹھا کر گاتک پوری لے جایا جانے لگا، لیکن اس وقت جب اس کی گاڑی نے تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس نے ایک اور چلتی گاڑی کو گرپچن سنگھ کی حویلی کی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ بالکل اتفاق سے ہی اس کی نگاہ اس گاڑی پر پڑی تھی بس اس کا کلیجہ اچھل کر حلق میں آ گیا۔ اس نے اس گاڑی میں ست رانی کی صورت دیکھی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ چیخ کر ست رانی کو آواز دیتا، دوسری گاڑی تیزی سے دور نکل گئی تھی۔

"روکو ارے روکو... ارے پنڈروکو... روکو..." اس نے شور مچایا لیکن آس پاس بیٹھے

ہوئے لوگوں نے اسے بری طرح دبوچ کر اس کا منہ بند کر دیا تھا۔

☆ ☆ ... ☆

گرپچن سنگھ اپنے بھائی جگن راج کے لئے بہت پریشان تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک تھا اور اس نے طویل عرصے کے بعد انتہائی طور پر بدلی ہوئی شکل کے مالک ارجن سنگھ کو پہچان لیا تھا۔ یہ بہت بڑی بات تھی لیکن ارجن سنگھ نے جو کچھ کیا تھا وہ بھی بہت بڑی بات تھی۔ اس نے ارجن کے منصوبے کو ناکام بنا دیا تھا جبکہ پہلے ارجن نے اس کی حویلی کو آگ لگائی تھی تب وہ بچ گیا تھا۔

بہرحال بھائی کی محبت اس کے دل میں بے پناہ تھی اور جگن راج کے انگلینڈ سے واپس آنے کے بعد وہ اپنے بھائی کے لئے سخت پریشان تھا۔ جتنے جتن ہو سکتے تھے کر چکا تھا اور ہر قیمت پر اس بات کا خواہش مند تھا کہ جگن راج صحت مند ہو جائے لیکن ہر کوشش ناکام ہوتی تھی۔ ڈاکٹر شوراج ٹھکری جس کا تعلق ہندوستان سے ہی تھا لیکن انگلینڈ میں اس نے اپنی ذہانت کی دھوم مچا رکھی تھی اور وہ جگن راج کے لئے آخری سہارے کے طور پر تھا۔ گرپچن نے زبردست اخراجات کر کے ڈاکٹر شوراج ٹھکری کو انگلینڈ سے طلب کر لیا تھا اور اس کا انتظار کر رہا تھا۔

پچھلے کچھ عرصے سے حویلی میں کچھ لوگوں نے تیج بہادر تریویدی کی باتیں بھی شروع کر دی تھیں اور پھر کسی نے گرپچن سنگھ سے یہ بات کہی تھی کہ وہ بھی تجربے کر رہا ہے۔ تیج بہادر کو بھی طلب کر سکے اسے جگن راج کو دکھا دے۔ گرپچن نے روا روی میں کہہ دیا تھا کہ اس سے پوچھ لو کیوں رہے ہو؟ وہ فوراً اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ تریویدی کو بلا کے جگن راج کو دکھایا جائے تو جاؤ اسے لے آؤ منہ مانگی رقم دے دو اسے۔ ہو سکتا ہے اس کا علاج جگن پر کامیاب ہو جائے۔ بات اس کے منہ سے نکلی تھی تو وزن رکھتی تھی۔ چنانچہ جے شرما نے کچھ لوگوں کو متعین کر کے تریویدی کے پاس بھیجا تھا لیکن حقیقی طور پر گرپچن سنگھ کو ڈاکٹر شوراج ٹھکری کا انتظار تھا۔ جس کے بارے میں اطلاع ملی تھی کہ بس وہ آنے ہی والا ہے۔

پھر ادھر ست رانی تریویدی کے ساتھ حویلی میں داخل ہوئی اور ادھر جے شرما کو ڈاکٹر شوراج آ جانے کی اطلاع ملی اور اس نے وہی ایئرپورٹ پر اپنے آدمیوں کو روانہ کر دیا اور انہیں ہدایت کی کہ ڈاکٹر شوراج جی کو بڑے احترام کے ساتھ سہارا دے کر پورے آیا جائے۔

ست رانی حویلی میں داخل ہوئی تو جے شرما کے ہرکاروں نے اسے حویلی کے ایک اچھے کمرے میں منتقل کر دیا۔ مہمان خانہ بہت وسیع تھا اور وہاں مہمان کے آرام و آسائش کا ہر طرح خیال رکھا جاتا تھا۔ تریویدی نے ست رانی کو چھپا کر نہیں رکھا تھا۔ ست رانی پر جس کی نگاہ پڑتی

ہو اسے دیکھتا رہ جاتا۔ یہاں تک کہ حویلی کی نوجوان نوکرانیاں بھی کانا پھوسی کرنے لگی تھیں۔

"یہ کتنا سندر ہے، کہیں اس کا کریا کرم نہ ہو جائے۔"

جے شرما چونکہ بجرنگی کو لے کر گانگ پوری گیا ہوا تھا۔ خصوصی طور پر اسے ہدایت کی گئی تھی کہ ارجن سنگھ کو پوری ذمہ داری کے ساتھ قید میں رکھا جائے۔ گانگ پوری کا قید خانہ کافی مضبوط تصور کیا جاتا تھا، پرانی حویلی کا یہ قید خانہ بڑی بڑی خونی داستانوں کا امین تھا۔ بہرحال دو دو مہمان آئے تھے لیکن ایک کی حیثیت بہت زیادہ تھی اور یہ ڈاکٹر شوراج ٹھکرجی تھا۔ انتہائی شاندار پرستائش کمانے، حویلی پہنچا تو خود کرشن سنگھ نے اس کا استقبال کیا تھا۔ اس کے آرام و آسائش کے لئے بھی معقول بندوبست کر دیا گیا تھا۔ بہت بڑے معاوضے پر اسے طلب کیا گیا تھا اور اس کے آنے کے تمام اخراجات بھی کرشن سنگھ کے ذمے تھے۔ بہرطور جے شرما بھی واپس آ گیا اس نے ارجن سنگھ پر انتہائی مضبوط پہرہ لگا دیا تھا۔ ابھی تک ترویدی وغیرہ سے ملاقات نہیں کی گئی تھی اور سارے کے سارے ڈاکٹر شوراج کی طرف ہی متوجہ تھے۔

ڈاکٹر شوراج نے وقت ضائع کئے بغیر جگن راج کو دیکھا۔ جگن راج کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو چکا تھا، وہ جب بھی کھانستا اس کے منہ اور ناک سے کیڑے نکل پڑتے۔ اس کی شخصیت انتہائی گھناؤنی ہو گئی تھی۔ ڈاکٹر شوراج ٹھکرجی نے اسے دیکھا، پھر بولا۔ "میں نے آپ سے ٹیلیفون پر بات کی تھی کرشن سنگھ جی اور پوچھا تھا کہ کیا اچھی لیبارٹریوں میں ٹیسٹ کرائے گئے ہیں، میں ان رپورٹوں کی فائلز دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"جے شرما!" کرشن سنگھ نے اپنے خاص آدمی کی طرف دیکھا تو جے شرما نے تمام فائلز شوراج ٹھکرجی کے سامنے پیش کر دیں۔ شوراج ٹھکرجی ان فائلوں میں لگی رپورٹوں کو دیکھنے لگا، پھر اس نے کہا۔ "یہ کیڑے اس کے خون میں بنتے ہیں، خون میں جو کالے اور سفید جرثومے ہوتے ہیں کسی خاص عمل کے تحت یہ جرثومے ان کیڑوں میں تبدیل ہو گئے ہیں۔ رپورٹیں بتاتی ہیں کہ اس کے جگر کے پاس ایک زخم سوراخ کی شکل اختیار کر گیا ہے اور اسی طرح سے یہ خون رس کے اس کے معدے میں داخل ہو چکا ہے، یعنی وہ خون جو جرثوموں کی شکل میں ہے اور جب یہ کھانستا ہے تو یہ جرثومے اس کے منہ اور ناک سے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ ایک عجیب و غریب عمل ہے۔ ہمیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان جرثوموں کے بننے کی وجہ کیا ہے لیکن ایک اور کام ہونا چاہئے تھا۔"

"وہ کیا ڈاکٹر؟"

"ہمیں اس کا خون بدلوانا ہوگا۔"

"یہ رپورٹیں موجود ہیں مہاراج، یہاں کے بہترین ہسپتالوں میں تین بار اس کے جسم کا

سارا خون نکال کر نیا خون ڈلوایا گیا ہے مگر ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد اس کے خون میں پھر وہی جرثومے بننے لگتے ہیں، تین بار اسے نیا خون دیا گیا ہے۔"

"ہوں۔" شوراج نے وہ رپورٹس بھی دیکھیں پھر بولا۔ "کیا آپ اسے یہاں سے شہر کے ہسپتال میں منتقل کر سکتے ہیں؟"

"ڈاکٹر صاحب! بات آج کی نہیں ہے، کئی دفعہ ہم اسے شہر کے بڑے بڑے ہسپتالوں میں لے جا چکے ہیں۔"

"مجھے یقین ہے آپ نے ایسا کیا ہوگا لیکن بہرحال مجھے کچھ وقت دیجئے۔" میں اس کا بلڈ لے کر جاؤں گا اور اس کے نمونے انگلینڈ بھجواؤں گا۔ اس دوران میں دہلی میں رہوں گا اور وہاں اپنے طور پر اس کے بلڈ پر ریسرچ کروں گا۔"

"جیسا آپ مناسب سمجھیں، مجھے اپنے بھائی کا جیون چاہئے۔" کرشن سنگھ نے آزردہ لہجے میں کہا۔

وہ لوگ ڈاکٹر شوراج کے آگے پیچھے پھرتے رہے۔ ڈاکٹر شوراج نے اپنی ضرورت کے مطابق جگن راج کا خون لیا اور پھر اس کے دہلی پہنچنے کا بندوبست کیا جانے لگا۔

جب وہ دہلی چلا گیا تو کرشن سنگھ غمزدہ انداز میں اپنے کمرے میں جا کر بیٹھا۔ اس کی پتنی نے اس سے ہمدردی کی بہت سی باتیں کیں تو کرشن سنگھ غمزدہ لہجے میں بولا۔

"میرے بھائی کا جیون بچ جائے اس سے بڑی بات میرے لئے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ میں نے اپنا جیون بتا دیا ہے پرجگن راج! اگر وہ اس سنسار میں نہ رہا تو بھگوان کی سوگند میرا جیون بھی بیکار ہو جائے گا۔ یہ جے شرما کہاں گیا؟"

ملازموں نے فوراً ہی جے شرما کو کرشن سنگھ کے سامنے پیش کر دیا، کرشن سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اس نے جے شرما کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "ارجن سنگھ کو تم نے کہاں پہنچا دیا؟"

"مہاراج اسے گانگ پوری کے قید خانے میں بند کر دیا گیا ہے۔"

"بہت خطرناک ہے وہ۔ یہ وہی ہے جس نے ہماری حویلی میں آگ لگائی تھی۔ ابھی ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کریں گے۔ ڈاکٹر شوراج کی طرف سے پتہ چل جائے کہ وہ کیا کریں گے۔ اگر وہ جگن راج کو انگلینڈ لے جانے کے لئے کہیں گے تو ہم خود بھی جگن راج کے ساتھ یورپ جائیں گے۔"

"جی مہاراج۔" جے شرما نے کہا۔

"ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس پر پوری نظر رکھنا وہ بھاگنے نہ پائے۔"

"آپ بالکل چنتا نہ کریں، دوسری بات یہ ہے کہ وہ وید ترویدی بھی آ گیا ہے۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ آج کل اس کی بڑی دھوم مچی ہوئی ہے۔"

"کبھی کبھی بالکل بچوں جیسی باتیں کرتے ہو جے شرما، ہندوستان کے بڑے سے بڑے ڈاکٹروں نے سارے جتن کر لئے پر وہ ٹھیک نہیں ہو سکا، یہ چھوٹے موٹے وید حکیم، نزلہ زکام کا علاج بھی ٹھیک سے نہیں کر پاتے، اتنے پیچیدہ معاملے میں وہ کیا کر سکتے ہیں۔"

"بڑی تعریفیں سنی ہیں ان کی۔ آ گیا ہے تو دکھا لیں انہیں بھی، ورنہ چنتا کریں، کیا حکم ہے؟"

"کہاں ہے وہ؟"

"مہمان خانے میں ہے۔"

"آ گیا ہے تو دکھا لو۔ دیکھو کیا کہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے مہاراج۔"

"اور ایک بات سنو، ڈاکٹر شوراج کو ان بے وقوفیوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہونا چاہئے۔ یہ لوگ ایسی حماقتوں کو نہیں مانتے۔"

"جی مہاراج۔"

جے شرما نے ترویدی کو اپنے پاس بلا لیا اور پھر اس نے جگن راج کی بیماری کے بارے میں اسے تفصیل بتائی۔

"آپ کے آدمیوں نے مجھے بتا دیا تھا، مگر میں نے ابھی تک جگن راج جی کو نہیں دیکھا ہے۔ سنا ہے ولایت سے کوئی بڑے ڈاکٹر صاحب آئے ہیں۔ آپ ہمیں بتا دیجئے کہ ہماری باری کب آئے گی۔"

"بس ترویدی جی ...... یہ پیسے والے لوگ بیماریاں خریدتے ہیں اور پھر ان کے علاج پر خوب پیسہ بہاتے ہیں مگر میں آپ سے بڑی عقیدت رکھتا ہوں۔ آپ بتائیے کب دیکھیں گے جگن راج کو۔"

"جب آپ آ گیا دیں۔"

"تب تیار ہو جائیں۔ ابھی چلیں۔"

"ٹھیک ہے۔" ترویدی نے کہا۔ پھر اس نے اندر جا کر ست رانی کو بھی تیار ہونے کے لیے کہا۔

جے شرما ان کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ پھر جب ست رانی اندر سے آئی تو جے شرما نے

پہلی بار اسے دیکھا اور پتھرا کر رہ گیا۔

جنگل کے حسن کو دیکھ کر کچھ لمحوں کے لئے اس کے حواس جواب دے گئے تھے۔ وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"چلیں مہاراج۔" ترویدی نے اسے مخاطب کیا۔

"ایں ہاں ...... یہ ...... یہ کون ...... ؟"

"میری بیٹی ست رانی ہے۔"

"جی ...... جی ...... کیا یہ بھی ساتھ جائیں گی؟"

"ہاں ...... میں نے اپنے سارے جیون کی شکشا اسے دے دی ہے۔ بوڑھا ہو گیا ہوں۔ یادداشت بھی خراب ہو گئی ہے۔ یہ میرے سارے گُن یاد رکھتی ہے اور بیماری کا علاج بتاتی ہے۔ اس لئے یہ میرے ساتھ ہی رہتی ہے۔"

"تب تو یہ بڑی مہمان ہیں، آئیے۔" جے شرما نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر چل دیا۔ وہ مسلسل ست رانی کو دیکھے جا رہا تھا۔ پھر نہ جانے کس خیال کے تحت اس کے چہرے پر تشویش کے آثار پھیل گئے۔

"ایک بات کہوں ترویدی مہاراج۔ برا تو نہیں مانیں گے۔"

"جی مائی باپ، کیا بات ہے۔"

"آپ کی بیٹی بہت سندر ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ ان حویلیوں میں رہنے والوں کی نظریں بری ہوتی ہیں۔ اگر آپ ست رانی جی کے چہرے کو نقاب سے ڈھک دیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔"

"اوہ ...... اچھا۔ مگر میں نقاب کہاں سے لاؤں؟" ترویدی نے پریشانی سے کہا۔

"ابھی یہ اپنی اوڑھنی سے ہی کام چلائیں۔ بعد میں اس کا انتظام میں کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" ترویدی نے کہا، پھر جگن راج کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر ترویدی کے کہنے پر ست رانی نے اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی میں چھپا لیا۔ اس کے بعد وہ جگن راج کے پاس پہنچ گئے۔

جگن راج اس وقت ہوش میں تھا اور اپنی بیماری سے بہت پریشان نظر آ رہا تھا۔

"اب کیا بات ہے سجے ...... یہ لوگ کون ہیں؟" اس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یہ بہت بڑے وید ہیں جگن جی۔ آپ کو دیکھنے آئے ہیں۔"

"اور یہ ...... ؟" جگن نے ست رانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ان کے ساتھ ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ دیکھیں تماشا۔" جگن نے افسردگی سے کہا۔

"من ہلکا نہ کریں مہاراج۔ بھگوان آپ کو ٹھیک کر دے گا۔"

"اچھی طرح ٹھیک کر دیا ہے بھگوان نے۔" جگن نے پھیکی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

اسی وقت ست رانی بولی۔

"بھائی، آپ دونوں باہر چلے جائیں۔"

اس بات پر بیجے شرما نے چونک کر ست رانی کو دیکھا۔ پھر شانے ہلا کر بولا۔

"یہ دیکھیں گی جگن جی کو؟"

"آئیے۔" ترویدی نے کہا اور بیجے شرما کسی قدر ناخوشگوار انداز میں ترویدی کے ساتھ باہر نکل آیا۔

باہر نکل کر اس نے کہا۔ "آپ نے تو واقعی اپنا سب کچھ اپنی بیٹی کو دے دیا ترویدی جی! کچھ اپنے پاس بھی رکھتے تو اچھا تھا۔" ترویدی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

دوسری طرف ست رانی جگن کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس نے کہا۔

"آپ اٹھ کر بیٹھ جائیے مہاراج۔"

"سہارا آپ کو دینا ہوگا دیوی جی! میں بغیر سہارے کے اٹھ نہیں سکتا۔"

ست رانی نے جگن کو بازو سے پکڑ کر سہارا دیا اور جگن ایک کراہ کے ساتھ اٹھ گیا۔ ایک بار اس کا بیلنس خراب ہوا تو اس نے بے اختیار ست رانی کا سہارا لیا، اور ایسا کرتے ہوئے ست رانی کے چہرے سے کپڑا ہٹ گیا۔

تب جگن نے ست رانی کا چہرہ دیکھا اور وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔ ست رانی نے اس بات کا کوئی احساس نہیں کیا تھا۔ اس نے جگن کی آنکھوں میں دیکھا اور جگن کو یوں لگا جیسے اس کی پوری جان کھنچ رہی ہو۔ پہلے وہ ست رانی کے حسن کے سحر کا شکار ہوا تھا اور اب اس کی آنکھوں کے سمندر میں ڈوب گیا تھا۔

ست رانی اپنے قدرتی علم سے اسے اندر سے پڑھ رہی تھی اور اس کی بیماری سے واقف ہو رہی تھی۔

پھر اس نے آنکھیں جگن راج کے چہرے سے ہٹا لیں اور یکدم اسے اپنے چہرے کے کھلے ہونے کا احساس ہوا، چونکہ اسے ترویدی نے چہرہ ڈھکنے کے لئے کہا تھا اس لئے اس نے اوڑھنی اپنے چہرے پر برابر کر لی۔

"سندر ہیں دیوی۔ آپ کی صورت تو جیون کا پتہ دیتی ہے، اگر آپ تھوڑی دیر کسی کے

سامنے چہرہ کھول کر بیٹھ جائیں تو اس کی ساری بیماریاں خود بخود دور ہو جائیں۔ بھگوان کی سوگند آپ کو دیکھنے کے بعد تو جینے کو من چاہنے لگا ہے۔"

ست رانی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف چلی تو اسی وقت دروازے سے نرنجن سنگھ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے ترویدی اور بیجے شرما بھی تھے۔

نرنجن نے ایک سرسری نگاہ ست رانی پر ڈالی۔ ست رانی کا چہرہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے فوراً اپنے بھائی کو دیکھا اور اس کے قریب پہنچ گیا۔

"تم چنتا مت کرنا جگن۔ میں تمہیں بھگوان کے گھر سے بھی واپس لے آؤں گا۔ یہ سب بے چارے تمہارا جیون چاہتے ہیں اس لئے اپنے اپنے جتن کر رہے ہیں۔ مگر فکر مت کرنا۔ اگر ڈاکٹر شوراج نے مشورہ دیا تو میں تمہیں ولایت لے جاؤں گا اور وہاں تمہارا علاج کراؤں گا۔"

"یہ دیوی جی کون ہیں بھائی مہاراج؟" جگن نے پوچھا۔

"پتہ نہیں کون ہے۔ بیجے شرما!" نرنجن نے بیجے شرما کو آواز دی اور بیجے شرما ہاتھ جوڑ کر سامنے آ گیا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟"

"ویدجی کی بیٹی ہے۔ ویدجی نے اسے اپنا گیان دے دیا ہے اور اب یہ ان کے مریضوں کو دیکھتی ہے۔"

"یہ تماشا گھر بنایا ہے تم لوگوں نے۔ کیا کر رہے ہو تم سب۔ شہر میں نے لاکھوں روپے خرچ کر کے یورپ کے اتنے بڑے ڈاکٹر کو بلایا ہے اور تم لوگ یہ ٹونے ٹوٹکوں کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔"

"کیا دیکھا ہے آپ نے اسے لڑکی؟" نرنجن نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"جگن جی کی بولی کمزوری ہے انہوں نے سانس میں بس کچرے کا وش ہوتا ہے جس میں ننھے ننھے کیڑے ہوتے ہیں۔ یہ کیڑے ان کے خون میں بھر گئے ہیں اور وہی ان کے شریر سے نکل کر آتے ہیں۔"

"کیا بکواس کر رہی ہے یہ۔" نرنجن بولا۔

"یہ ڈاکٹری کیا بولتی ہے۔"

"ایک منٹ بھیا جی ... کچھ دن پہلے کی بات ہے۔ ہم لوگ ایک پکنک پر گئے تھے۔ پروفیسر راجیش بھی ہمارے ساتھ تھے۔ وہ جڑی بوٹیوں پر کام کر رہے ہیں۔ باقی لوگ اپنی اپنی پسند کے شغل کر رہے تھے اور پروفیسر جڑی بوٹیاں تلاش کر رہے تھے۔ میں اپنے ہی شوق میں

اپنے گروپ کے دوسرے لوگوں سے دور نکل گئی۔ وہاں پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں ایک پہاڑی کے رخنے میں ایک پودا اُگا ہوا تھا۔ اس پودے میں تچی کے برابر پھل لگے ہوئے تھے۔ یہ پھل بہت خوبصورت تھے۔ میں نے بیوقوفی میں ایک پھل چکھ کر دیکھا بے حد لذیذ تھا۔ میں نے پانچ چھ پھل کھائے اور تھوڑے سے پھل توڑ کر دوسروں کو دکھانے کے لیے رکھ لئے۔ پروفیسر ہارو نے یہ پھل دیکھے تو اچھل پڑے اور انہوں نے بڑی بدحواسی سے مجھ سے یہ پھل چھین لئے پھر مجھ سے پوچھا کہ ان پھلوں کا پودا کہاں ہے؟ میں نے سمت اور جگہ بتائی تو وہ پاگلوں کی طرح دوڑے اور اس پودے کے سارے پھل توڑ لائے۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیسا پھل ہے تو انہوں نے کوئی خاص جواب نہیں دیا، ہاں اس کا نام ضرور بتایا تھا جواب تک مجھے یاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس پودے سے "تریاق" بنایا جاتا ہے اور اس کا نام جڑن کڑی ہے۔ کسی کی دلچسپی کی بات نہیں تھی۔ اس لئے زیادہ کرید بھی نہیں کی گئی۔"

"جڑن کڑی۔" گریچن نے زیر لب کہا۔ پھر بولا۔

"اس کا کوئی علاج ہے تریدی جی؟"

"ہے!" ست رانی نے کہا اور اس میز سے پانی کا جگ اٹھا لیا جو جگن راج کے سرہانے موجود تھی۔ جگ سے اس نے گلاس میں پانی انڈیلا اور اس میں سے آدھا پانی پی لیا۔ اس کام میں اس نے کچھ زیادہ وقت لگایا تھا اور دوسرے لوگ کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نے باقی پانی جگن کی طرف بڑھا دیا...... اور بولی......

"پی لو... !"

جگن جو اس کے حسن میں کھویا ہوا تھا اور اب بھی اسے دیکھے جا رہا تھا چونک پڑا گلاس ست رانی کے ہاتھ سے لے لیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ۔ رکو جگن رک جاؤ۔" لیکن اتنی دیر میں جگن نے پورا پانی پی لیا تھا۔

"تم نے اسے اپنا جھوٹا پانی پلایا ہے۔ تم جانتی ہو یہ کون ہے؟"

نہ جانے ست رانی کو کیا ہوا۔ اس نے گریچن کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اور تم جانتے ہو میں کون ہوں؟"

جونہی ست رانی نے گریچن کی آنکھوں میں دیکھا گریچن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے سورج اُتر آیا ہو۔ اتنی تیز چمک تھی کہ کچھ دیر کے لئے وہ اندھا ہو گیا۔

اس کے بعد وہ کچھ نہیں بول سکا، تھوڑی دیر سر جھٹکتا رہا اور اس کے بعد دروازے کی جانب مڑ گیا۔

جے شرما خاموشی سے تریدی اور ست رانی کو دیکھ رہا تھا، کچھ لمحوں کے بعد تریدی نے کہا۔

"ست رانی تجھے کچھ اور سے چاہیے کیا؟"

"نہیں بابا واپس چلو۔" ست رانی نے جواب دیا۔

تریدی نے بھی پہلی بار ست رانی کو اس اعتماد کے ساتھ بات کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ سنا تھا کہ گریچن سنگھ بہت بڑا آدمی ہے اور اس کی شان و شوکت کی کہانیاں دور دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ست رانی نے جس طرح اس سے کہا تھا کہ وہ نہیں جانتا یہ بات گریچن سنگھ کے لئے کوئی نقصان پہنچانے والی بات ہو، اس نے جے شرما کی طرف دیکھا تو اس نے کہا۔

"اگر یہاں آپ کا کام پورا ہو چکا ہے تو واپس مہمان خانے چلیے۔" جے شرما ان کے پیچھے مہمان خانے تک آیا۔ ست رانی اندر چلی گئی۔ جے شرما نے تریدی سے کہا۔

"ان کا نام ست رانی ہے؟"

"ہاں۔"

"غصے کی بہت تیز معلوم ہوتی ہیں، گریچن مہاراج سے انہوں نے جس لہجے میں بات کی نقصان وہ بھی ہو سکتا ہے۔"

"اب میں کیا کروں مہاراج؟" تریدی نے پریشانی سے کہا۔

"نہیں، فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے، میں ہوں آپ کے پیچھے، اگر کوئی نقصان والی ہوئی تو میں آپ کو یہاں سے نکال دوں گا، چنتا نہ کریں۔"

"ہے بھگوان، یہ تو لینے کے دینے پڑ گئے۔"

"میں آؤں گا آپ کے پاس، آپ کو بتاؤں گا کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے۔" جے شرما پہلی ترنگ میں تھا۔

تریدی ست رانی کے پاس اندر پہنچ گیا اور بولا۔ "یہ تو نے کیا کیا بیٹیا؟"

"کیوں بابا کیا ہو گیا؟" ست رانی نے معمول کے مطابق معصوم لہجے میں کہا۔

"ارے بیٹیا کیا بتاؤں، کیا ہو گیا، میرا خیال ہے کہ انرتھ ہو گیا ہے۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا بابا تریدی۔"

"یہی تو دکھ کی بات ہے، اپنی معصومیت میں بول گئی تو، پر دیکھ یہ ہونا ہے جو بھگوان نے من لکھ دیا، اچھا ایک بات بتا تو نے اپنا جھوٹا پانی کیوں پلایا اسے؟"

"میں نے کیا کیا اور کیا نہیں کیا بابا مجھ سے اس بارے میں اس طرح نہ پوچھو، میں نہیں

جانتی۔ میں نے اسے اپنا جھوٹا پانی کیوں پلایا ہے، پر آپ یہ سمجھ لو کہ یہی اس کا علاج ہے، وہ ٹھیک ہو جائے گا۔"

"بھگوان کی لیلا بھگوان ہی جانے، منش کی سمجھ میں کبھی کچھ آیا ہے جو اب آئے گا۔" ترویدی نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا اور عجیب سی نگاہوں سے ست رانی کو دیکھ کر بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

"پتہ نہیں تو کون ہے، پر میرے لئے تو سچ مچ..... لکشمی ہی ہے، بھگوان تجھے ہمیشہ سکھی رکھے۔"

دن گزر گیا، رات بھی گزر گئی، دوسرے دن شام کو پانچ بجے کے قریب مہمان خانے پہنچے اور انہوں نے ترویدی سے کہا۔

"نرنجن مہاراج جی آپ کو بلا رہے ہیں وید جی۔"

"اچھا اب کیا کروں میں؟"

"ہمارے ساتھ چلو، کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ہے۔"

"ہاں... انہوں نے مجھے ہی بلایا ہے۔"

"یہی کہا ہے کہ وید کو بلا لائیں۔"

"چلتا ہوں میں ابھی ذرا تم رکو۔" ترویدی نے... تھوڑی سی تیاریاں کیں اور ست رانی سے بولا۔

"منہ ڈھکے رکھنا اپنا، دروازہ اندر سے بند کر لے، کوئی آئے تو کہنا وید جی نرنجن سنگھ مہاراج کے پاس گئے ہوئے ہیں اور جب وہ موجود نہیں ہوتے تو کسی سے نہیں ملتی۔"

"ٹھیک ہے۔" ست رانی نے کہا اور ترویدی نوکروں کے ساتھ چل پڑا۔ اسے یہی لگ رہا تھا جیسے اسے قتل گاہ میں لے جایا جا رہا ہے اور اب اسے ست رانی کے جرم کی سزا ملے گی تھوڑی دیر کے بعد وہ کانپتا کانپتا نرنجن سنگھ کی رہائش گاہ میں پہنچ گیا۔ مسلح پہرے دار دروازے پر کھڑے ہوئے تھے، وہ اندر داخل ہو گیا۔ نرنجن ایک شاندار کرسی پر بیٹھا ہوا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ ترویدی کو دیکھ کر اس نے گردن ہلائی اور سامنے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"بیٹھئے وید جی کیسے ہیں آپ؟"

"کرپا ہے مہاراج کی۔"

"ترویدی جی، وہ لڑکی جس کا نام آپ نے اس وقت ست رانی لیا تھا آپ کی بیٹی ہے۔"

"نہیں مہاراج، بیٹی نہیں ہے پر بیٹی سمان ہے۔"

"کیا مطلب مجھے تفصیل بتایئے؟"

"مہاراج، جنگل میں ملی تھی مجھے، میں اسے اپنے ساتھ لے آیا، بہت سمے سے میرے ساتھ ہے، لیکن ایک بات ہے اس کے اندر جو میری سمجھ میں آج تک نہیں آئی۔ جڑی بوٹیوں کے بارے میں اتنا جانتی ہے کہ میرے پرکھے بھی نہیں جانتے ہوں گے، جس کا علاج کرتی ہے مہاراج بھگوان کی دیا سے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

"اوہ..... یہی میرے دل میں تھا کہ وہ تمہاری بیٹی نہیں ہے، میں تمہیں بتاؤں بڑے بھاگوان ہو تم..... بھگوان نے تم پر بڑی دیا کی ہے۔ وہ لڑکی نہیں دیوی ہے۔ تمہارے کوئی اچھے کرم ہوں گے جن کی وجہ سے وہ دیوی تمہارے پاس پہنچ گئی، خیر میں اور کچھ نہیں کہوں گا اس کی قدر کرو۔"

"ہمارے تو دن پھر گئے مہاراج، جب سے وہ آئی ہے بھگوان کی دیا سے ہماری فاقوں بھری زندگی سدھر گئی، اب بھگوان کی دیا ہے، دو بیٹیاں ہیں ان کے رشتوں کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ گھر بھی تھوڑا تھوڑا اپنا لیا ہے اور بھی بناؤں گا۔"

"سنو ترویدی، اگر میرا بھائی ٹھیک ہو گیا تو میں تمہیں تمہاری بستی میں شاندار گھر بنا کر دوں گا۔ میرا انجن راج مجھے جیون سے زیادہ پیارا ہے، کیا سمجھے؟"

"جی مہاراج۔"

"میں محسوس کر رہا ہوں کہ میرا بھائی ٹھیک ہو رہا ہے۔ اسے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کھانسی آتی تھی اور اس کی ناک اور منہ سے کیڑے جھڑتے تھے لیکن مجھے پتہ چلا ہے کہ اب اسے کھانسی نہیں آ رہی، بہت سمے کے بعد اس نے کھانا بھی مانگا ہے اور کہتا ہے کہ اسے بھوک لگ رہی ہے جبکہ اس کی بھوک تو اڑ گئی تھی، وید جی یہ علامات بتاتی ہیں کہ وہ ٹھیک ہو رہا ہے پر یہ بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آئی کہ اس لڑکی نے اسے اپنا جھوٹا پانی کیوں پلایا؟"

"دیویوں کی باتیں دیویاں ہی جانتی ہیں مہاراج، وہ ایسے ہی کام کرتی ہے، پر مجھے اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے....."

"میں کسی سمے اس کے درشن کے لئے خود تمہارے پاس آؤں گا، اب تم جاؤ اور اس بات کو دل میں رکھنا کہ اگر انجن راج کی حالت اچھی ہو گئی تو میں تمہیں بڑا انعام دوں گا۔"

ترویدی نے دونوں ہاتھ جوڑے اور پرنام کر کے واپسی کے لئے مڑ گیا۔ نوکر اسے مہمان خانے تک چھوڑنے آئے تھے، وہ اندر داخل ہو گیا۔ ست رانی نے دروازہ کھولا تھا جب ترویدی نے اسے بتایا کہ وہ ہے، اندر پہنچ کر وہ ایک پلنگ پر بیٹھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

"بھگوان جانے کیا ہے، ایک بات بتا دے گی ست رانی تو مجھے؟"

"جی بابا پوچھیں۔" ست رانی نے کہا۔

"بیٹا تو نے اسے اپنا جھوٹا پانی کیوں پلایا تھا؟"

ست رانی کسی قدر غصے سے تریدی کو دیکھنے لگی، پھر بولی۔

"آپ نئی نئی باتیں کر رہے ہیں تریدی مہاراج، پہلے آپ کبھی مجھ سے نہیں پوچھتے تھے فلاں کام میں نے کیوں کیا یا کیوں نہیں کیا، لیکن اب آپ یہ سب پوچھے جا رہے ہیں؟"

"نا، نا بیٹا، میں نہیں پوچھ رہا، پر ایسے ہی سب لوگ حیران ہیں۔"

"میں نے کہا نا میں کچھ نہیں جانتی، بس جو ہو رہا ہے، ٹھیک ہی ہو تو سب ٹھیک ہی ہو جاتا ہے۔"

مزید چوبیس گھنٹے گزر گئے اور جگن راج کی حالت کافی بہتر نظر آنے لگی تھی اور حقیقت یہ ہے کہ ست رانی کا جھوٹا پانی جو پیا گیا اس میں یقیناً جگن راج کے اس مرض کا علاج تھا لیکن ایک اور علاج بھی جگن راج کا ہوا تھا وہ تھا ست رانی کے درشن۔

جب سے اس نے ست رانی کو دیکھا تھا، اپنی زندگی کے ایک نئے دور سے گزر رہا تھا۔ یورپ میں رہا تھا، کوئی شریف زادہ نہیں تھا، اس نے وہاں شرافت سے زندگی گزاری تھی، لیکن ست رانی نے اس کے دل پر جو اثر کیا تھا ایسا اثر اس کے جیون میں کبھی نہیں ہوا تھا اور وہ اس وقت سے اب تک ست رانی ہی کو یاد کر رہا تھا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ اپنے اندر ایک مضبوطی سی محسوس کر رہا تھا جبکہ پہلے اس کا دل بر لمحے ہلکان ہوتا رہتا تھا۔

یہ کیفیت تو جگن راج کی تھی۔ لیکن ست رانی کا دوسرا گھائل بے شرما تھا۔ بے شرما ایک سرکش اور باغی ذہن کا مالک نوجوان تھا، اس کی زندگی کی کہانی کچھ بھی ہو لیکن گربچن سنگھ کی اس حویلی میں اسے بہت بڑا مقام حاصل تھا۔ اس نے ست رانی کو دیکھا تھا اور اس کی دن رات کی نیندیں اور چین حرام ہو گیا تھا، اتنی حسین لڑکی اس وید کی بیٹی، لیکن وہ جو کچھ بھی تھی بے شرما ہر قیمت پر اس کے قریب آنا چاہتا تھا۔ وہ دیوانہ سا ہو گیا تھا۔ جب اور کوئی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تو اس نے اپنے خاص دوست دھرم سے اس بارے میں مشورہ کیا، دھرم اس کا اسسٹنٹ بھی تھا اور رازدار بھی۔

"کیا بات ہے شرما جی، کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔"

"یار دھرم، تجھے ایک من کی بات بتانا چاہتا ہوں۔"

"جی، کہیں کیا بات ہے؟"

"وہ جو وید یہاں آیا ہے وہ اپنی بیٹی کو ساتھ لایا ہے، بڑی عجیب و غریب لڑکی ہے، بالکل یوں سمجھو دیوی سمان ہے، بہت اسی انوکھی خوبیاں ہیں اس کے اندر جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کوئی خاص حیثیت رکھتی ہے، دھرم میں اس پر مر مٹا ہوں۔"

"ارے مہاراج کیا سچ بول رہے ہیں، آپ کے بارے میں تو یہ مشہور ہے کہ آپ کے سینے میں دل کی جگہ پتھر کا کوئی ٹکڑا رکھا ہوا ہے، کیا اس پتھر میں جونک لگ گئی ہے؟"

"ہاں یہی سمجھو کہ پتھر میں جونک لگ گئی ہے۔" بے شرما نے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

دھرم اسے تشویش بھری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ پھر بولا۔

"تو اب کیا ہوگا مہاراج...؟"

"دھرم، مجھے وہ لڑکی درکار ہے۔"

"وید جی سے بات کروں..."

"کیا بکواس کر رہا ہے، وید جی سے کیا بات کرے گا؟" بے شرما نے غصے سے کہا۔

"آپ اس سے دواہ نہیں کریں گے؟" دھرم نے حیران لہجے میں کہا۔

"پاگل ہوا ہے۔ دواہ میں جیون بھر نہیں کروں گا۔ میں ایسی بے وقوفیوں کے لئے پیدا نہیں ہوا۔ گربچن جی جیسے کاموں کا قائل ہوں میں۔ اور ایک اور خطرناک بات ہے۔ ابھی تک گربچن سنگھ جی نے اسے نہیں دیکھا ہے۔ اگر ان کی نظریں اس پر پڑ گئیں تو ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔"

"آپ کو کیسے معلوم کہ گربچن نے اسے نہیں دیکھا۔"

"ارے مجھ سے زیادہ کون جانتا ہے۔ دیکھ لیتے تو مجھے حکم مل جاتا کہ بے شرما اسے چھتم پور پہنچا دو۔"

"وہ جگن راج کا علاج کر رہی ہے۔ ممکن ہے گربچن جی نے اس لئے اسے چھوٹ دے دی ہو۔"

"تو بکواس کیوں کئے جا رہا ہے، بجائے اس کے کہ میری سہائتا کرے۔"

"نہیں مہاراج۔ آپ کا سیوک ہوں آپ سے پریم کرتا ہوں اس لئے اتنی ساری باتیں کر رہا ہوں۔ شیر کے دانتوں سے گوشت چھٹانا جان جوکھم کا کام ہے۔ جو کچھ کریں سوچ سمجھ کر کریں۔" دھرم نے کہا اور بے شرما سوچ میں ڈوب گیا۔

"اس کے علاوہ مہاراج! وہ جگن راج کا علاج کر رہی ہے اور آپ بتا رہے ہیں کہ اس کے علاج سے ان کو فائدہ بھی ہو رہا ہے۔ اگر کوئی اونچ نیچ ہوئی تو گربچن جی دھرتی آکاش ایک کر دیں گے۔"

"ہوں..... یہ بات تو ہے۔ میں بیشک جلد بازی نہ کروں، پر خطرہ یہ ہے کہ وہ کہیں کی نظروں میں نہ آ جائے۔" جے شرما نے فکرمندی سے کہا۔

"دوسری بات ہے مہاراج۔ آپ بتاتے ہیں کہ اس نے بس جگن مہاراج کو اپنا جھوٹا پانی پلایا اور جگن مہاراج کے اندر صحت مندی کے آثار نظر آنے لگے۔"

"تو پھر.....؟" جے شرما نے پوچھا۔

"اگر وہ کلیان وصیان والی نکلی تو.....؟"

"تو کیا..... اپنا بھی کلیان ہو جائے گا۔" جے شرما نے مسکراتے ہوئے کہا پھر بولا۔

"میں جلد بازی نہیں کروں گا دھرم، دیکھتے ہیں جگن جی کا کیا ہوتا ہے۔"

"یہ بات ہے عقل والی۔ آپ اپنے سیوک کو جو حکم دیں گے وہ اس کی تعمیل کرے گا۔" دھرم نے کہا۔

☆.....☆.....☆

شوراج مکرجی اچانک واپس آ گیا تھا لیکن اس کے ساتھ آٹھ افراد اور تھے۔ جن میں تین ماہر ڈاکٹر اور باقی مختلف ٹیکنیشن تھے، ساتھ میں کئی بڑی اور چھوٹی مشینیں اور ادویات کے کارٹن تھے۔ شوراج مکرجی کو چونکہ بڑے اہتمام سے لندن سے بلایا گیا تھا اس لئے اس کی بڑی عزت و تکریم تھی۔ اس وقت بھی خود کرپین سنگھ نے اس کا استقبال کیا تھا۔ جے شرما کو ہدایت کی گئی تھی کہ معزز مہمانوں کے قیام کا بندوبست ان کے شایان شان کیا جائے۔ پھر ڈاکٹر شوراج نے کرپین سے ملاقات کی۔

"میں نے زبردست محنت کی ہے۔ اس وقت میرے ساتھ جو ڈاکٹر آئے ہیں وہ دہلی کے سب سے بڑے ہسپتال کے ماہر ڈاکٹرز ہیں۔ ہم نے تمام رپورٹوں کا تجزیہ کیا ہے اور بہت سے نتائج اخذ کئے ہیں۔"

"جی ڈاکٹر"

"یوں سمجھ لیں میں پوری لیبارٹری ساتھ لے آیا ہوں۔ ایک بڑا کمرہ خالی کرا کر ہمیں دیں وہاں ہم اپنی لیبارٹری قائم کریں گے اور جیسے جیسے مسٹر جگن راج کا علاج کریں گے ویسے ویسے ان کے خون کا اور دوسری کیفیت کا تجزیہ کرتے جائیں گے اور دیکھیں گے کہ ہمارے علاج کے کیا نتائج نکلتے ہیں۔"

"آپ نے بہت مہربانی کی ہے ہم پر ڈاکٹر شوراج۔ ہم آپ کے اس تعاون کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ایک بات ہے آپ سے۔"

"جی فرمائیے!" ڈاکٹر شوراج نے کہا۔

"ہم نے لندن میں آپ سے رابطہ کیا اور ہمارے چاہنے والے دوسری بہت سی کوششیں بھی کر رہے ہیں یہاں ہندوستان میں بڑے بڑے عجوبے ہوتے ہیں یہ بات آپ کو بھی معلوم ہوگی۔"

"آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی سر۔" ڈاکٹر شوراج نے الجھ کر کہا۔

"آپ نے دہلی جاتے ہوئے جگن راج کی حالت دیکھی تھی۔"

"ہاں بہت خراب حالت تھی، اب کیا حال ہے؟"

"وہی میں آپ کو دکھانا چاہتا ہوں۔"

"میں خود اسے دیکھنے کے لیے بے چین ہوں۔" ڈاکٹر شوراج نے کہا۔

"آئیے!" وہ بولا اور دونوں کچھ دیر کے بعد جگن راج کے پاس پہنچ گئے۔ وہ اس وقت ایک آرام کرسی پر بیٹھا ایک میگزین کی ورق گردانی کر رہا تھا، شوراج اسے دیکھ کر دنگ رہ گیا۔

"مائی گاڈ! یہ کیا ہوا۔ میرے اندازے کے مطابق تو یہ دو تین مہینے اپنی جگہ سے خود اٹھ بھی نہیں سکتے تھے لیکن ایک نگاہ میں ہی یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ.....کہ....." وہ اپنا جملہ پورا نہ کر سکا۔ اس نے آگے بڑھ کر جگن کا معائنہ کیا اور اس سے کچھ سوالات کئے جن کے جگن نے بڑی تسلی سے جوابات دیئے تھے۔

"آئیے..... باہر چل کر بات کریں گے۔"

باہر آ کر شوراج گہری گہری سانسیں لیتا ہوا ایک جگہ بیٹھ گیا۔

"یہ میری زندگی کا ایسا واقعہ ہے جس نے میرے دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں۔ مسٹر جگن کا میں نے تفصیلی معائنہ کیا تھا اور ان کے لئے پریشان ہو گیا تھا لیکن اس وقت میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے لئے میرا سارا تجربہ فیل ہو جاتا ہے۔"

"آپ بھی ہندوستانی ہیں ڈاکٹر شوراج۔ آپ کو ہندوستان کی پراسرار داستانیں یاد نہیں رہیں کیا۔ یہاں تو بڑے بڑے چمتکار ہوتے ہیں۔"

"ہاں۔ میں تو بچپن ہی میں انگلینڈ چلا گیا تھا، لیکن پھر بھی ہندوستان میرے پرکھوں کا ہے اس سے متعلق ضرور رہا ہوں۔"

"یہاں تو سنے ٹوٹکے بھی ہوتے ہیں، جڑی بوٹیوں کا علاج بھی ہوتا ہے۔ جوگی، سنیاسی، حکیم، یونانی اور آیورویدک علاج بھی کرتے ہیں۔ ایک انوکھے علاج نے جگن راج کی حالت بدلی ہے۔"

"براہ کرم مجھے اس انوکھے علاج کے بارے میں بتائیے۔"

"آپ مجھے ایک بار پھر بتائیں کہ جگن راج کی حالت کیسی ہے؟"

"بہت اچھی۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اس پر یقین کرنے میں مجھے بہت مشکل پیش آرہی ہے۔ وہ بہترین حالت میں ہے۔"

"میرے آدمیوں نے ایک مشہور وید کو بلایا تھا وہ اپنی بیٹی کے ساتھ آیا ہے۔ آپ کے جانے کے بعد اس وید اور اس کی بیٹی نے جگن کو دیکھا اور پھر اس کی بیٹی نے جگن کو اپنا جھوٹا پانی پلا دیا اور بس۔ جگن کی حالت ٹھیک ہوتی چلی گئی۔"

"جھوٹا پانی پلایا۔" ڈاکٹر حیرت سے بولا۔

"ہمارے ہاں کے اکثر مندروں میں ایسی مہان دیویاں موجود ہیں جنہوں نے اپنا جیون مہا دیو کے چرنوں میں دیوداسی بن کر بتایا ہے۔ ان کی تپسیا نے انہیں بڑے بڑے چمتکار دیئے ہیں۔ وہ بھی کوئی دیوی ہے۔"

"دیوی۔" ڈاکٹر بڑبڑایا۔ پھر بولا۔

"وید یہاں موجود ہے؟"

"ہاں۔ یہیں ہے۔"

"اور اس کی بیٹی؟"

"وہ بھی ہے۔" گربچن نے بتایا۔

"گربچن سنگھ جی۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں جگن کا ایک بلڈ ٹیسٹ کرنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور ڈاکٹر۔ وہ آپ کا مریض ہے۔ آپ اس پر پورا کام کریں۔" گربچن نے کہا۔

اور ڈاکٹر شوراج نے اپنے ماتحتوں کو طلب کر کے انہیں ضروری ہدایات دیں۔ پھر اس نے گربچن سے کہا۔

"ہمیں جگن راج کی زندگی اور صحت چاہئے وہ کیسے ٹھیک ہوا اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ میں اس بات کو بالکل محسوس نہیں کروں گا کہ اس کا علاج میں نے نہیں کیا، بہرحال میرے سامنے ایک انوکھا کیس آیا ہے۔ اب میں اس ٹیسٹ کی رپورٹ کے بعد آپ سے رابطہ کروں گا۔ اسی شام ڈاکٹر شوراج نے دوبارہ گربچن سے ملاقات کی۔ وہ بدستور حیران نظر آرہا تھا۔

"جی ڈاکٹر۔" گربچن نے سوال کیا۔

"میری طرف سے مبارکباد قبول کریں گربچن جی۔ آپ کے بھائی کے خون میں ان زہریلے کیڑوں کی تعداد صرف سات فیصد رہ گئی ہے اور وہ بھی تیزی سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ میرے خیال میں اب جگن کو کھانسی بھی نہیں آتی ہوگی۔"

"ہاں۔ ایسا ہی ہے۔"

"اب میں آپ سے دوسری درخواست کروں گا۔"

"ضرور ڈاکٹر۔"

"میں اس لڑکی اور اس کے ساتھ وید سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔"

"جب آپ چاہیں۔"

"ابھی ممکن ہے۔"

"کیوں نہیں۔" گربچن نے کہا اور سے شرما کو طلب کر لیا لیکن ملازم نے کہا کہ شرما جی کسی کام سے حویلی سے باہر گئے ہیں۔

"کوئی بات نہیں۔ تم لوگ مہمان خانے جا کر وید تروید ی اور اس کی بیٹی کو یہیں لے آؤ۔"

"جو آگیا مہاراج۔" نوکروں نے کہا اور مہمان خانے کی طرف چل پڑے۔

☆...☆...☆

ملازم نے کرپچن سنگھ کا پیغام ترویدی کو دیا، ترویدی کی کیا مجال تھی جو ٹھاکر کے اس حکم کو نظر انداز کرتا۔ ست رانی کو تیار کرنے کے بعد وہ ملازم کے ساتھ کرپچن کی رہائش گاہ کی طرف چل پڑا۔ ڈاکٹر شوراج اور کرپچن سنگھ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ ترویدی جب ست رانی کے ساتھ اندر داخل ہوا تو کرپچن سنگھ نے ست رانی کو دیکھا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ فطرتاً وہ انسان تھا، حالانکہ عمر کی اس منزل میں تھا جب انسان کی برائیوں میں ٹھہراؤ آ جاتا ہے، لیکن وہ آج تک نرا انسان تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ سب کچھ بھول گیا۔ اسے یہ بھی یاد نہیں رہا کہ وہ یہاں کس مقصد کے تحت آیا ہے۔ ڈاکٹر شوراج بھی ست رانی کو دیکھ رہا تھا اور اسے ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ وہ درحقیقت اپنے علم کا ماہر تھا اس کے لئے یہ کیس بڑی حیرت انگیز تھا۔ بہرحال دونوں نے سنبھالا لیا۔

کرپچن سنگھ نے ترویدی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آ بیٹھو ترویدی، یہ ولایت کے بہت بڑے ڈاکٹر ہیں، جگن راج کا علاج کرنے کے لیے یہاں آئے تھے، لیکن اب اس بات پر حیران ہیں کہ جگن راج ٹھیک کیسے ہو گیا۔ میں نے انہیں بتایا کہ ایک دیوی نے یہ چمتکار دکھایا ہے تو انہیں یقین نہیں آیا۔ کیا نام ہے تمہاری اس بیٹی کا؟"

"ست رانی" ترویدی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"آؤ بیٹھو، میں تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں، اصل میں ہندوستان چھوڑے ہوئے مجھے بہت لمبا عرصہ گزر گیا ہے۔ یہ تو میں جانتا ہوں کہ ہندوستان میں بڑی بڑی مہان آتمائیں رہتی ہیں، باہر کی دنیا میں بھی ہندوستان کی کہانیاں بڑی پراسرار حیثیت رکھتی ہیں۔ میں تم سے تمہاری بیٹی کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں ترویدی جی۔"

"ست رانی کے بارے میں تم صحیح صحیح جواب دو گے۔" کرپچن نے بھی اس گفتگو میں حصہ لیا۔

"میری کیا مجال مہاراج کہ آپ کے سامنے جھوٹ بول سکوں۔"

"ست رانی تمہاری بیٹی ہے؟"

"نہیں مہاراج یہ مجھے عجیب و غریب حالات میں ملی تھی، میری اپنی چار بیٹیاں ہیں۔"

ترویدی نے ست رانی سے ملنے کی پوری تفصیل بتائی تو شوراج نے مسکراتے ہوئے کرپچن کی طرف دیکھا۔

"کرپچن جی، میرا تھوڑا بہت اندازہ ٹھیک تھا۔ مہان دیوی میں آپ سے آپ کے بارے میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟"

"مم... میں مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔ جنگل میں رہتی تھی، بجرنگی بابا میری دیکھ بھال کرتے تھے اور پھر انہوں نے مجھے بتایا کہ سنسار بہت بڑا ہے اور سنسار میں ہمارے جیسے بہت سے لوگ رہتے ہیں۔ وہ مجھے سنسار میں لے آئے پھر بجرنگی بابا کہیں چلے گئے اور ترویدی جی مجھے اپنے گھر لے آئے، جہاں چار بہنیاں اور بھی ہیں۔ وہ مجھے ان کے بیچ لے آئے۔ وہ سب بہت اچھی ہیں اور بابا ترویدی مجھے بڑا پیار کرتے ہیں۔ بجرنگی بابا پتہ نہیں کہاں چلے گئے، ان کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"ہوں۔" شوراج نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ بولا۔

"دیوی جی میں آپ کا ہاتھ دیکھ سکتا ہوں۔" ست رانی نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر دونوں ہاتھ سامنے کر دیئے۔

ڈاکٹر شوراج نے ان ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر سونگھا اور دیر تک سونگھتا رہا۔ کرپچن بدستور ست رانی کو گھورے جا رہا تھا۔ پھر کرپچن نے کہا۔

"ہمارا جگن راج تمہارے علاج سے ٹھیک ہو گیا ہے، تم ہمارے ہمارے ساتھ اور رہو گی۔ اس کے بعد جیسا کہ ہم نے تم سے وعدہ کیا ترویدی کہ تمہارے گاؤں کو ہم تمہارے لئے ایک بہت خوبصورت مکان بنا کر دیں گے۔ ہم اس کی ہدایت ایک دو دن میں کر دیں گے اور تمہیں اتنا انعام دیں گے کہ تم یاد رکھو گے، لیکن تمہارا ہم سے واسطہ رہے گا۔ جب بھی ہم چاہیں گے تمہیں بلا لیں گے۔ کیا سمجھے؟"

"میں تو داس ہوں مہاراج۔ آپ جب حکم دیں گے میں آپ کے چرنوں میں پہنچ جاؤں گا۔ بڑی کرپا ہے آپ نے ہم پر۔"

"سنا ہے اس دیوی نے اپنا جھوٹا پانی پلا کر جگن راج کو ٹھیک کر دیا ہے، یہ ایک مہان چمتکار ہے۔ میں اس کا پیالا آدھا پانی اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ کو اعتراض تو نہیں ہو گا ترویدی جی۔" ڈاکٹر شوراج نے کہا۔

"نہیں مہاراج۔ آپ بہت بڑے لوگ ہیں۔ آپ کی کسی بات پر اعتراض کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

ڈاکٹر شوراج کے کہنے پر پانی کا ایک گلاس لایا گیا۔ ست رانی نے اس میں سے آدھا پانی پیا اور باقی ڈاکٹر شوراج نے محفوظ کر لیا۔ تھوڑی دیر تک ترویدی اور ست رانی گربچن کے سامنے رہے۔ گربچن بمشکل تمام اپنے ذہن پر قابو پائے ہوئے تھا۔ حسین لڑکی اس کی بہت بڑی کمزوری تھی، لیکن ڈاکٹر شوراج باہر کا ایک آدمی تھا۔ اس کے علاوہ گربچن آج تک اپنی عزت کو بچاتے ہوئے تھا۔ اس کے کالے کارناموں کا راز دار بے شرما بھی تھا اور کچھ اور نوکر بھی۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جان دے دیتے لیکن گربچن کے کالے کارناموں کو منظر عام پر نہ لاتے تھے۔ گربچن کو ان پر مکمل اعتماد تھا۔ پھر اس نے ترویدی اور ست رانی کو جانے کی اجازت دے دی۔

ڈاکٹر شوراج نے کہا۔ "گربچن سنگھ جی مجھے اس لڑکی کے وجود میں زہر کی بُو آتی ہے۔"

"زہر کی۔" گربچن سنگھ نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں تفصیل میں آپ کو کچھ گھنٹوں کے بعد بتاؤں گا۔" ڈاکٹر شوراج اس طرف چلا گیا جہاں اس کی اپنی رہائش گاہ تھی۔

پھر اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر اس جھوٹے پانی کا تجزیہ کیا تو کچھ ہی لمحوں میں اسے پتہ چل گیا کہ پانی انتہائی زہریلا ہے۔ ڈاکٹر شوراج اپنے ساتھی ڈاکٹروں سے مشورے کرتا رہا اور پھر اصل بات کی تہہ تک پہنچ گیا۔ یہ بات اسے بھی پتہ چل چکی تھی کہ جگن راج کا یہ حشر ایک انتہائی زہریلا پھل کھانے کی وجہ سے ہوا تھا۔ شاید یہ وہی پھل تھا جسے کھا کر دیوانا چھو اور اس کا گھوڑا آن کی آن میں موت کا شکار ہو گئے تھے۔ دیوانا چھو نے یہ پھل زیادہ مقدار میں کھایا تھا چونکہ وہ بھوکا تھا اور جگن راج نے اسے بس چکھا ہی تھا کہ اس کے خون میں زہر پھیل گیا تھا اور اس کے خون کے سرخ اور سفید ذرات کیڑوں کی شکل اختیار کر گئے تھے۔ کافی تحقیق کے بعد شوراج گربچن سنگھ سے ملا۔ گربچن خود بھی انہی کیفیات سے گزر رہا تھا۔ ست رانی اس کے دل و دماغ پر چھا گئی تھی، لیکن ڈاکٹر شوراج کے انکشاف نے اسے ششدر کر دیا تھا اور وہ دیوانگی میں کوئی غلط قدم اٹھا کر اپنی زندگی خطرے میں نہیں ڈال سکتا تھا۔

ڈاکٹر شوراج نے کہا تھا۔ "آپ یقین کریں مہاراج، میں نے اپنی زندگی میں بہت سے انوکھے کیس دیکھے ہیں۔ ہندوستان سے دوری بے شک ہے، لیکن میں ان مہان دیویوں کے بارے میں سنتا رہا ہوں جو گیان دھیان کر کے بڑے چمتکار دکھاتی ہیں، لیکن اس لڑکی کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کے اندر کوئی روحانیت ہے۔ اس سے باتیں کر کے پتہ چلا کہ اس نے کسی ایسی جگہ پرورش پائی ہے جہاں وہ انسانوں سے دور رہی، لیکن اس کے اندر ایک وش کنیا کی کیفیت کیسے پیدا ہو گئی۔ یہ ایک تحقیق طلب بات ہے۔ میں نے آپ سے کہا تھا کہ مجھے اس کے

ان سے زہر کی بُو آتی ہے۔ وہ سخت زہریلی لڑکی ہے اور یہ بات بھی میرے علم میں آئی ہے کہ جگن راج نے کہیں کسی جگہ ایک ایسا زہریلا پھل کھا لیا تھا جس کے بعد اس کی یہ کیفیت ہوئی۔ اس زہریلی لڑکی کے جھوٹے پانی نے جگن راج کے خون میں ان زہریلے ذرات کو ختم کر دیا جو اس پھل کے کھانے سے پیدا ہوئے تھے اور زہر کو زہر نے مار دیا۔ یہ لڑکی سخت زہریلی ہے اور قصے کہانیوں کی وش کنیاؤں میں سے ایک ہے۔ اس جدید دنیا اور جدید ماحول میں وش کنیا کا ہونا ان سارے قصے کہانیوں کی تصدیق کرتا ہے، لیکن یہ بات بھی قابل تصدیق ہے کہ یہ وش کنیا کیسے ظہور میں آئی۔ یوں سمجھ لیجئے کہ اس وقت آپ کی اس حویلی میں ایک انتہائی زہریلی ناگن موجود ہے۔ اس کی نس نس میں زہر بھرا ہے اور جو کسی کو کوئی بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ میں چاہتا ہوں گربچن سنگھ جی کہ یہ لڑکی کچھ عرصے میرے ساتھ رہے اور میں اس پر تحقیق کروں۔"

گربچن سنگھ سوچ میں ڈوب گیا۔ ست رانی نے اس کو لوٹ لیا تھا، لیکن ڈاکٹر شوراج کی بتائی ہوئی تفصیل بھی قابل غور تھی۔ کسی زہریلی ناگن کی قربت موت کے سوا اور کیا دے سکتی تھی۔ اسی وقت ڈاکٹر شوراج نے کہا۔

"کیا آپ اس سلسلے میں مجھ سے تعاون کریں گے۔ اس لڑکی کو کچھ عرصے کے لئے میرے ساتھ رہنے پر رضامند کر سکتے ہیں۔"

"یہ بات تو ترویدی ہی بتا سکتا ہے۔ میں آپ سے کیسے وعدہ کر سکتا ہوں۔"

"وہ تیار ہو سکے گا؟"

"یہ بھی میں نہیں کہہ سکتا۔"

"مجھے ہر قیمت پر یہ لڑکی چاہئے۔ میں اس پر کچھ خاص تجربات کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا آپ اسے انگلینڈ لے جائیں گے؟"

"ہاں۔"

"کوشش کر لیجئے۔"

"آپ کو تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔"

"اعتراض...... نہیں، لیکن ویسے ترویدی میرا مہمان ہے۔ یہاں سے وہ عزت آبرو کے ساتھ نکل جائے، اس کے بعد آپ کوشش کر لیجئے اس کے گاؤں کا نام کو پا ہے۔"

ڈاکٹر شوراج خاموش ہو گیا تھا، لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے سائے لہرا رہے تھے۔

☆......☆......☆

جگن راج بالکل ٹھیک ہو گیا تھا حالانکہ بہت کم وقت گزرا تھا لیکن یوں لگتا تھا جیسے اس نے

امرت جل پی لیا ہو۔ ست رانی کے جانے کے بعد سے اب تک ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا تھا جب وہ اس کے تصور سے دور رہا ہو۔ اس کی حسین صورت اس کے دل میں بس گئی تھی اور وہ مسلسل بے چین تھا۔

"تو اس طرح میرے من میں آ بسی ہے کہ میں لاکھ کوشش کروں، اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتا۔ دیوی! اپنا جھوٹا پانی تو نے امرت جل بنا کر مجھے پلا دیا تو اب جیون بھی دے دے۔ تیرے بنا جیون بتانا مشکل ہے۔ کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔" وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا رہتا تھا اور اس وقت بھی اسی طرح کے الفاظ اس کے منہ سے نکل رہے تھے۔ اس کا ایک بہت ہی خاص ملازم جس کا نام مادھو تھا، کسی کام سے اس کے پاس آیا تھا اور اس کے پیچھے ہی کھڑا ہوا تھا۔ جگن راج کو اچانک احساس ہوا کہ پیچھے کوئی موجود ہے اور وہ چونک کر پلٹا۔ مادھو کو دیکھ کر اس کے چہرے پر شرمندگی کی کیفیت پیدا ہوگئی تو اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

"بھگوان کی سوگند مہاراج ہم کام سے آئے تھے آپ کے پاس۔ ہم جھوٹ نہیں بولیں گے۔ جو کچھ آپ کہہ رہے تھے ہم نے سن لیا ہے۔ پر بھگوان کی سوگند کوئی جان بھی نکال لے گا ہماری تو ہم آپ کی کوئی بات کسی کو نہیں بتائیں گے۔ آپ کا نمک کھایا ہے ہم نے۔ نمک حرامی کبھی نہیں کریں گے مہاراج! نمک حرامی کبھی نہیں کریں گے۔"

جگن راج اسے دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔ "تو مجھے بتا میں کیا کروں؟"

"آپ ہمیں حکم کریں مہاراج! بھگوان کی سوگند پاتال میں سے بھی آپ کی چیز ڈھونڈ نکال لائیں گے۔ بتائیے تو سہی، ہے کون مہاراج! مادھو ہزار بار اپنی جان آپ پر نچھاور کر سکتا ہے۔ آپ بس اشارہ کر دیجئے پھر آپ دیکھئے کہ مادھو آپ کے لئے کیا کرتا ہے۔"

جگن راج نے آنسو بھری آنکھوں سے مادھو کو دیکھا اور بولا۔ "مادھو وہ کوئی عام عورت نہیں دیوی ہی کہیں گے جس نے اپنا جھوٹا پانی پلا کر ہمیں یہ چمتکار دکھایا ہے۔ ہمارے من میں آ بسی ہے۔ اس کے بنا ہمارا جیون بیکار ہے۔ بھالی نے ہمارا علاج تو کر دیا لیکن ہمارے اس روگ کا کوئی علاج کرے، بات تب کی ہے۔"

"بس مہاراج یہ کون سی بڑی بات ہے۔ بس اپنے مادھو لال کو حکم دیجئے اور پھر تماشا دیکھئے۔"

"وہ دیوی ہیں۔ پہلے تو ہم اسے آپ کے پاس بلا کر لاتے ہیں، بالکل اکیلے۔ آپ اس کی چنتا ہی نہ کریں کہ کوئی اور بھی اس کے ساتھ آئے گا۔ یہ بات آپ مادھو پر چھوڑ دیجئے۔"

"تو اسے لا سکتا ہے مادھو۔"

"اوش مہاراج اوش۔ مادھو بس تھوڑی دیر میں اسے آپ کے پاس پہنچا دے گا۔"

"تو یہ کام کر دے مادھو تو میں تیرا......"

"مہاراج یہ بہت بڑا ذمہ لے لیا ہے ہم نے، پورا کر کے دکھائیں گے آپ کو۔" مادھو نے کہا۔

جگن راج نے احسان بھری نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر بولا۔ "تو پھر جا۔ جیتے بھی من چاہے بیٹھ مت رہ۔"

مادھو چلا گیا تو جگن راج نے کہا۔ "دیوی تو مہان ہے اور میں جانتا ہوں کہ دیوی دیوتا کبھی کسی کی چنتا نہیں کرتے۔ تیرا تو کام ہی بیماروں کو شفا دینا ہے۔ پر میں صحیح معنوں میں مر گیا۔ دیوی یہ جیون دان کیا ہے تو اس جیون کی رکھشا بھی تو ہی کر ورنہ تیرا جگن مر جائے گا۔"

☆ ... ☆ ..... ☆

جے شرما نے پورے انتظامات کر لئے۔ وہ ڈیڑھ دن سے گھر سے غائب تھا اور اپنے کاموں میں مصروف تھا۔ اس نے ایک گاڑی تیار کر لی تھی جس میں ست رانی کو اغوا کر کے لے جانا تھا۔ گوتم پور چھوٹی سی آبادی تھی۔ یہاں کی ساری زمینیں کرپن سنگھ کی ملکیت تھیں اور بستی والے کرپن سنگھ کی رعایا جیسی حیثیت رکھتے تھے۔

آبادی سے کچھ فاصلے پر ایک پرانی عمارت تھی جو خالی پڑی رہا کرتی تھی۔ بس ایک چوکیدار وہاں رہتا تھا۔ گوتم پور کے آس پاس جنگل پھیلے ہوئے تھے اور یہاں کبھی کبھی کرپن سنگھ شکار کرنے آ جایا کرتا تھا۔ جب وہ شکار کرنے آتا تو اسی عمارت میں قیام کرتا تھا۔

جے شرما نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی تھی کہ ست رانی کو لے کر اسی عمارت میں آیا جائے۔ ست رانی کو لانے میں سب سے زیادہ پیش پیش جے شرما کا خاص آدمی رگھبیر تھا۔ منصوبے کے تحت رگھبیر نے جب رات کا کھانا ترویدی اور ست رانی کو پہنچایا تو اس میں ایک خواب آور دوا کی کافی مقدار شامل تھی۔

کھانا کھاتے ہی دونوں ادھر ادھر لڑھک گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ رگھبیر اپنے آدمیوں کے ساتھ تیار تھا۔ ترویدی کو تو وہیں لٹا دیا گیا۔ بے ہوش ست رانی کو اٹھا کر پچھلے راستے سے باہر لایا گیا اور پھر ایک گاڑی اسے لے کر چل پڑی۔

ست رانی کو گوتم پور کے اس پرانے مکان کے ایک خاص کمرے میں پہنچا دیا گیا جو خوب اچھی طرح سجا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد جے شرما بھی وہاں پہنچ گیا اور اس نے ست رانی کو مسہری کے پاس کھڑے ہو کر غور سے دیکھا۔ بلاشبہ وہ کوئی دیوی ہی نظر آتی تھی۔ رگھبیر جے شرما کے پاس موجود تھا۔ وہ اس سے چند قدم پیچھے کھڑا ہوا تھا۔ جے شرما نے جب اس کی طرف دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ

جوڑ کر جھک گئے۔

"ادھر آ رگھبیر ذرا دیکھ اسے۔ ہمیں بتا کہ یہ زمین کی مخلوق ہے یا آکاش کی۔ ہم دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئے تھے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اسے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں اور الٹا ہمیں ہی نقصان پہنچ جائے۔"

رگھبیر نے بدستور ہاتھ جوڑے جوڑے کہا۔ "مہاراج! آپ ہم سے کہیں زیادہ سمجھدار ہیں۔ ہم بھلا آپ کو کیا بتانے کی ہمت کر سکتے ہیں۔ پر ایک بات کہیں اگر یہ کوئی دیوی ہوتی تو ہماری دی ہوئی معمولی سی دوا سے بے ہوش نہ ہوتی۔ ایسا تو منش کے ساتھ ہی ہو سکتا ہے۔"

"ہاں یہ بھی تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اچھا رگھبیر جو بے ہوش کرنے والی دوا ہم نے اسے دی ہے اسے کھانے کے بعد کتنی دیر میں ہوش آ جاتا ہے؟"

"سے تو لگے گا مہاراج آج کی رات تو شاید ہی اسے ہوش آئے۔"

"کوئی چنتا نہیں ہے۔ اب یوں کرتے ہیں کہ ہم چلتے ہیں، پر ہم حویلی نہیں جائیں گے۔ ایک کام مہاراج نے ہمارے سپرد کیا تھا اور اس کام سے ہمیں رام پور جانا تھا۔ ہم نے اپنے جانے والوں سے یہی کہا ہے کہ ہم رام پور گئے ہوئے ہیں۔ ہم کہیں اور جا رہے ہیں۔ اگر ہم حویلی پہنچ گئے تو پھر اس کی گمشدگی کا سوال ہم سے ہی کیا جائے گا۔"

"خیر رگھبیر تجھے یہیں رہنا ہے اور اس کی حفاظت کرنی ہے۔ ضرورت کی تمام چیزیں اسے دے دی جائیں۔ ان میں سوال تو کرے گی یہ کہ وہ کہاں آ گئی۔ کوئی بات بنا لینا۔"

"آپ بالکل چنتا نہ کریں مہاراج۔" رگھبیر نے جواب دیا۔

اور یہی ہوا۔ ست رانی کو دوسرے دن صبح ہی ہوش آیا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے اپنے چکراتے ہوئے ذہن پر قابو پایا اور پھر ایک دم چونک پڑی۔ اسے احساس ہو گیا کہ یہ وہ جگہ نہیں ہے جہاں وہ سوئی تھی بلکہ سوئی کہاں تھی وہ تو تر ویدی کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا، ارے یہاں کوئی ہے۔ کوئی ہے تو اندر آئے مجھے بتائے کہ میں کہاں ہوں۔"

رگھبیر اس کی آواز سن کر اندر آ گیا۔ یہ جگہ کون سی ہے۔ میں یہاں کیسے آ گئی؟"

"یہ مہاراج ہی آپ کو آ کر بتائیں گے کہ آپ کہاں آ گئی ہیں۔ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیں۔" رگھبیر نے کہا۔

"کون مہاراج۔ میں انہیں نہیں جانتی۔ تر ویدی بابا کو بلاؤ۔"

"وہ تو یہاں نہیں ہیں۔ یہ دوسری جگہ ہے۔" رگھبیر نے کہا اور ست رانی کے چہرے پر غصے کے آثار پھیل گئے۔

"کیسے ہو تم اس سنسار کے باسی! میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ بجرنگی بابا نے کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا مگر پھر وہ کھو گئے۔ اور اب بابا تر ویدی بھی کھو گئے۔ کیا اس سنسار میں سب ایسے ہی کھو جاتے ہیں۔" وہ بڑی معصومیت سے بولی اور رگھبیر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ کون سے نئے سنسار کی بات کر رہی ہیں دیوی جی۔ آپ کا سنسار کون سا ہے؟"

"جہاں بابا بجرنگی تھے، میں تھی اور ہمارے "کوساڈے" تھے۔

"کون کوساڈے؟"

"تھے...... تمہیں کیا بتاؤں؟" ست رانی فکر مندی سے بولی۔

تب رگھبیر کے ذہن میں اچانک ایک نام آ گیا تھا۔ وہ تھا بجرنگی۔ تھوڑے دن پہلے ایک بجرنگی نامی آدمی کو جے شرما نے گاگ پوری کی حویلی میں پہنچایا تھا۔ بجرنگی کے بارے میں رگھبیر کو اتنا معلوم تھا کہ وہ بابو لال چوکیدار کے پاس رہتا تھا۔ زیادہ تفصیل اسے نہیں معلوم تھی۔

"بجرنگی تمہارا کون تھا دیوی؟"

"بابا بجرنگی تھا۔ تم مجھے تر ویدی بابا کے پاس پہنچا دو۔" ست رانی نے کہا۔ رگھبیر نے ابھی اتنی ہی بات کی تھی کہ جے شرما آ گیا اور رگھبیر ادب سے پیچھے ہٹ گیا۔

جے شرما نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "کیا حال ہیں ہماری مہارانی، ست رانی کے۔"

"تم کون ہو؟" ست رانی نے تمکنت سے پوچھا۔

"داس ہیں مہارانی کے۔ رگھبیر تم باہر جاؤ۔" جے شرما نے میٹھے لہجے میں کہا اور رگھبیر باہر نکل گیا۔ ست رانی ناپسندیدہ نگاہوں سے جے شرما کو دیکھ رہی تھی۔ جے شرما نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"ست رانی جی کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی یہاں؟"

"مجھے نہیں معلوم کہ میں یہاں کیسے پہنچ گئی۔ میں تو بابا کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔"

"اچھا...... حیرت کی بات ہے۔ ویسے مہان دیوی کو تو ساری باتیں معلوم ہونی چاہئیں۔ میرے من کی بات بھی معلوم ہونی چاہئے۔"

"مجھے بابا تر ویدی کے پاس پہنچا دو، کہیں وہ بھی کھو نہ جائیں۔"

"نہیں وہ کھوئیں گے نہیں۔ ہم تو یہاں آپ کو سیر کرانے کے لئے لے آئے ہیں۔ من کی بات کہنے کے لئے لائے ہیں آپ کو یہاں۔"

ست رانی نے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"کون سی من کی بات؟"

"من ہار گئے ہیں آپ سے دیوی جی۔ آپ نے جگن راج کو جیون دان دیا۔ میں بھی آپ

سے جیون کا سکھ چاہتا ہوں۔ مر مٹا ہوں آپ پر۔ آپ مجھے میرے من کا سکھ دے دیجئے۔ اس کے بعد آپ مجھ سے جو چاہیں گی وہ میں کروں گا۔"

"دیکھو سنسار کے بارے میں ہمیں بہت کم معلوم ہے۔ ہم تمہاری بات نہیں سمجھ رہے۔ اگر تم ہمیں تردیدی جی کے پاس پہنچا تو ہم ان سے کہتیں گے کہ وہ تمہاری بات سن کر ہمیں بتائیں کہ ہم تمہارے لئے کیا کریں۔ جگن کو جو جیون ملا وہ ایک الگ بات تھی۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا مان کریں تو آؤ ہمارے سامنے بیٹھو۔ ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈالو۔"

"یونہی ایسا ہی کروں گا میں۔ میں آپ کو بھلا کیا دے سکوں گا۔ پر آپ سے جو چیز مانگوں گا اس میں میرا جیون ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ میں آپ کے چرنوں میں جیون ہارتا جا رہا ہوں۔ مجھے بھی سکھ امرت پلا دیں، میرا من شانت ہو جائے گا۔"

"یہ ساری باتیں اگر تم تردیدی جی سے کہتے تو وہ ہمیں سمجھا دیتے۔ ہمارے بھاگ جانے کہاں کھو گئے ہیں۔ کیا چاہتے ہو تم؟"

"یہاں ہمیں بھی جیون امرت پلا دیں۔ ہمیں بھی اپنا جھوٹا پانی پلا کر میرے من کو شانت کریں۔"

"تمہیں من کی شانتی چاہئے۔"

"ہاں۔"

"تو جاؤ پانی لاؤ۔ ہم تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق اپنا جھوٹا پانی پلا دیتے ہیں مگر شرط یہ ہے کہ اس کے بعد تم ہمیں بتا تردیدی کے پاس پہنچا دینا۔"

"ہاں کیوں نہیں۔ من کی شانتی کے ساتھ ساتھ تن کی شانتی بھی چاہئے ہوگی۔ ہم آپ کے لئے پانی لاتے ہیں۔ رنجھیر ارے او رنجھیر۔"

رنجھیر کے اندر آنے کے بعد جے شرما نے اس سے ایک گلاس پانی مانگا۔

رنجھیر پانی کا گلاس لے آیا اور جے شرما نے جو سنا تب سے وہ گلاس ست رانی کو پیش کر دیا۔ رنجھیر باہر نکل گیا تھا۔ ست رانی نے اس میں سے آدھا پانی پیا اور پھر باقی پانی جے شرما کی طرف بڑھا دیا۔ جے شرما ست رانی کو پوری طرح سے اپنے جال میں پھانسنے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ اس نے جلدی سے پیا۔ وہ پانی واقعی امرت تھا۔ اس نے جلدی سے پیا اور گلاس ایک طرف رکھتا ہوا بولا۔

"مہارانی امرت جل تو پایا ہے آپ نے۔ میرے لئے تو یہ امرت جل بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ جو آپ کے لبوں سے جھوٹا ہو کر میرے پاس آیا ہے۔" پر ست رانی تو کچھ نہ بولی تھی۔ اس کے بعد ... جے شرما نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے اپنے سینے میں ایک تپش کا احساس ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کا سینہ اندر سے جلنے لگا ہو۔ ایک دم اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔

اس نے سینے پر ہاتھ پھیرا اور بولا۔

"یہ... یہ کیا ہو رہا ہے... یہ..."

وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ آنکھوں میں اندھیرا چھاتا جا رہا تھا اور وہ بیٹھنے کے لئے جگہ تلاش کر رہا تھا۔ بمشکل تمام ایک جگہ وہ بیٹھ گیا۔ لیکن سینے کی آگ اب طوفانی شکل اختیار کرتی جا رہی تھی۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اندر موجود جسم کا ایک ایک عضو اس آگ کی تپش میں ہو۔ اس کے پورے بدن نے پسینہ اگل دیا۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ آنکھیں جلنے لگیں اور دونوں ہاتھ تشنجی انداز میں پھیل گئے۔ اس کے منہ سے آخری جملہ نکلا "رگھو... رگھو..." اور بس اس کے بعد اچانک اس کی گردن لٹک گئی۔ جس جگہ بیٹھا تھا وہاں سے نیچے گر پڑا اور گرنے کے بعد چند سیکنڈ تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ اب اس کے منہ سے ہلکا نیلا پانی بہہ رہا تھا۔ یہی پانی جگن راؤ نے بھی... اگر اس کے اندر شدید زہریلے مادے نہ بھرے ہوتے تو اس کی حالت بھی اس سے مختلف نہ ہوتی۔

ست رانی چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر جب وہ ساکت ہو گیا تو ست رانی نے دروازے کی جانب دیکھا۔ وہ چند قدم آگے بڑھی اور کھلے دروازے سے باہر نکل آئی۔

رنجھیر سامنے ہی موجود تھا۔ ست رانی کو دیکھ کر وہ جلدی سے کھڑا ہو گیا۔

"جج... جی... جی مہارانی"

"اندر جاؤ دیکھو۔" ست رانی نے کہا۔

"مم... مہاراج بلا رہے ہیں کیا؟" رنجھیر بولا اور تیزی سے اندر داخل ہو گیا۔

جے شرما کی کیفیت دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ یہ اندازہ تو اسے ہو گیا تھا کہ جے شرما کسی خوفناک زہر کا شکار ہو گیا ہے، لیکن یہ زہر کہاں سے آیا۔ کیا اس جگہ کوئی سانپ وغیرہ ہے۔ وہ ڈری ڈری نگاہوں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر جے شرما کے پاس پہنچ گیا۔ جے شرما کے پاس بیٹھ کر اس نے جے شرما کے بدن کو ہلانے کی کوشش کی۔ لیکن اسے یوں لگا جیسے اس کی انگلیاں جے شرما کے جسم کے گوشت میں دھنستی چلی جا رہی ہوں۔ اپنے اندیشے کی تصدیق کے لئے اس نے ایک بار ایک انگلی جے شرما کے بدن میں چبھوئی اور یہ انگلی آسانی سے جے شرما کے جسم میں داخل ہو گئی۔

رنجھیر کے حلق سے ایک دہشت ناک چیخ نکلی اور وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اپنے کپڑے سے اپنی انگلی کو صاف کیا اور چیختا ہوا باہر نکل آیا۔ باہر وہ لوگ بھی موجود تھے جو ست رانی کو موڑ میں یہاں تک لائے تھے۔ وہ سب چونک کر رنجھیر کو دیکھنے لگے اور رنجھیر ہانپتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"جلدی اندر چلو۔ دیکھو جے شرما مہاراج کو کیا ہوا!؟"

بات کسی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی لیکن رگھبیر کے انداز پر انہیں شبہ ضرور ہو گیا تھا کہ جے شرما کو کچھ ہو گیا ہے۔ ادھر ست رانی حیران پریشان حویلی کے دوسرے دروازے سے نکل کر حویلی میں چکرانے لگی۔ کئی بار اس نے ترویدی کو بھی آواز دی تھی۔

دوسری طرف جے شرما کے ساتھی اندر داخل ہو گئے اور جے شرما کی کیفیت دیکھ کر وہ سب کے سب دنگ رہ گئے۔

''ہر سے رام۔ لگتا ہے کسی بہت ہی زہریلے ناگ نے ڈس لیا ہے۔ سارا بدن پانی ہوا جا رہا ہے۔ اب کیا کریں؟''

''انہیں اٹھانے کی کوشش تو بالکل بے کار ہے۔ سارا گوشت پانی بن کر نیچے گر پڑے گا۔ مگر اس جگہ کوئی اتنا زہریلا ناگ کیسے آ سکتا ہے۔ پہلے تو کبھی......''

''چوکیدار کو بلاؤ۔'' چوکیدار ہردیو تھوڑی ہی دیر میں یہاں پہنچ گیا۔

''ہردیو، جے شرما کو کسی زہریلے ناگ نے ڈس لیا۔''

''جی۔'' ہردیو کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئیں۔ اس نے جے شرما کی لاش کو دیکھا۔

''تعجب ہے مہاراج پہلے تو کبھی کسی ناگ کو یہاں نہیں دیکھا گیا۔''

''ارے وہ لڑکی کہاں گئی اسے دیکھو۔ کہیں حویلی سے باہر نہ نکل جائے۔ ہماری تو جان ہی مصیبت میں آ جائے گی۔ جے شرما اسے چوری چھپے اٹھا کر یہاں تک لائے تھے۔''

باہر نکل کر ست رانی کو تلاش کیا گیا اور تھوڑی ہی دیر میں وہ ترویدی کو آوازیں دیتی ہوئی مل گئی۔

''رانی جی ترویدی مہاراج یہاں نہیں ہیں۔ ہم ابھی تھوڑی دیر کے بعد آپ کو ان کے پاس لے چلیں گے۔ آپ آ جائیے۔''

''مجھے جلدی یہاں سے لے چلو۔ یہ جگہ مجھے اچھی نہیں لگ رہی۔ جلدی چلو یہاں سے۔ تم لوگ مجھے یہاں لائے ہی کیوں تھے۔''

''آپ آئیے ہم آپ کو تھوڑی دیر میں لے چلیں گے۔'' رگھبیر نے کہا اور ست رانی اس کے ساتھ آ گئی۔ رگھبیر اسے ایک دوسرے کمرے میں لے گیا۔ ایک اور شخص بھی رگھبیر کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا۔

''مہارانی جی آپ کو معلوم ہے جے شرما کو ناگ نے ڈس لیا؟''

''ناگ نے۔ پر یہاں تو کوئی ناگ نہیں ہے۔ کیا یہاں ناگ ہوتے ہیں؟''

''ہم... معلوم نہیں۔ آپ کے سامنے کیا ہوا تھا؟''

''ٹھہرو اگر یہاں ناگ ہوتے ہیں تو میں ان کو بلاتی ہوں۔'' ست رانی نے بچوں کی سی

خوشی کے ساتھ کہا اور پھر وہ ایک جگہ بیٹھ گئی اور اس کے منہ سے عجیب و غریب آوازیں نکلنے لگیں۔ کوئی دو منٹ تک وہ یہ آوازیں منہ سے نکالتی رہی اور اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکتی رہیں لیکن کوئی ناگ نہیں آیا تھا۔ ست رانی نے مایوسی سے کہا۔

''نہیں۔ یہاں ناگ نہیں ہوتے۔ ناگ ہوتے تو میرے پاس آ جاتے۔''

''آپ تھوڑی دیر آرام سے بیٹھیں۔ ہم ابھی آپ کو لے کر چلتے ہیں۔ یہاں سے کہیں جائیے گا نہیں۔''

''میں کہاں جاؤں گی۔ مجھے تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے اس سنسار کے بارے میں۔'' ست رانی نے مایوسی سے کہا۔

رگھبیر اور اس کا ساتھی باہر نکل آئے۔

''دیکھو بھائیو! بات ضرورت سے زیادہ بگڑ گئی ہے۔ جے شرما مہاراج نے ہمیں جو بھی حکم دیا ہم نے اس کی تعمیل کی۔ ہمارا تو کوئی دوش نہیں ہے۔''

''ہمارا کچھ دوش نہیں ہے۔''

''تو پھر سیدھے سیدھے چلتے ہیں اور گرنجن مہاراج کو اس بارے میں خبر کرتے ہیں کہ ایسا ایک واقعہ ہو گیا ہے۔''

''اور کیا دیوی جی کو لے چلیں ساتھ۔''

''ظاہر ہے اسے یہاں چھوڑنے کا مطلب ہے دوسری مصیبت میں پھنسیں۔ پتہ نہیں یہ کیا کرے اور کہاں جائے؟''

''مگر یہ ہوا کیا ہے؟''

''اب یہ سوچتے رہو گے کہ ہوا کیا ہے یا اپنی جان بچانے کی فکر کرو گے۔''

''شرما جی کی لاش کو کہیں چھوڑا جائے۔''

''تو اور کیا اپنے سر پر لاد کر لے چلو گے۔'' رگھبیر نے غصیلے لہجے میں کہا اور سب واپس جانے کے لئے تیار ہو گئے۔

☆...☆...☆

مادھو بانپتا کانپتا گرنجن راج کے پاس پہنچا تھا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ راج نے اسے دیکھا تو بولا۔

''کیا ہوا۔ کیا بات ہے مادھو؟''

''ان رتھ ہو گیا ہے مہاراج۔ ست رانی حویلی میں موجود نہیں۔''

"کیا ... ویدجی واپس چلے گئے؟"

"نہیں مہاراج۔ بیچارہ وید تو ویدی تو ذبایاں؛ بتا پھر رہا ہے کہ اس کی بیٹی حویلی سے گم ہوگئی۔ وہ شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اس کی بیٹی کو اغوا کر لیا گیا۔ رات کو اسے کھانے میں بے ہوشی کی دوا دی گئی اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئے۔ پھر بے ہوشی کے عالم میں ست رانی کو اغوا کر لیا گیا۔"

"کیا؟" جگن راج غصے سے کھڑا ہو گیا۔

"کس نے ایسا کیا ہے؟"

"مہاراج! آپ کا یہ داس ہر جگہ سے معلوم حاصل کرتا پھرا ہے۔ بابو لال کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے۔ حویلی کا چوکیدار ہے۔ اس نے بتایا کہ رات کو وہ گشت کرنے نکلا تو اس نے حویلی کے پچھلے دروازے پر کوئی گڑبڑ دیکھی۔ کچھ لوگ وہاں موجود تھے اور کسی کا انتظار کر رہے تھے۔ پھر تھوڑی دیر بعد بابو نے دیکھا کہ کچھ لوگ کسی کو اٹھائے ہوئے پچھلے دروازے پر آئے اور دروازے سے باہر نکل گئے۔ سارے کے سارے چلے گئے تو وہ تیزی سے دوڑ کر پچھلے دروازے پر پہنچا۔ اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو ایک موٹر کار کی پچھلی بتیاں نظر آئیں۔ موٹر کار حویلی سے اغوا ہونے والی کو لے کر جا رہی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کس کو اس کی اطلاع دے۔ شرما جی بھی کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ مہاراج سونے کے لئے لیٹ گئے تھے۔ بابو نے سوچا کہ صبح کو بتائے گا۔"

"ایسا آخر کون ہو سکتا ہے۔ کون ہو سکتا ہے ایسا۔ آؤ میرے ساتھ۔ گر بچن مہاراج کہاں ہیں؟"

جگن راج غصیلے لہجے میں بولا اور مادھو کے ساتھ باہر نکل آیا۔ وہ غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا وہ گر بچن سنگھ کی رہائش گاہ میں داخل ہو گیا۔ گر بچن سنگھ اپنے کمرے میں اپنی دھرم پتنی کے ساتھ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔ جگن راج کو اس طرح آتے ہوئے دیکھا تو خوشی سے اس کی باچھیں کھل گئیں۔ وہ دھرم پتنی سے بولا۔

"بھگوان کی کرپا ہے کہ میرا بھائی اپنے قدموں سے چلتا ہوا یہاں تک آیا ہے۔ آؤ جگن راج! آج کیا بات ہے۔ ارے تُو تو غصے میں معلوم ہوتا ہے؟"

"اندھیر ہو گیا ہے بھائی جی۔ ڈوب مرنا چاہیے ہمیں۔ ڈوب مرنا چاہیے۔"

"کیوں لیکن خیر تو ہے کیا ہو گیا لڑکو بتا؟" گر بچن نے چائے کی پیالی ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا۔

"وہ مہاراج وید جی ویدی کے ساتھ جو لڑکی آئی تھی اور جس نے ہمارے جگن راج کا علاج کیا تھا اسے رات کو اغوا کر لیا گیا۔"

"کیا؟" گر بچن سنگھ حیرت سے اچھل پڑا۔

"جی مہاراج" اور پھر مادھو نے پوری تفصیل گر بچن کو بتا دی۔

گر بچن کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اس نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ڈاکٹر شوراج نے یہ اچھا نہیں کیا۔ ہم اتنے نرم مزاج نہیں ہیں۔ مہمان کی عزت بھی ہیں اور کسی کے احسان نہیں بھولتے۔ لیکن ڈاکٹر شوراج نے ہمارے اوپر کوئی احسان نہیں اس نے جگن راج کا کوئی علاج نہیں کیا بلکہ یہ علاج اس ست رانی نے کیا۔ ہمیں ساری تفصیل معلوم ہو چکی ہے۔ یہ اچھا نہیں ہوا شوراج جی۔ تم بہت بڑے ڈاکٹر ہو۔ انگلینڈ سے پڑھ کر آئے ہو۔ پر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم گر بچن سنگھ کی حویلی سے کسی لڑکی کو اٹھا لو۔ یہ ہماری عزت اور آبرو کا معاملہ ہے۔ ہم نے پہلے ہی تمہارے چہرے پر جرم کے سائے دیکھ لیے تھے لیکن نظر انداز کر دیا۔ تم نے یہ جرم کیا ہے۔ تو چنتا کیوں کرتا ہے جگن راج۔ وہ جہاں بھی ست رانی کو لے گیا ہے وہاں سے اسے خود واپس لائے گا۔ ہم اس کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیں گے۔ بچے کا تو وہ ہمارے ہاتھوں سے۔ یہ سب شرما آخر کہاں مر گیا ہے۔ اتنے دن کے لئے تو وہ کبھی نہیں گیا۔ دیکھو جا کر جے شرما آیا ہے یا نہیں؟"

"ابھی تک نہیں آئے مہاراج! میں معلومات حاصل کرتا رہا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ مادھو، میری رام کو بلاؤ۔ ان سے کہو کہ جا کر معلوم کریں کہ ڈاکٹر شوراج اور شرما جی یہاں موجود ہیں یا غائب ہو گئے ہیں۔ اگر وہ ست رانی کو لے کر یہاں سے چلے گئے ہیں تو پھر وہ دور نہیں جا سکیں گے۔ ہم چاروں طرف پہرے لگا دیتے ہیں جاؤ جلدی بلا کر لاؤ۔"

مادھو تیزی سے باہر نکل گیا۔ گر بچن سنگھ نے غصے کے عالم میں یہ بھی نہیں سوچا کہ جگن راج رانی کے لئے اتنا بے چین کیوں ہے۔ وہ بس غصے سے کھولنے لگا تھا۔ جگن راج نے کہا۔

"حویلی سے رانی بھاگی تو کیا ہوتا نہیں چاہیے تھا۔ ہم اپنے پہرے داروں کو بھی سزا دیں گے۔"

"وہ جیتا نہیں جائے گا۔ تم چنتا مت کرو جگن راج وہ جیتا نہیں جائے گا۔ پتہ نہیں یہ جے لال مر گیا۔" گر بچن نے کہا اور میری رام کا انتظار کرنے لگا جو گر بچن کے انتہائی خاص ملازموں میں سے تھا اور انتہائی خطرناک تھا۔

☆ ... ☆ ... ☆

رگھبیر کو دونوں طرف موت نظر آ رہی تھی۔ جے شرما مر چکا تھا، جو ساری باتوں کا ذمہ دار ہوتا۔ گر بچن بھی یہ سمجھیں گے کہ میں بھی ست رانی کے اغوا میں ملوث تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ وحش ان کا تو کچھ نہیں ہے۔ وہ تو جو کام جے شرما جی سے پر کرتے تھے۔ اس نے حکم دیا کہ یہ کام کرو تو ہم نے کر ڈالا۔ ہمارا کیا دوش۔ ساری

باتیں اس نے سوچی تھیں۔ لیکن فیصلہ یہی کیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے ست رانی کو حویلی پہنچا دیا جائے۔

ست رانی خوشی خوشی گاڑی میں آ بیٹھی۔ اس نے سجے شرما کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ البتہ راستے میں وہ خوش ہوتی رہی تھی کہ اتنی اچھی جگہ سیر کر رہی ہے۔ یہاں تو وہ بے ہوشی کے عالم میں آئی تھی لیکن اب ہوش کے عالم میں سفر کر رہی تھی۔ پھر وہ حویلی میں داخل ہو گئے۔ تر ویدی اپنی رہائش گاہ میں تھا۔ یہی مناسب سمجھا گیا کہ ست رانی کو مہمان خانے میں تر ویدی کے پاس پہنچا دیا جائے۔ تر ویدی جو رو رو کر نڈھال ہو گیا تھا، ست رانی کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔

"کہاں چلی گئی تھی تو ست رانی؟"

"پتہ نہیں بابا یہ لوگ مجھے سیر کرانے کے لئے گئے تھے۔ پر جگہ بڑی اچھی تھی۔ بہت مزہ آیا مجھے۔" ست رانی نے معصومیت سے کہا۔

"کہاں لے گئے تھے تم اسے اور ہوا کیا تھا۔ مجھے تم لوگوں نے بے ہوش کیا تھا کیا؟"

"ہرے رام آپ کیا کہہ رہے ہیں وید جی مہاراج۔ ہم ایسی کوئی حرکت کرتے۔ ہم دو ٹکے کے نوکر ہیں۔ مالکوں کے حکم پر چلتے ہیں۔"

"میں سب کچھ بتا دوں گا گر بچن سنگھ کو۔ سب کچھ بتا دوں گا۔"

"مہاراج! ہم تو آپ کے داس ہیں۔ ہم نے خود کچھ نہیں کیا، وہ تو بس سجے شرما جی نے کہا کہ ایسا کرو تو ایسا کر ڈالا۔"

"دیکھ لوں گا تمہیں سب کو دیکھ لوں گا۔" اور پھر رگھبیر منصوبے کے مطابق سیدھا گر بچن سنگھ کے پاس پہنچا۔ گر بچن سنگھ کو ساری تفصیل بتانا بہت ضروری تھی۔ بس یہیں سے رگھبیر کی تقدیر کا فیصلہ بھی ہوتا تھا۔ جگن راج اس وقت بھی گر بچن کے پاس موجود تھا۔ رگھبیر نے اندر آنے کی آ گیا مانگی اور پھر گر بچن سنگھ کے سامنے پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے؟" گر بچن سنگھ غصیلے لہجے میں بولا۔

"کچھ بتانے آئے ہیں مہاراج؟"

"کیا؟" گر بچن نے پوچھا اور رگھبیر نے وہاں سے کہانی شروع کی جہاں سے سجے شرما نے ست رانی کو اغوا کر کے چتم پور لے جانے کے لئے کہا تھا۔ دونوں بھائی چونک پڑے اور بڑی توجہ سے اس کی کہانی سننے لگے۔

پھر رگھبیر نے کہا۔ "اور مہاراج، سجے شرما کی لاش چتم پور حویلی کے اندر پڑی ہے۔ اس کا سارا شریر پانی کی طرح پگھل رہا ہے۔"

گر بچن بُری طرح خوفزدہ ہو گیا۔ جگن راج بھی حیران نگاہوں سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔ رگھبیر خاموش ہوا تو گر بچن نے کہا۔ "ہے بھگوان۔ تم نے سنا۔ کیا کہہ رہا تھا ڈاکٹر شوراج۔ وہ یہی بتا رہا تھا کہ ست رانی وِش کنیا ہے۔ زہریلی عورت اور تمہارے بدن میں جو زہر داخل ہوا تھا وہ اس کے زہر ہی سے ختم ہوا۔ تم سوچو کتنی خوفناک ہے وہ۔ رگھبیر کیا تم نے اسے تر ویدی کے پاس پہنچا دیا؟"

"جی مہاراج۔"

"یہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے شوراج کو کچھ نہیں کہا۔ اگر ہم شوراج کو گرفتار کر لیتے اور اس سے ست رانی کے بارے میں پوچھتے تو یہ خطرناک بات ہو جاتی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب کیا کیا جائے۔ تم مجھے مشورہ دو میرے بھائی۔ جو ہوا ہے وہ ایک الگ بات ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ وہ ایک وِش کنیا ہے۔ کیا سمجھے؟" گر بچن سنگھ نے کہا۔

"جی بھائی جی۔ میں خود بھی سوچ میں پڑ گیا ہوں۔" جگن راج نے پُر خیال لہجے میں کہا۔ بات کچھ کچھ سمجھ میں آ رہی تھی پھر وہ کہنے لگا۔ "لیکن یہ سجے شرما اسے کس بُرے ارادے ہی سے چتم پور لے گیا ہو گا۔"

"صاف سی بات ہے۔"

"مارا گیا کمینہ ورنہ میں اسے سزا دیتا۔"

"اب کیا کرنا ہے؟"

"میرا خیال ہے سجے شرما کی ارتھی خاموشی سے وہیں جلا دی جائے۔ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بس اتنا بتا دیا جائے کہ سجے شرما اچانک غائب ہو گیا ہے اور ہمیں تر ویدی کو جو انعام دینا ہے وہ دے کر یہاں سے روانہ کر دیں۔ ڈاکٹر شوراج سے یہی کہیں کہ اگر وہ اس لڑکی میں دلچسپی رکھتا ہے تو تر ویدی کے ساتھ کو یا چلا جائے اور وہاں جا کر بات کر لے۔"

"ہاں ایسا ہی کیا جا سکتا ہے۔" اور پھر رگھبیر کو گر بچن نے حکم دیا کہ وہ خاموشی سے سارے کام کر ڈالے۔

"ٹھیک ہے مہاراج۔"

"ایک بات بتاؤ جگن راج کہ ڈاکٹر شوراج کو ہم اس بارے میں کیا بتائیں؟"

"ہمیں اب اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے..... صاف بتا دیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔" گر بچن نے ایک آدمی کے ہاتھوں ڈاکٹر شوراج کو بلا بھیجا۔

شوراج کے ذہن پر ست رانی سوار تھی اور وہ اس وقت بھی اپنے ساتھیوں سے اس

موضوع پر بات کر رہا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ ”اگر ترویدی تیار ہو جائے تو ہم اس لڑکی کو یورپ لے جائیں۔ تم یقین کرو یورپ میں دھوم مچ جائے گی اور ہم اس سے بہت سے ایسے بڑے بڑے کام لے سکتے ہیں جو ہماری شہرت اور دولت میں چار چاند لگا دے۔“

”آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ بہت سے ایسے منصوبے بنائے جا سکتے ہیں جو ست رانی کے ذریعے پورے ہو سکتے ہیں۔“

”مگر پتہ ترویدی کیا اس کام کے لئے تیار ہو جائے گا۔“

”آپ کو اس پر خرچ کرنا ہوگا اندر شوراج۔ اگر وہ اکیلا اس لڑکی کو بھیجنے کے لئے تیار نہ ہو تو ہم اُسے بھی ساتھ لے جا سکتے ہیں۔“

”میرا خیال ہے میں ترویدی سے بات کرتا ہوں۔ گربچن سنگھ نے تو مجھے بات کی اجازت دے دی ہے۔“

پھر باقی سارے کام ہو گئے۔ گربچن سنگھ کی ہدایت کے مطابق جے شرما کی لاش وہیں چتم پور میں جلا دی گئی اور رگھبیر واپس آ گیا۔ لیکن اس کے ذہن پر ایک عجیب سا بوجھ تھا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ جے شرما کی موت کسی ناگ کے ڈسنے سے نہیں ہوئی بلکہ وہ لڑکی اس کا محرک ہے۔ پھر اسے لڑکی کے الفاظ یاد آئے وہ کہہ رہی تھی کہ بجرنگی بابا بھی کھو گئے۔ ترویدی جی بھی کھو گئے۔ یہ بجرنگی وہی تھا جو بابو لال نے تذکرے کے دوران بتایا تھا اور بجرنگی نامی آدمی بابو کا رشتے دار بن کر کافی دن تک اس کے ساتھ رہا تھا اور پھر غائب ہو گیا تھا۔ اس نے بابو سے اس بارے میں تصدیق کی۔

”بابو۔ تم نے بڑا کام کیا کہ مہاراج کو اس بارے میں بتا دیا کہ ست رانی کو اغوا کیا گیا ہے۔ اب ذرا مجھے ایک بات بتاؤ۔ وہ آدمی جو تمہارے پاس آ کر رہا تھا اس کا نام کیا تھا؟“

”کون۔ بجرنگی۔ جوگی بجرنگی۔“

”ہاں۔ یہی نام تھا اس کا؟ وہ کہاں چلا گیا؟“

”پتہ نہیں...... ویسے میرا خیال ہے کہ کوئی گڑبڑ ضرور تھی جو گربچن مہاراج نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ اس کے بعد سے وہ غائب ہو گیا اور اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔“

”کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ وہ لڑکی ست رانی بجرنگی کو جانتی ہے؟“

بابو سوچ میں ڈوب گیا۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ ”ضرور جانتی ہوگی، بجرنگی بھی اسے جانتا ہے۔“

”کیسے؟“ بابو سے چونک کر پوچھا۔

”جس وقت بجرنگی کو جے شرما جی اپنے ساتھ گاڑی میں لے جا رہے تھے اس سے پہلے یہ لڑکی

حویلی میں داخل ہو رہی تھی۔ میں چونکہ چوکیداری پر تھا اس لئے میں نے یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ بجرنگی اسے دیکھتے ہی چیخا تھا۔ ”ست رانی، ست رانی“ مگر لڑکی نے اس کی آواز جیسے سنی ہی نہیں اور جے شرما بجرنگی کو تیزی سے آگے لے گیا تھا۔“

”اس کا مطلب ہے میرا شبہ بالکل ٹھیک تھا۔ ست رانی کا بجرنگی سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔“

”مگر مسئلہ کیا ہے؟“

”کچھ نہیں، کچھ نہیں۔“ رگھبیر نے چالاکی سے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر وہ یہ اطلاع گربچن کو دے گا تو گربچن ضرور اسے کوئی نہ کوئی انعام دے گا۔ پھر جیسے ہی اسے موقع ملا وہ گربچن کے پاس پہنچ گیا۔

”جے ہو مہاراج کی! ایک اطلاع دینے کے لئے آپ کے چرنوں میں حاضر ہوا ہوں۔“ رگھبیر نے ہاتھ باندھ کر کہا۔

”تو کام کا آدمی ہے۔ تو نے بہت بڑا کام کیا ہے کہ جگن راج کے من سے اس لڑکی کو ہٹا دیا ہے اور اس کو یہ یقین دلایا ہے کہ وہ زہریلی عورت ہے۔“

”جے ہو مہاراج کی ذرا اس وش کنیا کا تعلق ایک ایسے آدمی سے بھی ہے مہاراج جسے آپ نے گرفتار کر کے شاید کہیں بھجوا دیا تھا۔“

”کون آدمی؟“ گربچن نے ذہن پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا نام بجرنگی ہے مہاراج۔“ جوگی بجرنگی جو بابو چوکیدار کے پاس ٹھہرا ہوا تھا اور جسے جے شرما مہاراج گرفتار کر کے کالی پوری کے قید خانے لے گئے تھے۔“

”ارجن سنگھ۔“ گربچن بندر کی طرح اچھل پڑا۔

☆.....☆.....☆

بہت دیر تک وہ اسی حیرت کے عالم میں ڈوبا رہا۔ وہ ان واقعات پر غور کر رہا تھا۔ اسے یاد آ رہا تھا کہ جب ڈاکٹر شوراج نے ترویدی اور ست رانی کو بلا کر ان سے ان کے بارے میں پوچھا تھا تو ست رانی نے بھی بجرنگی کا نام لیا تھا لیکن گربچن سنگھ کے ذہن میں ارجن سنگھ کا نام نہیں آیا تھا۔ اب یہ سنسنی خیز انکشاف ہوا تھا کہ ست رانی کا تعلق ارجن سنگھ سے بھی ہے۔ یہ تعلق بالکل سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ ست رانی، وید ترویدی کے ساتھ آئی تھی جبکہ ارجن سنگھ پہلے سے یہاں اس کے پاس موجود تھا۔ یہ کیا چکر تھا، ان باتوں کا آپس میں کیا تعلق تھا، کیا وید ترویدی بھی کسی منصوبے کے تحت یہاں آیا تھا لیکن یہ بات بھی عقل سے عاری تھی کیونکہ وید ترویدی کو سچے شردھا نے دریافت کیا تھا اور خود جگن راج کے علاج کے لئے اسے بلوایا تھا۔ سارے معاملات الجھے ہوئے تھے۔ ادھر رنبیر اس کے سامنے کھڑا ہوا اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا تو اس نے کہا۔

"رنبیر! پہلی بات تمہیں یہ بتاؤں کہ بجرنگی کا اصل نام ارجن سنگھ تھا اور یہ وہی شخص تھا جس نے ہماری حویلی میں آگ لگا کر ہم سب کو بھسم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بھگوان نے ہمیں بچا لیا تھا۔ یہ اب بھی ہمارا دشمن ہے مگر اس لڑکی سے کیا تعلق ہے، یہ سمجھ میں نہیں آ رہا۔ اچھا خیر تو جا اور ایک کام کر، ذرا ہری رام کو ہمارے پاس بھیج دے اور ہاں ایک بات اور بتاؤں تجھے۔ تیری یہ ذمہ داری ہے کہ جو بھی ست رانی کو یہاں سے اغوا کرنے کے لئے جانے والوں میں شامل تھا، ان کو بتا دینا کہ کسی کی زبان اس مسئلے پر کسی اور کے سامنے نہ کھلنے پائے ورنہ پھر وہ اس زبان سے کچھ کہنے کے قابل نہیں رہے گا۔"

"جی مہاراج! میں کہہ دوں گا سب سے!"

"ہاں ... ہری رام! ان سارے معاملات کو سنبھالے گا، تو نے جو انکشاف کئے ہیں اس کے لئے میں تجھے انعام دوں گا، بس اب جا ہری رام کو بلا کر لے آ۔"

رنبیر تھوڑی دیر کے بعد ہری رام کو لے کر گربچن سنگھ کے پاس آ گیا۔ ہری رام کا قد تقریباً چھ فٹ دو انچ تھا، پہلوانوں جیسا چوڑا چکلا جسم اور آنکھیں انتہائی خطرناک تھیں۔ جس سے یہ

ہوتا تھا کہ در حقیقت وہ گربچن سنگھ کے ان خاص لوگوں میں سے ہے جن کے ذریعے گربچن اپنے دشمنوں کو ٹھیک رکھتا ہے۔ گربچن نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو ہری رام جو ہاتھ جوڑے کھڑا تھا، اس کے اشارے پر ایک جگہ بیٹھ گیا۔

"ہری رام، جس کام کے لئے ہم نے تجھے پہلے بلایا تھا، اس کی نوعیت بدل چکی ہے۔ اب ایک کام کر، گاؤں پارکی کے قید خانے میں ارجن سنگھ قید ہے۔ اسے لے کر یہاں آ جا، وہ اب آپ کو بجرنگی کہتا ہے اور جوگی بنا ہوا ہے۔ میں تجھے خاص طور سے ہدایت کرتا ہوں کہ وہ معمولی آدمی نہیں ہے، اسے احتیاط سے لانا ہے اور اس پر نظر بھی رکھنا ہے۔ بہر حال ہمیں اس سے بہت کام ہیں، سمجھ گیا تو میری بات؟"

"بالکل مہاراج! میں سمجھ گیا ہوں۔"

"اور خاص طور سے میں نے تجھے یہ کام اس لئے دیا ہے کہ تو چاروں طرف سے چوکس رہنے والوں میں سے ہے۔ رنبیر اور جو بندے تیرے ساتھ جانا چاہیں یا تو انہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہے، انہیں لے جا۔"

"جو آگیا مہاراج!" ہری رام نے کہا اور پھر تھوڑی اور باتیں بھی ہوئیں۔ اس کے بعد اس نے جانے کی اجازت مانگ لی۔

گربچن سنگھ، جگن راج کے صحت مند ہو جانے سے بے پناہ خوش تھا۔ تھوڑی دیر تک وہ کچھ سوچتا رہا اور اس کے بعد جگن راج کے پاس پہنچ گیا۔

جب وہ جگن راج کے کمرے میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ جگن راج افسردہ سا ایک جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ بھائی کو دیکھ کر وہ فوراً سنبھل گیا۔ اس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کیا اور بولا۔

"آیئے بھائی جی! میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ سے بنتی کروں کہ مجھے انگلینڈ بھجوا دیں، یہاں میرا من نہیں لگتا۔"

گربچن نے گہری نگاہوں کے ساتھ بھائی کو دیکھا اور بولا۔ "ٹھیک ہے، میں تمہیں منع نہیں کروں گا جگن راج! تھوڑے دن تو میرے ساتھ بتاؤ، ویسے من میں بھی تمہاری بات سمجھتا ہوں کہ تم اس لڑکی کی وجہ سے یہاں سے جانا چاہتے ہو۔"

"آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا بھائی جی! میں اسے بار بار دیکھتا ہوں۔ مجھے یقین ہوتا ہے کہ وہ ستر ورتوں کے قبیلے کی کوئی وجیاکی خوبصورت ناگن ہے۔ میں نے یہ سنا ہے کہ دھاری ناگ ہزار سال کے بعد اپنی جون بدل لیتا ہے لیکن کوئی جیتا جاگتا انسان اگر کبھی

من جائے، یہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ انسان ہے یا کوئی ناگن۔۔۔!"

"اس بارے میں تم سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔ بہت عرصے پہلے کی بات ہے کہ ایک آدمی ہمارے پاس نوکری کے لئے آیا تھا، ارجن سنگھ نام تھا اس کا۔۔۔ ہمیں ارجن سنگھ کی بہن رادھیکا پسند آ گئی پھر کچھ ایسے حالات ہوئے کہ ارجن سنگھ ہمارا دشمن بن گیا، وہ لڑکی ہمارے پاس نہیں رہی لیکن ارجن سنگھ نے ہم پر قاتلانہ حملہ کیا اور ہم نے اسے جیل بھجوا دیا، وہ جیل سے نکلا اور اس نے ہماری جان لینے کی کوشش کی، جب اس میں کامیاب نہیں ہو سکا تو ہماری حویلی میں آگ لگا دی، وہ تو ہمارے بھاگ اچھے تھے کہ ہم بچ گئے، ارجن سنگھ غائب ہو گیا اور کافی عرصے تک ہماری نگاہوں کے سامنے سے غائب رہا لیکن ایک بار پھر ارجن سنگھ ہمارے سامنے آ گیا ہے، اس نے ہماری حویلی میں گھسنے کی کوشش کی اور کامیاب ہو گیا، اس نے ہمارے چوکیدار بابولال کو پھانسا اور اس کا رشتے دار بن کر اس کے ساتھ رہنے لگا، ہمیں یقین ہے کہ وہ ہماری تاک میں ہی ہو گا، بہرحال ہمیں اس کا پتہ چل گیا ہے اور ہم نے اسے گرفتار کر لیا، اس کے بعد ہم نے اسے گنگا پوری کے قید خانے میں بھجوا دیا لیکن اب ایک عجیب انکشاف ہوا ہے وہ یہ کہ ارجن سنگھ جو اب اپنا نام بجرنگی بتاتا ہے، ست رانی کا واقف کار ہے اور ان دونوں کے بیچ پراسرار سمبندھ ہے، یہ بات ارجن سنگھ ہی بتا سکے گا کہ ست رانی ناگن ہے یا انسان، اور انسان ہے تو وہ شکتیا کیسے بنی!"

گربچن خاموش ہوا تو جگن راج کے چہرے پر شدید اضطراب کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس نے کہا۔ "بجرنگی! آپ کی قید میں ہے مہاراج؟"

"ہاں، گنگا پوری کا قید خانہ بہت مضبوط قید خانہ ہے، وہاں سے نکلنے والے یا وہاں سے بھاگنے کی کوشش کرنے والے زندہ نہیں رہتے بہرحال ہم نے اسے بلایا ہے، رات تک وہ یہاں پہنچ جائے گا، خطرناک آدمی ہے اس بات کا اعتراف ہم بھی کرتے ہیں۔" گربچن نے پرخیال لہجے میں کہا۔

جگن راج اس کی صورت دیکھتا رہا پھر بولا۔ "جب آپ اس سے بات کریں بھائی جی تو مجھے بھی ساتھ رکھیں۔"

"ہاں ضرور!" گربچن نے جواب دیا۔

ہری رام اور رگھبیر، بجرنگی کو لے آئے۔ بجرنگی کے انداز میں اب بھی وہ قہر و غضب بجلیاں کوندتی تھیں۔ گربچن کے سامنے اسے اچھی طرح باندھ کر لایا گیا تھا، بڑی احتیاط رکھی تھی، جس جگہ ارجن کو گربچن سنگھ کے سامنے پیش کیا گیا، وہ ایک تہہ خانہ تھی اور یہ تہہ خانہ اس روشنی سے جگمگا رہا تھا۔

بجرنگی کو گربچن سنگھ کے سامنے پہنچا دیا گیا تو بجرنگی نے کہا۔

"تو اب بھی جوان ہے گربچن پھر تو تیری برائیاں بھی جوان ہوں گی۔ بہت پرانا رشتہ ہے ہمارا، پہلے بھی تو اپنی دولت کی طاقت پر بچ گیا تھا اور اب بھی میری تقدیر نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ چل چھوڑ ان باتوں کو مجھے قتل کرانا چاہتا ہے تو ٹھیک ہے۔ مجھے اعتراض نہیں ہے تو خود سوچ ایک ایسا انسان کیا کر لیا کرے گا جس پر زندگی نے مصیبتیں ہی مصیبتیں ڈھائی ہوں، یقین کر گربچن مجھے جیون سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ہاں بس ایک بات میرے من میں ہے، تیرے من میں اگر دیا آ جائے تو مجھے میرے کچھ سوالوں کے جوابات دے دے۔"

"بول ارجن سنگھ بول، کیا سوال ہے تیرا!"

"رادھیکا میری بہن کہاں ہے؟" ارجن سنگھ نے غم آلود لہجے میں پوچھا۔

گربچن کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ کچھ لمحے سوچنے کے بعد اس نے کہا۔ "بتا دوں گا ارجن سنگھ، بتا دوں گا مگر میں تجھ سے ایک سودا کرنا چاہتا ہوں، بول کیا تو ایسا کوئی سودا کرے گا مجھ سے؟"

"کیسا سودا..... میں سمجھا نہیں۔"

"میں تجھے رادھیکا کے بارے میں بتا دوں گا اور تو مجھے اس لڑکی کے بارے میں بتائے گا جس کا نام ست رانی ہے۔" گربچن سنگھ نے بجرنگی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

بجرنگی بری طرح اچھل پڑا۔ اس کے بدن میں ایک کپکپاہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے دہشت بھرے انداز میں کہا۔

"ست..... ست..... ست رانی!"

"یہ مت کہنا کہ تو اسے نہیں جانتا، مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں کے درمیان گہرا سمبندھ ہے۔"

"ست رانی کہاں ہے، بتا گربچن سنگھ ست رانی کہاں ہے؟"

"یہاں اس حویلی میں، میرے پاس بڑے آرام سے رہ رہی ہے۔"

"گربچن سنگھ تو نے اسے۔۔۔!" بجرنگی کوشش کے باوجود منہ سے وہ الفاظ ادا نہ کر سکا جو اس کے ذہن میں خدشہ بن کر ابھرے تھے۔

"نہیں ارجن تو جو سوچ رہا ہے، مجھے اس پر حیرت ہے، کیا تجھے یہ بات معلوم نہیں کہ وہ شکتیا ہے؟"

بجرنگی سرد نگاہوں سے گربچن کو دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں ایک چرخی سی چل پڑی تھی۔

کرشن چندر بولا۔ "اور میں تجھ سے اس لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے نتیجے میں، میں تجھے رادھیکا کے بارے میں بتاؤں گا تو مجھے بتائے گا کہ وہ وِش کنیا تجھے کہاں سے ملی اور تجھ سے اس کا کیا سمبندھ ہے؟"

"میں ضرور تجھے اس کے بارے میں بتاؤں گا کرشن! مگر اس کے بارے میں کیوں معلوم کرنا چاہتا ہے؟"

"ایک بات پر میں احتجاج کرنا چاہتا ہوں بھائی جان! یہ بجرنگی جو پارجن سنگھ یا آپ سے جس لہجے میں بات کر رہا ہے، وہ مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ آپ میرے بڑے بھائی ہیں، ایک سنسار آپ کی عزت کرتا ہے اور بڑے احترام سے آپ کا نام لیتا ہے۔ یہ آپ سے تو تڑاخ سے بات کر رہا ہے۔" جگن راج نے غصیلے لہجے میں کہا اور بجرنگی ہنس پڑا۔

"یہ تیرا چھوٹا بھائی ہے، جو ایک بات بتا چکا ہوں تو، کیا یہ بھی اتنا ہی نادان ہے یا پھر اس کے اندر شرافت کے کچھ جراثیم موجود ہیں کہ یہ اپنے بھائی کے سلسلے میں اور شت اچھی برداشت نہیں کر پا رہا؟ بات تیرے زرتوں کے بارے میں معلوم نہیں۔ کیا یہ نہیں جانتا کہ تو کتنا بدانسان ہے۔ تیری کوئی عزت کیسے ہو سکتی ہے، کیا نام ہے رے تیرا... مجھے اپنا نام بتا؟" بجرنگی نے بے خوفی سے جگن راج سے پوچھا اور جگن راج کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

"میں اپنا نام تجھے ایسے بتاؤں گا کہ تیری یہ زبان کاٹ کر تیرے ہاتھ پر رکھ دوں گا جو یہ بھائی کے ساتھ اتنی گستاخی سے پیش آ رہا ہے۔"

"میں نے کہا نا تیرا بھائی... !" ارجن سنگھ نے کچھ کہنا چاہا لیکن کرشن نے درمیان میں مداخلت کر دی۔

"نہیں ارجن سنگھ! بات وطیرے داستے پر موڑ رہا ہے، تو میرا قیدی ہے ارجن، تیرے گھر سے ... ہو ... یہ بھی جانتا ہے کہ میرے اور تیرے درمیان جو دشمنی ہے وہ آسانی سے ختم نہیں ہوگی۔"

"کیا بات میں اس پاگل لڑکے کو بھی سمجھانا چاہتا ہوں، اسے بھی یہ بات سمجھا دے کرشن! اس سے بہتر ہے کہ جوان خون ہے، زیادہ جوش نہ دکھائے۔" بجرنگی بے خوفی سے بولا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تو معلومات کا تبادلہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے!"

"کرشن! جب تیرے آدمی مجھے یہاں سے باہر لے جا رہے تھے میں نے ست رانی کو آتے ہوئے دیکھا تھا، وہ تیرے لوگوں کے ساتھ ادھر آ رہی تھی، بہرحال وہ دن نوٹ تھے اور یہ قصہ

... مجھے نہیں معلوم... اگر تو مجھ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہے تو بتا کہ تجھے کیسے اندازہ ہوا کہ وہ وِش ... ہے؟"

"اندازہ ہو گیا ہے ارجن سنگھ! اس زہریلی لڑکی نے جس کی نس نس میں زہر بھرا ہوا ہے، ہمارے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے۔" کرشن سنگھ نے کہا اور بجرنگی کے چہرے پر حیرت کے نقوش نمودار ہو گئے۔ وہ کچھ عجیب سے انداز میں سوچ رہا تھا اور شاید کچھ فیصلے بھی کر رہا تھا کیونکہ اس نے جب وہ بولا تو اس کے لہجے میں نرمی تھی۔

اس نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ جو کام مجھے کرنا تھا وہ ست رانی نے شروع کر دیا۔ خیر ایک بات تیرے اور میرے بیچ اس شرط کی ہے کہ تو مجھے رادھیکا کے بارے میں بتا دے اور میں تجھے ست رانی کے بارے میں... تو میں تیار ہوں، کیا سمجھا!"

"پھر میں بھی تیار ہوں۔" کرشن سنگھ نے جواب دیا۔

جگن راج بدستور غصیلی نگاہوں سے بجرنگی کو گھور رہا تھا۔ وہ اپنے بھائی کی بہت عزت کرتا اور اس سے بجرنگی کا یہ انداز برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

بجرنگی نے کہا۔ "تیری حویلی کو آگ لگا کر میں یہاں سے بھاگ گیا، میرے من میں آگ لگی تھی، میں کوئی ایسی شکتی حاصل کرنا چاہتا تھا جس سے میں سنسار میں بسنے والے ان دو نرکھ مردوں... جنہوں نے انسانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رکھے ہیں، میں اور میرا چھوٹا سا پیار بڑے ظلم کا شکار ہوا، ہمارے اوپر مصیبتوں کے پہاڑ سب سے پہلے ٹھاکر دلیپ سنگھ نے توڑے۔" بجرنگی نے اپنی کہانی کرشن کو سنائی تو کرشن سنگھ چونک پڑا۔

"ٹھاکر دلیپ سنگھ...؟ وہ چندوسی والا...؟"

"ہاں! تم اسے جانتے ہو؟ ضرور جانتے ہو گے، راکھشش کو راکھشش نہیں جانے گا تو کون جانے گا۔"

"آپ اسے روک نہیں سکتے تو مجھے یہاں سے جانے کی آگیا دیں بھائی جی!" جگن راج بھڑک اٹھا۔

"برداشت کرو جگن راج... ! یہ مرنوکا سانپ ہے، ہم جب چاہیں اس کے پھن کو ... سے کچل سکتے ہیں، مگر پھر یہ اور کچھ کہانی کس سے سنیں گے... اسے بولنے دو۔ ہاں ارجن چوہان! میں ٹھاکر دلیپ سنگھ کو اچھی طرح جانتا ہوں اور تمہارے سامنے ایک انوکھا انکشاف کروں گا، تم اپنی کہانی جاری رکھو، میں اعلان کرتا ہوں کہ تمہیں رادھیکا کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا، اگر تم اپنی زبان قابو میں رکھو تو میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں جس سے تمہارے

کر رہے ہو تمہیں کئی ہو جائے مگر چونکہ مجھ سے تعاون کر رہے ہو اس لئے میں تمہارے بارے میں نرم ہونا چاہتا ہوں۔ جبکہ خبر میں تمہیں یہ دے رہا ہوں کہ تمہاری بہن رادھیکا زندہ ہے، وہ کہاں ہے یہ میں تمہیں اس سے بتاؤں گا جب تم مجھے ست رانی کے بارے میں سب کچھ صحیح صحیح بتا دو گے۔"

بجرنگی کے انداز میں نمایاں تبدیلی ہوئی تھی۔ یہ اس کے لئے بڑی خوشخبری تھی کہ اس کی بہن جیتی ہے۔ اس نے تیکھی تیکھی آنکھوں سے گربچن کو دیکھا اور بولا۔

"سچ کہہ رہے ہو تم گربچن! میری بہن جیتی ہے۔"

"ہاں اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں میں تم سے کہ تمہیں اس تک پہنچا دوں گا لیکن تم ذرا اپنی زبان پر قابو رکھو، یہ اچھائی بھی پیاری سے اُٹھا ہے، وہ میرے بارے میں تمہاری بکواس برداشت نہیں کر پا رہا۔"

"ٹھیک ہے گربچن سنگھ! میں نجانے کتنے عرصے نگر نگر مارا مارا پھرا، مجھے شکتی کی تلاش تھی اور پھر مجھے ایک مہان گرو مل گئے، انہوں نے مجھے بتایا کہ اگر میں شیش ناگ کو جگا لوں تو مجھے وہ شکتی مل جائے گی جس سے میں ان راکھششوں کو نیچا دکھا سکوں جو سنسار میں اپنے آپ کو بھگوان کہتے ہیں، شیش ناگ کو جگانے کے لیے انہوں نے مجھے ایک منتر بتایا اور میں نے یہ دکھ بھرا سنسار چھوڑ دیا اور ایک ویرانے میں ٹوٹے مندر میں پناہ لی، یہاں میں نے مٹی کا ایک شیش ناگ بنایا اور اس کے چرنوں میں بیٹھ کر وہ منتر پڑھنے لگا، میں وہ منتر پڑھتا رہا کہ ایک دن جب میں بستی سے واپس آیا تو شیش ناگ کے چرنوں میں ایک عجیب و غریب منظر دیکھا۔ ایک عورت وہاں مردہ پڑی ہوئی تھی اور اس کے پاس ہی ایک بچی تھی جسے سنسار میں آئے ہوئے کچھ ہی لمحے گزرے تھے اس بچی کا رنگ نیلا تھا، عورت سانپوں کے کاٹنے سے قتل کی گئی تھی، بہرحال میں نے اس کی چتا جلائی اور اس کی بچی کو اپنی گود میں لے لیا، پھر وہ بچی میرے ہی ہاتھوں میں پلی، میں نے ہی اس کا نام ست رانی رکھا، یہ وہی ست رانی ہے، ناگوں کے بیچ کھیلتی رہی ہے اور میں تمہیں بتا دوں گربچن سنگھ کہ کالے ناگ اس کے منہ سے منہ ملا کر اسے پیار دیتے رہے ہیں، یہ اندازہ تو مجھے ہو گیا ہے کہ وش اس کی نس نس میں بھی بھرا ہوا ہے اور وہ خود معصوم ہے، جان بوجھ کر کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔"

"اوہ.... بڑی عجیب کہانی ہے، اس سے یہ تو پتہ نہیں چل سکا کہ ست رانی اصل میں کون ہے، وہ عورت کون تھی جس نے اسے جنم دیا، کہیں وہ کوئی ناگن تو نہیں تھی، کوئی ایچھا دھاری جس نے انسان کا روپ دھار لیا ہو اور پھر ایک ناگن ہی کو جنم دیا ہو۔ ست رانی کے بارے میں تمہیں بھی کچھ معلوم ہے؟"

"کوئی خاص بات نہیں ہے، اب تم مجھے یہ بتاؤ کہ ست رانی کہاں ہے؟"

گربچن سنگھ بے حد چالاک تھا، ایک ایک بات تول تول کر کر رہا تھا۔ یقیناً اس کے من میں کوئی سازش جنم لے رہی تھی۔ اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"ست رانی یہیں ہے، ایک وید کے ساتھ میری حویلی میں آئی ہے اور اس نے میرے بیٹے جگن راج کا علاج کیا ہے، جس کے شریر سے کیڑے نکلتے تھے اور اب یہ بالکل ٹھیک ہو چکا ہے۔"

گربچن سنگھ نے یہ ساری کہانی خاص طور سے اس لئے جگن راج کے سامنے سنائی تھی کہ جگن کے دل سے ست رانی کا پریم نکل جائے، وہ اپنے آپ کو شانت کر لے اور سوچے کہ وہ ایک ... سے پیار کرنے چلا تھا جو اس کے لئے موت ہی موت تھی اور وہ اس کام میں کامیاب ہو گیا تھا۔ جگن حیرانی سے یہ ساری کہانی سن رہا تھا۔

"اور اب میں تمہیں رادھیکا کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں۔ میں اپنا وعدہ پورا کر رہا ہوں، بڑے حیران ہو گے تم یہ سن کر کہ ٹھاکر دلیپ سنگھ اس وقت اپنے کسی کام سے میرے پاس آیا تھا جب رادھیکا کو میں نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا، دلیپ سنگھ نے اسے دیکھا اور بہت دیر دیکھتا رہا پھر اس نے مجھ سے کہا کہ گربچن سنگھ میں اس لڑکی کو جانتا ہوں، یہ میرے ایک ملازم کی بیٹی تھی، دلیپ سنگھ کے چونکہ اپنے تعلقات تھے مجھ سے کہ جب اس نے رادھیکا کو مانگا تو مجھے انکار کرتے ہوئے شرم آ پڑی اور دلیپ سنگھ رادھیکا کو اپنے ساتھ لے گیا یقیناً رادھیکا اسے پسند تھی، رادھیکا کا ٹھیک پتہ ٹھاکر دلیپ سنگھ سے ہی مل سکتا ہے۔"

بجرنگی کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

"تو میرا دشمن میری بہن کو اپنا قیدی بنائے ہوئے ہے۔"

"میں نے تمہیں دیانت داری سے رادھیکا کے بارے میں بتا دیا ہے اور اب تم ست رانی کو ساتھ لے جا سکتے ہو، وید تم دونوں کو روک نہیں سکے گا۔"

بجرنگی نے سرد نگاہوں سے گربچن اور جگن راج کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔

"آخری بات میں تم نے میری اور میری بہن کا پتہ بتا کر احسان کر ڈالا ہے۔ اس کا عذاب میرے تمہارے بیچ دشمنی ختم ہوئی۔"

"مجھے بتاؤ بجرنگی! میں تمہاری اور کیا مدد کر سکتا ہوں، روپے پیسے کی ضرورت ہو تو مجھ سے اپنی بہن رادھیکا کی تلاش میں کوئی دقت پیش آئے یا ٹھاکر دلیپ سنگھ تمہارے خلاف کوئی کارروائی کرنا چاہے تو مجھ سے بات کر سکتے ہو۔"

"ٹھیک ہے گربچن سنگھ! اب میں تمہارا احترام کرتا ہوں۔"

"میں اپنے نوکر کو بلاتا ہوں، وہ تمہیں تمہارے وید اور ست رانی کے پاس پہنچا دے گا۔"

گر بچن نے کہا۔

پھر رگھبیر کے سپرد یہ ذمے داری کر دی گئی، چنانچہ بجرنگی دھڑکتے دل کے ساتھ ست رانی سے ملنے کے لئے چل پڑا۔ اس کے باہر نکلتے ہی گر بچن کے ہونٹوں پر ایک مکارانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

جگن راج حیران نگاہوں سے گر بچن کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔

"بات میری سمجھ میں نہیں آئی بھائی جی!"

"کرنا پڑتا ہے جگن راج ایسا، تم خوش نصیب ہو کہ اپنے بڑے بھائی کے کندھوں کا سہارا لے کر ایک صاف ستھرا جیون بتا رہے ہو، تم اگر ست رانی سے عشق میں ناکام ہو کر انگلینڈ واپس جانا چاہتے ہو تو میں تمہیں بے شک منع نہیں کروں گا لیکن میری دلی خواہش ہے کہ اب تم لندن چھوڑ دو۔ یہیں سہارن پور میں اپنا جیون بتاؤ، بھگوان کا دیا ہمارے پاس بہت کچھ ہے، راجاؤں کی طرح جیون بتاؤ گے، من کی رانی جسے من چاہے بنا لینا، یہ تو جیون کے کھیل ہوتے ہیں، ست رانی کے بارے میں تمہیں پتہ چل گیا کہ وہ ایسی خطرناک عورت ہے۔"

"وہ ساری باتیں بعد میں سوچی جائیں گی بھائی جی! آپ مجھے صرف یہ بتائیے کہ آپ نے اپنے دشمن کو اس طرح آزاد کیوں چھوڑ دیا؟"

"کہاں آزاد چھوڑ دیا ہے میں نے، بس یوں سمجھ لو کہ میں نے اپنے دو دشمنوں کو آپس میں لڑا دیا ہے۔"

"کیا مطلب....؟" جگن راج حیرت سے بولا۔

گر بچن سنگھ سوچ میں ڈوب گیا، پھر کچھ لمحوں کے بعد کہنے لگا۔ "زندگی میں اونچ نیچ چلتی رہتی ہے، یہ ٹھاکر دلیپ سنگھ میرا پرانا دشمن ہے، میری اس کی دشمنی کی بنیاد اس وقت پڑی تھی جب چندوی کے نواحی علاقے میں، میں نے آموں کے کچھ باغ خریدے تھے، بہت بڑی رقم خرچ کی تھی میں نے ان باغوں کو خریدنے میں، لیکن ٹھاکر دلیپ سنگھ نے ان باغوں پر میرا قبضہ نہ رہنے دیا، اس نے مجھ سے کہا کہ یہ اس کا علاقہ ہے اور یہاں کسی اور کی زمینیں برداشت نہیں کی جاسکتیں، وہ باغ اونے پونے اس کے ہاتھ بیچ دیئے جائیں، ورنہ وہ ان پر قبضہ کرلے گا، خیر مختصر یہ کہ باغ اس کے قبضے میں چلے گئے، ہم نے مقدمہ بھی کیا لیکن ہم وہ مقدمہ ہار گئے کیونکہ وہاں ٹھاکر دلیپ سنگھ کا باپ ارجن سنگھ کا باپ نوکری کرتا رہا ہے اور ٹھاکر دلیپ نے اس پر کچھ الزامات لگائے اور اسے گرفتار کرا دیا، جس پر ارجن سنگھ کے باپ نے خودکشی کرلی۔ ارجن سنگھ کے دل میں دلیپ سنگھ سے انتقام کی بھاؤنا بھی ہے اور اب ہم نے اسے یہ بتایا ہے کہ اس کی بہن دلیپ سنگھ کے قبضے میں ہے تو

یوں سمجھو شدہ دو آتشہ ہو گیا ہے، بدلے کا نشہ بھی مزے کا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ایک خطرناک لڑکی بھی ہے، کیا سمجھے.... دلیپ سنگھ کے تو مزے ہی مزے ہو گئے۔" گر بچن سنگھ ہنسنے لگا۔

جگن راج حیران نگاہوں سے بڑے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "یہ جاگیرداری بھی عجیب و غریب چیز ہے، انسان نجانے کیا کچھ کر ڈالتا ہے، کمال کی بات ہے۔"

"تھوڑے دن کے بعد پتہ چل جائے گا کہ ٹھاکر دلیپ سنگھ کا کیا ہوا؟ ہمارے بندے وہاں موجود ہیں جو ہمیں وہاں کے بارے میں اطلاع دیتے رہتے ہیں۔" گر بچن نے کہا اور جگن راج بھی مسکرانے لگا۔

☆.....☆.....☆

رگھبیر نے بجرنگی کو وہاں پہنچا دیا، جہاں ترویدی موجود تھا۔ ست رانی اداس بیٹھی ہوئی تھی۔ بجرنگی اندر داخل ہوا تو ترویدی اور ست رانی نے بیک وقت چونک کر اسے دیکھا۔

دوسرے لمحے ست رانی کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔

"بابا بجرنگی....!" اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ہاتھ پھیلاتے ہوئے بجرنگی کی جانب بڑھی اور اس نے بجرنگی کو اپنے دونوں بازوؤں میں بھر لیا۔

ادھر بجرنگی بھی اس کا سر سینے سے لگائے ہوئے اسے تھپتھپا رہا تھا، اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ درحقیقت اس بچی کو اس نے ماں اور باپ بن کر پالا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کا ماضی آج تک بجرنگی کو معلوم نہیں تھا اور پتہ نہیں اس کے ماضی پر کب تک یہ پردہ پڑا رہنے والا تھا، البتہ ترویدی عجیب سی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

بجرنگی اور ست رانی دیر تک ایک دوسرے سے لپٹے رہے، پھر ست رانی نے کہا۔

"کہاں چلے گئے تھے تم بابا بجرنگی! کتنا یاد کرتی رہی تھی میں تمہیں، وہ تو ترویدی جی نے تمہاری جگہ سنبھال لی تھی، ورنہ پتہ نہیں میرا کیا ہوتا۔"

"تو غائب کہاں ہوئی تھی ست رانی.....؟"

"تو غائب میں ہوئی تھی یا تم..... میں تو تمہارا انتظار کرتی رہی تھی، جہاں تم مجھے چھوڑ گئے تھے، پر تم ہی نہ آئے اور پھر مجھے ویدی جی مہاراج مل گئے، یہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور انہوں نے مجھے اپنے گھر میں ہر طرح کی عزت دی، یہ بہت اچھے انسان ہیں۔"

بجرنگی نے ترویدی کی طرف دیکھا اور بولا۔ "آپ ویدی جی ہیں؟"

"ہیں..... ہاں..... ہوں۔" تیرتھ رام ترویدی کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

"یہ میری بیٹی ہے، مجھ سے بچھڑ گئی تھی، میں اسے چھوڑ کر کسی چیز کی تلاش میں گیا تھا اور

وہاں جس دن واپس نہیں پہنچا تھا، بس ہم دونوں جدا ہو گئے۔ پر آپ نے جو احسان کیا ہے، اس کے لئے آپ کا ممنون ہوں۔"

"احسانات اس نے کئے ہیں، میری آتما ہی بدل دی، بڑا پریم دیا ہے مجھے اس نے۔ اپنی بیٹیوں کی طرح سے میری پرورش کی ہے اور میں نے اسے اپنی پانچویں بیٹی بنا لیا ہے، پر میں اس کے بارے میں آپ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں، اگر یہ آپ کی بیٹی ہے تو کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ یہ وش کنیا کیسے بن گئی اور اس کے اندر وہ عجیب و غریب خوبیاں کیسے پیدا ہو گئیں جو کسی عام انسان میں نہیں ہو سکتیں؟" ترویدی نے کہا۔

بجرنگی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے مختصر الفاظ میں ترویدی کو ست رانی کے بارے میں بتایا اور ترویدی خاموشی سے گردن ہلاتے ہوئے داستان سننے لگا۔

"یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب بھگوان کی لیلا ہے، وہ کسی کے ذریعے کس کو کیا دینا چاہتا ہے یہ وہی جانتا ہے۔"

"میں اسے سنسار میں اسی لئے لایا ہوں کہ منش کے جیون کا کیا بھروسہ، کب پنچھی اڑ جائے اور رانی رو بے سنسار میں اس کی کوئی جگہ تو ہو اور یہ جگہ آپ نے بنا دی ہے ترویدی جی۔ یہ بہت خوش نظر آتی ہے۔"

"ایک بات اور بتائیے بجرنگی مہاراج! یہ کسی بیمار کے سامنے بیٹھ جاتی ہے اور اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہے اور پھر اس کا علاج ڈھونڈ لیتی ہے، میں نے کئی بار یہ بات محسوس کی ہے۔ اگر یہ وش کنیا ہے تو پھر اس کے اندر یہ شکتی کہاں سے پیدا ہوئی کہ آنکھوں میں دیکھ کر اندر کی بیماری کا پتہ چلا لے۔"

بجرنگی کو یاد آیا کہ وہ ناگن جس کے پیٹ سے اس نے چھپکلی نکالی تھی، اسی طرح اس کے سامنے بیٹھی تھی اور اس نے اس کا علاج دریافت کر لیا تھا، اس کی وجہ خود بجرنگی بھی نہیں جانتا تھا۔ یہی بات اس نے ترویدی سے کہی۔

"میں آپ کو بتا چکا ہوں ترویدی جی! کس طرح یہ میرے سامنے آئی اور کیسے بڑی ہوئی۔ اس سے زیادہ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"اب آپ کیا کریں گے مہاراج ...؟" ترویدی نے سوال کیا۔

"دیکھیں ترویدی جی! میں خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ اسے جیون میں اس کے پسند کی جگہ ملے۔ یہ جو چمتکار تھی ہے اسے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم، میں اسے یہ بھی سمجھاؤں گا۔ مجھے اس سے کچھ کام ہیں۔ میں اسے لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا اور پھر جب میرے کام پورے ہو

جائیں گے تو میں آپ کے پاس آپ کی بستی میں آ جاؤں گا اور اس کے بعد آپ سے یہ بنتی کروں گا کہ مہاراج مجھے اور اسے اپنے چرنوں میں ہی رکھ لیں، ہم دونوں کبھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"ارے رام رام ...! کیسی باتیں کرتے ہیں آپ بجرنگی جی! آپ اگر میرے گھر پدھاریں تو یوں سمجھئے کہ میرا جیون ہی سپھل ہو جائے گا۔ میں تو اپنی بیٹیوں کے ساتھ خاصا خوش تھا، جب سے یہ لکشمی میرے گھر آئی، آپ یوں سمجھ لیجئے میرے بھاگ جاگ گئے، آپ جب بھی میرے گھر آئیں، یہ سوچ کر آئیں کہ آپ اپنے گھر جا رہے ہیں۔" ترویدی نے خلوص سے کہا اور بجرنگی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

اب اسے صرف ترپتی کے سلسلے میں سوچنا تھا اور وہ سوچ رہا تھا۔ ست رانی، بجرنگی کے مل جانے سے بہت خوش تھی اور بڑے پیار بھرے انداز میں اس سے باتیں کرتی رہتی تھی۔ اس نے کہا۔

"بابا بجرنگی! یہ سنسار بہت اچھا ہے، پر یہاں کے رہنے والے الگ الگ طرح کے لوگ ہیں، کوئی بہت اچھا، کوئی بہت برا..... ترویدی جی کتنے اچھے ہیں، انہوں نے مجھے اپنے گھر میں بڑے مان دیئے، یہاں آ کر مجھے نئے لوگوں کو دیکھا، سنسار میں طرح طرح کے لوگ ہیں، میں نہیں جانتی کہ ان کے ساتھ کیسے رہا جا سکتا ہے، جو اچھے ہیں، ان کے ساتھ کیا کیا جائے اور جو برے ہیں ان کے ساتھ کیا کریں۔"

بجرنگی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"یہی سب کچھ تو میں تجھے دکھانے لایا ہوں، میں بتاؤں گا، تجھے سمجھاؤں گا تجھے، تیرا باپ ہوں گا میں، اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔"

"میں وہ سب کچھ کروں گی جو آپ مجھ سے کہیں گے، ترویدی جی کے ساتھ بھی میں بہت اچھا کیا ہے، وہ بیماروں کا علاج کرتے تھے، میں انہیں جڑی بوٹیوں کے بارے میں بتاتی تھی، اب میں آپ کے کہنے سے وہ سارے کام کروں گی جو مجھے اچھے لگتے ہیں۔"

"ہاں کیوں نہیں، ایک بات کہوں تجھ سے، میرے ساتھ بڑا انیائے ہوا ہے ست رانی! کچھ دشمنوں نے مجھ سے میرے جیون کی ساری خوشیاں چھین لی ہیں، انہوں نے میرے ساتھ بڑی برائیاں کی ہیں اور میں ان سے بدلے کی بھاؤنا من میں رکھتا ہوں، اب اگر تو میرا ساتھ دے گی تو میں اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکوں گا۔"

"میں تمہارا ساتھ دوں گی بابا بجرنگی، مجھے بتاؤ تمہارا دشمن کون ہے؟"

"بتاؤں گا، کیوں نہیں بتاؤں گا۔" بجرنگی نے خوشی سے کہا اور اس کی آنکھوں میں سب سے پہلے ایک شکل گھوم گئی۔ یہ گربچن سنگھ کی صورت تھی جو کہتا تھا کہ راجیہ کو دلیپ سنگھ سے لے کر پہلے دلیپ سنگھ کو بھی دیکھا جائے گا لیکن گربچن مہاراج پہلے تمہارے جانے کا سمے آگیا ہے۔" بجرنگی نے دل میں سوچا اور اس کے چہرے پر نفرت کی لکیریں کھنچ گئیں۔

٭٭٭

بجرنگی کو مہمان خانے میں ایک معزز مہمان کا درجہ دیا گیا تھا۔ گربچن بہرحال ایک چالاک زمیندار تھا۔ ہر طرح کے حالات سے نمٹ چکا تھا۔ اس نے بجرنگی پر پوری طرح نگاہ رکھی تھی۔ یہ اندازہ بھی لگا چکا تھا کہ مہارانی تریویدی سے زیادہ بجرنگی سے پیار کرتی ہے اور اس کی وجہ بھی تھی۔ وہ یہ کہ وہ اپنی پیدائش کے پہلے دن سے بجرنگی کے ساتھ رہتی تھی لیکن یہ اس کا مسئلہ نہیں تھا۔ اس نے بجرنگی کو ایک راستے پر لگا دیا تھا اور گہری چال چلی تھی لیکن اس کے باوجود دشمن سے ہوشیار رہنا اس کی فطرت میں شامل تھا۔ بجرنگی سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ جلدی سے جائے اور دلیپ سنگھ کے پاس راجیہ کو تلاش کرے۔ اس کے ذہن میں اور بہت سے منصوبے تھے۔ اس نے بیوی راجیہ کو ہوشیار کر دیا تھا کہ بجرنگی جب تک یہاں ہے اس کی ہر نقل و حرکت پر نگاہ رکھی جائے اور اب وہ اس کے جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

اس سلسلے میں اس نے پہلا قدم یہ اٹھایا کہ تریویدی کو فارغ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب تریویدی اپنے گھر واپس چلا جائے گا تو بجرنگی بھی یقیناً یہاں سے جانے کے بارے میں سوچے گا۔ اسے تھوڑا سا تردد ضرور تھا کہ راجیہ کی خبر سننے کے باوجود بجرنگی نے فوراً ہی یہاں سے چلے جانے کا فیصلہ کیوں نہیں کیا لیکن وہ جلد بازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اصل میں بجرنگی کے ذریعے وہ دلیپ سنگھ کو شکار کرنا چاہتا تھا، ورنہ اس حویلی میں بجرنگی کا خاتمہ اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔

پھر اس نے تریویدی کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔ "جی تریویدی جی! میں نے آپ سے جو وعدے کئے تھے، انہیں پورا کرنے کے لیے تیار ہوں، اگر آپ چاہیں تو میں اپنے آدمی بھیج کر آپ کی بستی کو پاتر آپ کے لئے گھر کی تیاری کا بندوبست کر دوں کیونکہ میں نے آپ سے اس کا وعدہ کر رکھا ہے اور اگر آپ خود یہ کام کرنا چاہیں تو میں آپ کو پچیس لاکھ روپے دے سکتا ہوں۔ آپ اپنا گھر تیار کر لیجئے، اگر رقم کم پڑ جائے تو بے جھجک میرے پاس آ جائیے یا اپنے کسی آدمی کو یہاں بھیج دیجئے تو آپ کو اور رقم مل جائے گی۔"

کرپا جیسی معمولی بستی میں جہاں اب بھی گھر ہزاروں میں بن جایا کرتے تھے، پچیس لاکھ روپے کی رقم کا تصور ہی تریویدی جی کے لئے بے ہوش کر دینے کو کافی تھی۔

وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے گربچن کو دیکھتے رہے۔ کئی بار دل چاہا کہ ان سے کہیں کہ آج ایسا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔ دل کی حرکت بھی بند ہو سکتی ہے لیکن گربچن سنگھ جیسے آدمی کے سامنے یہ الفاظ نہ کہہ پائے۔ گربچن نے پھر کہا۔ "کہو کیا تیاری ہے مہاراج، وہ پچیس لاکھ میں آپ کو اور اور دوں گا جو آپ کا انعام ہوگا، میرے بھائی کا جیون اس تھوڑی سی رقم سے کہیں زیادہ ہے۔"

تریویدی سچ مچ بدن میں بجلی ان کی ان... دلی کیفیت کا صاف اظہار کر رہی تھی جسے دیکھ کر گربچن سنگھ کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

"جو کچھ میں نے کہا ہے، ایک بڑے زمیندار کی حیثیت سے کہا ہے۔ آپ یہ بتائیے آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں؟"

"ہم... مہاراج! آج ہی۔" تریویدی جی نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں آج نہیں، آپ کل چلے جائیے، میں حفاظت کے ساتھ رقم سمیت آپ کو گاؤں بھیجنے کا بندوبست کر دوں گا۔"

تریویدی جی اپنی جگہ سے اٹھے اور گربچن سنگھ کے قدموں میں گر پڑے۔

"ہم... مہاراج! آپ نے میرا سارا جیون سپھل کر دیا۔ میں اپنی بیٹیوں کی شادی بھی کر دوں گا اور آرام سے اپنی باقی زندگی گزارتا رہوں گا۔"

"ٹھیک ہے... جو کچھ میں نے کہا ہے، وہ کل ہو جائے گا۔"

ابھی گربچن سنگھ اور تریویدی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ڈاکٹر شہزاد ان کے پاس پہنچ گیا۔

"معافی چاہتا ہوں گربچن جی! کچھ سمجھ میں نہیں آتا، مہاراج میں آپ کی بیٹی تو بالکل صحت یاب ہو چکی ہیں، میں صرف اس لئے رکا ہوا تھا کہ ان کا معائنہ کرتا رہوں اور یہ کوشش کروں کہ ان کی یہ صحت عارضی ہے یا پھر وہ مستقل طور پر ٹھیک ہو گئی۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ مکمل صحت یاب ہو گئی ہیں چنانچہ اب میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔"

"ارے نہیں! ڈاکٹر شہزاد! آپ ہمارے بلانے پر انگلینڈ سے یہاں آئے ہیں، ہم کو آپ کے وقت اور ان کوششوں کا بھرپور معاوضہ دیں گے۔ معاوضے کے علاوہ آپ معزز مہمان ہیں، اصل میں آپ کو پتہ ہے کہ ہم کیسی الجھنوں میں پڑ گئے تھے، اب ہمیں ان سے چھٹکارا مل گیا ہے۔ ہمارے کام ہو گئے اس لئے اب ہمارا آپ کا چھوڑنا ہے گا۔"

"نہیں گربچن سنگھ جی! میں آپ کا دل سے شکر گزار ہوں کہ میرے کسی خاص عمل نے کرنے

کے باوجود آپ نے مجھے بھرپور عزت دی ہے اور میرے اخراجات بھی پورے کئے ہیں۔ وہاں انگلینڈ میں، میں بہت سے لوگوں کا معالج ہوں اور ان کا ماہانہ چیک اپ کرتا ہوں، یہاں آتے ہوئے مجھے کافی دن گزر گئے، میں جگن راج کا آخری چیک اپ کرنے کے بعد یہاں سے روانگی چاہتا ہوں۔ ویسے میں ان کی طرف سے مطمئن ہوں۔"

"یہ بھگوان کی دیا ہے، میں اپنے بھائی کو اپنے جیون سے زیادہ چاہتا ہوں۔ بہرحال آپ جب بھی کہیں گے، میں آپ کی واپسی کا بندوبست کردوں گا۔"

"بس ایک بات میرے دل میں رہ گئی ہے جس میں آپ سے ذرا سی شکایت ہے۔" ڈاکٹر شوراج نے کہا اور کرپشن چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"بتایئے کیا بات ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"اس وقت اتفاق سے تیرتھ رام ترویدی جی بھی یہاں موجود ہیں اس لئے میں آخری بات ان سے کرلینا چاہتا ہوں اور آپ کی سفارش بھی چاہتا ہوں۔"

"ست رانی کے بارے میں......؟" کرپشن سنگھ نے معنی خیز انداز میں ڈاکٹر شوراج کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں آپ مجھے جو کچھ دینا چاہتے ہیں، وہ میرے بجائے ترویدی جی کو دے دیجئے اور ان سے بس یہ کہہ دیجئے گا کہ کچھ عرصے کے لیے ست رانی کو میرے حوالے کردیا جائے، میں ان کی ان سے زیادہ حفاظت کروں گا، میں اسے اپنے ساتھ انگلینڈ لے جاؤں گا، میں اس کے ذریعے ایسے بیماروں کا علاج کرواؤں گا جن کی بیماری لاعلاج ہے اور وہ صرف زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا ہیں، ترویدی جی! آپ یہ سمجھئے کہ اس سے بڑا نیک کام اور کوئی نہیں ہوگا بلکہ میں آپ کو بھی یہ پیشکش کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہیں تو میرے ساتھ انگلینڈ چلیں، میں آپ دونوں کے انگلینڈ جانے کا بندوبست کرلوں گا، بس کچھ عرصہ میرے ساتھ گزار لیجئے، میں وہاں کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دینا چاہتا ہوں، اس سے میں نام بھی کماؤں گا اور دولت بھی...... میں صاف صاف بات کر رہا ہوں ترویدی جی! آپ کو اس دولت کا دس فیصد حصہ دوں گا اور آپ یقین کریں کہ جب آپ انگلینڈ سے واپس آئیں گے تو کروڑ پتی ہوں گے۔"

ترویدی حیرت سے آنکھیں اور منہ پھاڑ کر کبھی کرپشن سنگھ کی صورت دیکھ رہا تھا اور کبھی ڈاکٹر شوراج کی۔ اس کے دماغ میں نجانے کیا کیا خیالات آ رہے تھے لیکن کرپشن سنگھ نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا۔

"سب سے زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر شوراج کہ اب ترویدی جی کا ست ر

ئی تعلق نہیں رہا۔"

"کیا...؟" ڈاکٹر شوراج حیرت سے بولا۔

"ترویدی جی کل اپنے گاؤں واپس جا رہے ہیں، ست رانی کا اصل سرپرست اس کے ...ل گیا ہے اور اس کا نام ہے ارجن سنگھ بجرنگی ہے اور اب وہ بجرنگی جی کے پاس ہے، یہ ایک چھوٹی ...نی ہے، بجرنگی نے روز اول سے ست رانی کی پرورش کی ہے، آپ یوں سمجھ لیجئے کہ اپنی ...ش کے پہلے ہی دن سے وہ بجرنگی کے ساتھ تھی، بجرنگی اس کی ویرانوں میں پرورش کرتا رہا ہے ...اس کے بعد وہ اسے لے کر باہر دنیا میں آیا تو اتفاق سے دونوں جدا ہوگئے اور ست رانی ...ویدی جی کے ہاتھ لگ گئی لیکن اب بجرنگی، ست رانی کو واپس مل گیا ہے اور یہیں اسی جگہ موجود ...ست رانی اسے اپنے باپ کا درجہ دیتی ہے۔"

شوراج کا چہرہ سرخ ہوگیا تھا۔ یہ تو ایک انوکھی بات ہوئی تھی، اب ست رانی کا صحیح طور پر پتہ ...ل جائے گا کہ وہ زہریلی عورت کیوں ہے۔

"کہاں ہے بجرنگی... اگر ایسی بات ہے تو میں اس سے بات کروں گا؟"

"دھیرج رکھیں، آپ چنتا کیوں کرتے ہیں، ابھی دو تین دن انہیں ساتھ رہنے دیجئے اس ...بعد آپ چاہیں گے تو میں بجرنگی سے آپ کی بات کرا دوں گا۔"

"اوہ... دو تین دن کیوں؟"

"ڈاکٹر شوراج! یہ میری حویلی ہے، یہاں ست رانی ہیں، ان دونوں کچھ خبر درمی ہیں، ...پ براہ کرم ان میں مداخلت نہ کیجئے، ویسے تو میں آپ کو یہ پیشکش کرتا ہوں کہ آپ کی یہاں ...مد کے کل اخراجات اور آپ کی طلب کردہ رقم آپ کے حوالے کردی جائے گی اور اس کے بعد ...پ کو ایک معزز مہمان کی حیثیت سے رخصت کردیا جائے گا، ست رانی میری ملکیت نہیں ہے کہ ...اس کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے حوالے کردوں، بجرنگی کے لئے جو دو تین دن کا وقفہ میں نے متعین کیا ...اس کی کچھ بنیادیں ہیں، آپ براہ کرم ان کے بارے میں تفصیل نہ پوچھئے گا۔"

ڈاکٹر شوراج کو ایک دم احساس ہوگیا تھا کہ کرپشن سنگھ کا لہجہ خشک ہوگیا ہے، چنانچہ اس نے خاموشی اختیار کی۔ کچھ لمحے کے بعد وہ وہاں سے واپسی کے لئے تیار ہوگیا اور بولا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں بس یوں سمجھئے کہ وہ میری ایک اہم ضرورت ہے، ...ایسا ہو جائے تو آپ میری مدد کیجئے گا، میں آپ کا شکریہ ادا کروں گا۔"

"ہاں کیوں نہیں، میں بجرنگی سے بات کرلوں گا، ٹھیک ہے ترویدی جی! کل صبح آپ کی ...کا بندوبست کردیا جائے گا۔ ڈاکٹر شوراج! آپ آرام سے رہیں، دو چار دن اور سہی، اگر اس

دوران آپ چاہیں تو اپنی واپسی کی تیاریاں کر سکتے ہیں۔"

"میں دہلی چلا جاتا لیکن بجرنگی سے بات کرنے کے بعد ہی میں کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے، آپ آرام سے رہیں۔"

"اجازت دیجئے۔" ڈاکٹر شوراج نے کہا اور باہر نکل گیا۔ ترویدی بھی پرنام کر کے باہر چلا گیا تھا۔

گرچن دیر تک سوچتا رہا پھر اس نے جگن کو طلب کر لیا اور اسے تمام صورتحال بتاتے ہوئے بولا۔

"بجرنگی کو ڈاکٹر شوراج کے ساتھ نہیں جانا چاہئے۔ ظاہر ہے میں نے اسے اپنے کام کے لئے استعمال کیا ہے۔ اگر دلیپ سنگھ کو اس کے ہاتھوں کوئی نقصان نہ پہنچا تو پھر میں تم از کم بجرنگی کو ضرور ختم کر دوں گا اور اس کے لئے میں ہری رام کو ہدایت جاری کروں گا کہ جب بجرنگی خود کر دلیپ سنگھ کے گھر میں داخل ہو تو ہری رام کو اس سے دور نہیں ہونا چاہئے۔"

"ٹھیک فیصلہ کیا ہے آپ نے بھائی جی!"

"جہاں تک ڈاکٹر شوراج کا تعلق ہے تو بجرنگی کو کسی طور اس کے ساتھ نہیں لگنا چاہیے۔ کیونکہ اس طرح وہ ڈاکٹر شوراج کی حفاظت میں پہنچ جائے گا اور ڈاکٹر شوراج خود بھی کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ پتہ نہیں بجرنگی یہاں کیوں رکا ہوا ہے۔ میری خواہش ہے کہ جلدی سے یہاں سے نکل جائے۔ اگر میں اس سے خود کہتا ہوں کہ وہ یہاں سے چلا جائے تو یہ ذرا غیر مناسب بات ہوگی۔"

"جی بھائی جی! آپ کی سوچ بالکل ٹھیک ہے۔ بجرنگی سے ہم اپنا کام لے رہے ہیں تو پھر اسے ڈاکٹر شوراج کے حوالے کیوں کیا جائے؟"

"کوئی ایسی چال چلی جائے جس کی وجہ سے بجرنگی یہاں سے فوراً روانہ ہو جائے۔ میں اس بارے میں غور کرتا ہوں، کوئی ایسی کہانی سنائی جائے اسے مثلاً یہ کہا جائے کہ جب اس نے حویلی میں آگ لگائی تھی تو کچھ لوگ ہلاک ہو گئے تھے اور جو لوگ ہلاک ہو گئے تھے ان کے عزیزو رشتے داروں کو پتہ چل گیا ہے کہ حویلی میں آگ لگانے والا بجرنگی اس وقت حویلی میں مقیم ہے۔ چنانچہ وہ اس کی جان کے درپے ہو گئے ہیں، کیا کہتے ہو جگن راج.....؟"

جگن راج مسکراتی ہوئی نگاہوں سے بھائی کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔ "بھائی جی! آپ کو تو اس ملک کا یا کسی بہت بڑی راجدھانی کا حکمران ہونا چاہیے۔ جو سیاست آپ کے من میں چلتی ہے، اس کا توڑ مشکل ہے۔ بڑی اچھی کہانی گھڑی ہے آپ نے!"

"میں ہری رام سے کہہ کر کچھ لوگوں کو رات کی تاریکی میں بجرنگی کے آس پاس منڈلانے

کے لئے چھوڑ دیتا ہوں جو یہ ظاہر کریں کہ وہ بجرنگی کی تاک میں ہیں، بلکہ کوئی چھوٹی موٹی کارروائی بھی کر لی جائے، کیا کہتے ہو؟"

"واہ بھائی جی، مہاراج واہ! بالکل ایسا کرنا ہے۔" جگن راج نے تعریفی نگاہوں سے بھائی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

گرچن سنگھ مسکرانے لگا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔ "اس سلسلے میں پہلی کارروائی میں کل کروں گا، ہری رام کے ساتھ مل کر منصوبہ بنانا ہے۔ لیکن ترویدی کو پہلے روانہ کر دینا بہت ضروری ہے۔ جو وعدہ میں نے اس سے کیا ہے اسے پورا کروں گا کیونکہ میں اس کے ساتھ کوئی بے ایمانی نہیں کرنا چاہتا، جو کچھ اسے دوں گا وہ تمہاری جان کا صدقہ ہوگا۔"

پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ دوسرے دن اس نے ترویدی کو وعدے کے مطابق تیس لاکھ روپے کی رقم ادا کی اور ہری رام سے کہا کہ اسے کچھ محافظوں کے ساتھ اس کے گھر کو پہنچا دیا جائے۔

ترویدی، ست رانی کے پاس پہنچا اور دیر تک اس کے سر کو سینے سے لگائے روتا رہا۔

"بیٹیوں جیسا پریم ہو گیا ہے ہمیں تجھ سے، یہی کہہ کر تجھے اپنے گھر لے گئے تھے ست رانی کہ بھگوان نے پانچویں بیٹی بھی اسے دی ہے۔ بجرنگی موت کے منہ تک ہم اسے نہیں بھول سکیں گے، بھگوان تمہیں تمہارے کاموں میں کامیاب کر دے تو اسے لے کر ہمارے پاس ضرور آنا۔"

"میں آؤں گی بابا ترویدی! میں ضرور آؤں گی، آپ بالکل چنتا نہ کریں۔" ست رانی نے کہا اور اس کے بعد ترویدی ان سے رخصت ہو گیا۔

بجرنگی، ست رانی کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ ست رانی بھی ترویدی کے لئے اداس نظر آ رہی تھی۔ بجرنگی نے کہا۔

"ست رانی نیا سنسار تمہیں کیسا لگا؟"

ست رانی خالی نگاہوں سے بجرنگی کو دیکھنے لگی تو بجرنگی پھر بولا۔

"ست رانی! اگر ہم وہیں اس ٹوٹے مندر میں پڑے رہتے جہاں تم نے جنم لیا اور جہاں تمہاری ماں کی چتا جلائی گئی تو تمہیں اس سنسار کے بارے میں کچھ بھی نہ معلوم ہوتا مگر ست رانی! منش کے لئے سنسار باسیوں سے دور رہنا ممکن نہیں ہے، یہاں تمہیں طرح طرح کے لوگ ملیں گے، پر ست رانی! تم عام سنسار باسیوں سے تھوڑی سی الگ ہو لیکن نہیں نہ نہیں تمہارا انت ہوگا، البتہ میں تمہیں یہ بتا دوں کہ تم سندر ہو اور جیون کا ایک کھیل یہ بھی ہے کہ لوگ سندرتا کے پجاری ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب کچھ ان کے قبضے میں آ جائے، سب شرما کے بارے میں تم نے جو

کچھ بتایا، وہ بھی یہی تھا ست رانی۔ اب میں تمہیں ایک اور بات بتاؤں، تم نے کہا تھا کہ میرے دشمن تمہارے بھی دشمن ہوں گے ست رانی! میں دشمنی کا یہ کھیل شروع کرنا چاہتا ہوں اور تم اس میں میری مدد کرو گی۔"

"آدیش کرو بجرنگی مہاراج! مجھے بتاؤ، میں کیا کروں؟" ست رانی نے سادگی سے کہا۔

"کیا تم جانتی ہو ست رانی کہ تمہارے شریر میں وش بھرا ہے؟"

ست رانی کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔

"ہاں میں جانتی ہوں۔"

ست رانی کے اس جواب نے بجرنگی کو حیران کر دیا تھا۔ اس نے کہا۔

"اور تمہارے وش سے سنسار باسی جیتے نہیں رہ سکتے۔"

"جانتی ہوں۔"

"تمہیں میرے دشمن پر یہ وش آزمانا ہے اور یہاں اس حویلی میں میرے دو دشمن ہیں ست رانی۔۔۔ دو دشمن!"

☆ ☆

ست رانی پوری توجہ سے بجرنگی کی باتیں سن رہی تھی۔ بجرنگی نے کہا۔

"میرا دشمن نمبر ایک گربچن ہے۔ بہت پرانی بات ہے۔ میں برے حالات کا شکار ہو کر گربچن سنگھ کے ہاں نوکری کرنے آیا۔ میری جوان بہن رادھیکا میرے ساتھ تھی۔ پاپی گربچن نے میری بہن کو اپنے قبضے میں کیا اور جب میں نے اپنی بہن کو اس کے قبضے سے نکالنے کی کوشش کی تو اس نے مجھے قید کرا دیا۔ میری بہن کے ساتھ نہ جانے اس نے کیا سلوک کیا، پتہ نہیں وہ جیتی بھی ہے یا مر گئی۔ میرے پوچھنے پر اس نے مجھے ایک کہانی سنائی ہے، وہ سچ ہے یا جھوٹ۔۔۔۔ میں نہیں جانتا لیکن ست رانی! میرے جیون کا مقصد اپنی بہن کی تلاش ہے۔ میں نے تمہیں نہ صرف گرو بلکہ تمہارے پتا کی طرح پالا ہے۔ میری تم سے بنتی ہے کہ میرا ساتھ دو۔ پہلے میں اپنے دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ اس کے بعد اس سنسار کے باسیوں سے، جو منش کے روپ میں راکھشش ہیں اور میری رادھیکا جیسی بے بس لڑکیوں پر ستم توڑتے رہتے ہیں۔"

ست رانی نے آگے بڑھ کر بجرنگی کے سینے پر سر رکھ دیا اور بولی۔ "آپ مجھ سے یہ کیوں کہتے ہیں بابا بجرنگی کہ یہ آپ کی بنتی ہے۔ آپ مجھے حکم دیں بابا بجرنگی! آپ جو کہیں گے، میں خوشی سے کروں گی۔"

بجرنگی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ کچھ دیر وہ خاموش رہا۔ پھر بولا۔

"میرے گرو نے مجھے کہا تھا کہ میں جاپ کر کے شیش ناگ جگاؤں، سادھو سنتوں کے وچن فرالے ہوتے ہیں، ممکن ہے اس مندر میں انہوں نے مجھے تمہارے لئے بھیجا ہو، اس طرح مجھے شیش شکتی بھی مل گئی اور ایک بیٹی بھی!"

"آپ کے ہر حکم پر شیش جھکا دینا میرا کرتویہ ہے بابا بجرنگی!" ست رانی نے کہا۔

"جا رے بیت گیا مجھے اپنی رادھیکا سے بچھڑے ہوئے، پر میرے من کی آگ جوں کی توں ہے۔ گربچن نے مجھ سے میری رادھیکا چھینی ہے۔ میں بھی اس کے کلیجے میں ایسا چھرا گھونپنا چاہتا ہوں کہ وہ موت کے بعد بھی یاد رکھے۔"

"تمہیں کیا کرنا ہے بابا.....؟" ست رانی نے پوچھا۔

بجرنگی کسی خیال میں ڈوب گیا۔ کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔

"جگن راج، کرپچن کا بھائی ہے، جس طرح سنا ہے کہ کسی جادوگر کی جان اس کے طوطے میں ہوتی تھی، اسی طرح کرپچن کی جان اس کے بھائی میں ہے، کرپچن کو اپنے بھائی کا مرنا بھی دیکھنا ہوگا، ہاں جو میرے دل پر بیتی ہے، اسے بھی اس سے گزرنا ہوگا، پھر میں اس سے پوچھوں گا کہ کیوں کرپچن! بھائی کو کھو کر کیسا لگ رہا ہے؟" بجرنگی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا، آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور وہ سب کچھ بڑے قہر و غضب کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

ست رانی نے اپنے چہرے سے اس کے آنسو صاف کئے اور بولی۔

"تمہاری ست رانی ایک ایک سے تمہارا بدلہ لے گی، یہ میرا کرتویہ ہے، تم میرے پالن ہار بھی ہو بابا اور گرو بھی مجھ پر دوہرا فرض ہے کہ ایک بیٹی کا فرض بھی پورا کروں اور گرو دکشنا بھی دوں۔"

بجرنگی کی آنکھیں چمک اٹھیں تھیں۔ وہ بولا۔ "بھگوان نے مجھے سہارا دیا ہے، تم مجھ سے بچھڑ گئی تھیں پھر دوبارہ مل گئیں۔ سنسار بہت بڑا ہے، کسی کا بچھڑ کر مل جانا یہ بتاتا ہے کہ بھگوان نے تمہیں میری مدد کے لئے اس سنسار میں بھیجا ہے۔"

"میں ابھی اس سنسار کے سارے کرم نہیں جانتی بابا بجرنگی! بہت کچھ سکھانا ہوگا تمہیں۔"

"سب کچھ سکھاؤں گا..... اب تم یہ سنو کہ آگے تمہیں کیا کرنا ہے۔" بجرنگی نے کہا اور سرگوشی کے انداز میں ست رانی کو اپنا منصوبہ بتانے لگا۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر شوراج بہت بڑا ڈاکٹر تھا۔ انگلینڈ میں اس کے نام کا ڈنکا بجتا تھا، بڑے بڑے پیچیدہ علاج کر چکا تھا۔ کرپچن سنگھ کو کسی نے اس کے بارے میں بتایا تھا اور کرپچن نے زبردست اخراجات کر کے اُسے طلب کیا تھا۔ ڈاکٹر شوراج نے ایک تو اپنے وطن کا خیال کیا، خود بھی اس کا دل بہت عرصے سے وطن آنے کو چاہ رہا تھا، اس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور ہندوستان چلا آیا۔ اس کے عزیز و اقارب دہلی میں رہتے تھے، ان سے ملا اور اس کے بعد سہارن پور کرپچن سنگھ کے پاس آ گیا۔

یہاں جو کچھ ہوا، وہ اس کے لئے کوئی خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا، لیکن ست رانی اس کی زبردست طلب بن گئی تھی۔ وہ ہر قیمت پر ست رانی کو حاصل کرنا چاہتا تھا، اگر ست رانی اس کے قبضے میں آ جائے تو ایک طرح سے لندن میں وہ ایک مہاتما کی حیثیت اختیار کر جائے گا۔ ست رانی

کی خصوصیات کا اس نے بہت گہری نگاہوں سے جائزہ لیا تھا اور اُسے ایک زہریلی لڑکی کے علاوہ ایک انتہائی پُراسرار کردار کی حیثیت سے دیکھا تھا۔ بیوقوف نہیں تھا، کرپچن سنگھ کی عدم دلچسپی کو محسوس کر رہا تھا بلکہ کرپچن سے آخری ملاقات کے بعد تو اُسے یہ احساس ہونے لگا تھا کہ کرپچن، ست رانی کو اس کے ہاتھ نہیں لگنے دینا چاہتا۔

اپنے آدمیوں سے مشورہ کر کے اس نے فیصلہ کیا کہ بجرنگی سے فوراً مل لیا جائے۔ کرپچن سنگھ اگر اس بات کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہے کہ اسے طے شدہ اخراجات نہ ادا کرے۔ اسے اس کی زیادہ پرواہ نہیں تھی۔ ست رانی ہاتھ لگ جاتی تو وہ کروڑوں کما سکتا تھا، چنانچہ اس نے حویلی کے دوسرے ملازموں سے مدد لے کر مہمان خانے میں بجرنگی کی رہائش گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور چھپتا چھپاتا بجرنگی کے پاس پہنچ گیا۔

"آپ مجھے نہیں جانتے ہوں گے بجرنگی مہاراج! میں ڈاکٹر شوراج ہوں، یورپ سے آیا ہوں اور وہاں بہت بڑی حیثیت رکھتا ہوں، کرپچن سنگھ نے مجھے یہاں جگن راج کے علاج کے لئے بلایا تھا، میں نے اپنا کام شروع کیا اور دلی میں اس کا تجزیہ کرنے گیا تھا کہ یہاں ست رانی پہنچ گئی اور اس نے اپنی پُراسرار قوتوں اور زہریلی طاقتوں سے کام لے کر جگن راج کا علاج کر ڈالا، بجرنگی مہاراج! آپ کو بدھائی دیتا ہوں کہ آپ کے پاس ایک ایسا انمول ہیرا موجود ہے جو اگر عام نگاہوں میں آ جائے تو اس کی قیمت کوہِ نور سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی، میں نے اسے انہی نگاہوں سے دیکھا ہے، کرپچن نے مجھے بتایا ہے کہ وہ تریدی کی بیٹی نہیں آپ کی بیٹی ہے، میں آپ کو پیشکش کرتا ہوں کہ اگر آپ اور آپ کی بیٹی میرے ساتھ یورپ چلیں تو میں اسے ایک شہزادی کی حیثیت دے سکتا ہوں، آپ میری یہ پیشکش قبول کر لیجئے میں آپ کو دہلی لے کے جاؤں گا، دہلی میں میرا پریوار موجود ہے، میں ان کے ساتھ آپ کو رکھوں گا اور پھر تیاریاں کر کے ہم لوگ یورپ نکل چلیں گے، آپ میری باتوں کو بالکل غلط نہ سمجھیں، ست رانی کو میں اپنی بیٹی ہی کی طرح رکھوں گا، بس اس کی پُراسرار قوتوں سے کام لے کر میں پیچیدہ بیماریوں کا علاج کروں گا، اس سے زیادہ میرے ذہن میں اور کوئی بات نہیں ہے، آپ براہ کرم مجھے بتا دیجئے کہ کیا آپ میری اس پیشکش کو قبول کر لیں گے؟"

بجرنگی بہت دیر تک حیرانی سے ڈاکٹر شوراج کو دیکھتا رہا پھر اس نے کہا۔

"ڈاکٹر شوراج! میں ابھی آپ کو اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا، آپ کب تک ہندوستان میں ہیں؟"

"جب تک آپ چاہیں!"

"تو پھر میری بات سنئے، میرا ایک کام ہے جو مجھے یہیں رہ کر کرنا ہے۔ آپ اگر انگلینڈ جانا چاہتے ہیں تو واپس چلے جائیں، مجھے اپنا پتہ دے جائیں، اپنا کام کرنے کے بعد میں آپ سے کہوں گا مجھے اور ست رانی کو انگلینڈ بلوا لیں، ابھی مجھے یہاں کچھ کام کرنے ہیں، وہ کئے بغیر میں آپ کے ساتھ نہیں جا سکتا۔"

"آپ کے یہ کام کتنے دن میں مکمل ہو جائیں گے؟"

"سمے لگے گا ڈاکٹر شوراج اور اس سمے کے بارے میں، میں کچھ نہیں بتا سکتا۔"

شوراج سوچ میں ڈوب گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتا رہا پھر بولا۔ "ایک بنتی کرتا ہوں آپ سے بجرنگی جی مہاراج . . . ؟"

"ہاں، ہاں بتایئے!"

"آپ اس ملاقات کے بارے میں کسی کو نہ بتایئے گا، میں نہیں چاہتا کہ ٹھاکر جگن سنگھ میرے خلاف ہو جائیں، خود پتہ نہیں ان کے من میں کیا ہے، میں نے اُن سے بھی بات کی تھی لیکن انہوں نے ایسا رویہ اختیار کیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ وہ یہ نہیں چاہتے کہ ست رانی اور آپ میرے ساتھ جائیں۔"

"میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا ڈاکٹر شوراج! آپ چنتا نہ کریں۔"

ڈاکٹر شوراج خاموشی سے واپس آ گیا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے ایک بار پھر مشورہ کیا۔

"بجرنگی کی کہانی بالکل ہی الگ ہے، وہ کہتا ہے کہ یہاں اس کا کوئی کام ہے، دوستو! مجھے بھی ضد چڑھ گئی ہے، اگر کچھ نہ ہو سکا تو میں ست رانی کو اغوا کر لوں گا، بے شک ایسا ٹھاکر جگن سنگھ کی حویلی سے نہ ہو کیونکہ وہ بہت بڑا جاگیر دار ہے اور میں اس کی دشمنی نہیں چاہتا لیکن جونہی بجرنگی یہاں سے نکلے گا، ہم کوشش کر کے ست رانی کو اغوا کر لیں گے اور بالآخر ہم بجرنگی کو بھی اپنے ساتھ تعاون پر آمادہ کر لیں گے بلکہ اگر اس کا ہندوستان میں کوئی کام بھی ہے تو ہم اس کے ساتھ تعاون کریں گے۔"

"ٹھیک ہے جناب! اس کے لئے تیاریاں شروع کر دیتے ہیں۔" شوراج کے ساتھیوں نے کہا۔

☆......☆.... ☆

بڑے ہنگامے ہو رہے تھے۔ ست رانی کی وجہ سے جگن راج کا دل خون ہو گیا تھا۔ وہ ست رانی پر بُری طرح مر مٹا تھا۔ بھائی کے سامنے تو اپنے آپ کو اس طرح ظاہر کرتا تھا جیسے اسے ست

رانی سے اب کوئی دلچسپی نہ رہ گئی ہو اور بات کافی حد تک ٹھیک بھی تھی۔ ست رانی ایک زہریلی ناگن تھی اور کبھی کبھی یہ احساس بھی جگن سنگھ کے دل میں پیدا ہو جاتا تھا کہ کہیں ست رانی سچ مچ کوئی اچھا دھاری ناگن ہی نہ ہو مگر جوانی دیوانی ایسے ہی مشہور نہیں ہے۔ تنہائی میں جگن راج جب بھی ست رانی کی صورت ذہن میں لاتا، اس کا دل ڈوبنے لگتا تھا۔ ست رانی اگر ایک عام شخصیت ہوتی تو چاہے جیون دان کرنا پڑتا، وہ اسے حاصل کرنے کے لئے جان کی بازی لگا دیتا۔ اس وقت بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھا ست رانی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اس کے ذہن میں ڈاکٹر شوراج کا خیال آیا۔ اس نے بہت سی باتیں سوچیں اور پھر وہ ڈاکٹر شوراج کی طرف چل پڑا۔

ڈاکٹر شوراج اپنی رہائش گاہ میں موجود تھا۔ جگن راج کی آمد کو اس نے حیرت کی نگاہ سے دیکھا تھا۔

"آیئے جگن جی! بڑا عجیب سا لگ رہا ہے آپ کو یہاں دیکھ کر، ہمیں تو آپ کی سیوا کا موقع ہی نہیں مل سکا، چلیں ٹھیک ہے بھگوان نے آپ کو صحت دے دی، ہم بھی یہی چاہتے تھے، ہم سے نہ سہی ست رانی سے آپ کو صحت مل گئی۔"

"ڈاکٹر شوراج! میں تنہائی میں آپ سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں، ہاں کہیے۔"

"بالکل تنہائی میں!" جگن راج نے ڈاکٹر شوراج کے آدمیوں کو دیکھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر شوراج نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا۔ وہ سب باہر نکل گئے تھے۔ جگن راج نے کہا۔

"آپ میرے بڑے ہیں ڈاکٹر شوراج، اور میرے علاج کے لئے آئے تھے، آپ کے دل میں میرے لئے ہمدردی ضرور ہوگی، ڈاکٹر! ذرا بے باکی سے کام لے رہا ہوں، ست رانی میرے من میں بس گئی ہے اور میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں، مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ وِش کنیا ہے، ایک زہریلے وجود کی مالک ہے، آپ بہت بڑے ڈاکٹر ہیں، اگر وہ انسان ہے اور اچھا دھاری ناگن نہیں ہے تو کیا وہ اس زہر سے آزاد ہو سکتی ہے، کیا آپ کا کوئی علاج اس کے اندر بسے ہوئے زہر کو ختم کر سکتا ہے، کیا وہ پھر سے انسان بن سکتی ہے، اگر وہ انسان بن جائے ڈاکٹر شوراج تو میں جیون کے مول اسے اپنانا چاہتا ہوں۔"

جگن راج کے چہرے پر ایک عجیب سی مظلومیت طاری تھی، لیکن اس کے ان الفاظ نے ڈاکٹر شوراج کے ذہن کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ ہندوستان ہی کا رہنے والا تھا لیکن بہت عرصے سے ہندوستان سے دور ہو چکا تھا، دہلی میں اس کا خاندان بے شک موجود تھا لیکن وہ سب کے سب شریف لوگ تھے اور کسی طرح کی جرائم پیشہ زندگی سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ ست رانی کو

ہر قیمت پر حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ست رانی اور بجرنگی کو اغوا کرنے کا منصوبہ بھی بنایا تھا لیکن اگر جگن راج اس منصوبے میں شریک ہو جائے تو مزید آسانی ہو جائے۔

اس نے فوراً ہی اس موقع سے فائدہ اٹھایا اور بڑی ہمدردی سے جگن راج کو دیکھ کر بولا۔

"اس میں کوئی شک نہیں جگن راج جی کہ وہ بڑی اپسرا لگتی ہے۔ بھگوان نے اسے ایسی رنگت اور روپ دیا ہے کہ وہ کسی کا بھی چین اکھاڑ کر سکتی ہے۔ خاص طور سے تم جیسے نوجوان کا۔ شاید تمہیں اس بات کا علم ہو کہ میں نے کرشن مہاراج سے یہ فرمائش کی ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے، ست رانی کو کچھ عرصے کے لئے میرے حوالے کر دیا جائے۔ میں اس پر تجربات کرنا چاہتا ہوں اور کیسا اتفاق ہے کہ یہ مجبوری ہے جو تم چاہتے ہو۔ میں بہت پیچیدہ امراض کا ماہر ہوں اور تم یوں سمجھ لو کہ ایک طرح سے ایک سائنس دان ہوں۔ ہندوستان کی پراسرار داستانیں، اپنا دھارمی ناستوں کا تسلسل، وش کنیاؤں کی کہانیاں بھی ہندوستان سے باہر تک نکل ہوئی ہیں لیکن جب وش انگلینڈ گئے، سنے والے ہیں میں نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ بتایا ہے۔ ہم ان باتوں کو نہیں مانتے۔ میں اس زہریلی لڑکی کا تجزیہ کر کے اس کو علاج کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میں اس علاج میں کامیاب ہو جاؤں گا لیکن جگن راج میرے دوست! ہندوستان میں رہ کر نہیں کیا جا سکتا۔"

"تو پھر ...؟" جگن راج نے پوچھا۔

"اس کا یہ علاج صرف اور صرف انگلینڈ میں ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے اسے انگلینڈ لے جانا ہوگا۔"

جگن راج عجیب سی نگاہوں سے ڈاکٹر شوراج کو دیکھنے لگا۔ ست رانی کے حصول سے مایوس ہو کر اس نے یہ سوچا تھا کہ اسے واپس انگلینڈ بھجوا دیا جائے۔ یہ عجیب سی صورتحال بن رہی تھی۔ اگر وہ خود انگلینڈ پہنچ جائے اور شوراج ست رانی کو لے کر وہاں آ جائے۔ اس کا علاج کرے اور ست رانی ٹھیک ہو جائے تو اس کی زندگی میں تو پھول ہی پھول کھل جائیں گے لیکن ست رانی کو انگلینڈ لے جانا ایک مشکل مرحلہ تھا۔ ظاہر ہے کرشن اس کی مخالفت کرے گا کیونکہ اس کی بجرنگی سے دشمنی تھی۔ پھر بھی اس نے ڈاکٹر شوراج سے کہا۔ "ڈاکٹر! اس سلسلے میں مجھے کیا کرنا ہے، بتایئے؟"

"جگن راج! اگر تم واقعی ست رانی سے محبت کرنے لگے ہو اور اسے حاصل کرنا چاہتے ہو تو میں تمہیں سو فیصد یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں ست رانی کا علاج کر کے اسے ٹھیک کر دوں گا لیکن

اس کے لئے تمہیں میری مدد کرنا ہوگی اور کوئی ایسا منصوبہ بنانا ہوگا جس سے ست رانی پہنچ جائے۔ یہ بات ڈاکٹر شوراج نہیں بتاتا تھا کہ کرشن جی یا ست رانی سے کیا چاہتا ہے۔ جگن راج کو یہ بات معلوم تھی وہ جانتا تھا کہ کرشن کھلے بجرنگی کو چھوڑنے کیوں نہیں دیتا۔ باقی کرشن بجرنگی کو وہاں آزمانا چاہتا تھا اور یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ بجرنگی اور ست رانی دلیپ سنگھ سے بدلا لینے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں ... ان کی کامیابی یا ناکامی کی شکل میں کرشن ہر قیمت پر بجرنگی کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ بے شک ست رانی کے لئے اس کے دل میں کوئی خاص جگہ نہیں تھی لیکن اسے ست رانی سے کوئی دلچسپی بھی نہیں تھی۔ اب کیا کرنا چاہئے، بہت سے سوال ذہن میں جاگنے لگے تھے تاہم اس نے ڈاکٹر شوراج سے کہا۔

"ڈاکٹر شوراج! آپ کو ابھی یہاں سے جانے کی جلدی تو نہیں ہے؟"

"میرا ایک ایک دن لاکھوں روپے کا ہے جگن راج لیکن ست رانی کے لئے وقت دوں، روپے کی میرا مطلب ہے کہ میں اس کے علاج سے بہت دلچسپی رکھتا ہوں تم سوچ لو غور کر لو، تمہیں کیا کرنا ہے۔ میں تمہارا ساتھ دوں گا، جب تک تم چاہو گے، یہاں رہ کر مہاراج پور میں رکا رہوں گا۔"

جگن راج وہاں سے اٹھ گیا۔ ڈاکٹر شوراج کے پاس بہت دیر تک رہنا خلاف مصلحت تھا۔ وہ اپنے بھائی سے بہت محبت کرتا تھا اور اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن ست رانی اس کے دل کو اس طرح بھا گئی تھی کہ وہ ایسے کام بھی کرنے پر راضی ہو گیا تھا جن سے کرشن کو اختلاف ہو۔

اپنی رہائش گاہ میں آ کر وہ سوچ میں ڈوب گیا۔ نیا ترکیب ہو کہ ست رانی اس کے ساتھ جانے پر تیار ہو جائے۔ ظاہر ہے یوں لگتا تھا کہ وہ کسی بھی طرح بجرنگی کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوگی۔ اگر کرشن سے بات کی جائے اور کہا جائے کہ وہ ست رانی کو انگلینڈ لے جانا چاہتا ہے تو بھی غلط ہو جائے گا کیونکہ کرشن، بجرنگی اور ست رانی دونوں ہی کو اپنے دشمن دلیپ سنگھ سے آزمانا چاہتا تھا۔ اگر وہ بھائی کو اپنی محبت کا واسطہ بھی دے تو کرشن کسی طور پر تیار نہیں ہوگا۔ ست رانی کی وجہ سے بے شمار موت کے گھاٹ اتر چکا تھا۔ کوئی ترکیب سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ڈاکٹر شوراج سے بات تو کر لی تھی لیکن ست رانی کو انگلینڈ لے جانا اسے ایک بہت ہی مشکل حل نظر آ رہا تھا۔

کافی وقت گزر گیا۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ حویلی والے سارے معمولات سے فراغت پا کر آرام گاہوں میں چلے گئے تھے۔ کچھ سو گئے تھے، کچھ جاگ رہے تھے۔ جگن راج بھی اپنے

کمرے میں تھا لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور چلی گئی تھی۔ وہ اس وقت بھی اسی مخمصے میں پھنسا ہوا تھا کہ اسے اپنے کمرے کے دروازے پر دستک سنائی دی اور وہ چونک کر اُدھر دیکھنے لگا، پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کوئی سوال کئے بغیر اس نے دروازہ کھولا لیکن دستک دینے والے کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا۔

اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ ست رانی خود چل کر اس طرح اس کے پاس آ سکتی ہے۔ کچھ لمحوں کے لئے وہ ساکت رہ گیا۔

''میں اندر آنا چاہتی ہوں۔'' ست رانی کی مترنم آواز اُبھری اور وہ چونک پڑا۔ کچھ بولے بغیر وہ دروازے کے سامنے سے ہٹ گیا اور ست رانی اندر آ گئی۔

جگن راج بُری طرح مسحور ہو گیا تھا۔ ست رانی اس وقت اور زیادہ حسین نظر آ رہی تھی۔ بڑا زہریلا حسن تھا اس کا!

الغرض جگن راج ہوش میں آیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر ایک صوفے کی طرف بڑھ گیا۔

''آپ مجھے دیکھ کر بہت حیران ہوئے ہیں مہاراج...؟'' ست رانی الھڑ پن سے دوسرے صوفے پر بیٹھ کر بولی۔

''ہاں ست رانی! بہت... تم اس طرح میرے پاس چلی آؤ گی، میں نے کبھی نہیں سوچا تھا۔''

''بُرا لگا میرا آنا...؟''

''کبھی لگ سکتا ہے، انسان کے سپنے ایسے حقیقت نہیں بن سکتے جیسے اس وقت...!''

''اس وقت...؟'' ست رانی نے سوال کیا۔

''ہاں اس وقت میں تمہارا ہی سپنا دیکھ رہا تھا۔''

''جاگتی آنکھوں سے... تمہاری آنکھوں میں نیند تو دور دور تک نہیں ہے۔'' ست رانی نے دلکش ہنسی کے ساتھ کہا اور جگن راج اس کی سحر آلود ہنسی میں کھو گیا۔

''پھر سو گئے...؟'' ست رانی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''جاگتی آنکھوں کے سپنے تو دُکھ دیتے ہیں ست رانی! مگر اس سپنے کا بہت عجیب ہوا ہے۔''

''کیوں...؟''

''تم اس طرح جو آ گئی ہو، مجھے بتاؤ کوئی کام تھا مجھ سے...؟'' جگن راج نے بے ساختہ کہا۔

''تمہیں دیکھنے کو من چاہا تھا، سونے کے لئے لیٹی تھی کہ نہ جانے کیوں تمہاری صورت

آ گئی، سوچتی رہی کہ پہلے تو کبھی اس طرح تم سے نہیں ملی، اب تمہارے پاس جاؤں گی تو پتہ نہیں کیا سوچو گے۔''

''پھر...؟'' جگن راج خود فراموشی کے عالم میں بولا۔

''بس من نہ مانا، آ گئی۔''

''میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں ست رانی!'' جگن راج بے اختیار ہو کر بولا۔ ''میں نے جب سے تمہیں دیکھا ہے، اسی سمے سے تم سے پریم کرنے لگا ہوں، سچ کہہ رہا ہوں ست رانی! ندی جھوٹے پانی کا تو بس بہانہ ہے، وہ پانی میرے لئے امرت اس لئے بنا کہ اسے تمہارے ہاتھوں نے چھوا تھا، مجھے لگتا ہے میں تمہارے بنا جی نہیں سکوں گا۔''

''تو میں کیا کروں...؟'' ست رانی نے معصومیت سے کہا۔

''پہلے مجھے ایک بات بتاؤ، کیا تمہارے من میں بھی میرے لئے کوئی جگہ ہے؟''

''من میں جگہ...؟ من میں کہاں جگہ ہوتی ہے، میں نہیں جانتی۔''

''اچھا یہ بتاؤ میری صورت تمہارے من میں کیوں آئی؟''

''یہ تو میں نہیں جانتی۔''

''میں جانتا ہوں۔'' جگن نے بدستور بے خودی سے کہا اور ست رانی اسے سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ جگن بولا۔

''جس طرح میرے من میں تمہارا پریم جاگا ہے، اسی طرح تمہارے من نے بھی کسی کونے میں پریم بھی ہے اور یہی پریم تمہیں میرے پاس لے آیا ہے ست رانی! تمہارے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے، وہ یہی ہے کہ تم جنگل کا پھول ہو، جنگل میں پلی ہو اور اس سنسار کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔''

ست رانی کی نظریں جگن پر جمی ہوئی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا جیسے جگن کی آواز کہیں دور سے آ رہی ہو۔ جو کچھ جگن کہہ رہا تھا، وہ اسے بہت اچھا لگ رہا تھا، ان الفاظ نے اس کے اندر کے جذبوں کو جگا دیا تھا۔ اسے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہو رہا تھا، اس کے اندر ہیجان جاگ اٹھا تھا اور وہ پانی کی تلاش میں نگاہیں دوڑا رہی تھی۔

دوسری طرف جگن راج کہہ رہا تھا۔ ''تمہارا علاج ہو جائے گا ست رانی! مجھے بھائی کی بہت محبت ہے مگر اب جب میں نے تمہارے من میں بھی اپنا پریم دیکھ لیا ہے تو میں مجبور ہو گیا ہوں۔ جس طرح بھی بن پڑا میں تمہیں لندن لے جاؤں گا، ڈاکٹر شمشیر خود بھی علاج کرنا چاہتے ہیں، تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی اور پھر تم ست رانی بن کر میرے من کی

رانی بھی بن جاؤ گی ... میں تمہیں پا کر سنسار کا سب سے بھاگیہ وان منش بن جاؤں گا۔"

ست رانی کو پانی نظر آ گیا۔ وہ تڑپ اٹھی اور اس نے خوبصورت گلاس میں پانی انڈیل کر پورا گلاس خالی کر دیا پھر دوسرا گلاس بھرا اور گھونٹ گھونٹ کر کے پانی پینے لگی۔

گیدڑ کی موت آتی تو وہ شہر کی طرف بھاگتا ہے، پریم کے مارے جگن مہاراج آگے بڑھے اور ست رانی کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے ست رانی کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے لیا۔

"تمہاری پیاس پانی سے نہیں بجھے گی ست رانی! یہ من کی پیاس ہے، جو ہم دونوں کو اندر سے جلا رہی ہے، میں بھی اتنا ہی پیاسا ہوں، جتنی تم ..... اس امرت جل نے ایک بار میری بیماری دور کی تھی، اب یہ مجھے امر کر دے گا۔" یہ کہہ کر جگن جی نے ایک ہی سانس میں پانی حلق میں اتار لیا۔

بجرنگی کے منصوبے کے تحت ست رانی نے جگن کو کاٹنا تھا جس کا انتظار ست رانی کر رہی تھی لیکن جگن نے اس کا موقع ہی نہیں آنے دیا اور ست رانی کی مشکل رضا کارانہ طور پر حل کر دی۔ اس وقت کی بات اور تھی جب خود جگن راج کا خون زہریلا ہو رہا تھا اور زہر کو زہر نے برداشت کیا تھا لیکن اب وہ ایک عام انسان تھا اور اس نے وہی پانی پیا تھا جس نے بے شمار لوگوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ جونہی پانی پیٹ میں اترا اسے یوں لگا جیسے کسی نے آگ اندر اتار دی ہو، وہ سینہ مسلنے لگا۔ اس کے پورے بدن نے پسینا اگل دیا، آنکھیں دھندلا گئیں اور وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ست ... ست ... رانی ...!" یہ کہتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

ست رانی چونک پڑی۔ وہ ایک قدم آگے بڑھی پھر رک گئی۔ اس کے کانوں میں بجرنگی کے الفاظ ابھرے۔ "برسوں بیت گئے مجھے اپنی رادھیکا سے بچھڑے ہوئے، اب جگن کی باری ہے۔"

☆☆.....☆☆.....☆☆

گربچن سنگھ بے خبر نہیں تھا۔ اول تو بجرنگی ابھی حویلی ہی میں موجود تھا، دوسرے یہ کہ وہ اپنی خواب گاہ کے سامنے پہرے دار رکھتا تھا۔ پہرے دار نے گربچن سنگھ کے دروازے پر دستک دی اور گربچن سنگھ نے پوچھا۔ "کون ہے، کیا بات ہے؟"

"مالک! بجرنگی مہاراج آئے ہیں آپ کے پاس۔ میں نے منع کیا تو کہتے ہیں کہ بہت ضروری کام ہے۔ صرف مہاراج کو خبر کر دو، اگر وہ آنے کو کہیں تو ٹھیک ہے ورنہ وہ واپس چلے جائیں گے۔"

گربچن ایک دم چونک پڑا اور پھر وہ خود ہی کمرے کے دروازے پر آ گیا۔ بجرنگی مظلوم

بنائے کھڑا ہوا تھا۔

"کیا بات ہے ارجن سنگھ! اس سمے؟"

"کچھ کہنا چاہتا ہوں مہاراج!" بجرنگی کے لہجے میں مظلومیت تھی۔

گربچن نے پہرے دار سے کہا۔ "تم تھوڑے آگے چلے جاؤ۔" پہرے دار وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

"ہاں ارجن سنگھ! بولو کیا بات ہے؟"

"غلط کیا ہے مہاراج! جگن راج مہاراج نے غلط کیا ہے۔ آپ کو تو پتہ ہی ہے کہ وہ زہریلی ہے، کہیں جگن راج جی کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔"

"تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی ارجن سنگھ!"

"جگن مہاراج کے آدمی اٹھا کر ان کے کمرے میں لے گئے ہیں، ہمارے آپ کے بیچ جو بات طے ہوئی ہے، اس کے تحت ہم آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ ہمیں خطرہ ہے کہ ست رانی سے کہیں جگن مہاراج کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔"

گربچن کو یہ بات معلوم تھی کہ جگن راج، ست رانی سے بہت متاثر ہے، گو اس کی حقیقت سامنے آنے کے بعد جگن راج سنبھل گیا ہے لیکن جوانی دیوانی ہوتی ہے، ہو سکتا ہے وہ ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر ست رانی کے حصول کے لئے دیوانہ ہو گیا ہو۔ صرف ایک لمحے کے لیے گربچن سنگھ نے سوچا اور اس کے بعد وہ تیزی سے باہر نکل آیا۔

"آؤ میرے ساتھ!" اس نے کہا اور جگن راج کی رہائش گاہ کی جانب چل پڑا۔

بجرنگی اس کے ساتھ تھا۔ پہرے دار نے چند قدم اس کا پیچھا کیا لیکن جب گربچن سنگھ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ پایا تو وہیں رک گیا۔ جگن راج کی رہائش گاہ بہت زیادہ دور نہیں تھی، گربچن سنگھ کچھ ہی لمحوں میں وہاں پہنچ گیا، بجرنگی اس کے ساتھ تھا۔ اس نے دیکھا کہ جگن راج کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے، اندر روشنی بھی تھی، وہ تیزی سے اندر داخل ہو گیا، بجرنگی بھی اس کے پیچھے تھا۔ جیسے ہی گربچن سنگھ اندر پہنچا، بجرنگی نے دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

زمین پر جگن راج بے سدھ کیفیت میں پڑا ہوا تھا۔ گربچن کے حلق سے ایک آواز نکلی اور وہ جگن راج کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے بڑی بے تابی سے جگن راج کا بازو ہلایا۔

"جگن ... جگن ...!" لیکن دوسرے لمحے اسے ایک عجیب سا احساس ہوا۔

اس کی انگلیاں جگن راج کے بازو کے گوشت میں ایک دم اندر دھنس گئی تھیں۔ اس نے دہشت بھری نگاہوں سے جگن راج کا چہرہ دیکھا اور اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر سیدھا کیا تو اس کی

انگلیاں جگن راج کی گردن کے گوشت میں گھس گئیں اور وہاں سے زرد رنگ کا پانی بہہ نکلا۔ جگن راج بے بسی سے مچل رہا تھا۔

جگن کے حلق سے پھر ایک وحشت بھری آواز نکلی۔ "ارجن سنگھ! یہ کیا ہو گیا۔ یہ مجھے کیا ہو گیا؟" اس نے ارجن سنگھ کے چہرے کی طرف دیکھا تو اسے ارجن سنگھ کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ نظر آئی۔ تب اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں۔

"س... س... ست... رانی کہاں گئی؟"

"چلی گئی ہے مہاراج! اپنا کام کرنے کے بعد وہ چلی گئی یہاں سے۔"

"میرے جگن کو کیا ہو گیا؟"

"پرلوک سدھار گئے جگن راج! اس وقت سورگ میں بھائی دوار کر رہے ہوں گے۔"

"کیا بکواس کر رہا ہے تو ارجن سنگھ؟" گربچن روتے ہوئے ایک دیوار سے جا لگا اور ارجن سنگھ کو دیکھنے لگا۔

"کیسا لگ رہا ہے مہاراج! آپ کے سامنے تو آپ کے بھائی کی لاش موجود ہے۔ مجھے تو آج تک رادھیکا کا نشان تک نہیں ملا۔ کتنے سال ہو گئے، برسوں بیت گئے میں نے اپنی رادھیکا کو نہیں دیکھا۔ میں نے برسوں سے اپنی رادھیکا کو نہیں دیکھا۔"

"ارجن سنگھ! تو کیا بکواس کر رہا ہے، میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ یہ کیا ہو گیا، ارے میرا بھائی جیتا جاگتا مر گیا۔ ارجن سنگھ بتا، کیا ہو گیا میرے جگن کو؟" گربچن سنگھ تھر تھر کانپ رہا تھا۔

"آپ سے دُور چلا گیا، میری رادھیکا کو بھی تو آپ نے مجھ سے دُور کر دیا تھا اور جب میں نے آپ سے اس کو واپس مانگا تو آپ نے مجھے جنگل میں پہنچا دیا۔ وہ آپ کا سے تھا اور یہ میرا سے ہے۔ ختم ہو گیا آپ کا بھائی، میں چاہتا تو آپ کو بھی ختم کر سکتا تھا پر دوری کیا رہتا۔ جتنے برس میں نے اپنی بہن کی یاد میں بتائے ہیں، اب سارا جیون آپ بھی اپنے بھائی کو یاد کرتے رہیے۔ یہ میں نے بدلہ لیا ہے آپ سے مہاراج اور اب اس کے بعد دلیپ سنگھ کی باری ہے۔ ست رانی کو بھگوان نے وش کنیا اس لئے بنایا ہے کہ وہ آپ جیسے لوگوں کو سنسار سے مٹا دے مہاراج! اور سے لیجئے اب اپنے بھائی کی موت کے غم کے۔ میں نے اپنا کام کر دکھایا ہے۔ اب آپ روتے رہیے اپنے بھائی کے لئے، میں ایک منٹ میں آپ کا بھی کریا کرم کر سکتا ہوں کیونکہ اب سے میرے ہاتھ میں ہے، پر مزہ خراب ہو جائے گا۔ آپ مر جاؤ گے تو مجھے کیا ملے گا۔"

"ایک بات میں بھی تجھ سے کہوں ارجن سنگھ! تو نے میرا بھائی تو مجھ سے دُور کر دیا ہے، پر رادھیکا تجھے کبھی نہیں ملے گی۔ وہ دلیپ سنگھ کے پاس نہیں ہے۔ میں جانتا ہوں وہ کہاں ہے۔ پر

میں تجھے نہیں بتاؤں گا۔ میرا بھائی تو تو نے مجھ سے چھین ہی لیا پر بھگوان کی سوگند تیری بہن بھی تجھے کبھی نہیں ملے گی۔ جا جو کچھ تو نے کر لیا ہے، اب اس کے بعد میرے اور تیرے بیچ بچا کیا رہ گیا ہے۔ بھگوان تیرا ستیاناس کرے۔ ہائے میرا بھائی اور وہ کہاں گئی کمینی! ارجن سنگھ! کچھ لینا تیرا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ میں اپنے بھائی کا بدلہ لوں گا تجھ سے اور اس ناگن سے۔ پھونک کر رکھ دوں گا میں تم دونوں کو۔ ارے میرا بھائی، میرا بھائی!"

گربچن اپنی جگہ سے اُٹھا اور جگن راج کے پاس پہنچ گیا۔ لیکن وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر جگن راج پر جھکا ہی تھا کہ بجرنگی نے ایک وزنی ڈیکوریشن پیس اُٹھا کر اس کے سر کی پشت پر دے مارا اور گربچن سنگھ ایک چیخ کے ساتھ پھیلتے ہوئے جسم والے جگن راج پر جا پڑا۔

بجرنگی اسے ہوش میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ وہ گربچن سنگھ کو دیکھتا رہا اور پھر اس کے بعد مسکراتا ہوا باہر نکل آیا۔ تھوڑے فاصلے پر پہریدار کھڑا اس دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جس سے بجرنگی اور گربچن سنگھ اندر داخل ہوئے تھے۔

"گربچن مہاراج نے کہا ہے کہ تم جاؤ اور ان کے کمرے کے سامنے بیٹھو، وہ اپنے بھائی سے ضروری باتیں کر رہے ہیں۔"

"جی مہاراج!" پہریدار نے کہا اور بجرنگی وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ پورا منصوبہ مکمل تھا۔ سب اُسے یہاں سے نکلنا تھا اور اس کے لئے بھی اس نے ایک کہانی گھڑ لی تھی۔ بابو لال سے اس کی پرانی شناسائی تھی اور بابو یہ دیکھ چکا تھا کہ اب بجرنگی کی یہاں اچھی خاصی چلتی ہے اس لئے بجرنگی نے اس سے جو کچھ کہا، اس نے مان لیا تھا۔

بجرنگی نے ست رانی کے لئے ایک ایسے لباس کا بندوبست کیا تھا جو ست رانی کو پوری طرح ڈھک لیتا تھا۔ یہاں ست رانی تیار بیٹھی تھی۔ اپنا کام کرنے کے بعد وہ بجرنگی کے پاس واپس آ گئی۔ بجرنگی نے محسوس نہیں کیا تھا کہ ست رانی کچھ کھوئی کھوئی سی ہے۔ اس نے ست رانی کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور حویلی کے تاریک گوشوں سے گزرتا ہوا گیٹ تک پہنچ گیا۔

بابو لال چوکیدار اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا تھا۔ بجرنگی کو دیکھ کر بولا۔ "کہیں جا رہے ہو بابا! کب تک واپس آ جاؤ گے، میں تمہیں جاگتا ہی ملوں گا۔"

"جاگتے رہنا بابو لعل! ویسے میں بہت زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا۔"

بجرنگی نے کہا اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ باہر نکلتے ہی اس نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی۔ وہ رام پور سے دُور نکل جانا چاہتا تھا۔ یہ بات جانتا تھا کہ تھوڑی بہت دیر کے بعد گربچن سنگھ ہوش میں آ جائے گا اور پھر اس کے شکاری کتے اس کے پیچھے لگ جائیں گے۔

ست رانی اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ لاری اڈے پر پہنچ گیا۔ معلومات کر کے وہ ایک لاری میں جا بیٹھا۔ اس کے انداز میں بے چینی تھی۔ ست رانی چوروں کی طرح اس کے پیچھے ہوتے ایک گوشے میں گم ہو گئی تھی۔ بجرنگی کو اس وقت تک سکون نہ ملا جب تک لاری وہاں سے چل نہ پڑی حالانکہ رات کا وقت تھا لیکن پوری لاری بھری ہوئی تھی۔

بجرنگی خاموش بیٹھا باہر دیکھتا رہا۔ سیارن پور سے [illegible] نکل آنے کے بعد اسے سکون ہوا۔ وہ بیوقوف نہیں تھا کہ سیدھا چندوی پہنچ جاتا، جانتا تھا کہ [illegible] کو ساری بات معلوم ہے اور وہ یقینا چندوی تو پہلے [illegible] گا اور اسے وہاں تلاش کرے گا۔ اس لئے پہلے وہ کہیں اور جانا چاہتا تھا۔ اس وقت مسئلہ سیارن پور سے نکلنے کا تھا۔

کوئی پونے گھنٹے کے سفر کے بعد بس رنگولی نامی ایک قصبے پر رک گئی۔ [illegible] ساتھ [illegible] رنگولی کے اڈے پر اتر گیا۔ یہاں سے ساری رات بسیں چلتی تھیں۔ رنگولی کے اڈے پر اچھی خاصی رونق تھی۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک ایسی جگہ پہنچ گیا جہاں بہت سے لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

تھوڑے فاصلے پر ہی ایک چھوٹا سا ہوٹل موجود تھا۔ ہوٹل کے ملازم لوگوں سے ان کی ضرورتیں پوچھتے پھر رہے تھے۔ بجرنگی نے ایسے ہی وقت گزاری کے لئے اور تھوڑا سا ماحول کا جائزہ لینے کے لئے کھانے پینے کی کچھ چیزیں منگائیں۔

اچانک ہی اسے احساس ہوا کہ ست رانی غیر معمولی طور پر خاموش ہے۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تمہیں نیند آ رہی ہے ست رانی؟"

"نہیں بابا بجرنگی!"

"اداس ہو؟"

"ہاں...!"

"کیوں...؟"

"مجھے [illegible] یاد آ رہا ہے بابا! وہ کہتا تھا کہ وہ مجھ سے پریم کرتا ہے۔ پریم تو تم بھی مجھ سے کرتے ہو [illegible] بھی کرتے تھے، اس کی بچیاں بھی [illegible] کرتی تھیں۔ پر وہ مجھ سے پریم [illegible] تھا۔ بابا [illegible] نے خود ہی میرا جھوٹا پانی پی لیا تھا۔ اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟"

بجرنگی غور سے اسے دیکھنے لگا۔ ست رانی کے چہرے پر معصومیت تھی۔ وہ [illegible] تھی لیکن بجرنگی کو اس کی ساری کا اندازہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اب وہ جوان ہو چکی ہے اور اس کی سوچ

[illegible] دھاگوں کی طرح ہے۔ اسے اس طرح الجھا نہیں چھوڑتا ورنہ اس کی شخصیت خراب ہو جائے [illegible] ابھی اسے تو نہیں معلوم لیکن وقت فطرت کی حقیقتوں سے روشناس کرانا ضروری ہے ورنہ وہ [illegible] ادھورا رہ جائے گا جو اس کے دل میں تھے۔

"پریم کے الگ الگ روپ ہوتے ہیں ست رانی! میں تمہیں بتاؤں گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟"

"جب [illegible] تھی [illegible] تو مجھے [illegible] رہا تھا۔ ایک دفعہ تو میرا من چاہا کہ میں وہ [illegible] کروں [illegible] تم نے مجھے اس سے [illegible] تھی۔"

"تو نے مجھے [illegible] بتائی ہے ست رانی تو میں تجھے بتاتا ہوں کہ ایسا کبھی نہ کرنا [illegible] جس [illegible] تجھ سے کوئی [illegible] ممکن ہے تجھے کوئی نقصان نہ [illegible]"

[illegible] بجرنگی [illegible] باتیں [illegible] سب [illegible]

[illegible] آگ بجھانے کے لئے شدت پسندی سے [illegible] زندہ چھوڑ [illegible] بھائی کی موت کے [illegible] دوسرے [illegible] لیپ سنگھ کے پاس [illegible] اس نے [illegible] دوسری بات یہ کہ اس نے [illegible] بجرنگی جانتا تھا کہ [illegible] بجرنگی جانتا تھا کہ [illegible] اب [illegible] تلاش کرے گا اس لئے وہ لیپ سنگھ کے پاس چندوی جانے کا ارادہ ترک [illegible] تھا۔

رادھیکا [illegible] لیپ سنگھ کے پاس نہیں تھی۔ جب بھی ولیپ سنگھ اس کا ٹارگٹ تو تھا۔ "ٹھیک ہے [illegible] ابھی [illegible] جانے کب تک [illegible] کر رہی [illegible] رادھیکا کے بارے میں بتانے [illegible] ہے کہ وہ زندہ ہے۔"

* * *

شنکر کی بری حالت تھی۔ ہوش میں آیا تو خود [illegible] سے [illegible] چاہا

ہو کی طرح پھیل گیا تھا۔ گربچن کی والدہ نے چیخوں سے پوری حویلی کو جگا دیا اور جگن کی موت کی خبر حویلی میں پھیل گئی۔

گربچن کی حالت تھوڑی سی بہتر ہوئی تو وہ چیخا۔

"ارے اُسے دیکھو... اُسے پکڑو... ارجن سنگھ کو... بجرنگی کو پکڑو... اس ناگن کو پکڑو... بجرنگی وار کر گیا... ہری رام کہاں ہے وہ... اسے بلاؤ۔"

ہری رام نے پہلے بجرنگی کو تلاش کیا پھر یہ معلوم کر کے کہ بجرنگی ست رانی کے ساتھ کبھی کا باہر نکل گیا ہے، گربچن کو اطلاع دی کہ وہ نکل گیا تو گربچن دھاڑا۔

"ہری رام! تیرے پاس جتنے آدمی ہیں، سب کو لے کر نکل جا، سہارن پور کے کونے کونے میں پھیلا دے انہیں۔ نکلنے نہ پائے وہ سہارن پور سے باہر... تیرا جیون اسی میں ہے ہری رام۔ اُسے پکڑ لے، جلدی کر... نکلنے نہ پائے وہ پاپی!"

گربچن غم سے نڈھال تھا۔ جگن کی لاش بُری طرح بگڑ گئی تھی۔ ڈاکٹر شوراج کو بھی پوری کہانی معلوم ہو چکی تھی، وہ بڑے افسوس کا اظہار کر رہا تھا، اس نے گربچن سے اجازت لی کہ وہ جگن راج کا آخری دیدار کرنا چاہتا تھا۔ اس نے بڑا غم زدہ چہرہ بنا رکھا تھا۔ گربچن نے اُسے اجازت دے دی۔

ڈاکٹر شوراج اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ اندر داخل ہو گیا۔ وہ کچھ چیزیں خفیہ طور پر اپنے ساتھ لایا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے پھرتی سے کچھ ٹیوبیں اور بکس نکالے اور پھر بلیڈ کی مدد سے جگن کا تھوڑا سا گوشت کاٹ کر بکس میں رکھا اور پگھلا ہوا سیال مادہ ٹیوبوں میں منتقل کیا اور ان چیزوں کو محفوظ کر لیا، اس کے بعد وہ مصنوعی آنسو پونچھتا ہوا باہر نکل آیا تھا۔

گربچن کے بھائی کی موت معمولی واقعہ نہیں تھا۔ دور دور تک خبریں پھیل گئیں اور لوگ نہ جانے کہاں کہاں سے آ کر حویلی کے آس پاس جمع ہونے لگے۔ حویلی کے کارندوں نے انتم سنسکار کی تیاریاں شروع کر دیں، آنے والوں کے لیے شامیانے لگا دیے گئے، گربچن نے ابھی کریا کرم کی اجازت نہیں دی تھی۔

کسی نے آ کر کہا۔ "گربچن! کس کا انتظار ہے تمہیں، لاش پہلے ہی بگڑی ہوئی ہے، جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے۔"

"ہاں چاچا! مجھے انتظار ہے، بھگوان کی سوگند مجھے انتظار ہے ہری رام کا کہ وہ ارجن سنگھ اور اس سفید ناگن کو پکڑ کر لائے، بھگوان کی سوگند ایسا تماشا دکھاؤں گا آنے والوں کو کہ وہ جیون بھر نہ بھول سکیں گے، ارجن سنگھ اور ست رانی کو جیتا جگن کی چتا میں جلنا پڑے گا۔ اس چتا میں جگن اکیلا!

نہیں جلے گا چاچا... اور زندہ شریر بھی اس میں جلیں گے۔"

لوگ کانپ کر رہ گئے تھے۔ دوسری طرف ڈاکٹر شوراج نے جگن کے گلے ہوئے گوشت کا کیمیائی تجزیہ کر کے تجسس بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"بائی گاڈ سائنس... بائی گاڈ... اس کا زہر سائنائیڈ سے زیادہ خطرناک ہے، اگر وہ میرے ہاتھ آ جائے تو ساری دنیا میں میری دھوم مچ جائے گی، زہروں کی دنیا میں ایک ایسی تحقیق پیش کروں گا میں کہ لوگوں کے دماغ پھٹ جائیں، میں بتاؤں گا انہیں کہ انسان کے اندر خود ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ اگر وہ اپنے اندر زہر پیدا کرے تو دنیا میں اس سے زیادہ خطرناک زہر کہیں نہ پایا جائے۔"

☆...☆...☆

بجرنگی دہلی پہنچ گیا۔ وہ بے وقوف نہیں تھا کہ سیدھا چندوسی پہنچ جاتا۔ ممکن ہے رادھیکا کی آگ میں وہ ہر خطرے کو نظر انداز کر کے چندوسی چلا ہی جاتا لیکن گربچن نے یہ بتا کر کہ رادھیکا کی کہانی اس نے غلط سنائی تھی، اسے ایک بار پھر صبر دیا تھا۔ ابھی اسے رادھیکا کی تلاش کے لیے اور بہت کچھ کرنا تھا۔ جہاں تک دلیپ سنگھ کا معاملہ تھا تو وہ تو اسے کرنا ہی تھا۔

دہلی پہنچ کر اس نے ایک درمیانے درجے کا ہوٹل منتخب کیا۔ اخراجات کا حصول بجرنگی کے لیے مشکل نہیں تھا، اس وقت بھی اس کے پاس کافی رقم تھی، یہ رقم تو وہ ست رانی کو جاتے ہوئے دے گیا تھا جو بعد میں ست رانی نے اسے دے دی تھی۔

ہوٹل کے کمرے میں آ کر اس نے ست رانی کو سمجھایا۔

"یہ جگہ ہوٹل کہلاتی ہے، ہم یہاں کچھ دن رہیں گے، تمہیں ان کپڑوں میں الجھن تو نہیں ہوئی؟"

"بالکل نہیں۔"

"اول تو تمہیں کسی کے سامنے آنے کی ضرورت نہیں، کوئی تمہارے پاس آ بھی جائے تو تم چہرہ کسی کو نہیں دکھاؤ گی، یہ ضروری ہے، دوسری بات یہ کہ مجھے کبھی واپسی میں دیر ہو جائے تو تم آرام سے یہاں رہو گی، تمہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں، میں واپس آ جاؤں گا، اگر اس بار ہم کھو گئے تو پھر شاید میں تمہیں دوبارہ کبھی نہ ملوں۔"

"ٹھیک ہے بابا بجرنگی!" ست رانی نے کہا اور بجرنگی ہوٹل سے باہر نکل آیا۔ بے شک اس نے سادہ زندگی گزاری تھی اس کے علاوہ عمر کے بہت سے سال اس نے ویرانے میں کاٹ دیے تھے مگر گزرتی عمر بہت کچھ سکھا دیتی ہے۔ دنیا اور ماحول کا بدلا ہوا رنگ اس سے چھپا ہوا نہیں تھا۔

گرجن سے دل پر جو چرکا لگا کر آیا تھا، وہ رادھیکا کی گمشدگی کا بھرپور بدلہ تھا لیکن ابھی رادھیکا کی کسک باقی تھی۔ گرجن تو جگن کا کریا کرم اپنے ہاتھوں سے کرے گا لیکن رادھیکا تو اسی سنسار میں موجود تھی، بس اس کی آنکھوں سے دور تھی۔ اُسے نہ صرف رادھیکا کو تلاش کرنا تھا بلکہ اپنے اس عہد کی تکمیل بھی کرنی تھی جو اس نے گرجن جیسے راکششوں کے لئے کیا تھا۔

بازار میں آ کر اس نے سب سے پہلے اپنے لمبے لمبے بال ترشوائے، جھاڑ جھنکاڑ داڑھی، مونچھیں صاف کرائیں اور جوگی کے روپ سے نکل آیا، پھر اس نے اپنے لئے عمدہ تراش کے کپڑے خریدے۔ اس نے زندگی میں ایسے عمدہ لباس کبھی نہیں پہنے تھے لیکن لوگوں کو دیکھا ضرور تھا۔ ایک حمام میں غسل کر کے اس نے نیا لباس پہنا اور خود کو کئی بار دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی نیا انسان کھڑا ہو۔ وہ مسکرا دیا اور اس نے خود سے کہا۔ جیسا دیس ویسا بھیس، اس محاورے کو [illegible] ہے بجرنگی! پھر اس نے ست رانی کے لئے بھی اتنی شاندار خریداری کی جس کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

جب وہ واپس آیا تو ست رانی پریشان تھی۔ بجرنگی کا خیال تھا کہ وہ اسے پہچان نہیں سکے گی لیکن وہ اسے دیکھتے ہی خوب ہنسی تھی۔

"دیوتاؤں کی سوگند بابا... بہت سندر لگ رہے ہو۔"

بجرنگی دنگ رہ گیا۔ اس نے پہلی بار ست رانی کے منہ سے کوئی سوگند سنی تھی۔ دوسرے ست رانی نے اسے فوراً پہچان لیا تھا۔ اس کے دو ہی مطلب ہو سکتے تھے ایک تو یہ کہ اس نے اتنا نہیں بدلا تھا کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ یہ بات تشویشناک تھی کیونکہ وہ گرجن سے چھپنا چاہتا تھا۔ دوسرے یہ کہ ست رانی پراسرار قوتیں رکھتی تھی اور صرف وہ نہیں تھی جو ظاہر ہوتی تھی لیکن اس کی پہچان صرف تجربے سے ہی ہو سکتی تھی۔ وقت سے پہلے اسے جاننے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ بجرنگی پرخیال نظروں سے ست رانی کو دیکھنے لگا۔

☆ ☆ ☆

ست رانی کے چہرے پر شوخی بکھری تھی اور بجرنگی کو لگ رہا تھا جیسے یہ وادی ہی نہ ہو جیسے اس نے ویران مندر میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ بجرنگی جانتا تھا کہ فطرت انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور بے شمار باتیں خود بخود علم میں آ جاتی ہیں۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ کوئی ان باتوں کو سکھائے۔ ست رانی اس کی طرف دیکھ کر مسکرائی پھر بولی۔

"کیا دیکھ رہے ہو بجرنگی بابا؟"

"دیکھ رہا ہوں ست رانی! تجھ سے [illegible] کافی شوخ ہو گئی ہے۔ پہلے تو چپ چپ سی رہتی تھی اور لگتا تھا جیسے گونگی ہو۔"

ست رانی کھل کھلا کر ہنس پڑی پھر بولی۔ "بابا! تم تو یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتی۔ تم اسے معصوم اور خاموش سمجھتے ہو، وہ خاموش ہوتی ہے پر [illegible] تم سمجھتے ہو۔ وہ سنسار کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے، اگر نہ جانتی ہوتی تو تجھے بتاؤ کہ اپنے بچے کو پیار کیوں کرتی ہے۔ وہ کیوں پالتی جبکہ مرغی تک بھی اپنے بچے کو نقصان نہیں پہنچاتی۔"

"باپ رے... یہ ساری باتیں تجھے کیسے آ گئیں ست رانی؟" بجرنگی حیرت سے بولا۔

ست رانی ہنستی رہی پھر اس نے کہا۔ "چلو تمہیں [illegible] ہیں پھر تمہیں [illegible] اور سوامی جی بھی سنسار کی باتیں بتاتے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں کہ تیری ان سے بڑی دوستی ہے، پر اب تو یہ تجھے سچ مچ نہیں ہیں۔"

"چھوڑو بابا کی باتیں... اچھا تمہیں دکھاتی ہوں۔" ست رانی نے کہا اور اپنی اوڑھنی کے اندر سے ایک ڈبیہ نکالی۔ یہ ڈبیہ لے کر وہ بجرنگی کے سامنے آ بیٹھی اور پھر اس نے ڈبیہ کھول کر اس میں سے کوئی چیز نیچے زمین پر الٹ دی۔ یہ ایک چمکدار ناگن تھی جو زمین پر گرتے ہی تڑپی اور ایک چمکدار لکیر بناتی ہوئی کمرے کے ایک گوشے میں چلی گئی اور دیوار میں اس طرح غائب ہو گئی جیسے سوراخ بنا کر اندر داخل ہو گئی ہو۔ بجرنگی حیرانی سے اسے دیکھتا رہا۔ ست رانی ہنس پڑی تھی۔ پھر

اس نے کہا۔ "دیکھو گے بابا بجرنگی ...؟"

بجرنگی کچھ نہ بولا تو ست رانی نے کھڑکی کی طرف ہاتھ اٹھا کر چٹکی بجائی اور چھپے اور براؤن رنگ کی ایک انتہائی خوبصورت تتلی کھڑکی کے راستے اندر آئی اور ست رانی کے ہاتھ پر بیٹھ گئی۔

"یہ رسوا ہے، میت رسوا... یہ پنکھ پکھیرو مجھے سارے جہان کی باتیں بتاتے ہیں۔"

بجرنگی نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور خاموش، دیر تک اسی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا تھا پھر اس نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔

"ست رانی! تیری طرف سے مجھے کافی اطمینان ہو گیا ہے، پر اب بھی ایسی بہت سی باتیں ہیں جو تجھے یہ پنکھ پکھیرو نہیں بتا سکتے کیونکہ منش ان سے مختلف ہوتا ہے، اس کے اندر کیا کیا چھپے ہیں یہ پنکھ پکھیرو نہیں جانتے تبھی تو منش کا شکار ہو جاتے ہیں۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

"کیا تو جانتی ہے کہ پریم کے روپ انیک ہوتے ہیں؟"

"یہ بھی جانتی ہوں میں بابا بجرنگی!" ست رانی نے کہا، وہ ہنس پڑی۔ آج وہ پہلے سے کافی مختلف نظر آ رہی تھی۔

"ارے تو تو ساری باتیں جانتی ہے تو پھر میں تجھے کیا بتاؤں۔"

"مجھے بہت سی سنسار باتیاں آ چکی ہیں بابا بجرنگی اور اب میں پہلی جیسی بیوقوف ست رانی نہیں رہی ہوں۔"

"اس کا اندازہ تو مجھے ہو رہا ہے، اچھا کیا تو یہ جانتی ہے کہ میں نے تجھے سنسار کی آنکھوں سے اس طرح چھپایا ہوا کیوں ہے؟"

"وہ بھی میں جانتی ہوں۔" ست رانی نے بدستور شوخی سے کہا۔

"اچھا بتا تو سہی!"

"اس لئے بابا کہ منش مجھے دیکھ کر میرے بارے میں سوچنے نہ لگے جیسے اس باز نے سوچا تھا۔"

"کس نے ؟"

"جگن راج نے!"

"ہوں مگر جگن راج کے لئے تو تو بھی دکھی نظر آئی تھی۔"

"اس سے ہوئی تھی بابا بجرنگی! کیونکہ میں نے پہلی بار اس کے منہ سے وہ ساری باتیں سنی

تھیں جن سے میرا من ڈول گیا تھا لیکن وہ پاپی تو تیاری مرنے کے لئے، میرا انجونا پانی۔ چاہتا تو میں اسے کاٹ لیتی اور وہ مر جاتا۔"

"تو پھر تو نے اپنے من کو شانت کیسے کیا؟"

"کچھ میرے من میں بھی رہنے دو بابا بجرنگی! تھوڑا سا میرے من میں بھی رہنے دو، بس یہ سمجھ لو کہ تمہاری ست رانی اب آسانی سے کسی کے چکر میں آنے والی نہیں ہے۔"

"مجھے اچھا لگا ست رانی! چل لگے ہاتھوں ایک بات اور بھی بتا تو!"

"ہاں پوچھو بابا!" ست رانی آرام سے بیٹھتی ہوئی بولی۔

"میں تیرے ملنے بھی مشکل تو نہیں بنا؟ میرا مطلب ہے کہ میں تجھے اپنے ساتھ یہاں تک لے آیا ہو سکتا ہے تیرے من میں اور کچھ ہو۔"

ست رانی سوچ میں ڈوب گئی۔ کچھ دیر سوچتی رہی پھر بولی۔

"ایک بات سن لو بابا! میں تمہاری گود میں پروان چڑھی ہوں اور تم سے اسی طرح پریم کرتی ہوں جتنا لوگ اپنے ماتا، پتاؤں سے۔ تم سے بھی بھلا میں کیسے بھاگوں گی، میں جیون کی آخری سانس تک تمہارے ساتھ رہوں گی اور تم پھر کہیں گم ہو گئے تو تمہیں تلاش کروں گی، تم وید جی نے بھی میرے ساتھ بہت اچھا برتاؤ رکھا تھا، پر بابا اس سے پہلے بھی ہمیشہ تمہیں ہی یاد کیا کرتی تھی کیونکہ میں نے ہوش میں آنکھ کھولی تو تمہیں ہی اپنے پاس پایا۔"

بجرنگی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "ایسی ہی ایک اور بچی تھی جسے ماتا پتا ہونے کے باوجود میں نے اپنے کلیجے سے لگا کر پالا، اس کا نام رادھیکا تھا۔"

"ہاں تم نے مجھے اس کے بارے میں بھی بتایا تھا، مجھے اس کے بارے میں کچھ اور بتاؤ بابا بجرنگی؟" ست رانی نے دلچسپی سے کہا۔

بجرنگی کے چہرے پر غم کے آثار پھیل گئے۔

"بہن تھی میری، بڑا پریم تھا مجھے اس سے۔ چھوٹا سا سنسار تھا ہمارا، میرے بابا تھے، میں تھا اور رادھیکا تھی، ماں نہیں تھی، ہم دونوں کی ماں اور رادھیکا کے بچپن میں ہی مر گئی تھی۔ میرے بابا ٹھاکر دلیپ سنگھ کے ہاں نوکری کرتے تھے پھر ٹھاکر کے بھائی نے ایک بڑی رقم غائب کی اور ٹھاکر دلیپ سنگھ نے اس کا الزام میرے بابا پر لگا کر انہیں گرفتار کرا دیا۔ بابا نے سارا جیون نیکیوں میں گزارا تھا، یہ بدنامی برداشت نہ کر سکے اور چلے گئے اس سنسار سے، میرے من میں بدلے کی بھاونا تھی، پر بہن کی دیکھ بھال بھی فرض تھی مجھ پر، میں اسے لے کر ٹھاکر دلیپ سنگھ کے ہاں نوکری کرنے چلا پڑا۔" بجرنگی نے پھر ست رانی کو پوری کہانی سنائی۔

ست رانی نے غور سے یہ بات سن رکھی تھی۔ بجرنگی خاموش ہوا تو وہ بولی۔

"تم نے پہلے بھی مجھے یہ باتیں بتائی تھیں بابا! پر اب جب میں نے سفر ہوتے قریب سے دیکھا ہے تب یہ باتیں اب اچھی طرح میری سمجھ میں آ رہی ہیں۔ میں تم سے ایک بات پوچھوں بابا... کہ رادھیکا کی کوئی تصویر نہیں مل جائے گی کہیں سے؟"

"تم تصویروں کے بارے میں بھی جانتی ہو؟" اس نے تعجب سے کہا۔

ست رانی نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی پھر بولی۔ "تم سے بھی تو جانتی ہوں بابا! اب جب تم نے مجھے یہ سنسار دکھا دیا ہے تو میرے بھی تو کچھ کام ہیں کہ اس کے بارے میں جانوں، تصویر نہیں ملے گی نا؟"

"کہاں ست رانی! برسوں ہو گئے اس سے بچھڑے ہوئے، اگر جیتی ہے تو پتہ نہیں کیسی ہو گئی ہوگی۔"

"میں جو کچھ کروں گی بابا! اس پر حیران مت ہونا تمہارے من میں تو اس کی تصویر ہوگی نا؟"

"ارے پگلی! بھلا اسے بھول جاؤں گا؟"

"تو میں تمہاری آنکھوں سے وہ تصویر حاصل کروں گی اور پھر میں بھی رادھیکا کو تلاش کروں گی، بیکو تم دیکھو میری مدد کرنی ہے۔"

"آنکھوں سے رادھیکا کی تصویر حاصل کر سکے گی؟" بجرنگی کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں بولا۔

ست رانی پراسرار انداز میں مسکرا دی۔ "ہاں تمہارے من میں تو اس کی تصویر ہوگی اس کی مورت تمہارے من میں بسی ہوگی میں وہ مورت تمہارے من سے چرا لوں گی بالکل اسی طرح بابا جیسے میں بیماروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ان کی بیماری کا راز معلوم کر لیتی ہوں بس بابا! اس بارے میں مجھ سے ابھی اور کچھ مت پوچھنا کیونکہ میں خود بھی کچھ نہیں جانتی، جان جاؤں گی تو تمہیں ضرور بتاؤں گی۔"

"بھگوان کی لیلا بھگوان ہی جانے، بھگوان نے تجھے یہ شکتی کہاں سے دی ہے یہ تو بھگوان ہی جان سکتا ہے۔ اگر تو میری گود میں نہ پلی بڑھی ہوتی تو یہی کہتا کہ دیوتاؤں نے تجھے اپنے ہاتھوں سے اس سنسار میں بھیجا ہے، بہت کچھ دے کر!"

ست رانی ہنسنے لگی تھی، بجرنگی بڑے سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "بڑی عجیب بات بتائی ہے تو نے مجھے ست رانی! اب تو مجھے یوں لگتا ہے جیسے تجھے کچھ سکھانے کے بجائے اب مجھے خود تجھ سے کچھ سیکھنا ہوگا۔ اچھا ایک بات بتا میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تو میرے من تک کا سفر

کرے گی پھر اس کے بعد کیا ہوگا اگر تو نے رادھیکا کی تصویر میری آنکھوں میں دیکھ لی اور اسے اپنے من میں اتار لیا تو تو اسے کیسے تلاش کرے گی؟"

"میں نہیں تلاش کروں گی بجرنگی بابا!"

"تو پھر...؟"

"پنکھ پکھیرو میرے دوست جو ہر جگہ بھاگے بھاگے پھرتے ہیں، یہ پرندے یہ کیڑے مکوڑے یہ سارے کے سارے رادھیکا کو تلاش کریں گے، میں اپنی آنکھوں سے یہ تصویر ان کے من میں اتاروں گی اور انہیں ہدایت کروں گی کہ وہ رادھیکا کو تلاش کریں۔"

"ہے بھگوان!" بجرنگی شدید حیرانی کے عالم میں بولا پھر ہنس کر کہنے لگا۔ "اچھا اب یہ بتا کہ مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"ابھی بتاؤں گی، میں خود بھی سوچ رہی ہوں کہ کس طرح سے یہ کام کیا جائے، اس کے بعد ہم دلیپ سنگھ سے ملیں گے اور یہ دیکھیں گے کہ وہ کس طرح ہمارے ہتھے چڑھتا ہے۔"

"دلیپ سنگھ ایک خطرناک آدمی ہے ہم سیدھے اس کے پاس نہیں چلے جائیں گے۔ گربچن نے مجھے اس کا نام بتایا ہے اور کہا ہے کہ وہ رادھیکا کو لے گیا تھا بعد میں گربچن نے کہا کہ اس نے مجھے دھوکا دیا تھا لیکن ایک بات میں جانتا ہوں کہ دلیپ سنگھ کے پاس جاتا ہوں یا نہیں... وہ اپنے بھائی کی موت کے بعد وہ ضرور میرا پیچھا کرے گا، میں چاہتا ہوں کہ اسے میری تلاش میں کامیابی نہ ہو سکے۔"

"میں سمجھ رہی ہوں پھر کیسے ہم وہاں چلیں گے؟"

"کوئی ناٹک کرنا پڑے گا کوئی ناٹک کر کے ہم اس تک پہنچنے کی کوشش کریں گے، حلیہ تو ہم نے بدل ہی لیا ہے تو نے بے شک اپنے من کی آنکھ سے مجھے دیکھا اور پہچان لیا لیکن مجھے یقین ہے کہ دوسرے مجھے اس بدلے ہوئے روپ میں آسانی سے نہیں پہچان سکیں گے۔"

"میں نے تو اپنے من کی آنکھ سے پہلا ان آپ کی کو میں بتایا ہے بابا! آپ کسی بھی روپ میں آ جائیں میں آپ کو پہچان لوں گی، پر دوسرے سچ مچ آپ کو نہیں پہچان سکیں گے آپ میں بڑی تبدیلی آ گئی ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے، یہ تبدیلی میں تیرے اندر بھی چاہتا ہوں، دیکھ یہ کپڑے لایا ہوں تیرے لئے، ان میں سے کوئی ایک لباس مجھے پہن کر دکھا۔"

"یہ کام آپ بھی تو کریں بابا!" ست رانی نے پیار سے کہا۔

بجرنگی ہنسنے لگا۔ "چل تو اس جگہ چلی جا جہاں اشنان کیا جاتا ہے، میں دروازہ باہر سے بند

کر دیتا ہوں اور کپڑے بدل لیتا ہوں۔"

ست رانی نے ایک لباس اٹھایا اور غسل خانے کی جانب بڑھ گئی۔ بجرنگی نے باہر سے غسل خانے کا دروازہ بند کیا اور خود بھی ایک لباس پہننے لگا۔ ایک جدید ترین لباس پہن کر اس نے آئینے میں دیکھا۔ وہ خود لمبے چوڑے قد وقامت کا مالک تھا اور سوٹ میں کافی اچھا لگ رہا تھا۔ وہ عجیب سی کیفیت محسوس کرنے لگا۔

تقدیر نے اسے کبھی اپنے آپ کو پرکھنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ عمر بیت گئی تھی اور اب تو پکی بات ہے کہ وہ امنگیں بھی دل میں نہیں رہی تھیں جن کا تعلق عمر سے ہوتا ہے۔ ست رانی کو وہ اپنی بیٹیوں کی مانند ہی چاہتا تھا اور اپنے آپ کو دو بیٹیوں کا باپ سمجھتا تھا، ایک بیٹی رادھا جو کاشی میں تھی، وہ کھو بیٹھا تھا اور دوسری ست رانی تھی۔

وہ ست رانی کا انتظار کرنے لگا۔ اسے ہنسی آنے لگی۔ پتہ نہیں یہ جدید کپڑے جو اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھے، وہ کس طرح پہنے گی لیکن ست رانی نے ایک بار پھر اسے دنگ کر دیا۔ ست رانی نے جدید لباس بالکل اسی انداز میں پہنا تھا جس طرح اس کو پہننا چاہیے تھا۔

جب وہ باہر نکلی تو اس کے باہر نکلنے کی آہٹ پر بجرنگی نے چونک کر اس طرف دیکھا اور اپنے چکراتے ہوئے ذہن پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔ ست رانی میں درحقیقت اس طرح کی صلاحیتیں تھیں کہ وہ کسی بھی انسان کو دیوانہ کر سکتی تھی۔

"ست رانی! میری بچی، میری بچی، میں کیا کروں تو نے تو مجھے اتنا حیران کر دیا ہے کہ اب تک تیرے بارے میں حیرت سے سوچنے لگا ہوں کہ تو میری وہ ست رانی ہے بھی یا نہیں جس نے زندگی کا پہلا دن میری گود میں بتایا تھا۔"

"تمہارے سنسار کو میں غور سے دیکھ رہی ہوں بابا!" مجھ سے خوشی کا اظہار کرو کہ میں نے تمہارے سنسار کو بہت غور سے دیکھا ہے۔ میں نے یہ کپڑے ٹھیک پہنے ہیں؟"

"اب تو بس میک اپ بھی کر لے تو پھر میں سمجھتا ہوں جدید زمانے کی جدید لڑکی لگے گی۔"

"میک اپ کیا ہوتا ہے۔ وہی جو ہوٹل میں آنے والی عورتیں کرتی ہیں۔ ہونٹوں کو سرخ، گالوں کو سرخ اور اس طرح سے...!" ست رانی نے عجیب سا اشارہ کیا۔

"ہاں...!"

"تو ٹھیک ہے بابا پھر مجھے میک اپ کا سامان بھی لا دو۔" ست رانی نے کہا۔

"لا دوں گا بابا! لا دوں گا!" بجرنگی نے جواب دیا۔ اسے نجانے کیوں ایک خوشی کا احساس ہوا تھا۔ ست رانی سارے سنسار کو چھوڑ کر صرف اسی سے پیار کر رہی تھی، ایک ایسا پیار جو

بیٹیاں باپ سے کرتی ہیں اور کسی بھی طرح انہیں اپنے آپ سے مایوس نہیں کرتیں۔

☆ ☆ ☆

گربچن سنگھ نیم دیوانہ ہو گیا تھا۔ ادھر ڈاکٹر شوراج کا اب یہاں کوئی کام نہیں تھا، اس کا موڈ بھی خراب ہو گیا تھا پھر ایک دن اس نے گربچن سنگھ سے کہا۔ "میں آپ کے دکھ میں برابر کا شریک ہوں، بھگوان آپ کو صبر دے، ست رانی یہاں سے چلی گئی، وہ میرے لئے بڑی اہمیت کی حامل تھی، لیکن آپ نے اس سلسلے میں کوئی خاص تعاون نہیں کیا، اگر شروع ہی سے آپ اسے میرے حوالے کر دیتے تو شاید آپ کا بھائی بھی اسی سنسار میں ہوتا اور میں اسے قابو کر کے یہاں سے لے جاتا، آپ نے پہلے تردید کا خیال کیا اور پھر بجرنگی کا۔ شاید بھگوان کو یہی منظور تھا کہ آپ کا بھائی اس سنسار سے چلا جائے اور میں ست رانی سے مایوس ہو کر لندن واپس پلٹ جاؤں میں اب آپ سے واپسی کی آگیا چاہتا ہوں۔"

گربچن نے غم آلود لہجے میں کہا۔ "میں کیشئر کو ہدایت کئے دیتا ہوں، وہ آپ کے واجبات ادا کر دے جس کے لئے آپ کو بلایا تھا مہاراج وہ تو اس سنسار میں نہ رہا، دیکھو اس نے علاج بھی کیا اور موت بھی اسی نے دے دی، پر چھوڑوں گا نہیں، بھگوان کی سوگند زندہ جلا دوں گا اس لڑکی کو، چھپا زمین میں گاڑ دوں گا بجرنگی کو، یہ میرا عہد ہے، کب تک چھپے گا اور کہاں تک چھپے گا۔"

شوراج پرنام کر کے چلا گیا لیکن گربچن سنگھ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپتا رہا۔ آخر کار اس نے ہری رام کو ساتھ لیا اور چندوی چل پڑا۔ ہری رام کے علاوہ دو آدمی اور بھی اس کے ساتھ تھے، ان میں ایک گوند داس تھا۔ گوند داس بہت پڑھا لکھا آدمی تھا اور جائیداد کے سارے امور میں گربچن کے مفادات کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ گو حویلی کے دوسرے کام جے شرما نے سنبھال رکھے تھے لیکن گوند داس کا بھی اپنا ایک مقام تھا۔

راستے میں گربچن نے اس سے کہا۔ "کیا کہتے ہو گوند داس...! کیا بجرنگی، دلیپ سنگھ کے ہاں پہنچ گیا ہوگا؟"

گوند داس نے خاموش نگاہوں سے گربچن کو دیکھا پھر آہستہ سے بولا۔ "نہیں مہاراج۔"

گوند داس کے اس حتمی جواب پر گربچن سنگھ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیوں....؟ اسے اپنی بہن کی تلاش ہے، پہلے میں نے اس سے یہی کہا تھا کہ اس کی بہن رادھا کو دلیپ سنگھ اپنے ساتھ لے گیا تھا حالانکہ میں نے اس سے جھوٹ بولا تھا، دلیپ سنگھ سے میرا جھگڑا تھا اور میں چاہتا تھا کہ بجرنگی اسے ہلاک کر دے، خود بجرنگی یا جیسا کہ اس کا اصل نام جن سنگھ ہے، دلیپ سنگھ سے اپنے پتا کی موت کا بدلہ لینا چاہتا تھا بعد میں، میں نے جوش

میں آ کر ذرا سی بے وقوفی کر ڈالی تھی، میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ رادھیکا کے بارے میں، میں نے اُس سے جھوٹ بولا ہے، رادھیکا کہاں ہے، یہ صرف میں جانتا ہوں لیکن پھر بھی اسے چندوسی تو پہنچنا ہی ہے کیونکہ اسے دلیپ سنگھ سے بدلہ لینا ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج! وہ چندوسی ضرور پہنچے گا، اب اس کے پاس طاقت ہے، وہ مست رانی کے ذریعے یا اپنے طور پر دلیپ سنگھ سے بدلہ لینے کی کوشش ضرور کرے گا لیکن اگر وہ بے وقوف نہیں ہے تو سیدھا چندوسی نہیں جائے گا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ آپ اس کا پیچھا کریں گے، ہاں اگر وہ بے وقوف ہے تو ہو سکتا ہے جوش میں آ کر وہ وہاں پہنچ جائے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو گووندداس! تمہاری بات میں وزن ہے پھر ہم کیا کریں بتاؤ؟"

"مہاراج! اب تو آپ چندوسی چل پڑے ہیں، اب ایسا کرتے ہیں کہ چندوسی میں اسے دیکھ لیتے ہیں تھوڑے دن انتظار کر لیں گے، ہو سکتا ہے وہ بے وقوفی کر ہی ڈالے، اگر ایسا ہے تو پھر ہمارا کام بن جائے گا، ہم یوں کریں گے کہ چندوسی پہنچ کر کسی ہوٹل میں ٹھہریں گے، ہری رام دلیپ سنگھ کی حویلی کے چکر لگائے گا اور وہاں سے معلومات حاصل کرے گا۔"

ٹھیک ہے میرے جیون کا تو اب ایک ہی مقصد رہ گیا ہے گووندداس کہ اس پاپی کو تلاش کروں اور کتے کی موت مار دوں، اس ناگن کو ایسا منہ رگڑ رگڑ کر ماروں کہ مرنے کے بعد بھی وہ یاد رکھے، ہائے میرا بھجن راج، میرا بھائی! گربچن سنگھ رونے لگا اور اس کے ساتھی اسے دلاسے دینے لگے۔

آخرکار وہ چندوسی پہنچ گئے۔ ایک ہوٹل میں گربچن سنگھ نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کمرے حاصل کئے اور ان میں مقیم ہو گیا۔

ہری رام اور گووندداس کو دلیپ سنگھ کی حویلی کا جائزہ لینے کے لئے مقرر کیا گیا۔ ہری رام طاقت تھا اور گووندداس دماغ... گربچن سنگھ کو ان دونوں پر بھروسہ تھا۔

ہری رام اور گووندداس نے اپنا کام شروع کر دیا۔ وہ مختلف طریقوں سے حویلی میں آنے جانے والوں کا جائزہ لینے لگے۔ یہ خیال بھی ان کے دل میں تھا کہ کسی طرح حویلی کے کسی ملازم کو قبضے میں لیا جائے اور اس سے دوستی کر کے معلوم کیا جائے کہ حویلی میں کوئی نیا مہمان تو نہیں آیا۔

یہ لوگ اپنے کام میں مصروف رہے، پھر ایک دن ایک ایسے آدمی نے جو گربچن سنگھ کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور اسے یہ بات بھی معلوم تھی کہ گربچن سنگھ اور دلیپ سنگھ کے درمیان اچھی خاصی دشمنی چل رہی ہے۔ گربچن کو ہوٹل میں دیکھ لیا، چنانچہ فوراً ہی بھاگا دلیپ سنگھ کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اس کو بتایا کہ گربچن یہاں ایک ہوٹل میں مقیم ہے۔

"ٹھاکر گربچن سنگھ...؟"

"جی مہاراج وہی...!"

"ہو نہیں سکتا، کون سے ہوٹل میں ہے وہ؟" اس شخص نے ہوٹل کا نام بتایا تو دلیپ سنگھ نے [گرد]ن ہلاتے ہوئے کہا "نہیں اب گربچن سنگھ پر اتنا برا وقت بھی نہیں آیا کہ وہ ایسے معمولی سے [ہوٹ]ل میں قیام کرے۔"

"نہیں مہاراج! میں نے اسے اچھی طرح دیکھا ہے۔"

"بات سمجھ میں نہیں آئی، چلو ٹھیک ہے، چلتے ہیں، اگر گربچن سنگھ یہاں اپنے کسی کام سے [آ]یا ہے تب بھی کوئی ایسی بات نہیں ہے، میں اسے چندوسی میں خوش آمدید کہوں گا، چندوسی میں زمینداروں اور جاگیرداروں کے درمیان جنگ بے شک ہوتی ہے لیکن قانون اور جوڑ توڑ کی جنگ ...... ہم لوگ براہ راست ایک دوسرے پر وار نہیں کرتے، آؤ دیکھتے ہیں۔" اور دلیپ سنگھ تیار ہو کر ہوٹل پہنچ گیا۔

ٹھاکر گربچن سنگھ کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو فوراً پتہ چل گیا اور وہ کس کمرے میں مقیم ہے۔ دروازے پر دستک دی تو گربچن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟ اندر آ جاؤ۔"

ٹھاکر دلیپ سنگھ اندر داخل ہو گیا۔ گربچن سنگھ نے اس پر ایک نگاہ ڈالی اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"جے رام جی کی ٹھاکر صاحب! اپنے دوست کو آپ پہچان گئے ہوں گے؟"

گربچن سنگھ نے گہری سانس لی اور طنزیہ لہجے میں بولا۔ "تو تمہیں یہاں میری آمد کا پتہ [چ]ل گیا ٹھاکر دلیپ سنگھ...!"

"ٹھاکر کو ٹھاکر کے بارے میں نہیں معلوم ہوگا کیا...؟ پرنتو ہوا تھوڑا سا کہ یہ زمین اور [جائ]یداد کا چکر تو ہمارے کھیل ہوتے ہیں، چلتے ہی رہتے ہیں، پر ٹھاکر، ٹھاکر کا سواگت کرنے کے [لئے] ہمیشہ تیار رہتے ہیں، بھگوان کی سوگند میرے من میں یہ بات ہے کہ اگر کبھی سہارن پور آنا ہوا تو [ٹھاک]ر مہاراج کی حویلی پہنچوں گا اور کہوں گا کہ ٹھاکر جی! تمہارا مہمان بن کر آیا ہوں، اسی طرح [جب] آپ چندوسی میں آئے تو آپ نے میرا اپمان کیا ہے، یہاں اس ہوٹل میں ٹھہر کر اور آج میں [یہا]ں چندوسی میں آپ کا سواگت کرتا ہوں اور ہاتھ جوڑ کر بنتی کرتا ہوں کہ میرے گھر چلئے، [غری]ب خانہ آپ کے سواگت کے لئے سب چتن ہے، اتفاق سے مجھے پتہ چل گیا کہ آپ آئے ہیں مہاراج! بھگوان کی سوگند میں نے آپ کو دوست کہا ہے تو دوست بنا کر ہی اپنے گھر

لے جانا چاہتا ہوں، آپ میری دوستی کو سویکار کریں۔ آپ کے چرنوں کی سوگند میرے چھوٹے سے گھر میں آپ کے پاؤں کے ناخن کو بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ یہ ٹھاکر کا قول ہے۔"

کرشن سنگھ نے چند لمحے سوچا۔ ٹھاکر دلیپ سنگھ کو بجرنگی کے بارے میں اطلاع دینا ضروری تھا۔ جو دشمنی اس کی بجرنگی سے تھی، دلیپ سنگھ سے نہیں تھی۔ بجرنگی تو اس کے بھائی کا قاتل تھا۔ دلیپ سنگھ سے تو بس ایک مقدمے میں ہار ہوئی تھی لیکن ہار جیت تو چلتی ہی رہتی ہے۔

"میں ایک بار پھر بنتی کرتا ہوں مہاراج! میرے ساتھ چلئے، جس کام سے بھی آپ یہاں آئے ہیں، میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ آپ کا وہ کام کر کے مجھے بہت خوشی ہوگی۔"

کچھ اس عاجزی سے کہا تھا دلیپ سنگھ نے کہ کرشن سنگھ کو تیار ہوتے ہی بن پڑی۔ اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے ٹھاکر دلیپ سنگھ! آپ کو حیرت ہوگی کہ میں آپ ہی کے پاس آیا تھا اور بہت جلد آپ کو ایک ایسی خبر دینے والا تھا جو آپ کے لئے بڑی کارآمد ہوگی۔"

"آپ چلئے میرے ساتھ!"

ٹھاکر کرشن سنگھ تیار ہو گیا اور اس کے بعد وہ باہر نکل آیا۔

"آپ کا سامان میرے ملازم آ کر لے جائیں گے۔"

"میرے ساتھ میرے دو آدمی اور بھی ہیں جو کسی کام سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔"

"چنتا کی بات نہیں، ہم ہوٹل کے منیجر سے کہہ دیتے ہیں کہ جب وہ واپس آئیں اور آپ کا پوچھیں تو انہیں بتا دیا جائے کہ وہ ٹھاکر دلیپ سنگھ کی حویلی پر گئے ہوئے ہیں، وہ وہیں آ جائیں۔"

اس طرح دلیپ سنگھ بڑی عزت و احترام کے ساتھ کرشن کو اپنی حویلی پر لے گیا۔ حویلی کے ایک انتہائی خوبصورت گوشے میں کرشن سنگھ کی رہائش کا انتظام کیا گیا۔ کرشن سنگھ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح ہری رام اور گووندداس کو اس بارے میں بتا دیا جائے۔ اسے علم تھا کہ وہ لوگ آس پاس ہی بھٹک رہے ہوں گے۔

دلیپ سنگھ نے کرشن کی خاطر مدارات کا بندوبست کیا اور پھر بولا۔ "پچھلے دنوں میں نے سنا تھا کہ آپ کے بھائی جو انگلینڈ سے آئے ہوئے تھے، کچھ بیمار تھے، اب ان کا کیا حال ہے؟"

کرشن نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور پھر آہستہ سے کہا۔ "اس کا دیہانت ہو گیا، اب وہ اس سنسار میں نہیں ہے۔"

"ہیں... کب...؟" دلیپ سنگھ کو واقعی اس بارے میں معلوم نہیں تھا۔

"تفصیل سے بتاؤں گا آپ کو دلیپ سنگھ جی! میرے بھائی کو قتل کر دیا گیا ہے۔"

"ارے... کس نے...؟"

جواب میں کرشن نے دلیپ سنگھ کو پوری تفصیل بتائی اور پھر اس نے کہا۔ "بجرنگی کا اصل نام ارجن سنگھ ہے اور ارجن سنگھ آپ کے بھنڈاری رام سنگھ کا بیٹا ہے۔"

"کیا...؟" دلیپ سنگھ کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"یاد ہے نا آپ کو رام سنگھ جس نے آپ کو دھوکا دے کر آپ کی رقم ہضم کی تھی اور آپ نے اسے پولیس کے حوالے کر دیا تھا جہاں بعد میں سنا ہے اس نے آتم ہتھیا کر لی تھی۔"

"ہاں یاد ہے، اچھی طرح یاد ہے مگر آپ نے یہ عجیب بات بتائی کہ ارجن سنگھ نے اپنا نام بجرنگی رکھ لیا، شاید ایک بہن بھی تھی اس کی، باپ کی موت کے بعد وہ اسے لے کر نکل گیا تھا۔"

"اسی کے بارے میں، میں نے آپ کو ابھی بتایا ہے۔ اس نے میرے ہاں نوکری کی، بہن بھی ساتھ تھی۔ میرے بھائی کو... سمجھ میں نے اسے غائب کیا ہے، میری حویلی کو آگ لگائی تھی اس نے۔"

"ہاں مجھے پتہ چلا تھا کہ آپ کے پانچ چھ آدمی مر گئے تھے، او ہو تو یہ وہ ہے مگر آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ مجھ سے بھی بدلہ لینا چاہتا ہے۔"

"مجھے بڑے بالائی طریقے سے اس بات کا علم ہوا کہ اب وہ آپ کی طرف رخ کر رہا ہے۔ ایک لڑکی اس کے ساتھ تھی۔ میں انہی دونوں کی تلاش میں آیا تھا اور بھگوان کی سوگند میں نے یہاں آتے ہوئے دل میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ سب سے پہلے میں آپ کو اس خطرے سے آگاہ کروں گا۔"

دلیپ سنگھ کا چہرہ اتر گیا تھا لیکن اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "اب ہم بھی اتنے کمزور نہیں ہیں کرشن سنگھ! اچھا ہوا آپ نے ہمیں اس بارے میں تفصیل بتا دی لیکن اگر وہ آ بھی جاتا تو شاید اپنی کوششوں میں کبھی کامیاب نہ ہو پاتا۔"

"پھر بھی دشمن سے ہوشیار رہنا بہت ضروری ہے۔"

"آپ کا بہت بہت شکریہ یہ واقعی ایک خطرہ ہے اور آپ نے ہمیں ہوشیار کر دیا، یہ اور بھی اچھی بات ہے۔ پر میں ایک بات کہوں گا مہاراج! اس نے ہم پر ایک احسان بھی کیا ہے۔" ٹھاکر دلیپ سنگھ نے مسکرا کر کہا۔

"احسان...!"

"ہاں ہمارے بیچ ایک چھوٹی سی خلش تھی مقدمے کے سلسلے میں اور ہم ایک دوسرے سے پیچھے ہٹ گئے تھے مگر اس نے ہمیں پھر ایک دوسرے کے قریب کر دیا۔"

"ہم نے آپ ہی ٹھاکر دلیپ سنگھ آپ خود چل کر میرے ہوٹل آئے اور آپ نے میرے ساتھ بہت اچھا رویہ اختیار کیا۔"

"خیر... ! اب اس بات کو جانے دیجئے اب یہ بتایئے کہ آگے ہم کیا کریں؟"

"بجرنگی ہمارا مشترکہ دشمن ہے، اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے، صرف مجھے دُکھ دینے کے لئے وہ سمجھتا ہے کہ اس کی بہن رادھیکا کو میں نے غائب کیا تھا، پر ایسی بات نہیں تھی، پتہ نہیں چل سکا لیکن لگتا ہے کہ وہ ہماری حویلی کے کسی آدمی کے ساتھ اس کا ٹانکا ہو گیا اور وہ بھولی کو دھوکہ دے کر نکل گئی، پر وہ پاپی سمجھتا ہے کہ یہ کام ہمارا تھا، اس نے غلط فہمی میں میرے بھائی کا جیون لے لیا۔"

"مجھے بہت دُکھ ہوا ہے آپ کے بھائی کی موت کا!"

"وہ ہمارا مشترکہ دشمن ہے، بہت چالاک ہے، اگر چالاک نہ ہوتا تو سیدھا ادھر آتا لیکن خیر یہ اچھی بات ہے کہ آپ پہلے سے اس سے ہوشیار ہو گئے۔"

"اچھی نہیں بلکہ بہت اچھی بات ہے، ویسے تھوڑا سا حلیہ بتا دیں آپ اس کا!"

گر بچن نے بجرنگی کا جو حلیہ بتایا، وہ پرانی بات تھی۔ اب تو شاید گر بچن بھی بجرنگی کو نہ پہچان سکتا تھا۔ ٹھاکر دلیپ سنگھ نے کچھ زیادہ ہی اچھا رویہ اختیار کیا تھا۔ اس نے گر بچن سے کہا۔ "آپ کچھ دن میرے مہمان رہیں مہاراج! من بھی بہل جائے گا آپ کا۔"

"وہ ابھی یہاں نہیں آئے گا۔ مجھے لگا ہے کا تھوڑا سا مجھے اندازہ ہے، بہر حال میں چلتا ہوں۔"

"بڑی خوشی ہوتی کہ آپ کچھ دن یہاں رہتے، ویسے ٹھیک ہے آپ چنتا نہ کریں، آپ نے مجھے ہوشیار کیا ہے، میں ہوشیار رہوں گا اور جیسے ہی وہ مجھے ملا، اسے کوئی نقصان پہنچانے سے پہلے میں آپ کو خبر کروں گا کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ آپ کا مجرم ہوگا، بھگوان آپ کے بھائی کی آتما کو شانتی دے۔"

پھر بھی گر بچن نے دو دن ٹھاکر دلیپ سنگھ کے ہاں قیام کیا تھا۔ ہری رام اور گووندا اس کو بھی بلا لیا گیا تھا اور دونوں سنگھ کے مہمان خانے میں مقیم تھے۔

☆......☆......☆

ادھر بجرنگی حیرت انگیز طور پر ذہانت کا ثبوت دے رہا تھا۔ اس نے ست رانی کی صلاحیتوں سے واقف ہونے کے باوجود سنسار کے بارے میں اُسے ایسی اہم باتیں بتائی تھیں کہ ست رانی دنگ رہ گئی تھی۔ اس نے تعجب بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"عجیب ہے یہ سنسار مہاراج! میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ سنسار کے کھیل اتنے نیارے

ہوں گے۔"

"ست رانی! ہمارا پہلا دشمن اب ٹھاکر دلیپ سنگھ ہے، سب سے پہلے ہم اُس کا خاتمہ کریں گے اور اس کے بعد کچھ اور سوچیں گے لیکن تم نے جو انوکھی باتیں مجھے بتائی ہیں، میں اُن سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں۔"

"آپ کی بیٹی ہوں مہاراج! آپ کی داسی ہوں، آپ نے مجھے جیون دان دیا ہے، ورنہ میں تو وہیں اس کھنڈر میں پیدا ہوتی اور وہیں مر جاتی، یہ آپ تھے مہاراج جنہوں نے مجھے کچھ سے کچھ بنا دیا، آپ مجھے جو حکم دیں گے، میں وہ کروں گی۔"

"ست رانی! میں نے تم سے کہا تھا کہ بات کسی ایک کی نہیں ہے، اس سنسار میں راکھشش ہی راکھشش بھرے پڑے ہیں، ہم ان میں سے جتنوں کا بھی صفایا کر سکیں، سنسار باسیوں کی سیوا ہوگی، بھگوان نے تمہیں وش کنیا بنا دیا ہے، تمہارا یہ وش راکھششوں کے شریر میں اُتر کر انہیں اُن کے بُرے ارادوں سمیت گلا دے گا، میں یہی چاہتا ہوں، پر ایک بڑی آرزو میرے من میں یہی ہے کہ اگر میری بہن رادھیکا جیتی ہے تو مجھے مل جائے۔"

"میں جلد ہی اپنا کام شروع کروں گی، آپ دیکھئے میرے بچھو پھیر و رادھیکا کا کس طرح پتہ چلاتے ہیں۔"

"میں چاہتا ہوں کہ تم اپنی اس حیرت انگیز صلاحیت سے کام لے کر رادھیکا کی ایک تصویر بنوا دو۔"

"مجھے بتایئے بابا کہ میں یہ کام کب کروں؟"

"میں نے اس بارے میں بہت کچھ سوچا ہے، کچھ انتظام کرنا چاہتا ہوں میں۔"

"کس طرح کا انتظام......؟"

"میں کسی مصور کو تلاش کرتا ہوں، میری آنکھوں سے وہ تصویر تم اپنی آنکھوں میں منتقل کر لو اور پھر وہ تصویر اس مصور کے من میں اتار دو، وہ رادھیکا کی تصویر بنا دے گا۔"

"آپ کی بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آئی بابا بجرنگی!"

"او...... ! تم مصور کے بارے میں نہیں جانتی؟"

"نہیں...... !" ست رانی نے معصومیت سے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"مصور وہ ہوتا ہے جو کسی منظر کی تصویر کاغذ پر اُتار لیتا ہے، پھر ہم اس کاغذ سے اور بھی بہت سی تصویریں بنوا سکتے ہیں، کیا سمجھیں، اس طرح میرے پاس رادھیکا کی کچھ تصویریں ہو جائیں گی اور میں اس کے لئے دوسرے ذرائع بھی اختیار کروں گا۔"

''مورتیں تو من سے ہی بنتی ہیں! میری بھی من میں اسی طرح بنتی ہے جس طرح پہلے دن میں نے اس کا مکھ دیکھا تھا۔'' بجرنگی مسرت بھرے لہجے میں بولا۔

''بس ٹھیک ہے بابا! آپ یہ کام کر لیں۔''

''میں نے تم سے کہا تھا کہ ست رانی ابھی تم اپنے آپ کو محفوظ رکھو، دنیا کے سامنے آنے کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے لوگ تمہارے پیچھے لگ جائیں، یہ سب اچھے لوگ نہیں ہوں گے ست رانی اور اب تو تم ان لوگوں کی ہو گئی ہو [illegible] ان میں سے جو کوئی بھی تمہاری [illegible] [illegible] بہت کم [illegible] جس نے [illegible] اچھائی [illegible] ست رانی [illegible] تو وہ تم سے [illegible] حاصل [illegible] تمہاری قربت [illegible] بہت ہی [illegible]۔''

بجرنگی کی یہ بات سن کر رانی کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا۔ ایک بار پھر اس کی فطرت میں انسانی احساسات ابھر آئے تھے۔ وہ جوان ہو چکی تھی اور بہت سی آرزوئیں اس کے من میں جاگ گئی تھیں۔ چنانچہ ان سے ملنے کی سوچ سے اس کا دل دھڑکا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ان جذبات اور احساسات کو پوری طرح اس نے ابھی تک [illegible] کا موقع نہیں ملا تھا لیکن بجرنگی کے ان الفاظ نے اسے [illegible] کر دیا تھا۔

ست رانی نے ستارہ کے بارے میں بہت کچھ جان لیا تھا لیکن کچھ باتیں ایسی تھیں جن سے ابھی اس کا واسطہ نہیں پڑا تھا۔ بجرنگی اسے مختلف ہدایات دیتے ہوئے ایک بار پھر باہر نکل گیا اور اس نے اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق ان طرح کے اسٹوڈیو تلاش کئے تھے جن کے بارے میں اسے معلوم ہوا تھا کہ یہاں فن مصوری سے متعلق کام ہوتا ہے۔ اس نے ایک ایسا کو منتخب کیا جہاں جن کے لئے اس نے دو تین افراد سے رابطہ کیا۔ بے شک مصور تھے لیکن بجرنگی نے جو کہانی انہیں سنائی تھی، وہ سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ آنکھوں سے دماغ میں کسی طرح تصویر اتاری جائے اور پھر اسے وہ تصویر بنانی ہو۔

''بابا جی! یا تو آپ مذاق کر رہے ہیں یا پھر ہم بے وقوف ہیں۔'' دو تین جگہ سے بجرنگی کو ایک ہی جواب ملا تھا لیکن حسن شاہ جو ایک نوجوان مصور تھا اور فن مصوری میں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا، وہ بجرنگی کی کہانی سن کر چونکا تھا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ میرے ذہن میں کوئی تصویر اتاری جائے اور پھر اس تصویر کو اپنے ذہن میں بسا کر میں اسے کاغذ پر منتقل کروں؟''

''میں یہی چاہتا ہوں نوجوان!''

''مگر وہ تصویر میرے ذہن میں کیسے پہنچائی جائے گی، اس کا کوئی مشینی ذریعہ ہوگا یا کوئی روحانی ذریعہ۔۔۔!'' حسن شاہ نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

''تم حیران رہ جاؤ گے، جو کچھ تمہارے دماغ میں اتارا جائے گا، اس سے تمہیں ذرہ برابر کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔''

''میں آپ سے عرض کروں میرے بزرگ! میں نے زندگی بھر ایسے ہی اوٹ پٹانگ تجربات کئے ہیں اور مجھے ان سے بہت دلچسپی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ آپ مجھے کسی جال میں پھانسنے کی کوشش نہیں کریں گے کیونکہ بہت سے واقعات اس طرح کے بھی ہوتے ہیں کہ بات کسی اور طریقے سے کی جائے اور اس کا پس منظر کچھ اور ہو۔''

''تم نوجوان ہو اور میں کمزور سا شخص ہوں، اگر تم اس بات پر اطمینان محسوس کرو تو میرے لئے کام کرو، ورنہ ظاہر ہے میں تمہیں اس کے لئے مجبور نہیں کر سکتا۔''

حسن شاہ کچھ دیر سوچتا رہا، پھر ہنس کر بولا۔ ''چلو ٹھیک ہے بابا جی! کر لو جو تمہیں کرنا ہے میرے ساتھ۔ بتاؤ کب چلنا ہے اور کہاں چلنا ہے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تصویر کو میرے ذہن تک پہنچانے والی شخصیت تم میرے اسٹوڈیو لے آؤ۔''

''مگر تمہاری شرط ہوگی۔''

''ہاں تم میرا اسٹوڈیو دیکھ رہے ہو، اس کے پیچھے ایک اور کمرہ ہے جہاں میں تصویر سازی کرتا ہوں، وہ تمہیں دکھا دوں۔''

چنانچہ حسن شاہ نے اسے دکھایا، وہ بہت ہی پرسکون اور کشادہ تھا اور وہاں اس طرح کے انتظامات تھے کہ ست رانی اپنا کام کر سکے۔

''ٹھیک ہے، اس طرح تمہاری یہ الجھن بھی دور ہو جائے گی کہ کہیں تمہیں کسی خطرناک جگہ تو نہیں لے جا رہا۔''

''میں مطمئن ہوں، کب لاؤ گے تم ان بابا جی کو جو وہ تصویر میرے دماغ میں اتاریں گے۔'' حسن شاہ نے سوال کیا۔

''کل شام کو پانچ بجے کے قریب۔''

''ٹھیک ہے، میں انتظار کروں گا۔''

بجرنگی وہاں سے واپس آ گیا۔ یہ ایک دلچسپ مرحلہ تھا اور وہ اس میں پوری پوری دلچسپی لے رہا تھا۔ دیکھنا یہ تھا کہ ست رانی تصویر اس کی آنکھوں سے کیسے حاصل کرتی ہے۔ ست رانی مطمئن اور خوش تھی۔ یہ بھی اس [illegible] کا ایک حصہ تھا کہ الجھن کوئی بھی ہو، تھی بڑی

کیوں نہ ہو، وہ اپنے طور پر مطمئن اور پرسکون نظر آتی تھی۔ بجرنگی نے کہا۔

"ست رانی! میں نے مصور تلاش کر لیا ہے جس کے ذہن میں تم میرے ذہن سے حاصل کی ہوئی رادھیکا کی تصویر اُتارو گی۔"

"ٹھیک ہے، اب آپ یہ بتائیے کہ آپ یہ تصویر مجھے کب دے رہے ہیں؟"

"جب تم پسند کرو۔"

ایک وقت متعین کر لیا گیا اور بجرنگی خود ایک دلچسپ تجربے کے لئے تیار ہو گیا۔ ست رانی اس کی آغوش میں پروان چڑھی تھی لیکن کبھی کبھی بھگوان ایسے ایسے نیارے کھیل دکھاتا ہے کہ انسان کچھ سوچ بھی نہ سکے۔ ست رانی کہاں سے چلی تھی، کہاں پہنچ گئی تھی اور اب نئے نئے واقعات اور مناظر پیش آ رہے تھے۔

مقررہ وقت پر ہوٹل کے کمرے کو اندر سے بند کر لیا گیا۔ بجرنگی، ست رانی کے ساتھ بیٹھ گیا اور ست رانی اپنے کام کے لیے تیار ہو گئی۔ اس نے کہا۔

"بابا بجرنگی! تم اپنے من میں اپنی رادھیکا کو لے کر آؤ، اس کی صورت کو من میں بساؤ، اس سے متعلق واقعات یاد کرو، اس طرح کہ تمہارے من میں اُدا سی آ جائے اور بس میری آنکھوں میں دیکھتے رہو۔"

بجرنگی نے گردن ہلائی اور پھر وہ اپنی بہن کے بارے میں سوچنے لگا۔ رادھیکا کی ایک ایک بات اُسے یاد آ رہی تھی۔ رادھیکا اپنے پتا اور اس کی خوب خدمت کرتی تھی، ان کی ہر چیز صاف ستھری کر کے رکھتی تھی، ان کے لئے کھانا پکاتی تھی اور پھر جب وہ کھانا بڑے پریم سے ان کے سامنے سجاتی تو دونوں ہی پیار سے اُسے کہتے کہ رادھیکا! آؤ تم بھی ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ تو وہ کہتی۔ "نا بابا نا تم کھانا کھاؤ، میں تمہیں چیزیں لا لا کر دوں گی، مجھے اس میں جو مزہ آتا ہے وہ کسی اور کام میں نہیں۔"

باپ، بیٹے ہنس کر کھانا شروع کر دیتے اور پھر بجرنگی کو وہ منظر یاد آیا جب اس کے باپ نے آتم ہتھیا کر لی تھی اور رادھیکا ویران نگاہوں سے اپنے باپ کو دیکھتی رہ گئی تھی۔ اس وقت وہ کتنی عجیب لگ رہی تھی۔ بجرنگی کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں، آنسو ٹپکنے لگے، اس کے ذہن میں رادھیکا کی بے شمار یادیں آ گئی تھیں اور کچھ دیر کے لئے وہ بھول گیا تھا کہ وہ کیا عمل کر رہا ہے۔

ست رانی کی نظریں اس کی آنکھوں پر تھیں اور اس کے چہرے پر ایک عجیب سا پُراسرار سا طلسم نظر آ رہا تھا۔ وہ اسے دیکھتی رہی تھی۔ اچانک ہی بجرنگی کے ذہن کو ایک جھٹکا سا لگا۔ اسے یوں لگا جیسے کوئی فلم چلتے چلتے رُک گئی ہو۔ پہلے اس نے چونک کر چاروں طرف دیکھا اور پھر ست رانی

کے چہرے کو دیکھنے لگا جو مسکرا رہی تھی۔

بجرنگی نے اپنی آنکھیں خشک کیں اور بولا۔ "کیا تمہارا کام ہو گیا ست رانی...؟"

"ہاں بڑی سندر تھی رادھیکا، سچ مچ اُسے تو جیون بھر یاد کیا جا سکتا ہے لیکن تم چنتا مت کرو بابا! وہ تمہیں مل جائے گی۔"

"تُو نے اُس کی تصویر اپنی آنکھوں میں اُتار لی؟"

"ہاں بابا......!"

"کیا اب تُو اس کی تصویر کو اس مصور کے... میں اُتار سکتی ہے؟"

"آرام سے!" ست رانی نے جواب دیا۔

بجرنگی گہری سانسیں لے کر گردن ہلانے لگا۔ "اس سنسار میں کوئی بھی منش اپنے آپ کو مکمل نہیں کہہ سکتا، تیرا یہ فن اگر منظرِ عام پر آ جائے تو پتہ نہیں کیا سے کیا ہو جائے، ٹھیک ہے کل ست رانی ہم لوگ چلیں گے اس مصور کے ہاں اور پھر تُو وہ تصویر اس کے من میں اُتار دینا۔"

"ٹھیک ہے۔"

دوسرے دن پانچ بجے کے قریب بجرنگی اور ست رانی تیار ہو کر چل پڑے۔ ست رانی نے ایک عمدہ لباس پہنا تھا لیکن اس لباس کے اوپر اس نے اپنا وہی خاص لباس پہن لیا تھا جو برقعے نما تھا اور جو اس کے چہرے کو ڈھک لیا کرتا تھا۔

بجرنگی، ست رانی کے حسن سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ اسے کھلے عام نہیں لے جانا چاہتا تھا کیونکہ ابھی وہ اُسے دنیا کے سامنے اس طرح نہیں پیش کرنا چاہتا تھا اور نہ ہی اُسے اس کی کوئی ضرورت پیش آئی تھی۔ ست رانی اس سے پورا پورا تعاون کر رہی تھی۔

حیرت کی بات یہ تھی کہ حسن شاہ بھی بے چینی سے ان دونوں کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے بجرنگی کو دور سے ہی دیکھ لیا اور اس کے ساتھ کسی برقعہ پوش کو بھی...

وہ اسٹوڈیو میں تمام تیاریاں مکمل کر چکا تھا۔ جب یہ دونوں اندر داخل ہوئے تو اس نے ان کا پُرجوش خیر مقدم کیا اور بولا۔

"آپ نے اپنا نام بجرنگی بتایا تھا نا......؟"

"بابا بجرنگی! میں نے تمام لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ مجھے اس وقت تک مخاطب نہ کیا جائے جب تک میں خود کسی کو مخاطب نہ کروں، میں نے سارا انتظام کر لیا ہے، یہ کون ہیں؟"

"آؤ اندر چلو۔" بجرنگی نے کہا اور ست رانی کے ساتھ اندر داخل ہو گیا اور بولا۔

"یہ میری بیٹی ہے اور یہ وہ تصویر تمہاری آنکھوں میں منتقل کرے گی۔ چلو ست رانی! یہ پردہ اتار دو۔"

ست رانی نے خاموشی سے بجرنگی کے کہنے پر عمل کیا۔ حسن شاہ کی پُرشوق نگاہیں اس شخصیت کا جائزہ لینے کے لئے تیار تھیں جو ایک انوکھا کام کرنے والی تھی لیکن جب اس نے اس کا چہرہ دیکھا تو وہ ایک لمحے کے لئے مبہوت ہو گیا۔

وہ خود اتنی پُرکشش اور پُراسرار تھی کہ اسے دیکھ کر بس دیکھتے رہنے کو ہی جی چاہے۔ بجرنگی نے ایک لمحے کے اندر محسوس کر لیا کہ نوجوان مصور کی آنکھوں میں ست رانی کے لیے انتہائی پسندیدگی کے جذبات تھے۔ کچھ لمحوں تک وہ خاموش رہا پھر حسن شاہ کو مخاطب کر کے بولا۔

"ہمیں بیٹھنے کے لیے نہیں کہو گے مصور!" حسن شاہ چونک پڑا پھر اس نے کہا۔

"معافی چاہتا ہوں، آیئے بیٹھئے۔" بجرنگی اور ست رانی صوفوں پر بیٹھ گئے۔

حسن شاہ بار بار کھو جاتا تھا اور بجرنگی اس کی کیفیت کو اچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔ اسے مستقبل کے لئے بھی بہت سے اشارے مل رہے تھے۔ آخر کار اس نے حسن شاہ کو مخاطب کیا۔

"اپنا کام شروع نہیں کرو گے مصور؟"

اور حسن شاہ جیسے کسی خواب سے چونک پڑا۔

"ہاں... ہاں...!" یہ کہہ کر وہ تھکے تھکے انداز میں سامنے بیٹھ گیا۔

☆ ☆ ☆

تھوڑی دیر تک حسن شاہ کی یہی کیفیت رہی پھر اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔

"میرے ذہن میں تو یہی بات تھی کہ کسی روحانی بزرگ کا تصور تھا یا پھر کسی پنڈت یا جادوگر جیسے کسی عمل کے عامل کا خیال۔ لیکن آپ نے جن خاتون کو میرے سامنے پیش کیا ہے اگر یہ ایسا کوئی عمل کرتی ہیں تو مجھے یقین ہے کہ یہ بڑی آسانی سے ایسا کر سکتی ہیں کیونکہ انہیں دیکھ کر ہی انسان اپنی سُدھ بُدھ کھو بیٹھتا ہے۔" پھر حسن شاہ براہ راست ست رانی سے مخاطب ہوا۔

"جی محترمہ! بتائیے کہ آپ اپنے ذہن میں محفوظ کوئی تصویر میرے ذہن میں کیسے اُتار سکتی ہیں۔"

ست رانی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور مصور کو یوں لگا جیسے اچانک ہی اس کے دماغ پر جھٹکے سے کوئی چیز لگی ہو۔ اس کی آنکھوں میں ایک کوندا سا لپکا اور اس نے دونوں ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھ لئے۔ کچھ لمحے وہ اسی کیفیت میں رہا اور اس کے بعد اس نے حیرانی سے آنکھیں مسل کر کہا۔

"یہ سب کیا تھا بجرنگی بابا! کیا آپ مجھے ان محترمہ کے بارے میں کچھ بتائیں گے۔"

"میں نے کہا نا میری بیٹی ہے اور اسے آنکھوں کے راستے ذہن تک پہنچنے کا فن آتا ہے۔ اس نے اپنے من سے وہ تصویر تمہارے من میں منتقل کر دی ہے جیسا کہ میں نے تم سے کہا۔"

"انہیں تو آنکھوں کے راستے صرف دماغ ہی نہیں بلکہ دل میں اترنے کا فن بھی آتا ہے۔ معافی چاہتا ہوں ضرورت سے زیادہ بول رہا ہوں، آپ یقین کیجئے میں نے جیسا کہ آپ سے عرض کیا تھا کہ میری زندگی دلچسپ تجربات میں گزری ہے، لیکن یہ تجربہ میری زندگی کا سب سے حیران کن تجربہ ہوگا۔ محترمہ معاف کیجئے گا، آپ کی سندرتا اور آپ کا یہ فن سمجھ میں نہ آنے والا ہے۔ بجرنگی بابا! میں تو آپ کو کچھ اور پیشکشیں بھی کروں گا۔ ایسا انمول خزانہ یونہی لئے پھر رہے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں، جو تصویر آپ مجھ سے بنوانا چاہتے ہیں وہ کس کی ہے اور کیسی ہے، لیکن یہ آپ کی شہزادی، کیا آپ مجھے ان کا نام بتانا پسند کریں گے؟"

"ست رانی"

"خدا کی پناہ، نام بھی انوکھا اور بڑا اسرار ہے۔ میں آپ سے کچھ باتیں کروں گا بجرنگی بابا۔ آپ کا یہ کام میں بڑے خلوص سے کروں گا، لیکن مجھے بھی آپ سے کچھ کام ہوں گے۔ ایسے کام جو آپ کو بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"میں تمہاری ضرور مدد کروں گا نوجوان فنکار۔ اب تم اپنا شروع کرو۔"

"ہاں میں تیار ہوں۔ میں اپنی زندگی کے سب سے انوکھے تجربے کے لئے تیار ہوں۔ نیا کروں میں، مجھے بتائیے اور آپ ست رانی جی آپ تو بولتی ہی نہیں ہیں۔"

ست رانی خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ اس کے ہونٹوں پر ایک انتہائی پُراسرار مسکراہٹ تھی۔ یہ بات درست تھی کہ ایک بار جگن راج کو دیکھ کر اور اس کی باتیں سن کر اس کے دل میں ایک نغمے کے لئے ایک تاثر سا ابھرا تھا، لیکن اب وہ اس طرح کے ہر تاثر سے بے نیاز ہو چکی تھی۔ مصور اور فوٹو گرافر کی باتوں نے اسے بالکل متاثر نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد حیرت ناک تجربے کا آغاز ہو گیا۔

اچانک ہی یوں محسوس ہوا تھا جیسے ست رانی کی ساری معصومیت رخصت ہو گئی ہو۔ اس کے چہرے پر سختی نظر آنے لگی تھی۔ اس نے حسن شاہ کی طرف دیکھا اور حسن شاہ کے دماغ کو جھٹکا لگا۔ پہلے بھی ایسا ہوا تھا لیکن اس وقت ست رانی نے حسن شاہ کے چہرے سے نگاہیں ہٹالی تھیں اور حسن شاہ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیئے تھے لیکن اس بار حسن شاہ ایسا نہ کر سکا۔ ست رانی اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی اور حسن شاہ کے بدن کی جان نکلتی جا رہی تھی۔ وہ بے بس ہو گیا تھا۔

ست رانی نے بہت مختصر وقت میں اپنا عمل کر لیا۔ اور پھر اس نے حسن شاہ کو اس عمل سے آزاد کر دیا۔ حسن شاہ کئی منٹ تک سُدھ بُدھ کھوئے رہا تھا۔ پھر وہ زور زور سے گردن جھٹکنے لگا تھا اور پھر اس کی نگاہ ست رانی پر پڑی تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ پھر وہ حیرت زدہ سے انداز میں مسکرانے لگا اور بجرنگی کی طرف رُخ کر کے بولا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا نا بجرنگی بابا! کہ میری مختصر سی زندگی میں بہت سے انوکھے واقعات کا دخل ہے، لیکن یہ سب کچھ جو میرے ساتھ ہوا ہے میں اسے اپنی زندگی کی آخری سانس تک نہیں بھلا سکوں گا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے۔ میں نے ہپناٹزم کے بارے میں بھی سنا ہے، ٹیلی پیتھی کے بارے میں بھی پڑھا ہے، لیکن یہ عمل ان سب سے مختلف ہے۔"

"مجھے ایک بات بتاؤ مصور۔ کیا کوئی تصویر تمہارے من میں اتری ہے؟"

حسن شاہ نے آنکھیں بند کر لیں تھوڑی دیر تک سوچوں میں گم رہا پھر بولا۔

"ہاں... ایک تصویر میرے من میں اتری ہے۔ روشن اور کشادہ پیشانی، کالے یا سیاہ بال، ستواں ناک، اوپر کے ہونٹوں پر ایک ننھا سا گہرا تل، لمبی گردن، شرمیلی آنکھیں ...ی سندر لڑکی کی تصویر اتری ہے میرے دماغ میں۔"

"کیا تم اس تصویر کو کاغذ پر منتقل کر سکتے ہو؟"

"بڑی آسانی سے۔ ہمارا تو کام یہی ہے۔ ہماری ماڈلز ہمارے سامنے آتی ہیں۔ کیمرے تو ہم ان سے فوٹو گراف بناتے ہی ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ہم انہیں سامنے بٹھا کر یا پھر ان کی کسی ...ے سے ان کے نقوش کاغذ پر منتقل کرتے ہیں۔ بات وہی ہے کہ آنکھوں کے راستے دماغ میں دماغ کی ہدایت کے مطابق قلم یا برش کے ذریعے کینوس یا کاغذ۔ تصویر میرے دماغ میں ہے ...اسے با آسانی کاغذ پر منتقل کر سکتا ہوں، لیکن یہ میری زندگی کا حیرت انگیز واقعہ ہوگا۔"

"مجھے کب تک یہ تصویر دے دو گے؟" بجرنگی کے لہجے میں ایک حسرت تھی۔

"دو تین دن لگ جائیں گے۔ میں آپ کو یہ تصویر پیش کروں گا، لیکن آپ سے ایک ...خواست کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ہاں کہو حسن شاہ۔" بجرنگی بولا۔

"آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ اور ست رانی جی سے ملتا رہوں۔ میرے دل میں ...کے لئے کوئی برا جذبہ نہیں ہے۔ مزید یہ کہ بجرنگی بابا آپ ظاہر ہے ان کے بزرگ ہیں، ان کے ...ے ہیں۔ مجھ سے ہزاروں درجے زیادہ مناسب اور بہتر سمجھتے ہیں، لیکن اگر آپ انہیں چھپا کر ...یہ بہت بہتر ہوگا۔ آپ کا قیام کہاں ہے؟ آپ نے اس کے بارے میں مجھے کوئی تفصیل ...بتائی۔ میں کسی بھی وقت آپ کے پاس آنا چاہوں تو کہاں آ سکتا ہوں؟"

"میرا قیام ہوٹل میں ہے۔"

"آپ کہیں باہر سے آئے ہیں؟"

"ہاں۔"

"خیر اس سے زیادہ تفصیل پوچھنا مناسب نہیں ہے کیونکہ آپ لوگ مجھے بہت پراسرار ہیں، لیکن ایک پیشکش کرنا چاہتا ہوں میں۔"

"کیا؟" بجرنگی نے سوال کیا۔

"اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے لئے قیام کا بہترین بندوبست کر سکتا ہوں۔"

"حسن شاہ، مجھے وقت دو تا کہ میں کوئی مناسب فیصلہ کر سکوں۔ تم بہت اچھے انسان ہو اور

میں اب تمہیں ایک اچھے دوست کا درجہ بھی دیتا ہوں۔ اگر مجھے ایسی کسی شے کی ضرورت ہوئی تو میں تم سے ضرور فرمائش کروں گا کہ میرے لئے کوئی اچھا بندوبست کرو۔"

"بجرنگی بابا میں وہ کچھ کروں گا آپ کے لئے کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"ٹھیک ہے بہت بہت شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دو۔" بجرنگی نے کہا اور اس کے بعد وہ حسن شاہ سے رخصت ہو کر چل پڑا۔ ست رانی کے ہونٹوں پر ایک گہری مسکراہٹ تھی۔ باہر آنے کے بعد بجرنگی نے اس سے پوچھا۔

"تمہیں کوئی الجھن تو نہیں ہے۔"

"نہیں بابا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں الجھنوں کے بارے میں جانتی ہی نہیں۔ ابھی تو میں آپ کے سنسار سے واقفیت حاصل کر رہی ہوں۔ یہ الجھنیں تو اس سے پیدا ہوتی ہیں جب منش ساری باتیں جان لے۔"

"ہم لوگ جب اس کھنڈر میں تھے تو کسی مشکل کا شکار نہیں تھے وہاں سے نکلے ہیں تو بہت سی الجھنیں ہمارے ساتھ آئی ہیں۔"

"ہاں ایسا تو ہے لیکن یہی اس سنسار کی اچھائی ہے بابا کہ یہاں نئی نئی الجھنوں میں الجھ کر منش آسانی سے جیتا ہے۔ اگر کوئی الجھن ہی نہ ہو تو پھر جینے میں مزہ نہیں رہتا۔" یہ دونوں باتیں کرتے رہے۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں، ادھر حسن شاہ اپنی زندگی کی سب سے حیرت ناک کیفیت کا شکار تھا۔ اسے ست رانی یاد آ رہی تھی جس کی آنکھوں میں جادو تھا، لیکن یہ جادو تو اس کے پورے نقوش میں تھا۔ وہ صرف کیل جیتی یا پجاری یا کسی اور قوت کی مالک ہی نہیں تھی بلکہ ایک حسین منش بھی تھی۔ حسن شاہ کے بہت سے ایسے کونٹریکٹ تھے جو اس وقت کیش ہو سکتے تھے۔ بہرحال وہ ذہین اور دنیا دار آدمی تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے ٹیلی فون پر کسی کا نمبر ڈائل کیا اور ریسیور کان سے لگا لیا۔

"ہاں میڈم کیرولین سے بات کرائیے۔" اس نے دوسری طرف سے کوئی آواز سن کر کہا۔

"انہیں بتا دیجئے میں حسن شاہ بول رہا ہوں۔"

کچھ لمحوں کے بعد ایک پاٹ دار آواز سنائی دی۔

"ہاں حسن شاہ بولو خیریت......"

"میڈم ملاقات کرنا چاہتا ہوں کب آ جاؤں؟"

"حسن شاہ ہر بار یہ سوال کرتے ہو کہ کب آؤں۔ کون سا ایسا وقت ہے جو تم سے ملاقات

[illegible] آتا ہے۔"

"تو پھر ڈنر آپ کے ساتھ کروں گا۔"

"یہ سب سے اچھا ہے۔ دس بجے ایمسن پہنچ جاؤ۔ میری سیٹ کے بارے میں تمہیں معلوم ہے۔"

"او کے میڈم او کے۔" حسن شاہ نے کہا۔ اس کے بعد وہ کافی دیر تک آنکھیں بند کئے آرام دہ کرسی پر بیٹھا سوچوں میں ڈوبا رہا۔ اتفاق کی بات یہ کہ کوئی ملاقاتی بھی نہیں آیا تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں اس تصور پر غور کیا، جو حیرت انگیز طور پر اس کے دماغ میں آ بسی تھی۔ بڑے واضح نقوش اور ایک مکمل وجود تھا جو اس کی نگاہوں میں آ چکا تھا۔

حسن شاہ دیر تک سوچتا رہا اور اس کے بعد اس کا دل چاہا کہ ان نقوش کو دیکھے کہ جو اس کے دماغ میں بسے تھے۔ وہ تیاریاں کر کے ایک جگہ آ بیٹھا۔

وہ اس تصور کا رف سکیچ بنانا چاہتا تھا۔ اس کے ماہرانہ ہاتھ پنسل کے ساتھ کاغذ پر چل پڑے اور اس کے بعد اسے وقت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکا۔ کاغذ پر ایک چہرہ ابھرتا چلا آ رہا تھا۔ نجانے کتنا وقت گزر گیا تب وہ چونکا۔ اب اس چہرے کی آؤٹ لائن اس کے سامنے آ چکی تھی۔

اس نے اپنے دماغ میں بسی تصویر سے ان لائنوں کا موازنہ کیا تو اسے یوں لگا جیسے اس نے ایک کامیاب عمل کیا ہو اور ایک تصویر مکمل ہو گئی ہو۔ دیر تک وہ اس تصویر کو دیکھتا رہا پھر اس کی نگاہ گھڑی کی طرف اٹھ گئی۔ نو بج کر تیس منٹ ہو گئے تھے۔ وہ بُری طرح چونک پڑا۔ اسے دس بجے ایمسن پہنچنا تھا جو میڈم کیرولین کا مخصوص ہوٹل تھا اور وہاں ہمیشہ اس کی سیٹ ریزرو رہتی تھی۔

میڈم کیرولین کوئی معمولی عورت نہیں تھی۔ ایک بہت بڑی ایڈورٹائزنگ ایجنسی کی مالک تھی۔ اس کے علاوہ اس کا ایک بہت شاندار بیوٹی پارلر بھی تھا۔ فیشن شو کراتی رہتی تھی۔ ان تمام [illegible]وں کے باوجود فن کی قدردان تھی اور حسن شاہ کے فن کو وہ دل سے مانتی تھی۔ کئی ہی بار اس نے [illegible] کی تھی کہ حسن شاہ اگر پسند کرے تو اس کی ایڈورٹائزنگ ایجنسی جوائن کر لے۔ اسے منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا لیکن حسن شاہ بھی نظر باز اور مختلف آدمی تھا۔ آزاد منش اور کسی کی برتری نہ قبول کرنے والا۔ جس چیز سے بھی متاثر ہو جاتا اس کے لئے موم کی طرح پگھل جاتا تھا اور جہاں مزاج اور فطرت کے خلاف کوئی عمل ہوتا تو پتھر کی طرح سخت بن جاتا۔ کیرولین اس کی اس شخصیت سے بے پناہ پسند کرتی تھی اور اس نے یہ بات تسلیم کرتے ہوئے کہا کہ حسن شاہ درحقیقت تم سچے فنکار ہو۔ ایک سچا فنکار کبھی قیدی نہیں بن سکتا۔ میں تمہاری شخصیت کو اسی انداز میں زندہ رکھنا چاہتی ہوں جس طرح تم چاہتے ہو، لیکن تم یوں سمجھ لو کہ میری ایجنسی کے لئے تم ناگزیر ہو۔

حسن شاہ میڈم کیرولین کے بارے میں سوچتا ہوا آخرکار ایمسن پہنچ گیا اور اس کا اندازہ درست نکلا۔ پارکنگ لاٹ پر کیرولین کی شاندار کار کھڑی ہوئی تھی۔ حسن شاہ نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ دس بجنے میں ایک منٹ تھا۔ اس ایک منٹ کے اندر اندر وہ کیرولین کے سامنے پہنچ گیا۔

کیرولین اسے دیکھ کر پرتپاک انداز میں مسکرائی اور بولی۔ ''میں تمہیں سچا فنکار یونہی نہیں کہتی۔ اس کے اندر اقدار کی پاسداری بھی ہوتی ہے۔ تم وقت کے بہت پابند ہو۔ یہ تمہاری بہت بڑی خوبی ہے جس کی میں دل سے قدر کرتی ہوں۔''

''شکریہ میڈم۔ آج میں آپ کے لئے ایسی خوفناک داستان لایا ہوں جسے سن کر آپ دنگ رہ جائیں۔''

''جلدی سے مجھے دنگ کرو۔'' کیرولین نے ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ویٹر کے آنے پر اس نے آرڈر دیا، پھر بولی۔ ''ہاں ایسی کیا خاص بات ہے؟''

''ایک نام ہے۔ ست رانی کیسا ہے۔''

''دلکش اور پراسرار۔ ہم اسے کہیں بھی استعمال کر سکتے ہیں۔''

''صرف نام کو یا اس نام کی لڑکی کو بھی''

''ایسی کوئی لڑکی ہے؟'' میڈم نے سوال کیا اور حسن شاہ نے اسے ست رانی اور بجرنگی کی پوری کہانی سنا دی۔

میڈم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

''اور تم مجھ سے مذاق میں بھی جھوٹ نہیں بولتے۔''

''میں نے جو کچھ بتایا ہے وہ سچ ہے۔''

''مائی گاڈ۔ اور تمہاری اس لڑکی تک رسائی ہے۔''

''پوری طرح۔ ابھی تو مجھے اس دوسری لڑکی کی تصویر بھی بنانی ہے۔'' جسے میرے ذہن میں اتارا گیا ہے۔''

ویٹر نے آرڈر سرو کر دیا تھا لیکن دونوں بہت دیر تک خیالات میں ڈوبے رہے۔ پھر میڈم بولی۔

''اس جدید دور میں بھی اس طرح کی کہانیاں زندہ ہیں؟''

''یہ کہانیاں تو اس کائنات کا حسن ہیں میڈم کیونکہ ایسی کہانیوں سے ہمیں اپنی اصلیت کا سراغ ملتا رہتا ہے۔ قدرت نے اس کائنات کو بہت سے رازوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ ہم اپنے آپ کو اس جدید دنیا کا باسی کہہ کر دھوکا دیتے ہیں اور اس سب کچھ کو نظر انداز کر دیتے ہیں، جو اس

میں سب۔ میڈم یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ کائنات میں ایسی ایسی چیزیں چھپی ہوئی ہیں کہ جو عام پر آجائیں تو انسانی دماغ پھٹ کر رہ جائے۔ بہر حال''

''تم نے مجھے واقعی حیران کر کے رکھ دیا ہے اور تم کہتے ہو کہ وہ انتہائی خوبصورت بھی ہے۔''

''میڈم میں نے اسے ایک فوٹوگرافر اور ایک مصور کی حیثیت سے دیکھا ہے۔ آپ اسے حیرت کی آنکھ سے دیکھیں گی تو دنگ رہ جائیں گی۔ وہ صرف اپنے علم میں ہی پراسرار نہیں ہے اس کی شخصیت میں ایک ایسا انوکھا پن ہے کہ انسان اس کے بارے میں کوئی صحیح فیصلہ نہ کر پائے۔''

''تم مجھے اس کے لئے پاگل کئے دے رہے ہو حسن شاہ۔ یہ بتاؤ میں اس سے کب مل سکوں گی؟'' کیرولین نے کہا۔

حسن شاہ کچھ دیر خاموش رہا پھر بولا۔ ''وہ مجھ سے ملاقات کرتے رہیں گے۔ میں بہت جلد اُس سے ملاؤں گا۔ ویسے مجھے یوں لگتا ہے کہ جو تصویر وہ مجھ سے بنوانا چاہتے ہیں اس کے پیچھے کوئی بہت ہی دلچسپ کہانی ہے۔ میں وہ کہانی بھی ضرور معلوم کر لوں گا۔ ذرا تصویر مکمل ہو جائے۔''

''میری بات سنو۔ وہ تصویر تم ابھی انہیں دو گے نہیں۔ کیونکہ میرا خیال ہے وہ تصویر بہت ضروری ہے ان لوگوں کی اور وہ اس کے حصول کے لئے ہم سے ہر طرح کا تعاون کریں گے۔''

''میرا بھی یہی اندازہ ہے۔'' حسن شاہ نے کہا۔

''انہیں تصویر کے جال میں الجھائے رکھو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہم ان سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔''

''یقیناً، یقیناً''

بہت دیر تک حسن شاہ اور کیرولین باتیں کرتے رہے۔ کیرولین واقعی ست رانی اور بجرنگی سے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی اور جلد سے جلد ان لوگوں سے مل لینا چاہتی تھی۔

دو دن تک حسن شاہ کو انتظار کرنا پڑا۔ تیسرے دن ست رانی اور بجرنگی حسن شاہ کے اسٹوڈیو آئے۔ حسن شاہ نے ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ وہ اس تصویر کو کافی حد تک تیار کر چکا تھا۔ اسے پتہ چلا کہ بجرنگی اور ست رانی آنے ہیں تو اس نے اس تصویر پر پردہ ڈال دیا جو اس نے بنائی تھی۔ اب تک کی بنائی ہوئی تصویر سے رادھیکا کے خدوخال ابھر آئے تھے اور یہ حسن کا کمال تھا کہ رادھیکا کی اصلی شکل میں اور اس تصویر میں سرمو فرق نہیں تھا۔ اس نے ایک بار ست رانی کو دیکھا جو ایک پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ اس کو دیکھ رہی تھی اور حسن شاہ کو اس کے ہاتھ سے نگاہیں ہٹانی پڑی تھیں کیونکہ ست رانی کا سحر انگیز حسن انسان کے ذہن پر براہ راست

اثر انداز ہو رہا تھا۔ وہ چند لمحات سوچتا رہا پھر بولا۔

''بجرنگی بابا! پتہ نہیں آپ لوگوں کی شخصیت میں کیا سحر ہے کہ میں ہر لحظہ بے غرض آپ ہی کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کے مسائل کیا ہیں، لیکن میں آپ کو کچھ پیشکش کرنا چاہتا ہوں۔''

بجرنگی نے سوالیہ انداز میں حسن شاہ کو دیکھا تو حسن شاہ دوبارہ گویا ہوا۔

''اگر آپ کے پاس زندگی گزارنے کے بہت اچھے وسائل موجود ہیں تو میں آپ کو بالکل کچھ نہیں کہوں گا لیکن میرا ایک فن ہے۔ ایک پیشہ ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں، میں تصویر بناتا ہوں اور یہ تصویریں دنیا بھر میں مقبول ہیں۔ میں فوٹو گرافی بھی کرتا ہوں۔ ایک بہت بڑی فرم کی مالک خاتون ہیں جن کی فرم کا نام کیرولینو ہے۔ میڈم کیرولین بہت ہی خوش مزاج اور ہماری اچھی دوست ہیں۔ وہ صاحب حیثیت بھی ہیں اور ملک کے بڑے بڑے لوگوں سے ان کے تعلقات ہیں۔ دنیا کی کوئی بھی اُلجھن ہو، اگر آپ ان سے کہہ دیں تو وہ اسے آسانی سے سلجھا لیتی ہیں۔ لڑکیاں ان کی ماڈل بن کر زبردست دولت کما چکی ہیں۔ ست رانی کو دیکھ کر میرے دل میں یہ خیال اُبھرا ہے کہ کیوں نہ میں انہیں میڈم کیرولین سے ملا دوں۔ یہ ان کی ماڈل بن کر لاکھوں کمائیں گی۔ آپ میڈم کیرولین سے ملنا پسند کریں گے؟''

بجرنگی خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ پھر اس نے کہا۔ ''اس کا فیصلہ میں بعد میں کروں گا۔ تم ایک بہت اچھے اور سچے انسان ہو۔ ہمارے ساتھ تم نے جس طرح تعاون کیا ہے۔ ہم اس کے شکر گزار ہیں۔ تھوڑا سا وقت دو تمہیں کہ ہم سوچ کر تمہیں بتا سکیں۔''

''کتنا وقت؟''

''جلدی چاہتے ہو یہ سب کچھ؟''

''ہاں۔''

''اس میں تمہارا کوئی مفاد ہے؟'' بجرنگی نے سوال کیا۔

''ہاں ہے۔''

''مالی مفاد؟''

''مالی بھی اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ میں ایک ایسی لڑکی کو جو اپنے اندر بے پناہ حسن اور بے پناہ صلاحیتیں رکھتی ہے، اس طرح گمنامی کی حالت میں نہیں رہنے دینا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے اس کا حق مل جائے۔''

''ٹھیک ہے مگر سوچنے کے لیے تھوڑا سا وقت تو دو گے نا؟''

''کیوں نہیں۔'' حسن شاہ نے جواب دیا پھر بولا۔ ''آئیے، میں آپ کو اپنی اب تک کی کوشش دکھاؤں۔''

یہ کہہ کر وہ ان دونوں کو اپنے اسٹوڈیو کے اندرونی حصے میں لے گیا، جہاں اس نے کینوس پر رادھیکا کی تصویر کے نقوش آدھے سے زیادہ نکال لیے تھے۔ اسٹوڈیو میں تیز روشنی کرنے کے بعد اس نے تصویر سے پردہ ہٹا دیا اور بجرنگی اور ست رانی کی نگاہیں بورڈ پر بنی ہوئی تصویر پر جم گئیں۔

بجرنگی بے اختیار ہو کر چند قدم آگے بڑھا اور گھٹنوں کے بل تصویر کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کی ہچکیاں بندھ رہی تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ تصویر ہو بہو رادھیکا کی تھی۔ اس کے منہ سے نکلا۔

''بدنصیب بھائی ہوں میں تیرا، رادھیکا میں تیرا بدنصیب بھائی ہوں کہ تیری حفاظت نہیں کر سکا۔ کہاں ہے تو میری بچی، کہاں ہے تو رادھیکا۔ حسن شاہ تم نے تو میرا کلیجہ نکال کر کاغذ پر رکھ دیا ہے۔ یہ تصویر ہو بہو میری بہن کی ہے۔ تم نے غضب ڈھایا ہے۔ کاش تم اس تصویر کو زندہ کر سکتے۔ طویل عرصے کے بعد تم نے میری راکھی کا بھرم ... اندر زندہ کر دی ہے۔ یہ بھی بتا دو وہ کہاں ہے؟''

''اگر وہ گم ہو گئی ہے تو ہم ساری دنیا میں اس کی پبلسٹی کریں گے، جو دنیا کے گوشے گوشے میں اسے تلاش کریں گے اور وہ مل جائے گی بلکہ بجرنگی بابا اب تو ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ آپ کو فائدہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کی رادھیکا کی تلاش میں آپ کی بھرپور مدد کریں۔ یہ تصویر اخبارات میں جب شائع ہو گی اور ہر طرح سے اسے تلاش کیا جائے گا۔ آپ نے ساتھ یہ تعاون میڈم کیرولین کریں گی جن کی دنیا بھر میں واقفیت ہے۔''

''ٹھیک ہے مجھے میڈم کیرولین سے ملا دو۔'' بجرنگی جذبات لہجے میں بولا۔

''تو پھر آج رات آپ اور ست رانی ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے۔''

''ٹھیک ہے مجھے وقت بتا دو، میں پہنچ جاؤں گا۔''

''نہیں آپ مجھے ہوٹل کی مکمل تفصیل بتا دیں۔ میں خود آپ کو وہاں سے لے لوں گا۔''

بجرنگی نے اسے اپنے ہوٹل کے بارے میں بتا دیا۔

''تم یہ تصویر کب تک مکمل کر لو گے؟'' بجرنگی نے پوچھا۔

''مجھے تھوڑا سا وقت چاہیے۔ آپ براہ کرم انتظار کریں لیکن آپ یوں سمجھئے کہ میں اس پر رات دن محنت کروں گا اور جلد سے جلد اسے تیار کر لوں گا۔'' حسن شاہ نے کہا۔

یہ بات طے ہو گئی تھی کہ حسن شاہ بجرنگی کو وقت مقررہ پر اس کے ہوٹل سے لے لے گا۔

بجرنگی وہاں سے واپس اپنے ہوٹل آ گیا۔ رادھیکا کی تصویر دیکھ کر وہ بُری طرح بے حواس ہو گیا تھا اس کی آنکھوں سے بار بار آنسو نکل آتے تھے۔ ست رانی نے کہا۔

''بابا! اب آپ کو آپ کی بہن کے مل جانے کی امید ہو گئی ہو گی۔''

''ہاں ست رانی! مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے شاید میری رادھیکا مجھے واپس ملنے والی ہے۔ حالات کچھ اسی طرح کے ہو گئے ہیں۔ دیکھو بھگوان کیا کرتا ہے، مگر مجھے ایک بات بتاؤ۔ حسن شاہ جو کہہ رہا تھا کہ وہ عورت جس کا اس نے کچھ عجیب سا نام لیا تھا، تمہیں ماڈل بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرے گی۔ اس سے ایک خطرہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ خطرہ یہ ہے کہ گربچن سنگھ کی نگاہوں سے بھی تمہاری تصویر گزر سکتی ہے۔ اس طرح وہ ہم تک پہنچ جائے گا۔ یہ بات ذرا خطرناک ہو جائے گی۔ اس سے پہلے کہ ہم دلیپ سنگھ کو سزا دے سکیں، کہیں گربچن سنگھ ہمارے سامنے نہ آ جائے۔''

''تو پھر کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میڈم کیرولین کی پیشکش کو قبول نہ کریں۔''

بجرنگی پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ ''تمہیں اُس کا نام یاد رہ گیا جبکہ یہ ٹیڑھا میڑھا نام مجھے یاد نہیں ہو سکا تھا۔''

''میں آپ سے ایک بات کہوں بابا۔ آپ کے سنسار میں جو کچھ میں دیکھ رہی ہوں، اس کا سب سے بڑا پہلو یہ ہے کہ یہاں طاقت کی حکمرانی ہے۔ جس کے پاس طاقت ہے وہ سارے کام اپنی مرضی کے مطابق کر لیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں مصور کی بات مان لینی چاہئے۔ اب تک ہم دونوں اکیلے ہی رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے کوئی ایسی طاقت ہونی چاہیے جو ہماری کسی مشکل میں ہمارا ساتھ دے۔ گربچن سنگھ بے شک ایک علاقے کا جاگیردار ہے۔ اس کے پاس طاقت ہے لیکن وہ سب سے زیادہ طاقتور تو نہیں ہے۔ ذرا ہم دیکھتے ہیں کہ کیرولین کیا چیز ہے؟ اگر وہ ہمارے کام آ سکی تو ٹھیک ہے ورنہ ہم اپنا کام مختلف طریقوں سے جاری رکھیں گے۔''

''گویا تم یہ سمجھتی ہو کہ ہمیں میڈم کیرولین کی بات مان لینی چاہئے۔''

''ہاں یہ ٹھیک رہے گا۔''

''اگر تم سمجھتی ہو تو ٹھیک ہے۔'' بجرنگی تیار ہو گیا۔

ادھر حسن شاہ نے جلدی جلدی کیرولین سے رابطہ قائم کر کے ساری تفصیل اسے بتا دی تھی۔ کیرولین نے کہا۔ ''ہم اس پُراسرار لڑکی سے کسی ہوٹل میں نہیں اپنے گھر میں ملاقات کریں گے۔ اگر لڑکی کارآمد ہوئی تو ہم آگے کے بارے میں کچھ فیصلے کر لیں گے۔''

''ٹھیک ہے میڈم۔'' حسن شاہ نے جواب دیا۔

رات کو تقریباً آٹھ بجے حسن شاہ میڈم کیرولین کی گاڑی لے کر ان لوگوں کو لینے

روانہ ہو گیا۔ بجرنگی بیوقوفی سے کوئی کام نہیں لیتا۔ اس نے آج بھی ست رانی کو پردے میں رکھا تھا۔ ست رانی نے بجرنگی کے لائے ہوئے سامان سے میک اپ کیا تھا۔ بجرنگی کو خود تو ایسی چیزوں سے کبھی واسطہ پڑا تھا نہ اس کا شوق تھا، لیکن ست رانی کو دیکھ کر اس کی نظریں جھک گئی تھیں۔ ایک دن کی وہ بچی جس کا رنگ نیلا تھا اور جو سانپوں کے زہر میں ڈوبی ہوئی تھی، آج جو کچھ نظر آ رہی تھی اسے وہ بھرپور نگاہوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

حسن شاہ انہیں تلاش کرتا ہوا ان کے کمرے تک پہنچ گیا اور پھر اس نے ست رانی کو دیکھا اور دیکھتا ہی رہ گیا۔ ست رانی نے انتہائی خوبصورت لباس پہنا ہوا تھا اور وہ کسی حسین پھول کی طرح نظر آ رہی تھی۔ میک اپ بھی بہت سلیقے سے کیا گیا تھا۔ حسن شاہ حیران رہ گیا۔

''یہ میک اپ انہوں نے خود کیا ہے؟''

''ہاں حسن شاہ تم ایک مصور ہو۔ ہر بات کو سلیقے سے دیکھنے اور سلیقے سے پرکھنے کے عادی۔ مجھے بتاؤ یہ کیسی لگ رہی ہے؟''

''میری رائے مجھ ہی تک رہنے دیجئے بجرنگی بابا۔ آیئے۔''

ست رانی نے اپنا وہ بے تکا جھول نما لبادہ اپنے سر سے پاؤں تک ڈال لیا اور بجرنگی کے ساتھ باہر نکل آئی۔ وہ خود بھی ذرا شوخ مزاج تھی اور اب جبکہ اسے ان سارے معاملات میں داخل ہونے کا موقع ملا تھا تو وہ اور بھی زیادہ خوش ہو گئی تھی۔ اپنے اس لباس کو دیکھ کر وہ خوب ہنسی تھی اور پھر بڑے شوق سے اسے پہن کر باہر نکلی تھی۔

حسن شاہ نے انہیں شاندار کار میں بٹھایا اور اس کے بعد خود کار ڈرائیو کرتا ہوا چل پڑا۔ ست رانی کار کی کھڑکیوں سے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی۔ پھر کار اس خوبصورت عمارت میں داخل ہو گئی جس کے دونوں طرف حسین لان بنا ہوا تھا۔ رات ہو گئی تھی، اس لئے لان پر روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ کار بجری کی چھوٹی سی روش پر چل کر آخر کار پورچ میں جا رکی۔

ایک ملازم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور ست رانی اور بجرنگی پچھلی سیٹوں سے نیچے اتر آئے۔ حسن شاہ ان دونوں کو لے کر اندر چل پڑا تھا۔ کیرولین شاندار ڈرائنگ روم میں ان کی منتظر تھی۔ اس نے پُرتپاک انداز میں ان کا خیر مقدم کیا۔ بجرنگی خود بھی ایک خوبصورت سوٹ میں ملبوس تھا۔ اس کی اصل شخصیت کہیں گم ہو گئی تھی۔

کیرولین نے مسکرا کر اس سے ہاتھ ملایا۔ پھر بولی۔ ''حسن شاہ! ذرا اپنے اس شاہکار سے پردہ تو ہٹاؤ۔''

حسن شاہ نے مسکرا کر ست رانی کو دیکھا اور ست رانی نے اپنا غلاف اُتار دیا۔ کیرولین نے

بول لیا

تجسس زدہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ ست رانی کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے اس کا منہ کھلا پھر بند ہو گیا اور اس کے بعد وہ دیر تک ست رانی کو دیکھتی رہی، پھر صوفوں کی طرف اشارہ کر کے بولی۔

"بیٹھو حسن شاہ بیٹھو۔" اس کے بعد اس نے حسن شاہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"حسن شاہ! یا شبہ جو کچھ تم نے کہا تھا وہ سچ تھا لیکن میں دیکھ رہی ہوں کہ اس ساتھ کے اندر کوئی اور شخصیت بھی چھپی ہوئی ہے۔ ست رانی ہے تمہارا نام۔"

"جی میڈم!"

"ست رانی! حسن شاہ نے تمہارے اور بجرنگی بابا کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا ہے مجھے۔ براہ راست آپ دونوں سے کچھ سوالات کرنا چاہتی ہوں۔"

بجرنگی نے آنکھیں بند کر کے گردن جھکائی اور بولا۔ "جی میڈم"۔

"بجرنگی بابا! آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ کہاں رہتے تھے پہلے؟ یہ سوال کوئی اہمیت نہیں رکھتے میرے لئے۔ میں صرف آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کی زندگی کا کوئی خاص مشن ہے۔ فوری طور پر کہیں جانا یا کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ ست رانی کے لئے آپ کے دل میں کوئی خاص جذبہ ہے۔ یہ کچھ سوالات ایسے ہیں جن کے جواب میرے لئے ضروری ہیں۔ مزید یہ کہ کیا آپ تین سال تک مستقل میرے پاس رہ سکتے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے میں تین سال تک آپ کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہوں اور اس کے بعد بھی اگر آپ میرے پاس رہنا پسند کریں تو آپ جب تک میں اپنا یہ کاروبار کر رہی ہوں اور اس ملک میں ہوں اس وقت تک آپ میرے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ جہاں تک اس کے بعد کے معاملات کا تعلق ہے تو فوری طور پر میں آپ کو ایک خوبصورت رہائش مجوزہ کم از کم چار ملازم، ایک ڈرائیور کے ساتھ کار اور دس ہزار روپے ماہوار معاوضہ پیش کر سکتی ہوں۔ مزید یہ کہ تین مہینے کے بعد اگر میں یہ دیکھوں گی کہ آپ کی وجہ سے میرے کاروبار میں اضافہ ہوا ہے تو جو میری کمائی آپ کے ذریعے ہوگی اس کا پندرہ فیصد میں آپ کو پیش کروں گی۔ آپ کی ہر طرح کی حفاظت اور تمام ضرورتوں کا ذمہ میرا ہوگا۔ آپ لوگوں کو کوئی ایسا کام نہیں کرنا پڑے گا جو آپ کی مرضی اور مزاج کے مطابق نہ ہو۔"

"میڈم! آپ نے جو کچھ کہا ہے وہ میرے لئے بہت اچھا اور میری ضرورت کے مطابق ہے۔ میں نے حسن شاہ سے ایک تصویر بنوائی ہے۔ یہ تصویر میری بہن کی ہے جو طویل عرصے پہلے گم ہو گئی تھی۔ اسے تلاش کرنا میری ذمے داری ہے۔ جب تک وہ مجھے نہیں مل جاتی، میں اپنی اور ست رانی کی زندگی میں کوئی بہت اہم تبدیلی نہیں چاہوں گا۔ تین سال تک میں بے شک آپ کے ساتھ رہوں گا لیکن اگر کہیں سے مجھے یہ پتہ چلا کہ فلاں جگہ میری بہن کے ملنے کے امکانات

ہیں تو میں..."

بجرنگی نے جملہ پورا نہیں کیا تھا کہ کیرولین بول اٹھی۔

"ہاں! آپ اس کی تلاش اس کے پاس جانے کے لئے آزاد ہوں گے۔ نہ صرف یہ بلکہ صرف یوں سمجھ لیجئے کہ میں آپ کو ہر طرح کی سہولت فراہم کروں گی اور خود بھی اس کی تلاش کے لیے بھرپور جدوجہد کروں گی۔ جو تصویر آپ نے انتہائی پراسرار ذریعے سے حسن شاہ سے بنوائی ہے اسے میں پورے ہندوستان میں پھیلا دوں گی اور ایک اچھی رقم انعام کی بھی رکھوں گی، جس کی خوب تشہیر ہوگی کہ جو شخص اس لڑکی کو تلاش کر لے گا اور اس کا پتہ دے گا اسے پانچ لاکھ روپے کا انعام دیا جائے گا اور میں یہ انعام اپنی جیب سے دوں گی۔ اس کا آپ کے حساب سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ کیا آپ مجھے جواب دینا پسند کریں گے؟"

"اس سے اچھی پیشکش میرے لئے اور کیا ہو سکتی ہے۔ میں تیار ہوں۔" بجرنگی نے کہا۔

میڈم نے مسکراتی نگاہوں سے ست رانی کو دیکھا، پھر بولی۔

"اور ست رانی کیا تمہیں بھی منظور ہے؟"

"بابا بجرنگی میرا باپ ہے، میری ماں ہے اور میں جانتی ہوں اگر کوئی بات کسی سے کرتے ہیں تو وہ خالی ماں باپ کی نہیں ہوتی۔"

"ارے واہ! آواز دیکھو ہے جو حسن شاہ نے کتنی زبردست آواز ہے اور لفظ کہاں سے کی یہ لڑکی تو۔ ست رانی تمہیں ہر وہ چیز دی جائے گی جو تمہارے دل میں ہوگی۔ اچھا اب یہ بتاؤ تمہارے اندر اور کیا کیا خوبیاں ہیں؟"

"کوئی خوبی نہیں، جو کچھ میرے باپ نے بتا دیا اس سے زیادہ میرے بارے میں اور کون جان سکتا ہے؟"

"تمہارے جواب بڑے ہی تلے ہوتے ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ تم چہرہ ہی خوبصورت نہیں بلکہ آنکھوں کے راستے دل میں اتر گئی ہو۔ ہمارے درمیان یہ معاہدہ طے ہے۔ اس کی کاغذی کارروائی بھی ہو جائے گی۔ بجرنگی بابا! آپ کی اگر کوئی اور خواہش ہو تو ہمیں بتائیے۔"

"تھوڑا سا کام ہے میرا اور اس کے لئے چند دن جانا ہوگا۔"

"ضرور جائیے۔ کیا ست رانی بھی جائے گی؟"

"ہاں۔"

"ٹھیک ہے۔ اب آپ یوں کریں کہ ہوٹل سے میرے فلیٹ میں منتقل ہو جائیں۔ وہ خالی ہے اور آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔ وہاں آپ کی ضرورت کی تمام چیزیں ملیں گی۔ اب تو

رات ہو چکی ہے۔ آپ چاہیں تو رات میرے گھر پر ہی گزار سکتے ہیں۔ ہوٹل واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں آرام سے رہیں۔ کل دن میں آپ کو فلیٹ میں منتقل کر دیا جائے گا۔ چندوسی آپ کب جانا چاہتے ہیں؟"

"اس کے لئے ہمیں بہت زیادہ جلدی نہیں ہے۔"

"آپ اپنے کام ضرور کر لیں۔ یوں سمجھ لیں کہ اب آپ ہمارے ہیں۔ ہمارے دروازے ہمیشہ آپ کے ساتھ رہیں گے۔ چندوسی میں آپ کے کچھ عزیز و اقارب ہیں؟"

"نہیں ایسا کوئی نہیں ہے۔"

"کوئی بات نہیں۔ میں وہاں اپنے کچھ کمرشل شوٹ کر چکی ہوں۔ چندوسی بہت خوبصورت ہو گیا ہے۔ آپ کب سے وہاں نہیں گئے؟"

"طویل عرصہ ہو گیا۔"

"پرانے اور نئے چندوسی میں بہت فرق ہے۔ وہاں ہوٹل پام روز کسی فائیو اسٹار ہوٹل کی حیثیت رکھتا ہے۔ بڑے بڑے امراء اور روساء اسی ہوٹل میں قیام کرتے ہیں۔ آپ جب بھی وہاں جانا چاہیں میں آپ کے لئے کمرے بک کرا دوں گی اور بتایئے؟"

"ٹھیک بس۔"

"ٹھیک۔ ست رانی کھانے میں کیا پسند کرتی ہو؟"

ست رانی خاموش رہی تو بجرنگی نے کہا۔ "وہ سب کچھ جو محبت سے کھلایا جاتے۔"

"او کے۔ چلیے پھر ہم اپنی محبت پیش کریں۔" کیرولین ڈرائنگ روم سے اٹھ گئی۔

پر تکلف ڈنر کیا گیا۔ ست رانی اتنی نفاست اور سلیقے کا ثبوت دے رہی تھی کہ خود بجرنگی بھی اس بات پر ششدر رہ گیا تھا۔ پھر اس کے بعد کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ حسن شاہ بھی موجود تھا۔

رات کو ایک بجے حسن شاہ نے اجازت مانگ لی۔ ست رانی اور بجرنگی کو ان کی خواہش کے مطابق کیرولین نے اپنے گھر کے ایک کمرے میں ہی جگہ دی تھی، جو بہت ہی شاندار تھی اور اس میں دو بستر پڑے ہوئے تھے۔

بجرنگی نے ست رانی سے پوچھا۔ "ہاں ست رانی! تم بتاؤ تم مطمئن ہو یا نہیں؟"

"بابا بار بار کیوں پوچھتے ہو؟ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ جہاں تم مطمئن ہو وہاں میں مطمئن ہوں۔"

"ست رانی، ابھی ایسی بہت سی باتیں ہیں اس سنسار کے بارے میں جو مجھے خود بھی نہیں معلوم۔ میں نے جو زندگی گزاری ہے ست رانی وہ پہلے چندوسی کے ایک گھر میں گزاری ہے۔ اس

کے چندوسی بہت بڑی جگہ نہیں تھی۔ میرے پتاجی دلیپ سنگھ کی حویلی میں نوکری کرنے جاتے تھے اور میں اپنی بہن رادھیکا کے ساتھ گھر میں رہا کرتا تھا یا اور چھوٹے موٹے کام کیا کرتا تھا۔ پھر ہمارا برا سمے آیا۔ پتاجی نے آتم ہتھیا کر لی جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا اور میں رادھیکا کو لے کر وہاں سے چل پڑا۔ بہت سمے میں نے کرپن سنگھ کے پاس بتایا اور اس کے بعد اس ٹوٹے مندر میں، جہاں میری تمہاری بھینٹ ہوئی۔ پھر بھی چندوسی اور کرپن سنگھ کے ہاں رہ کر اور جب پتاجی جیتے تھے تو بہت سی جگہوں پر میں ان کے کام سے بھی جایا کرتا تھا بس۔ سنسار میں کتنی گہرائیاں ہیں اس بارے میں بہت سی باتیں مجھے نہیں معلوم۔ اب تک جو میں کرتا رہا ہوں بس یوں سمجھ لو کہ اندازے سے کرتا رہا ہوں۔ پر تم نے دیکھا کہ یہ میڈم کیرولین اور حسن شاہ بڑے اچھے ہیں اور ہمارے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ ہم میڈم کیرولین سے پورا سمجھوتہ کریں گے اور اپنے مقصد کے لئے انہیں استعمال کریں گے۔ وہ ہم سے جو کچھ بھی چاہتی ہیں وہ پوری دیانت سے کریں گے۔ تمہیں ایک نیا جیون مل رہا ہے ست رانی۔ باقی آگے بھگوان کی کیا اچھا ہے یہ ہم بعد میں دیکھیں گے۔"

"آرام سے سو جاؤ بابا۔ ست رانی تمہارے ساتھ ہے۔ جیسا سوچو گے، جیسا چاہو گے ویسا ہی ہوگا۔ بالکل چنتا مت کرنا۔" ست رانی نے کہا اور بجرنگی نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ سچ ہے کہ اس نے ست رانی کی پرورش کے لئے جو محنت کی تھی اب وہ اس محنت کا بھرپور جواب دے رہی تھی۔ دونوں ہی آرام کی نیند سو گئے۔

دوسرے دن ایک پر تکلف ناشتہ کیا گیا۔ میڈم نے اپنے کچھ خاص آدمیوں کو بلایا تھا، جو ہدایات لے کر فلیٹ پر روانہ ہو گئے اور پھر دوپہر کے کھانے کے بعد میڈم نے حسن شاہ کو بھی طلب کر لیا جو بڑی خوشی سے یہاں پہنچا تھا اور اس کے بعد بجرنگی اور ست رانی کو اس فلیٹ میں منتقل کر دیا گیا۔

کیرولین نے پوری دلچسپی کے ساتھ ان دونوں کو قبول کیا تھا، اس لئے وہ انہیں کافی وقت دے رہی تھی۔ حسن شاہ سے باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا۔

"حسن شاہ! میں اسے مس انڈیا بنا دوں گی۔ ملکہ حسن، یونی ورس۔ یہ میں تمہیں آج کہہ رہی ہوں۔ آنے والا کل میرے ان الفاظ کی تصدیق کرے گا۔"

"میں جانتا ہوں میڈم آپ یہ صلاحیت رکھتی ہیں اور ست رانی کا حسن اس کی ضمانت ہے۔"

بعد میں میڈم نے حسن شاہ سے پوچھا۔ "حسن شاہ! تم ایک آرٹسٹ آدمی ہو، جو یقیناً رومینٹک ہوتے ہیں۔ یہ لڑکی تمہارے دل پر اثر انداز ہوئی ہے۔"

حسن شاہ کچھ دیر سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔ "ہاں میڈم ایسا ہے، لیکن میں بہت دور اندیش آدمی ہوں۔ اس کے اندر جو پوشیدہ صفات ہیں وہ مجھے کبھی اس سے قریب نہیں ہونے دیں گی کیونکہ میں اس کے مقابلے میں احساسِ کمتری کا شکار رہوں گا اور یہ سوچتا رہوں گا کہ اس کی پُراسرار صلاحیتیں کہیں میرے لئے خوفناک نہ بن جائیں۔ چنانچہ میری دلچسپی اب صرف کاروبار ہی حد تک رہ گئی ہے۔"

میڈم یہ سن کر خوب ہنسی تھی۔ پھر اس نے کہا۔ "دنیا بھر کے کامیاب لوگ ہمیشہ دور اندیشی سے سوچتے ہیں۔"

☆.....☆.....☆

بجرنگی اور ست رانی کے لئے اور بھی بہت سی آسانیاں فراہم کی گئی تھیں۔ گھومنے پھرنے کے لیے کار مہیا کی گئی تھی۔ بجرنگی اس انتظار میں تھا کہ چندوسی میں اگر کچن نے ان کو تلاش کیا ہے تو وہ مایوس ہو کر واپس چلا جائے۔ اس کے بعد دلیپ سنگھ کی طرف رخ کیا جائے۔ دلیپ سنگھ کے بارے میں اس نے ست رانی سے بہت سی باتیں کی تھیں اور ست رانی کو بتایا تھا کہ دلیپ سنگھ سے بدلہ لینا ہے۔ وہ آزادی سے اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ اتنی آزادی سے اسے جینے نہیں دیا جائے گا۔ ست رانی نے اس کا جواب دیا تھا کہ بابا تم جس طرح چاہو گے میں ویسے ہی کروں گی۔

دونوں فلیٹ میں بڑے آرام سے رہ رہے تھے۔ کیرولین نے انہیں ہر طرح کی سہولتیں فراہم کر دی تھیں۔ چنانچہ وہ گھومنے پھرنے بھی نکلتے تھے۔ ڈرائیور انہیں مختلف علاقوں کی سیر کراتا تھا، لیکن میڈم کیرولین بیوقوف بھی نہیں تھی۔ بے شک وہ ان دونوں سے بہت زیادہ متاثر ہوئی تھی اور اس نے ان پر ہر طرح کے اخراجات کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن وہ اصل میں کاروباری عورت تھی۔ پیسہ لگاتی تھی تو پیسہ کمانا بھی جانتی تھی، چنانچہ وہ یہ جائزہ لے رہی تھی کہ ست رانی اور بجرنگی اس کے مقاصد پر پورے اتریں گے بھی یا نہیں اور اسے اندازہ ہوا تھا کہ دونوں تعاون کرنے والے ہیں اور مستقبل میں جس طرح وہ چاہے گی اس کا ساتھ دیں گے۔

چنانچہ کچھ دن کے بعد حسن شاہ نے وہ تصویر مکمل کر دی اور پھر ایک رات میڈم اور حسن شاہ دونوں تصویر کے ساتھ فلیٹ پر پہنچ گئے۔ حسن شاہ نے وہ تصویر خوبصورتی سے فریم کرائی تھی۔ بجرنگی اور ست رانی نے معمول کے مطابق مسکراتے ہوئے ان کا استقبال کیا۔

"سارا دن کیا کرتی ہو ست رانی؟" میڈم کیرولین نے پوچھا۔

"کچھ نہیں، اس کھڑکی میں بیٹھی بازار سے گزرتے ہوئے لوگوں کو دیکھتی رہتی ہوں اور اس سنسار کو سمجھنے کی کوشش کرتی رہتی ہوں۔"

میڈم نے چونک کر ست رانی کو دیکھا اور بولی۔ "کیوں اس سے پہلے تم نے کبھی سنسار کو غور نہیں کیا۔ اب تک کس طرح جیون بتاتی رہتی ہو؟"

ست رانی ہنس کر بات کو گول کر گئی۔ پھر حسن شاہ نے ساتھ لائی ہوئی تصویر گاڑی سے نکلوائی اور اسے بجرنگی کے سامنے کھول دیا۔ بجرنگی جس کیفیت کا شکار ہوا تھا، اس کا تصور با آسانی کیا جا سکتا ہے۔ وہ پتھرا گیا تھا۔ حسن شاہ نے تصویر پر اپنا فن کمال دکھایا تھا اور بس یوں لگتا تھا جیسے تصویر ابھی بول پڑے گی۔

پھر بجرنگی سے ضبط نہ ہو سکا تو وہ زار و قطار رو پڑا اور دیر تک روتا رہا۔ میڈم کو رادھیکا کے بارے میں تھوڑی بہت تفصیل معلوم ہو چکی تھی، لیکن محتاط طریقے سے۔ اسے بس اتنا علم تھا کہ بجرنگی کی بہن بہت پہلے گم ہو چکی ہے اور اسے تلاش کر رہا ہے۔ میڈم کے اندر یہ بھی خصوصیت تھی کہ وہ کسی بھی بات کی کرید نہیں کرتی تھی اور صرف اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔ جو کچھ بجرنگی نے اسے بتایا تھا بس وہ اسی تک محدود تھی۔ البتہ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ رادھیکا کی تلاش کے لیے زمین آسمان ایک کر دے گی۔

اس وقت بھی اس نے یہی پیشکش کی۔

"یہ تصویر مکمل ہو چکی ہے۔ ہم اس کے بہت سے فوٹو اسٹیٹ بنوا لیں گے اور بجرنگی بابا، میں آپ کو بھی اس کے بہت سے پرنٹ پیش کروں گی۔ آپ اپنے طریقے سے جیسے بھی چاہیں اس سلسلے میں اپنا کام جاری رکھ سکتے ہیں۔ میں اور حسن شاہ اپنے طور پر کام کریں گے۔"

بجرنگی نے آنسو خشک کئے اور بولا۔ "اگر میری بہن مجھے مل گئی میڈم کیرولین تو پھر سنسار میں میرا آپ سے بڑا محسن اور کوئی نہیں ہو گا۔"

"آپ بے فکر رہیں۔ آپ کی بہن کو میں اسی طرح تلاش کروں گی جس طرح میری اپنی بہن ہو۔"

"اگر آپ اجازت دیں تو اب ہم چندوسی جانا چاہتے ہیں۔ ہمیں کچھ دن وہاں رہنا ہو گا۔"

جب آپ کا دل چاہے مجھے بتا دیجئے گا، میں وہاں ہوٹل میں آپ کے لئے کمرہ بھی بک کرا دوں گی۔"

"آپ یہ کام کر دیجئے۔" بجرنگی نے کہا۔

"ٹھیک ہے دو تین دن کے اندر اندر میں آپ کی وہاں روانگی کا بندوبست کر دوں گی۔"

بجرنگی نے فرمائش کی کہ یہ تصویر ایک دن کے لئے اس کے پاس چھوڑ دی جائے۔ بعد میں

اس کے پرنٹ وغیرہ بنوانے کے لئے اگر حسن شاہ چاہے تو اسے لے جا سکتا ہے۔ حسن شاہ نے خوشی سے یہ بات قبول کر لی تھی۔ جب وہ چلا گیا تو بجرنگی نے ست رانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم نے دیکھا ست رانی یہ میری بہن رادھیکا ہے۔ اپنے جیون سے زیادہ چاہتا تھا میں اسے۔ پر نجانے بے چاری کے ساتھ کیا کیا سلوک ہوا۔"

اس کے بعد بجرنگی ساری رات تصویر کے سامنے بیٹھا اسے دیکھتا رہا تھا۔ اس نے زبردستی ست رانی کو آرام کرنے کے لیے بھیج دیا تھا۔ ست رانی نے کئی بار اس سے کہا کہ بابا اب سو جاؤ۔ لیکن بجرنگی نے کہا۔ "سالہا سال بیت گئے ہیں ست رانی بیٹی۔ بہت عرصے کے بعد اسے دیکھ رہا ہوں۔ بھگوان تمہیں سکھی رکھے۔ میں تو سارا جیون اس کی یہ تصویر تم سے نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ اگر تمہیں بھگوان یہ شکتی نہ دیتا تو میں اپنی بہن رادھیکا کی تصویر کبھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔"

دوسرے دن حسن شاہ آگے کا کام کرنے کے لیے تصویر واپس لے گیا۔ اسی دن شام کو میڈم کیرولین ان دونوں کے پاس آئی اور اس نے کہا۔

"بجرنگی بابا اگر آپ اجازت دیں تو آج میں ست رانی سے تھوڑا سا کام لے لوں۔"

"جیسا آپ کا من چاہے کیرولین۔" بجرنگی نے اجازت دے دی۔

اس دن ست رانی نے حسن شاہ کے اسٹوڈیو میں بہت سے پوز دیئے۔ کیرولین نے اس کے مختلف پوز بنوائے تھے اور حسن شاہ نے اپنی تمام تر مہارت کا ثبوت دیا تھا۔ پھر کیرولین نے کہا۔

"ست رانی! تمہیں کیمرے کے سامنے کوئی پریشانی تو نہیں ہوتی؟"

"کیمرہ کہاں ہے؟" ست رانی کے سوال پر دونوں ہنس پڑے تھے اور پھر ست رانی کو واپس فلیٹ میں چھوڑنے کے لیے حسن شاہ اور کیرولین دونوں آئے تھے۔

بجرنگی کچھ بے چین سا تھا۔ کیرولین نے سوال کیا تو بجرنگی بولا۔

"بس ایسے ہی، پتہ نہیں کیوں میرے من کو کچھ الجھن سی لگی رہتی ہے۔"

"آپ کو ہم پر اعتماد کرنا ہوگا بابا بجرنگی۔ آپ یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح آپ ست رانی کی حفاظت کرتے چلے آئے ہیں، اس سے دس گنا زیادہ حفاظت ہم خود کریں گے۔"

"مجھے وشواس ہے۔" بجرنگی نے کہا۔

"اب آپ جب چاہیں آرام سے چندوسی جا سکتے ہیں۔ بتائیے کب جائیں گے؟" کیرولین نے پوچھا۔

"آپ ہمیں چاہیں تو کل بھجوا دیں۔"

"ٹھیک ہے میں انتظام کر دیتی ہوں، کل نہیں آپ پرسوں چندوسی روانہ ہو جائیں۔"

"ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں۔"

"ہاں ہاں کہیئے۔"

"تھوڑے سے نام بدل کر جائیں گے ہم وہاں۔"

"بتائیے کس نام سے آپ کے کمرے بک کرائے جائیں۔"

"سون متی اور ساون سنگھ، باپ بیٹی ہیں ہم دونوں۔"

"بڑے خوبصورت نام چنتے ہیں آپ۔ ست رانی، سون متی، ارے واہ، میں تو ست رانی پر عش عش کر رہی تھی لیکن سون متی بھی بہت خوبصورت نام ہے اور پھر ساون سنگھ۔ حسن شاہ ان... ہو تم۔ یار ایسا کیوں نہ کریں کہ ہم بجرنگی بابا کو بھی اپنا ماڈل بنائیں۔ میں ان کے چہرے میں ... گریس دیکھ رہی ہوں۔ انہیں تھوڑی سی ٹریننگ دینے کے بعد بڑے خوبصورت ماڈل کے طور پر ... کیا جا سکتا ہے۔"

"کیوں نہیں میڈم۔ آپ جو چاہیں کر سکتی ہیں۔"

"یہ نام ذرا لکھ لینا۔ سون متی اور ساون سنگھ۔ اچھا کل ہم یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن جناب ساون سنگھ یہ تو بتائیے کہ آپ کی کیفیت کیا ہو گی وہاں..."

"وہی میں بتانا چاہتا تھا۔ ہمارا ایک ... جس کا نام ہے کشن پوری۔ ہمالیہ کی وادی میں یہ شہر ہے اور یہاں اس کے آس پاس ہماری بہت سی ... ہے۔ بس یہ ہے ہماری کہانی ہم سیاحت کے لئے آئے ہیں۔"

"واہ زبردست، ست رانی واقعی ہمالیہ کی ترائی کی کوئی پر اسرار دوشیزہ لگتی ہے۔ میں یہ ... کر دوں گی۔ پرسوں چندوسی آپ کی روانگی ہے اور وہاں ہوٹل پام ووڈ میں آپ کو کمرے مل جائیں گے۔ اس کے علاوہ میں آپ کو وہ محافظ بھی دوں گی، جو آپ کی ہر طرح سے نگرانی بھی کریں گے۔"

بعد میں میڈم نے حسن شاہ سے کہا تھا۔ "لڑکی اتنی حسین ہے کہ اس کے لئے ہر جگہ خطرات رہیں گے۔ میں دو ایسے تیز طرار آدمیوں کو اسٹوڈیو سے کر اس کے ساتھ روانہ کراؤں گی جو اس کے بارے میں روزانہ رپورٹ بھی دیتے رہیں گے اور اس کی حفاظت بھی کریں گے۔"

"آپ کا تو جواب ہی نہیں میڈم۔ جو سوچتی ہیں اعلیٰ سوچتی ہیں۔" حسن شاہ نے جواب دیا۔

☆ ....☆ ☆

زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ چندوسی بس ایک قصبہ تھا لیکن جب یہاں جپسم کی پیداوار اور مارکیٹنگ شروع ہوئی تو چندوسی میں خوب ترقی ہوئی۔ ہندوستان بھر سے آنے والوں کی بہتات ہوئی تو کئی اچھے ہوٹل بھی یہاں تعمیر ہوئے۔

پام روز بھی انہی میں سے ایک تھا۔ اسے فائیو اسٹار تو نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن اپنی خوبصورت تعمیر اور تربیت یافتہ عملے کی وجہ سے وہ فائیو اسٹار ہوٹل کا مقابلہ ضرور کرتا تھا اور یہاں آنے والے بڑے صنعتکار اس میں قیام کو ترجیح دیتے تھے۔

ہوٹل کے جنرل منیجر کو دہلی سے ایک پہاڑی ریاست کشن پوری کی راجکماری سون متی اور ریاست کے سیکرٹری ساون سنگھ کے پام روز میں قیام کی اطلاع دی گئی۔ ان کے لئے تین کمرے ریزرو کرائے گئے تھے، ایک کماری سون متی کے لئے، دوسرا سیکرٹری ساون سنگھ کے لئے، تیسرا باڈی گارڈز کے لئے...... جنرل منیجر الرٹ ہو گیا تھا۔ اسٹاف کو خاص ہدایت کر دی گئی تھی کہ ویسے تو ہندوستان کے بہت بڑے بڑے صنعتکار یہاں آتے رہتے تھے لیکن اس بار کسی ریاست کی راجکماری آ رہی ہے، چنانچہ اس کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں۔

ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کی کار پام روز پہنچی اور جنرل منیجر نے بذات خود کماری سون متی کا استقبال کیا۔ راجکماری کا حسن لوگوں کو پاگل کر رہا تھا، ایسا بے پناہ حسن بھلا کہاں دیکھنے کو ملتا تھا۔ راجکماری کے انداز میں البتہ سادگی تھی۔ انہیں احترام کے ساتھ ان کے کمروں میں پہنچا دیا گیا۔ پورے ہوٹل میں راجکماری اور سیکرٹری کی آمد کی دھوم مچ گئی۔

جب ست رانی اور بجرنگی کو تنہائی ملی تو بجرنگی نے فکرمندی سے کہا۔ "کچھ زیادہ پبلسٹی ہو گئی ست رانی...! میں لوگوں کی بہت زیادہ توجہ نہیں چاہتا تھا خیر اب جب یہ سب کچھ ہو چکا ہے تو دیکھتے ہیں آگے کیا ہوتا ہے، ایک ایک قدم پھونک پھونک کر اٹھانا پڑے گا۔ دلیپ سنگھ کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن گرچن سنگھ ہر طرح سے ہماری تاک میں ہو گا۔"

"چنتا کیوں کرتے ہیں بابا! میں ہوں نا آپ کے ساتھ... آپ کی طرف نیچی آنکھ

واسطے دیکھا کرتے رکھ دوں گی۔" ست رانی نے بجرنگی کو دلاسہ دیتے ہوئے کہا اور بجرنگی گہری سانس لے کر گردن ہلانے لگا۔

بجرنگی اسے یہ فیصلہ بھی کرنا تھا کہ دلیپ سنگھ تک کس طرح رسائی حاصل ہوئی اور اگر گرچن سامنے آ گیا تو کیا ہوگا۔ یہ ساری باتیں وہ سوچ رہا تھا۔

ست رانی البتہ بالکل پرسکون تھی۔ میڈم کیرولین نے بجرنگی کو خاصی رقم دی تھی، اپنی شان برقرار رکھنے کے لیے ہوٹل کے ویٹروں کو ٹپ وغیرہ دینا تھی۔ باقی معاملات اس نے ان کے حوالے کر دیے تھے جو خالی گارڈز نہیں تھے بلکہ ان کے خاص آدمیوں میں سے تھے۔ انہیں خاص طور پر ہدایت کر دی گئی تھی کہ ست رانی کی بھرپور نگرانی کریں کیونکہ اس کا حسن کسی کو کسی طرف مائل کر سکتا ہے۔ گارڈز انہیں احساس دلائے بغیر پوری طرح مستعد تھے۔

پہلا دن گزر گیا۔ دوسرے دن ہوٹل کے منیجر نے بڑی نیازمندی سے کہا۔

"سیکرٹری صاحب! راجکماری جی نے ہمارے ہوٹل کو رونق بخشی ہے اور ہم یہ بات کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ آپ جیسے اعلیٰ پائے کے لوگوں کی آمد سے ہوٹل کی شہرت میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔ ہمارے انتہائی معزز مہمان ہیں اور آج ہم نے آپ کے اعزاز میں ایک خصوصی شو رکھا ہے۔ ہوٹل میں وقتاً فوقتاً اس طرح کے شو ہوتے رہتے ہیں۔ ایک غیرملکی فنکار خاتون جو دوا فروش بھی ہیں اور کھیل تماشے بھی دکھاتی ہیں ان کا تعلق افریقہ سے ہے اور ان کا نام اجالا میرانہ ہے، وہ کہلاتی ہیں سانپوں کی ملکہ۔ انہیں دنیا کے مختلف ممالک سے بلایا جاتا ہے اور ہم نے آپ کے اعزاز میں آج ان کا پروگرام رکھا ہے۔ اس کی خصوصی پبلسٹی بھی کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا ہے ہم نے کہ ہمارے آج کے معزز مہمان ہندوستان کی ایک ریاست کشن پوری کی راجکماری اور ان کے سیکرٹری ہیں۔ ہوٹل کی ایک ایک سیٹ بک ہو چکی ہے اور خصوصی طور پر لوگوں کا انتظام کیا ہے۔ ہماری طرف سے یہ پذیرائی قبول فرمائیے۔"

"ٹھیک ہے منیجر! آپ نے جو کر ڈالا ہے، ظاہر ہے ہم راجکماری اس میں شامل ہوں گی۔" بجرنگی نے جواب دیا اور یہ واقعی بڑی جگمگاتی رات تھی۔

ہوٹل کو روشنیوں سے نہلا دیا گیا تھا۔ خاص طور سے وہ بڑا ہال جس میں خوبصورت اسٹیج تھا، بڑے حسین طریقے سے سجایا گیا تھا کہ دیکھنے والے دیکھتے رہ گئے تھے چونکہ سون متی اور شو کی بڑی پبلسٹی ہو چکی تھی اس لئے لوگ اندر چلے آ رہے تھے اور واقعی ہال میں داخلے کا مہنگا ٹکٹ ہونے کے باوجود ہال میں بے شمار لوگ تھے۔ نگاہیں اٹھی پڑی تھیں۔ سب کی سون متی اور ساون سنگھ کو دیکھنے کے لئے بے چین تھیں۔

ست رانی نے آج بھی بجرنگی کو حیران کر دیا تھا۔ جو لباس اس نے اپنے لئے منتخب کیا تھا وہ اُسے بے شک میڈم سونی نے ڈیزائن کیا تھا لیکن ست رانی نے جس طریقے سے اسے استعمال کیا تھا وہ قابل دید تھا اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ اس نے میک اپ بھی خود کیا تھا اور اس وقت وہ جو کچھ لگ رہی تھی، وہ ناقابل یقین سی بات تھی۔

پھر اس کی پر وقار چال جو راجکماریوں جیسی ہی تھی اور بجرنگی حیران تھا کہ ست رانی کو راجکماریوں کے بارے میں یہ معلومات کس طرح حاصل ہوئیں۔ بہرحال جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو کون تھا جو بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑا نہ ہو گیا ہو، لوگوں کے منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکل رہی تھیں، کچھ بالکل ساکت کھڑے ہوئے تھے ان لوگوں کو بہت اعلیٰ درجے کی بیٹھنے کی جگہ دی گئی اور پھر تمام لوگ بیٹھ گئے۔

ہوٹل کے منیجر نے ساون سنگھ اور سون متی کی آمد کو اپنے لئے خوش نصیبی قرار دیا اور اس کے بعد شو کا آغاز ہوا۔ روشنیاں رنگ بدلنے لگیں، کمپیئر نے اینا سیرانہ فرام اسپین کی آمد کا اعلان کیا اور بتایا کہ کوبرا کوئن سانپوں سے کھیلتی ہے، سانپ اس کے اشارے پر اس طرح چلتے ہیں جیسے سارے کے سارے اس کے غلام ہوں۔

بجرنگی نے ست رانی کے چہرے پر ایک عجیب سی خوشی محسوس کی تھی۔ بہرحال اینا سیرانہ اسٹیج پر آئی، روشنیوں نے طرح طرح کے رنگ اختیار کر کے اس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد میوزک شروع ہو گیا جس پر اینا سیرانہ نے رقص کیا۔

بہت ہی دلچسپ آئٹم تھا۔ اینا سیرانہ کا رقص واقعی قابل دید تھا لیکن اس وقت پروگرام میں بڑی سنسنی پیدا ہو گئی جب کچھ مخصوص لباس میں ملبوس افراد نے جو شاید سانپوں کے ٹرینر تھے، خاص قسم کی ٹوکریاں لا لا کر اینا سیرانہ کے چاروں طرف سجا دیں۔ وہ والہانہ طور پر رقص کر رہی تھی اور اس کے بعد وہ زمین پر بیٹھ گئی، سانپوں کی ٹوکریاں کھلنے لگیں اور چند ہی لمحوں کے بعد دس بارہ بہت ہی بھیانک قسم کے سانپ ان ٹوکریوں سے باہر نکل کر اپنے پھن لہرانے لگے۔

میوزک مسلسل بج رہا تھا اور سانپ آہستہ آہستہ اینا سیرانہ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ لوگوں کے سانس رکے ہوئے تھے کیونکہ سانپوں کی شکلیں ہی بڑی بھیانک تھیں۔ اینا سیرانہ کے جسم میں ایک عجیب سی تھرکن تھی اور سانپ اس کے بدن پر چڑھ رہے تھے، کوئی اس کے گلے میں، کوئی سر پر، کوئی بازوؤں پر۔ سانپ اس کے بدن سے لپٹ رہے تھے۔

لیکن پھر اچانک ہی نجانے کیا ہوا۔ ان سانپوں میں شدید بے چینی پائی جانے لگی۔ وہ گردن گھما گھما کر ادھر دیکھ رہے تھے جدھر ست رانی بیٹھی ہوئی تھی۔ اینا سیرانہ جو ان سے پہلے بڑا والہانہ

رقص پیش کر رہی تھی۔ ایک دم چونک پڑی۔ اسے یقینی طور پر سانپوں کے اندر کوئی تبدیلی محسوس ہوئی۔ پہلے سانپ نے اس کی گردن چھوڑی اور نیچے اترنے لگا تو اینا سیرانہ نے اسے جلدی سے پکڑ لیا۔ سانپ کی زبردست پھنکار سنائی دی اور اس نے اپنے آپ کو اینا کی گرفت سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد یہ سانپ ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی جانب لپکے۔ لازمی بات تھی کہ بھگدڑ مچتی تھی۔

ٹرینر سانپوں کی جانب دوڑے۔ لوگوں نے اٹھ اٹھ کر بھاگنا شروع کر دیا اور زبردست چیخ و پکار مچ گئی۔ سانپوں سے جان بچانے کے لئے سب لوگ بھاگ رہے تھے۔ سانپ کوئی خاص رخ اختیار نہ کر سکے، ٹرینر ان کے پیچھے بھاگ کر انہیں پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے، یہی لگتا تھا کہ ابھی تک سانپ بپھرے نہیں تھے بلکہ کسی خاص منزل کی جانب چلے تھے۔

اچانک ہی بجرنگی نے محسوس کیا کہ ست رانی کے منہ سے کچھ آوازیں نکل رہی ہیں۔ مدھم مدھم عجیب و غریب آوازیں جن کا کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ یہ آوازیں کچھ اس طرح کی تھیں۔

"بلل ... بلل ... بل بل ... بلل بلل ... !"

بجرنگی تعجب سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ ست رانی اور وہ ابھی تک اپنی جگہ بیٹھے تھے، دونوں مسلح محافظ ان کے آس پاس آ کر کھڑے ہو گئے تھے لیکن سانپوں سے وہ بھی خوفزدہ تھے۔ ادھر کوبرا کوئن کھڑی ہوئی وحشت بھری نگاہوں سے اس منظر کو دیکھ رہی تھی لیکن ست رانی کے منہ سے نکلنے والی آوازوں نے سانپوں میں ایک تہلکہ سا مچا دیا اور لوگوں نے یہ بھی حیرت ناک منظر دیکھا کہ وہ سانپ اب واپس پلٹ پڑے تھے اور اپنی اپنی ٹوکریوں کے پاس آ کر رک گئے تھے۔ انہوں نے اینا سیرانہ کی طرف رخ نہیں کیا تھا لیکن ان کے انداز میں ایک عجیب سی تڑپ اور بے چینی پائی جاتی تھی۔

اسی وقت دونوں محافظوں نے جھک کر بڑے ادب سے بجرنگی اور ست رانی سے کہا "ہم آپ سے انتہائی عاجزی سے کہتے ہیں کہ براہ کرم کمروں میں واپس چلئے، براہ کرم اٹھ جائیے۔"

ست رانی فوراً اٹھ گئی اور ظاہر ہے بجرنگی کو بھی اس کی تقلید ہی کرنی تھی۔ وہ لوگ اپنے کمروں میں آ گئے۔ ادھر پیچھے بڑی لے دے ہو رہی تھی، سانپوں کی بلا کو برا بھلا کہا جا رہا تھا مگر وہ رانی بھی مجبور تھی۔ ٹرینروں نے بڑی مشکل سے سانپوں کو ٹوکریوں میں بند کر کے اندر پہنچایا تھا اینا سیرانہ نڈھال سی اپنی رہائش گاہ کی جانب چل پڑی تھی۔

کوئی دو گھنٹے کے بعد ہوٹل کا منیجر اپنے اسٹاف کے ساتھ آیا۔ وہ بہت شرمندہ تھا، اس نے گردن جھکائے جھکائے کہا۔

"جو کچھ ہوا ہے، وہ ہمارے لئے ناقابل فہم ہے بلکہ ہر ایک کے لئے ناقابل فہم ہے لیکن

کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا، میں بہت شرمندہ ہوں، آپ میرے لئے جو سزا چاہیں منتخب کر سکتے ہیں۔"

"نہیں منیجر .....! جانور تو جانور ہی ہے، پتہ نہیں انہیں کیا ہو گیا تھا، آپ آرام کریں، کوئی ایسی بات نہیں ہے۔" بجرنگی نے کہا اور منیجر شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد بجرنگی عجیب سی نگاہوں سے ست رانی کو دیکھنے لگا تھا۔ ست رانی کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ دیکھ کر بجرنگی کا حوصلہ بڑھا اور اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"اور تم جانتی ہو ست رانی کہ سانپوں کو کیا ہو گیا تھا؟"

"میں کچھ نہیں بابا! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

"میں نے محسوس کیا تھا کہ سانپ تمہاری طرف بڑھ رہے ہیں لیکن چونکہ کھڑکی کھلی تھی اور سانپوں کے خریدار انہیں پکڑنے کے لیے ان کے پیچھے بھاگ رہے تھے اس لئے سانپ تمہارے پاس نہیں پہنچ سکے۔"

"تو اس میں میرا کیا دوش ہے بابا ....؟" ست رانی نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال غلط تو نہیں ہے اور پھر ایک بات اور بعد میں تمہارے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلی تھیں، جس کے بعد ان سانپوں کا جوش و خروش کم ہوا اور وہ اپنی اپنی جگہوں کے پاس پہنچ گئے۔"

"ہاں ایسا ہوا تھا۔"

"تم اعتراف کرتی ہو کہ سانپ تمہاری طرف ہی آ رہے تھے؟"

"ہاں بابا! میرے اور ان کے بیچ ایک رشتہ ہے، وہ رشتہ کیسے پیدا ہوا یہ میں بالکل نہیں جانتی، پر بابا ہمیں جنگل کے دوسرے جانور، چاہے وہ اڑنے والے ہوں، چاہے دھرتی پر رینگنے والے مجھ سے پریم کرتے ہیں، ایک لمبا عرصہ جو ان کے بیچ گزارا ہے، یہ بھی تو ایک رشتہ بن جاتا ہے نا؟"

"مگر یہ سانپ تو تمہارے جاننے والے نہیں تھے۔"

"جن جن سے میرا رشتہ ہو چکا ہے بابا بجرنگی! ان کی ساری نسلیں میری جاننے والی ہیں۔"

"اور وہ آوازیں جو تمہارے منہ سے نکلی تھیں؟"

"ہاں میں نے انہیں ان کی زبان میں سمجھایا تھا کہ وہ اپنی اپنی جگہوں پر چلے جائیں ورنہ انہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"وہ سانپوں کی زبان تھی؟" بجرنگی نے حیرت اور دلچسپی سے پوچھا۔

"ہاں بابا! آپ بھی تو وہیں اس نوٹے مندر میں تھے، اصل میں آپ نے کبھی غور نہیں کیا، رات کی تاریکیوں میں اگر آپ دھرتی پر سرسراتے ہوئے سانپوں پر غور کر لیتے تو کم از کم آپ لوگوں کو

ضرور پتہ چل جاتا کہ یہ کیسی کیسی آوازوں میں ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہیں۔ مجھے ان سب کی آوازیں آتی ہیں۔"

"ست رانی! بھگوان تجھے سکھی رکھے، حقیقت یہ ہے کہ تو اپنی ماں کے پاپ نیلے رنگ میں رنگی پڑی تھی، میں تیرے نیلے رنگ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا مگر اب سب میری سمجھ میں آتا جا رہا ہے، چل ٹھیک ہے آج جو ہوا سو ہوا، وہ ڈسنے والی یہاں سے چلی جائے گی، وہ تو شکر ہے کہ سانپوں نے کسی انسان کو نقصان نہیں پہنچایا ورنہ اس بیچاری کی مصیبت ہی آ جاتی، میں چلتا ہوں تو آرام کر دروازہ اندر سے بند کر لے۔"

"نہیں بابا! میرے مہمان آنے والے ہیں، دروازہ کھلا رہنے دو۔"

"تیرے مہمان .....کون؟" بجرنگی نے حیرت سے کہا۔

ست رانی مسکرائے بغیر بولی۔ "وہی جن سے میں نے وعدہ لیا تھا کہ اس سے اپنی اپنی جگہوں پر چلے جائیں، رات کو وہ میرے کمرے میں آ جائیں، وہ آئیں گے بابا!"

بجرنگی کچھ لمحوں تک کھڑا رہا، پھر کندھے اچکا کر وہاں سے واپس مڑا۔ اس نے دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنے کمرے میں آ گیا لیکن اس کا سر اب بھی چکرا رہا تھا۔ جو کچھ ہوا تھا اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا، وہ بہت عجیب تھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ ست رانی نے جنگل میں ہوش سنبھالا تھا اور بجرنگی نے ہمیشہ اس کے آس پاس سانپوں، جانوروں اور پرندوں کو دیکھا تھا، وہ ان کے بیچ خوش رہتی تھی اور آج بھی بجرنگی یہ بات جانتا تھا کہ اگر ست رانی کو واپس اسی جنگل میں پہنچا دیا جائے تو وہ انسانوں کے اس جنگل سے زیادہ وہاں خوش رہ سکتی ہے۔ اس نے گردن ہلا کر کہا:

"ہے بھگوان! تو نے منش کو اس سنسار میں کیا کیا دے دیا ہے اور جن سے ہو سکے لیکن وہ باتیں دکھا ہیں کہ بات زبان سے نہیں نکل پاتی، پھر بھی بہرحال تیری مہربانی ہے۔ میرے بھگوان! مجھے میری بہن کا پتہ دے دے۔" بجرنگی نے حسن شاہ کی دی ہوئی تصویر نکالی اور اسے آنکھوں کے سامنے کر کے سیدھا لیٹ گیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر تکیے میں جذب ہو رہے تھے۔

☆.....☆.....☆

ہوٹل پام روز میں رات کو پیش آنے والے واقعے کے بارے میں کافی لے دے ہو رہی تھی۔ بہت سے لوگ تحقیقات کے لیے پہنچ گئے تھے۔ ہوٹل کے منیجر اور انتظامیہ کے دوسرے افراد اور ایناسیرانہ کے ساتھیوں میں خاصی ٹوٹو میں میں ہوئی تھی، ایناسیرانہ نے دست بستہ معافی مانگی تھی اور اس بات پر شکر کا اظہار کیا تھا کہ ان سانپوں نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ وہ حیران تھی کہ جب سے اس نے سانپوں کی سنگت اختیار کی ہے، کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔

رات کے واقعہ پر وہ خود بھی حیران تھی کہ آخر ایسا کیسے ہوا اور پھر وہ معذرت کے ساتھ اپنے ساز و سامان سمیت وہاں سے چلی گئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اب شاید وہ ہندوستان کے کسی بھی شہر میں اپنے اس فن کا مظاہرہ کرنے کی ہمت نہیں کر سکتی کیونکہ اس کے سانپ اب اس سے باغی ہو چکے تھے۔

بہر حال بہت ساری باتیں ادھر اُدھر اُڑ رہی تھیں، لیکن دوسری رات کچھ اور دلچسپ واقعات پیش آئے۔ بجرنگی اور ست رانی صرف ہوٹل ہی میں تو وقت نہیں گزار سکتے تھے۔ خود ان کا بھی ایک منصوبہ تھا جس کی تکمیل کے لیے انہیں منظر عام پر آنا تھا۔ تکمیل ہوئی اور اتنی خوبصورتی سے ہوئی کہ خود بجرنگی یا ست رانی نے بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔

اس رات بھی وہ ہوٹل کے خوبصورت ہال میں آکر بیٹھے تھے۔ لوگوں کی پذیرائی کا وہی عالم تھا بلکہ کچھ لوگ تو خصوصی طور پر راجکماری سون مکھی کو دیکھنے کے لئے آنے تھے جس کے حسن کا چرچا ایک ہی دن میں دور دور تک پھیل گیا تھا۔

دلیپ سنگھ کا بھائی کرم سنگھ جس کی عمر اچھی خاصی ہو گئی تھی اور یہ وہی کرم سنگھ تھا جس نے دلیپ سنگھ کے باپ رام خود بردکی تھی اور اس کا الزام مہان سنگھ پر آ گیا تھا جو ارجن سنگھ یعنی بجرنگی کا باپ تھا۔

زمینداروں اور دولت مندوں کے شغل یکساں ہوتے ہیں۔ کرم سنگھ بھی ایک اوباش آدمی تھا۔ کہیں سے اس کے کانوں میں بھی ایک ایسی راجکماری کے حسن کی داستان پہنچی تھی جو کسی پہاڑی ریاست سے سیر و سیاحت کے لئے آئی تھی اور جنگلی پھول کی مانند تھی۔

کرم سنگھ اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ ہوٹل پام روز پہنچ گیا تھا اور براہ راست سون مکھی سے ملاقات کرنے کے بجائے پہلے اس نے اسے دیکھنے کا فیصلہ کیا تھا اور جب ست رانی، سون مکھی کی شکل میں ہوٹل کے ریفریشنگ ہال میں پہنچی تو کرم سنگھ نے بھی اسے دیکھا اور دل پر ہاتھ رکھ کر رہ گیا۔ یہ حسن بے پناہ تو واقعی آنکھوں میں بسانے کے قابل تھا۔ جرأت مند آدمی تھا تھوڑی ہی دیر میں اپنے ساتھیوں کو وہیں بیٹھے رہنے کا کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور بجرنگی کی میز کے پاس پہنچ گیا۔ دونوں مسلح محافظ اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے، بجرنگی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکا ایک لمحے کے اندر وہ کرم سنگھ کو پہچان گیا تھا کیونکہ بہر طور وہ دلیپ سنگھ کی حویلی سے کافی عرصے متعلق رہا تھا۔

کرم سنگھ نے مسلح محافظوں کو دیکھا اور پھر مسکرا کر بولا۔

"ہم تو میزبان ہیں ساون سنگھ جی! یہی نام ہے نا آپ کا؟" بجرنگی نے خاموشی سے کرم سنگھ کی صورت دیکھی تو وہ بولا۔ "بیٹھنے کی اجازت چاہوں گا، چندوسی ہوں سمجھ لیجئے ایک طرح سے میری ملکیت ہے، میرا نام کرم سنگھ ہے اور میں چندوسی کا سب سے بڑا آدمی ہوں۔"

بجرنگی مسکرایا اور بولا۔ "آپ کے لئے بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے مہاراج کہ آپ مشن پدھارے، پدھاریئے!"

"شکریہ! جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ساون سنگھ جی کہ میں چندوسی کا سب سے بڑا رئیس ہوں، یوں سمجھئے کہ آس پاس ہمارے نام کا ڈنکا بجتا ہے، آپ جیسے بڑے لوگ خاص طور سے راجکماری سون مکھی کے بارے میں کہتا ہوں کیا اتنا لمبا فاصلہ طے کر کے چندوسی آئیں اور ہوٹل میں قیام کریں جبکہ میرا چھوٹا سا گھر آپ کے سواگت کے لیے دل و جان سے حاضر ہے۔"

بجرنگی نے کرم سنگھ کے جو الفاظ سنے، وہ اس کے مقصد کی تکمیل کے لئے بڑے کارآمد اور موثر تھے، پھر بھی ہر قدم احتیاط سے کرنا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔"

"مگر مجھے خوشی اس سے ہوگی جب آپ میرے گھر میں پدھاریں گے، آپ بالکل چنتا نہ کریں، جب تک آپ چندوسی میں رہیں گے، آپ کے ہر طرح کے آرام کا خیال رکھنا ہماری ذمہ داری ہوگی، آپ کو میرے ساتھ میری حویلی چلنا ہوگا۔"

"ابھی تو آپ اپنی حویلی کو چھوٹا سا گھر کہہ رہے تھے...... ہر بڑا آدمی اپنے آپ کو چھوٹا ہی کہتا ہے، پر آپ کے اس پریم کا شکریہ لیکن اپنے مہاراج سردار جے تلک کاسن کے حکم سے یہاں آیا ہوں، سردار جے تلک کاسن دور دراز پہاڑیوں میں رہتے ہیں، ہمارے ہاں ارنڈی پیدا ہوتی ہے اور ہم نے ارنڈی کا تیل نکالنے کا پلانٹ لگایا ہوا ہے، ارنڈی کا یہ تیل یوں سمجھ لیجئے کہ دور دراز جاتا ہے اور ہم اس کے بادشاہ کہلاتے ہیں لیکن بہت دنوں سے مہاراج یہ سوچ رہے تھے کہ پہاڑی علاقوں سے نکلا جائے اور باہر بھی کچھ کیا جائے۔ ہم نے یہاں پٹسن کا تھوڑا بہت تجربہ کیا تھا اور سردار جے تلک کاسن اس کے لئے کچھ کرنا چاہتے تھے۔ معلومات کرنے سے پتہ چلا کہ چندوسی میں یہ کام اچھے پیمانے پر ہو رہا ہے، چنانچہ ہم نے ادھر کا رخ کر لیا۔ راجکماری سون مکھی پہاڑوں سے باہر کی دنیا کی سیر کرنا چاہتی تھیں، یہ مہاراج جے تلک کاسن کی اکلوتی بیٹی ہیں اور ان کے کاروباری معاملات میں بھی دخل رکھتی ہیں، چنانچہ یہ بھی میرے ساتھ آ گئیں اور ہم دونوں ملک کر یہاں پٹسن کے کاروبار کا جائزہ لیں گے اور اپنے لئے جگہ تلاش کریں گے۔"

"واہ اس سے زیادہ خوشی کی کوئی بات ہی نہیں ہے مہاراج! میرے بڑے بھائی ٹھاکر دلیپ سنگھ نے خود پٹسن کے کاروبار کا آغاز کیا ہے اور انہیں اس کام کا بڑا تجربہ ہے، آپ اگر ان کے ساتھ میٹنگ کریں تو آپ کو بڑے کام کی باتیں معلوم ہوں گی۔"

بجرنگی نے سوالیہ نگاہوں سے ست رانی کی طرف دیکھا اور ست رانی نے بجرنگی کی آنکھوں میں دیکھا۔ بجرنگی کو ایک دم سے ایک جھٹکا سا محسوس ہوا تھا لیکن ست رانی نے فوراً آنکھیں بند کر لی

تھیں، البتہ بجرنگی کے ذہن میں کچھ الفاظ خود بخود آ رہے تھے۔

"یہ تو بڑے کام کی بات ہے ٹھاکر کرم سنگھ! ہمیں اگر ایسی گائیڈ لائن مل جائے تو ہمارے لئے اس سے اچھی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔"

"بس تو آپ فیصلہ کر لیجئے کہ آپ اب میری حویلی کے مہمان ہوں گے۔"

"ہمیں تھوڑی سی مہلت دیجئے ٹھاکر صاحب! ہمارا قیام چار روز تک تو رہے گا، ویسے ہمارا آپ سے ملنا جلنا رہے گا۔"

کرم سنگھ نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا پھر بولا۔ "ٹھیک ہے کل رات کا کھانا آپ ہمارے ساتھ کھائیں گے، اس کے بعد ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ آپ کو کس طرح آگے قیام کرنا چاہئے۔ بات اتنی سی ہے کہ کوئی اتنا بڑا آدمی اگر ٹھاکر دلیپ سنگھ کی حویلی میں نہ ٹھہرا تو یہ ٹھاکر صاحب کا اپمان ہوگا، بڑے لوگوں کا ناتا بڑے لوگوں سے ہی ہوتا ہے۔"

"ہم اس بارے میں بعد میں فیصلہ کر لیں گے۔" بجرنگی نے جواب دیا۔

بجرنگی خوش تھا کہ جو کام وہ چاہتا تھا وہ خوش اسلوبی سے ہو رہا ہے، البتہ اس نے ست رانی سے کہا تھا۔ "تو تو بڑی بکٹ ہو گئی ہے بھئی، میرے من پر بھی قبضہ کر لیا تو نے!"

"وہ تو کب سے کئے بیٹھی ہوں بابا! کوئی آج کی بات ہے۔" ست رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور باتیں بھی خوب بنانا آ گئی ہیں تجھے، میں کہتا ہوں یہ سب تو نے سیکھا کہاں سے؟ جب میں باتیں کر رہا تھا کرم سنگھ سے تو تو نے ایک دم سے میری آنکھوں میں جھانکا تھا اور میرے من میں اتار دی تھی کہ میں کرم سنگھ کو کیا جواب دوں۔"

"بابا! میں نے کہا ہے نا تم سے کہ مجھے ان ساری چیزوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم، بس بھگوان کی دی ہوئی شکتی ہے مجھے بتاتی ہے کہ کام مجھے کس طرح کرنا ہے۔"

ست رانی اور بجرنگی بہت دیر تک آئندہ کے منصوبوں پر غور کرتے رہے، دوپہر بارہ بجے کے قریب کرم سنگھ ان کے پاس پہنچ گیا۔

"میں چاہتا ہوں آپ لوگوں سے، بھگوان جانے دیا کون سا جادو ہے آپ کے منش کو دیوانہ کر دیتا ہے، آپ ہی کے بارے میں سوچتا رہا ہوں، بھائی جی سے تذکرہ کیا تو لگے کہ تمہیں ہر قیمت پر ان لوگوں کے ساتھ لے کر آنا چاہیے تھا۔"

"آپ سب لوگ بہت اچھے ہیں۔" بجرنگی نے کہا۔

"اور آپ دونوں ہم سے اچھے..... پر ہماری خوشی کے لئے آج کے پروگرام کو

[illegible]
رات کے بھوجن کے لئے انتظار کرنا ضروری تو نہیں ہے، اصل چیز تو ہمارا آپ سے ملنا ہے۔"

"اتنے پریم سے اگر کوئی اپنے ساتھ لے جانا چاہتا ہو تو پھر انکار کرنا اچھی بات نہیں ہوتی۔"

"آپ تیار ہو جائیں، بڑی کرپا ہے آپ کی!"

کچھ دیر کے بعد دونوں گاڑیاں دلیپ سنگھ کی حویلی کی جانب چل پڑیں۔ ست رانی اور بجرنگی، کرم سنگھ کی گاڑی میں تھے، دونوں محافظ کرم سنگھ کے نوکروں کے ساتھ اس گاڑی میں تھے جو حویلی سے یہاں ان لوگوں کو لے کر آئی تھی۔

بجرنگی کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ یہ وہ حویلی تھی جہاں اس نے ایک لمبا عرصہ گزارا تھا۔ نجانے کیا کیا خیالات اس کے دل میں تھے، حویلی میں داخل ہوا تو اس کی آنکھوں میں نمی سی آ گئی، بہت سے واقعات ذہن میں آ رہے تھے، پھر اس نے دلیپ سنگھ کو دیکھا جو کافی بوڑھا ہو گیا تھا لیکن شان و شوکت وہی تھی۔ اس نے اپنے بھائی کے کہنے پر ان لوگوں کو بہت اچھا استقبال دینے کا فیصلہ کیا تھا۔

"آیئے مہاراج اور پیاری سی لڑکی..... تم دونوں تو واقعی جو کچھ سنا تھا، اس سے زیادہ پیارے لگے، آیئے آیئے۔" وہ انہیں اندر لے گیا۔

اندر ایک بہت ہی اعلیٰ درجے کے ڈرائنگ روم میں محفل سجی اور باتیں ہونے لگیں۔ ست رانی نے ایسی ایسی معصوم اور دلچسپ باتیں کیں کہ دلیپ سنگھ بالکل ہی فریفتہ ہو گیا۔

"یہ تو کوئل سے بھی اچھا کوکتی ہے اور مینا سے پیاری باتیں کرتی ہے، یہ کوئل اور مینا پہاڑوں میں پیدا ہوئی ہے، تعجب کی بات ہے۔ لگتا ہے کہ پہاڑوں کا حسن سارا اس میں سمٹ آیا ہے۔"

بجرنگی مسکرا دینے لگا تھا۔ دوپہر کا کھانا بہت پر تکلف تھا۔ بجرنگی نے اس کی بہت تعریف کی۔

پھر دلیپ سنگھ نے کہا۔ "اور یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ چندوسی میں آ کر آپ جیسے اچھے اور بڑے لوگ کسی ہوٹل میں ٹھہریں، خیر یہ سب بعد کی باتیں ہیں، میں نے سنا ہے کہ ریاست کشن پوری کے مہاراج جے تلک گاشن جیسم کے کاروبار میں دلچسپی رکھتے ہیں؟"

"جی ٹھاکر صاحب اور انہوں نے مجھے اسی کا جائزہ لینے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔"

"ہم نے بھی یہی کام شروع کیا ہے اور پورے ہندوستان میں ہم لوگ اپنا جال پھیلا رہے ہیں، سردار جے تلک گاشن کو ہم چندوسی میں خوش آمدید کہیں گے، آپ کو ہماری ہر طرح کی مدد حاصل رہے گی، ہندوستان کے بہت بڑے بڑے سرمایہ دار اس طرف متوجہ ہو رہے ہیں، آپ یہاں قیام کریں، ہم آپ کو اپنے کارخانوں کا بھی معائنہ کروائیں گے اور آپ کو مشورے بھی دیں

گے کہ آپ کس طرح یہ کام شروع کریں۔"

"میں خصوصی طور پر سردار بے تکلف کاسن کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ وہ اس کاروبار کے بارے میں بہت سنجیدہ ہیں اور معلومات کے بعد انہوں نے چندوی آنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

"ہم ان کا بہترین سواگت کریں گے۔"

پھر بجرنگی نے تھوڑی دیر آرام کی اجازت مانگی اور انہیں ایک انتہائی شاندار کمرہ مہیا کر دیا گیا۔ بجرنگی نے ست رانی سے کہا۔ "ست رانی! کسی بھی کام میں بہت زیادہ وقت گزارنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم خطرات کو اپنے قریب کرتے رہیں، کام جتنی جلدی ہو جائے، اچھا رہتا ہے۔"

ست رانی نے مسکرا کر کہا۔ "تو مشکل کیا ہے؟ بوڑھے بابا جی کو پرلوک پہنچانا ہے نا، آج رات کو پہنچ جائیں گے۔ آپ بس ذرا تھوڑی بہت دیر کے لئے کرم سنگھ کو سنبھال لینا اور مجھے دلیپ سنگھ مہاراج کے پاس اکیلا چھوڑ دینا، بھگوان کی دیا سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"تو بہت تیز ہو گئی ہے مگر میں بھی ذرا دلیپ سنگھ سے کچھ باتیں کر کے اسے بتانا چاہتا ہوں کہ میں کون ہوں۔"

"ہوں تو ٹھیک ہے، یہ بھی ہو جائے گا۔" ست رانی نے کہا اور بجرنگی مسکرانے لگا۔

شام کی چائے انہوں نے حویلی کے ایک بہت ہی خوبصورت حصے میں پی تھی اور اس وقت ست رانی پھولوں کو دیکھتی ہوئی کرم سنگھ کے ساتھ دور تک نکل گئی تھی۔

ادھر بجرنگی دلیپ سنگھ سے باتیں کرتا رہا تھا لیکن ابھی اس نے ہوا تک نہیں لگنے دی تھی کہ وہ کون ہے، البتہ وہ دلیپ سنگھ کی آنکھوں میں جھانکتا رہا تھا اور یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرتا رہا تھا کہ دلیپ سنگھ کو اس پر کوئی شبہ تو نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ آس پاس بھی نگاہ رکھے ہوئے تھا۔

اس کے محافظ ہر ممکن کوشش کر رہے تھے کہ وہ ان سے زیادہ دور نہ رہیں اور اس وقت بھی وہ تھوڑے فاصلے پر اپنے اسلحے کے ساتھ الرٹ کھڑے تھے۔ بجرنگی اور دلیپ سنگھ باتیں کرتے رہے۔ جیسم اور سردار بے تکلف کاسن کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔

رات کا کھانا بھی انتہائی پرتکلف تھا اور رات کے کھانے پر ہی کرم سنگھ نے تجویز پیش کی۔

"بھائی جی! آج میں نے سون متی کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ وہ رات یہیں قیام کریں گی، صبح کو میں منہ اندھیرے ان دونوں کو اپنے فارم ہاؤس پر لے جاؤں گا، صبح کا منظر کچھ اور ہی ہوتا ہے۔ وہاں جانے کے بعد پھر میں انہیں جیسم کے کارخانوں کی سیر کرانے لے جاؤں گا، میرا فارم ہاؤس اسی طرف ہے ساون سنگھ جی!"

"ٹھیک ہے، جیسا آپ پسند کریں۔" بجرنگی نے جواب دیا۔

ست رانی نے اسے بس اتنا بتایا تھا کہ رات کو جب ہم تھا کر دلیپ سنگھ کا تو کرم سنگھ ہمارے ساتھ نہیں ہوگا، میں نے اسے سبق دے دیا ہے، وہ کسی کام سے چلا جائے گا۔

"سبق دے دیا ہے؟"

"ہاں بابا! آپ کو اپنی ست رانی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔"

"مجھے تو تجھ پر بڑا بھروسہ ہے ست رانی!"

اور یہی ہوا، کھانے کے بعد کرم سنگھ نے کہا۔ "بھائی جی! مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے، میں دیر سے واپس آؤں گا، آپ ان لوگوں سے بات کریں، میرا انتظار نہ کریں۔"

دلیپ سنگھ نے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی تھی، پھر اس نے خود ہی دعوت دی۔

"آئیے ساون سنگھ جی! کمرے میں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

"جی ضرور ....!" بجرنگی نے کہا، اس کا دل آہستہ آہستہ دھڑک رہا تھا اور وہ کسی سوچ میں کھویا ہوا تھا۔ دلیپ سنگھ اسے اور ست رانی کو اپنے کمرے میں لے گیا۔ ست رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بڑا خوبصورت کمرہ ہے آپ کا دلیپ سنگھ مہاراج۔"

"ہاں سون متی! میں ہر طرح کا ایسا ہی ذوق رکھتا ہوں۔ پتہ نہیں کہاں کہاں سے اپنی پسند کی چیزیں منگوا کر جمع کرتا رہا ہوں۔"

"ہاں میں دیکھ رہی ہوں۔" ست رانی نے کہا۔

پھر چلتے ہوئے ساون سنگھ نے اپنی جیب سے رادھیکا کی تصویر نکال کر نیچے گرا دی اور لاپروائی سے آگے بڑھ گیا۔

ست رانی، دلیپ سنگھ کے کمرے میں رکھے چھوٹے چھوٹے خوبصورت شوکیسوں میں نوادرات دیکھتی پھر رہی تھی۔

دلیپ سنگھ نے کہا۔ "ساون سنگھ جی! آپ کی کوئی چیز گری ہے۔"

"ایں ....!" بجرنگی نے کہا۔ جس جگہ اس نے تصویر گرائی تھی، وہ دلیپ سنگھ سے قریب تھی۔ دلیپ سنگھ نے تصویر اٹھا کر بجرنگی کی طرف بڑھائی، اس نے اس تصویر کو دیکھا بھی تھا لیکن بجرنگی کو اس کے چہرے سے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس نے رادھیکا کو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا ورنہ وہ یہ تصویر دیکھ کر ضرور چونکتا۔

اس نے آگے بڑھ کر تصویر بجرنگی کے حوالے کی اور بولا۔ "کسی لڑکی کی تصویر ہے، کون ہے یہ، کیا ریاست کی کوئی لڑکی ہے، اچھی پیاری شکل کی ہے یہ بھی!"

یہ بات سنتے ہی ست رانی آگے بڑھی اور اس نے کہا۔

"میرے لئے پانی منگوا دیجئے دلیپ سنگھ مہاراج!"

"ہاں، ہاں کیوں نہیں۔" دلیپ سنگھ نے کہا اور ایک گھنٹی بجا کر ملازم کو بلایا پھر اسے لانے کے لئے کہا۔

اس وقت تک بالکل خاموشی طاری رہی جب تک کہ ملازم پانی کا جگ اور گلاس نہ لے آیا۔ جب وہ چلا گیا تو ست رانی نے آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے گلاس میں پانی انڈیلا اور آدھا پانی اس میں سے آہستہ آہستہ پیا اس کے بعد اس نے گلاس ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس دوران بجرنگی بھی خاموشی سے تصویر دیکھتا رہا تھا۔ اس نے پھر وہی سوال کیا۔

"اس لڑکی کو آپ نے پہلے کبھی دیکھا ہے دلیپ سنگھ جی......؟"

"نہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا...... کون ہے یہ؟"

"کچھ بھول گئے آپ، دیکھا ہے آپ نے اسے اور آپ اسے اچھی طرح جانتے ہیں۔"

بجرنگی کا لہجہ آہستہ آہستہ خطرناک ہوتا جا رہا تھا۔

"بات کچھ سمجھ میں نہیں آئی ساون سنگھ مہاراج!"

"اس کا پتا رام سنگھ تھا، رام سنگھ آپ کی اس حویلی کا بھنڈاری تھا اور سارے حساب رکھتا تھا، پھر آپ کے بھائی کرم سنگھ نے ایک بہت بڑی رقم غائب کی اور آپ نے اس کا اپنے بھنڈاری اپنے بہت ہی پرانے نمک خوار رام سنگھ کے سر لگا دیا۔ رام سنگھ ایک خوددار اور غیرت مند آدمی تھا، آپ نے اسے جیل بھیجنے کی تیاری کی اور اس نے آتم ہتھیا کر لی، بیچارہ مر گیا، بے گناہ تھا۔"

دلیپ سنگھ ابھی نگاہوں سے بجرنگی کو دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

"ہاں ایسا ہوا تھا، مگر...... مگر تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم، ارے...... کہیں تم ارجن سنگھ تو نہیں ہو......؟ تم مجھے ارجن سنگھ ہی لگ رہے ہو، روپ ضرور بدل لیا ہے پر کرپن سنگھ نے بھی مجھے بتایا تھا کہ تم میرے ارد گرد بھٹک رہے ہو اور یہ...... اوہ...... اوہ!"

"ہاں میں ارجن سنگھ ہی ہوں اور یہ میری بیٹی ہے ست رانی...... دلیپ سنگھ حساب تو دینا ہی ہوتا ہی تھا، ہاں ایک شرط پر تمہارا جیون بچ سکتا ہے مجھے یہ بتاؤ کہ یہ لڑکی تمہارے پاس آئی تھی"

"بھگوان کی سوگند اسے میں نے پہلے بھی کبھی نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہوگا تو سرسری دیکھا ہوگا مگر تم نے کرپن سنگھ کے بھائی کو مار دیا اور اس کے بعد ارجن سنگھ یہاں روپ بدل کر کیوں آئے ہو؟"

"......میں بتاتی ہوں آپ کو دلیپ سنگھ مہاراج!" ست رانی کی آواز ابھری تو دلیپ سنگھ کی نگاہ ست رانی پر پڑی، اس کے ذہن کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا۔ ست رانی کی بھاری بھرکم آواز ابھری۔

"بابا بجرنگی میرے پتا سمان ہیں اور آپ نے میرے پتا کے پتا یعنی میرے دادا جی پر الزام لگا کر انہیں مرنے پر مجبور کیا، آپ کا کیا خیال ہے کیا میں آپ کو چھوڑ دوں گی؟"

بجرنگی پوری طرح ہوشیار تھا۔ دلیپ سنگھ کی طرف سے کوئی بھی کارروائی ہو سکتی تھی، لیکن دلیپ سنگھ اس طرح ست رانی کی آنکھوں میں الجھا ہوا تھا کہ لگتا تھا جیسے پتھر کا ہو گیا ہو۔ ست رانی نے یہ کہا۔

"دلیپ سنگھ جی! برے کاموں کا نتیجہ برا ہی ہوتا ہے، بہت جی لئے آپ اس سنسار سے، اب جائیے اور وہاں جا کر معافی مانگئے میرے دادا جی سے اپنے جھوٹے الزام کی!"

دلیپ سنگھ پھر بھی کچھ نہیں بولا تو ست رانی کا لہجہ عجیب خوابناک سا ہو گیا۔ "یہ گلاس لیجئے اور اس میں بچا ہوا سارا پانی پی جائیے۔"

پہلی بار دلیپ سنگھ متحرک ہوا۔ ست رانی کا جھوٹا پانی اس نے دونوں ہاتھوں میں اٹھایا اور غٹاغٹ پی گیا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

ست رانی نے ہنس کر بجرنگی کو دیکھا اور بولی۔ "اس کی موت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو بابا! اس کے بعد باہر چلتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" بجرنگی نے کہا اور نفرت بھری نگاہوں سے دلیپ سنگھ کو دیکھنے لگا۔

"میرا من آج شانت ہوا ہے یہ کہ کر میرے پتا جی نے آپ کا ایک پیسہ نہیں کھایا تھا جھوٹا الزام آپ نے لگایا، آتم ہتھیا کرنے پر مجبور کیا اور آج...... آج آپ کو اس کا حساب دینا پڑ رہا ہے۔"

دلیپ سنگھ نے صوفے سے گردن ٹکا لی تھی۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا لیکن وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے دیکھ رہا تھا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ اس کا اندازہ بجرنگی کو فوراً ہی ہو گیا تھا لیکن پھر بھی اس نے قریب جا کر اچھی طرح دلیپ سنگھ کو دیکھ لیا۔ دلیپ سنگھ بے جان ہو چکا تھا اور اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی نیلاہٹ آتی جا رہی تھی۔ بجرنگی نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"آج میرے پتا کی آتما شانت ہوئی ہوگی، میری بہن رادھیکا کو تو پتہ نہیں چل سکا لیکن کوئی بھی میں نے ایسا زخم دیا ہے کہ سرا جیون بھر تڑپتا رہے گا، چلو ست رانی! اس پاپی کو اٹھا کر اس کے بستر پر لٹا دیں۔"

ست رانی نے بجرنگی کا بھرپور ساتھ دیا۔ دلیپ سنگھ کو اس کے بستر پر لٹا دیا گیا۔ وہ جانتے تھے کہ ابھی تھوڑی دیر کے بعد اس کا بدن گلنا شروع ہو جائے گا۔ اس سے پہلے اسے بستر پر پہنچانا ضروری تھا۔ پھر اس کے بعد بجرنگی نے پانی کا جگ اور گلاس اٹھایا۔ کوئی ایسا نشان نہیں چھوڑنا چاہتے تھے وہ دونوں جس سے ان کی فوری نشاندہی ہو سکے۔

کچھ دیر کے بعد وہ اپنی رہائش گاہ میں واپس آ گئے۔ وہ گلاس اور جگ اچھی طرح دھو کر اور صاف کر کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ ست رانی نے بڑے موثر طریقے سے دلیپ سنگھ کی موت کا سامان کیا تھا۔ اس نے کرم سنگھ کو اپنے ٹرانس میں لے کر ہدایت کی تھی کہ وہ رات میں باہر نکل جائے، بے شک وہ آدھی رات تک واپس آ جائے لیکن اس کے بعد وہ سب کچھ بھول جانا ہو گا۔ بہت دیر تک وہ اس بارے میں باتیں کرتے رہے اور پھر ست رانی آرام سے سو گئی تھی لیکن بجرنگی تقریباً ساری رات جاگتا رہا تھا۔ اسے اپنا چاچا بھی یاد آ رہا تھا اور بہن بھی..... اور پھر صبح ہو گئی۔ ست رانی بالکل مطمئن تھی۔

غسل وغیرہ سے فارغ ہوئی تھی کہ کرم سنگھ نے دروازے پر دستک دی اور ان کی اجازت پا کر اندر داخل ہوتا ہوا بولا۔

"کیجئے آپ لوگ تو ابھی تک تیار نہیں ہوئے، میں نے کہا تھا کہ پہلے میں آپ لوگوں کو اپنے فارم ہاؤس پر لے جاؤں گا اور اس کے بعد جیسم کے کارخانے کی سیر کراؤں گا۔ ہم ناشتہ بھی راستے میں ہی کریں گے۔"

"تو ہمیں کون سی دیر لگے گی کرم سنگھ مہاراج! بس ایک دو منٹ انتظار کر لیجئے۔" بجرنگی کو یہ بھی انتظار تھا کہ ابھی کچھ دیر کے بعد ملازم دلیپ سنگھ کے کمرے میں داخل ہوں گے اور پھر اس کی موت کی خبر پھیل جائے گی لیکن اس میں ان کو کوئی خطرہ نہیں تھا، انہوں نے عمل ہی ایسا کیا تھا کہ ان کی ذات کسی شبہے کا باعث نہ بن سکے لیکن شاید دلیپ سنگھ دیر سے اٹھتا ہو گا یا پھر ملازم اجازت ملنے سے پہلے اس کے کمرے میں نہیں جاتے ہوں گے اس لئے اس وقت تک جب تک یہ لوگ حویلی سے باہر نہ نکلے، دلیپ سنگھ کی موت کی کوئی اطلاع کہیں سے نہیں ملی تھی۔

ترتیب وہی رکھی گئی تھی۔ کرم سنگھ نے ست رانی اور بجرنگی کو اپنی گاڑی میں بٹھایا تھا، پیچھے بجرنگی کی گاڑی تھی، جس میں دونوں مسلح محافظ بیٹھے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے ایک شاندار ریستوران میں ناشتہ کیا گیا اور اس کے بعد بجرنگی کی خواہش پر کرم سنگھ نے انہیں جیسم کے کارخانوں کی سیر کرائی اور حالانکہ بجرنگی یا ست رانی کو ان کارخانوں یا اس کے کاروبار سے کوئی دلچسپی نہیں تھی لیکن بجرنگی چاہتا تھا کہ کرم سنگھ کو دلیپ سنگھ کی موت کی خبر دیر سے ہی ملے تاکہ ان

لوگوں پر کسی کو بھی کسی بات کا کوئی شبہ نہ ہو سکے اور ایسا ہی ہوا۔

پھر کرم سنگھ انہیں اپنے فارم ہاؤس پر لے گیا۔ فارم ہاؤس واقعی انتہائی خوبصورت تھا۔ عمارت میں ایک گاڑی اور دو ملازم موجود تھے، وہ زار و قطار رو رہے تھے۔ کرم سنگھ حیران رہ گیا۔ اس نے کہا۔ "کیا بات ہے، کیا تماشا کر رکھا ہے تم لوگوں نے؟"

"مم..... مہاراج! بڑے مہاراج کا دیہانت ہو گیا، ہمارے مالک اب اس سنسار میں نہیں رہے۔" وہ دونوں روتے ہوئے بولے۔

"کک..... کون..... بھائی جی مہاراج.....؟" کرم سنگھ سہمی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہاں مہاراج! بڑے مہاراج اب اس سنسار میں نہیں رہے، ان کا دیہانت ہو گیا ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو..... کیسے؟"

"پپ..... پتہ نہیں چل رہا مہاراج! ہم آپ کو پتہ نہیں کہاں کہاں تلاش کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔"

کرم سنگھ نے گرنے سے بچنے کے لئے ایک دیوار کا سہارا لیا تھا۔ وہ کچھ دیر پھٹی پھٹی آنکھوں سے نوکروں کو دیکھتا رہا، پھر اس نے گردن گھما کر ست رانی اور بجرنگی کو دیکھا اور بولا۔

"بڑے مہاراج، میرے بھائی دلیپ سنگھ کا دیہانت ہو گیا۔"

"مگر کیسے..... چلئے واپس چلتے ہیں۔" بجرنگی نے افسردہ لہجے میں کہا۔

دل ہی دل میں اسے مسرت ہو رہی تھی اور وہ من ہی من میں کہہ رہا تھا کہ چاچا جی آپ کے ہونہار بیٹے نے آپ کی موت کا بدلہ لے لیا۔

بہرحال حویلی میں واپسی ہوئی۔ یہاں کہرام مچا ہوا تھا۔ لوگ کہہ رہے تھے کہ کسی پراسرار ذریعے نے دلیپ سنگھ کو مارا؟ الا، اس کی موت قدرتی نہیں ہے، اس کا سارا بدن پگھل رہا ہے اور وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر رہ گیا ہے۔

بجرنگی اور ست رانی نے بھی دلیپ سنگھ کے مسخ بدن کو دیکھا اور اس طرح کی اداکاری کی جیسے انہیں بھی یہ سب کچھ بہت عجیب لگا ہو۔ پھر اس کے بعد کی ہنگامہ آرائیاں معمول کے مطابق تھیں۔ خود کو مشکوک ہونے سے بچانے کے لیے بجرنگی اور ست رانی نے دلیپ سنگھ کے کریا کرم تک یہیں رکنے کا فیصلہ کیا تھا البتہ تنہائی میں بجرنگی نے ست رانی سے کہا تھا کہ "تم اس کریا کرم میں نہ جانے سنگھ بھی نہ شرکت کرے، وہ تمہیں ضرور پہچان جائے گا۔"

"تو میں نوکی ہر سے ساتھ رہوں گی۔ میں الگ رہوں گی اور جیسے ہی ہمیں موقع ملے گا، ہم یہاں سے نکل چلیں گے، ہمارا کام پورا ہو گیا ہے۔"

[illegible]

تھا۔ ست رانی سے بے شک متاثر ہوا تھا لیکن بھائی کی اچانک اور حیرت ناک موت نے اسے بدحواس کر دیا تھا۔

وہ بجرنگی اور ست رانی پر کوئی توجہ نہیں دے سکا۔ کریا کرم میں گربچن تو شریک نہیں ہوا تھا لیکن ہری رام یہاں مستقل طور پر مقیم تھا اور اسے دلیپ سنگھ کی موت کی اطلاع مل چکی تھی چنانچہ اس نے فوراً ہی گربچن سنگھ کو اس سلسلے میں اطلاع دینے کی تیاریاں کر لیں۔ اسے خود ہی چندی سے سہارن پور جانا پڑا تھا۔ سہارن پور پہنچ کر وہ سیدھا گربچن سنگھ کے پاس پہنچ گیا۔

"کام ہو گیا مہاراج! کام ہو گیا۔"

"خیریت کیا ہوا، کون سا کام ہو گیا؟" گربچن سنگھ نے کہا۔

"ٹھاکر دلیپ جی کا دیہانت ہو گیا اور وہ کسی بہت ہی خطرناک زہر کا شکار ہوئے ہیں جیسے جگن راج مہاراج!"

گربچن سنگھ بے چینی سے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس نے کہا۔ "تو کیا بجرنگی اور ست رانی وہاں موجود ہیں؟"

"ابھی تک میں انہیں نہیں دیکھ سکا مہاراج!"

"تو پھر تو کیا وہاں جھک مار رہا تھا، تجھے میں نے یہی ہدایت کی تھی کہ ہر لمحہ وہاں نگاہ رکھے۔"

"مم... مہاراج! نظر تو رکھی تھی پر میں نے ان دونوں کو وہاں نہیں دیکھا۔"

"کب ہوا دلیپ سنگھ کو دیہانت؟"

"آج تیسرا دن ہے مہاراج!"

"تیرا ستیاناس! اور تو آج تیسرے دن مجھے خبر دے رہا ہے اور تجھے یہ بھی پتہ نہیں کہ ست رانی اور بجرنگی وہاں موجود ہیں یا نہیں..... اگر انہوں نے یہ کام کیا ہے تو پھر تو وہ کام کر کے وہاں سے نکل بھی گئے ہوں، تیرا ستیاناس تو اس قابل نہیں ہے ہری رام کہ تجھے اپنے پاس رکھا جائے، تجھے تو جیتا بھی نہیں رہنا چاہیے فوراً انتظام کرو چندی چلنے کا۔" گربچن سنگھ نے کہا۔

لیکن وقت گزر چکا تھا۔ بجرنگی اور ست رانی، دلیپ سنگھ کے کریا کرم میں شریک ہوئے اس کے بعد بجرنگی نے کرم سنگھ سے اجازت مانگی۔

"ہمیں آگیا دیجئے مہاراج! ہم بتا نہیں سکتے کہ آپ کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس پر ہمیں کتنا افسوس ہے۔"

"کہاں جا رہے ہیں آپ.....؟"

"ابھی کہیں نہیں، ابھی تو ہم ہوٹل میں ہی ہیں، آتے جاتے رہیں گے۔" بجرنگی نے کہا۔

کرم سنگھ خاموش ہو گیا۔ بھائی کی موت نے اسے بری طرح نڈھال کر دیا تھا۔ اس وقت [illegible] خیال اس کے دل میں نہیں آ سکتا تھا۔ بھائی کے غم نے اس کے ہوش و حواس چھین لیے [illegible] ساری حویلی کو اس بات پر حیرت تھی کہ آخر یہ سب کچھ ہوا کیسے، نہ کہیں سانپ کے کاٹنے کا تھا، نہ کہیں سے زہر کا کوئی شبہ ہو رہا تھا کہ پورا بدن پانی کی طرح پگھلا دے۔ اچھی طرح [illegible] کر لی گئی تھی پر اصل بات کا پتہ ہی نہیں چل رہا تھا اور پتہ چل بھی جاتا تو کیا ہوتا، دلیپ اب اس سنسار میں نہیں رہا تھا۔ بجرنگی البتہ کافی چالاکی سے کام لے رہا تھا۔ ست رانی نے [illegible] سوال بھی کیا تھا کہ بابا کیا کرم سنگھ کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے گا، تم نے بتایا تھا کہ کرم سنگھ [illegible] غائب کیا تھا جس کا الزام ہمارے دادا جی پر آیا تھا۔

"نہیں ست رانی! ابھی نہیں، اسے [illegible] موقع دیا تو اس بارے میں بھی سوچیں گے، کرم سنگھ [illegible] پکڑ کر نے والا [illegible] نہیں [illegible] تو دلیپ سنگھ سے تھا، سو وہ گیا، اب ہمیں فوراً [illegible] سے نکل چلنا چاہیے۔"

بجرنگی اور ست رانی اپنے دونوں ٹھکانوں [illegible] انداز میں باہر نکلے تھے۔ کوئی بل وغیرہ تو تھا نہیں پھر اتنی بڑی شخصیتوں [illegible] بھی نہیں جا سکتا تھا کہ [illegible] آسان پہنچ جائیں گے۔

موقع پاتے ہی بجرنگی دہلی روانہ ہو گیا اور یہ اس کا صحیح فیصلہ تھا [illegible] اطلاع ملتے ہی گربچن [illegible] دی کی جانب چل پڑا تھا۔

☆...☆...☆

ہیں

ہری رام بھاگم بھاگ واپس چندوسی پہنچا تھا اور پھر اس نے گربچن سنگھ کی رہائش کا بندوبست پام روز میں ہی کیا۔ اسے بالکل نہیں معلوم تھا کہ بجرنگی اور ست رانی پام روز میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اس نے تو ان دونوں کو دیکھا بھی نہیں تھا۔ خود اس نے ایسی جگہ قیام کیا تھا جہاں سے وہ ٹھاکر دلیپ سنگھ کی حویلی کا جائزہ لیتا رہے۔ اس نے ایک بار بھی ست رانی اور بجرنگی کو بدلے ہوئے روپ میں دلیپ سنگھ کی حویلی میں نہیں دیکھا تھا۔

بہرحال گربچن سنگھ چندوسی پہنچ گیا۔ گوبندداس اور ہری رام نے اس کا سواگت کیا لیکن گربچن سنگھ کا مزاج بہت بگڑا ہوا تھا۔

"کچھ پتہ چلا تم دونوں حرام خوروں کو کہ وہ کہاں ہیں؟"

"بالکل پتہ نہیں چل سکا مہاراج اور ہم پورے وشواس کے ساتھ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ دلیپ سنگھ کی موت ست رانی ہی کی وجہ سے ہوئی ہے، بس مہاراج! حالات ایسے تھے کہ ہمارا خیال اسی طرف گیا۔"

گربچن نے خونی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا اور بولا۔ "حالات کے بچو! کچھ نہیں کیا تم دونوں نے، یہاں اینڈتے رہے ہوگے، عیاشی کرتے رہے ہوگے تمہارا ستیاناس... نکل! یا نے میرے دشمن کو... اتنے پاگل نہیں ہیں وہ دونوں کہ اب بھی حویلی میں ہی ہوں، چلو جلدی کرو دلیپ سنگھ کا بھائی کرم سنگھ حویلی ہی میں موجود ہوگا، ہم وہاں چلتے ہیں۔"

دور دور سے لوگ کرم سنگھ کے پاس دلیپ سنگھ کی موت کا افسوس کرنے آرہے تھے۔ کرم سنگھ سچ مچ اپنے بھائی کی موت کی وجہ سے نڈھال اور دلبرداشتہ تھا۔ گربچن سنگھ کی آنے کی اطلاع ملی تو اس نے عام انداز میں اسے اپنے پاس بلالیا۔

"میں صرف ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں ٹھاکر جی تو اس سنسار سے گئے پر آپ صرف مجھے یہ بتا دیجئے کہ بجرنگی اور ست رانی ابھی آپ کی نگاہوں میں ہیں یا نہیں؟"

کرم سنگھ نے ناگواری سے گربچن کو دیکھا پھر بولا۔

"آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں گربچن جی! کیا اب میں اس کا مطلب بھی آپ سے پوچھوں؟"

"دلیپ سنگھ کی موت کے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ زہر کا شکار ہوئے ہیں، پتہ چلا آپ کو وہ زہر ان کے شریر میں کہاں سے پہنچا؟"

"نہیں... !"

"کوئی ایسی چیز ملی جس سے پتہ چلے کہ انہوں نے زہر پی لیا؟"

"آپ کیوں پولیس والوں کی طرح مجھ سے سوالات کر رہے ہیں، کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟"

"آپ کو شاید یہ بات نہیں معلوم کہ میرا چھوٹا بھائی جو مجھے اپنے جیون سے زیادہ پیارا تھا، بالکل اسی طرح موت کا شکار ہوا اور اس کی موت کا کارن ایک وش کنیا تھی جس کا نام ست رانی تھا۔"

کرم سنگھ نے چونک کر گربچن کو دیکھا اور بولا۔ "وش کنیا... ؟"

"ہاں ایسی بلا جس کی نس نس میں زہر بھرا ہے، وہ وتی سندر ہے کرم سنگھ کہ بھگوان کی سوگند ایک بار بھی جو اسے دیکھ لے اس کی نگاہوں کے جال سے نہ نکل سکے۔"

کرم سنگھ بُری طرح چونک پڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں سون متی کی تصویر آگئی تھی۔ اس نے گربچن کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کا بھائی اس کا شکار کیسے ہوا اور کیا آپ کو وشواس ہے کہ وش کنیاؤں کا کوئی وجود ہے مہاراج... ؟"

"ہاں اسی کا تو رسا ہوا ہوں، میں آیا تھا تھوڑے سے پہلے ٹھاکر دلیپ سنگھ کے پاس، ٹھاکر جی سے مقدمہ بازی ہوئی تھی میری زمینوں کے لئے، وہ جیت گئے تھے اور مہاراج نے دلوں پر تھوڑا سا میل آگیا تھا، پر جب مجھے پتہ چلا کہ بجرنگی اور ست رانی نے چندوسی کا رخ کیا ہے تو میں مہاراج کے پاس آیا کیونکہ مجھے ان کی فکر تھی، ہماری دشمنی اتنی نہیں تھی کہ میں دلیپ سنگھ کو مرتے ہوئے نہ دیکھ سکتا، میں انہیں ہوشیار کرنے گیا تھا کیونکہ مجھے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ بجرنگی، رام سنگھ کا بیٹا ارجن سنگھ ہے اور رام سنگھ آپ کی حویلی اور زمینوں کا جمعدار تھا، اس نے کچھ پیسہ غائب کیا تھا اور جب دلیپ سنگھ مہاراج نے اسے پولیس کے حوالے کیا تو اس نے آتم ہتھیا کرلی۔ ارجن سنگھ دلیپ سنگھ سے اس کا بدلہ لینا چاہتا تھا، اس نے میرے ہاں نوکری کی اور جب اس کی بہن رادھیکا میری حویلی میں کسی سے پریم کرکے اس کے ساتھ بھاگ گئی تو وہ پاپی یہ سمجھا کہ اس کی بہن کو میں نے غائب کیا ہے، اس نے مجھے مارنے کی کوشش کی پر میں نے اسے پکڑوا دیا اور جب وہ قید سے رہا ہوا تو اس نے میری حویلی کو آگ لگادی اور غائب ہوگیا۔ اب اتنے سالوں کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا تو اس کے ساتھ ست رانی تھی، ایک خوبصورت ترین لڑکی لیکن وہ زہری ناگن

وش کیا

تھی۔ اس نے اپنا جھوٹا پانی پلا کر میرے بھائی کو مار دیا اور اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے غائب ہو گئے، مہاراج! اس نے مجھے بتا دیا تھا کہ وہ ٹھاکر دلیپ سنگھ سے اپنے پتا کی موت کا بدلہ لے گا۔ اسی لئے میں نے ٹھاکر صاحب کو یہاں آ کر ہوشیار کر دیا تھا کہ ست رانی اور بجرنگی پر نظر رکھیں، اب آپ مجھے بتایئے کہ کیا وہ دونوں یہاں تک پہنچے تھے؟"

کرم سنگھ نے گربچن کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن اس کے دل و دماغ میں جوار بھاٹے اٹھ رہے تھے۔ اسے سون متی اور ساون سنگھ یاد آ رہے تھے۔ اس نے سارے کام چھوڑے اور گربچن سے بولا۔ "آپ میرے ساتھ آئیں گے مہاراج؟"

"ہاں، اگر تمہیں ان کا پتہ معلوم ہے تو جتنی جلدی ہو سکے، ان پر ہاتھ ڈالو۔ وہ وش کنیا اور بجرنگی کو ڈھالنا نہیں چاہئے۔ اگر وہ نکل گئے تو پھر ہاتھ نہیں آئیں گے۔"

"آپ آیئے میرے ساتھ!" کرم سنگھ نے اپنی گاڑی نکالی، گربچن کو ساتھ بٹھایا۔ برج رام اور گوندرواس بھی ساتھ تھے اور اس کے بعد وہ خود طوفانی رفتار سے گاڑی چلاتا ہوا ہوٹل پام روز کی طرف چل پڑا۔

جب اس کی گاڑی پام روز میں داخل ہوئی تو گربچن سنگھ نے حیرت سے کہا۔

"آپ یہاں کیسے آئے ہیں مہاراج......؟"

لیکن کرم سنگھ نے اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ برق رفتاری سے ان تینوں کے ساتھ اس جگہ پہنچا جہاں سون متی اور ساون سنگھ کے کمرے تھے۔ ان کمروں کے دروازے کھلے اور ملازموں کو وہاں کام کرتے دیکھ کر کرم سنگھ کے پورے بدن میں سنسنی دوڑ گئی تھی۔

گربچن تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "کیا آپ مجھے نہیں بتائیں گے کرم سنگھ مہاراج کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"وہ دونوں یہیں ٹھہرے تھے۔" کرم سنگھ نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا اور پھر ایک ملازم کو آواز دے کر اپنے پاس بلایا۔ ملازم شاید کرم سنگھ کو پہچانتا تھا۔ ادب سے اس کے سامنے پہنچا اور دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

"حکم مہاراج......؟"

"کماری سون متی اور ساون سنگھ کہاں ہیں؟"

"وہ تو یہاں سے چلے گئے مہاراج! کمرے چھوڑ دیئے انہوں نے!"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"مہاراج! وہ جا چکے ہیں۔" ملازم نے گردن جھکا کر کہا۔

گربچن سنگھ اب بھی سوالیہ نگاہوں سے کرم سنگھ کو دیکھ رہا تھا تو وہ بولا۔

"مجھے بجرنگی یا ست رانی کے بارے میں تو کچھ نہیں معلوم گربچن جی! پر یہاں سون متی اور ساون سنگھ جی آئے تھے، ان کے ساتھ ان کے باڈی گارڈز بھی تھے، وہ اپنے آپ کو کسی پہاڑی ریاست کی راجکماری اور راجکماری کا سیکرٹری بتاتے تھے۔ آیئے ذرا کچھ اور معلومات حاصل کی جائیں۔"

کرم سنگھ نے ہوٹل کی انتظامیہ سے رابطہ قائم کیا تو انتظامی عملے نے بتایا۔ "وہ بغیر خبر کئے خاموشی سے یہاں سے چلے گئے۔ ہوٹل کا کوئی بل ان پر نہیں ہے لیکن انہوں نے کسی کو بتایا نہیں، بڑے لوگوں کے بڑے کام!"

"تم مجھے تفصیل سے بتاؤ منیجر! وہ کب اور کیسے یہاں آئے تھے اور ان کے بارے میں کوئی اور ایسی بات جو تمہارے علم میں ہو۔"

"مہاراج! ٹیلی فون پر ان کے لئے کمرے بک کرائے گئے تھے، ہمالیہ کی ترائی میں آباد ریاست کشن پوری سے ان کے آنے کی اطلاع دی گئی تھی، ہم نے کمرے بک کر لئے، وہ آئے اور انہوں نے یہاں سب کو بڑی بڑی ٹپس دیں اور پورے ہوٹل میں ان کی دھوم مچ گئی، بس مہاراج! اس سے زیادہ ہمیں ان کے بارے میں کچھ نہیں معلوم، پر حیرت اس بات پہ ہوئی کہ کسی کو خبر دے کر نہیں گئے۔"

"یہاں ان کی آمد کیسے ہوئی تھی؟" گربچن نے پوچھا۔

"بہت ہی قیمتی گاڑی میں آئے تھے۔"

"گاڑی کا نمبر......؟" گربچن نے جلدی سے سوال کیا۔

منیجر سر کھجانے لگا۔ "نہیں مہاراج! گاڑی کا نمبر تو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔"

کرم سنگھ نے مایوسی سے گربچن کو دیکھا اور بولا۔

"سون متی اور ساون سنگھ......! اگر وہ بجرنگی اور ست رانی ہی تھے تو وہ بھاری چرکا دے گئے ہیں، میں انہیں مہمان بنا کر اپنے گھر لے گیا تھا، پر میرے من میں کوئی ایسی بات نہیں تھی، وہ لڑکی سون متی سچ مچ راجکماری ہی نظر آتی تھی، اس کی سندرتا اور آن بان اسے راجکماری ثابت کرتی تھی، پر مہاراج! کیا ان کے پاس اتنی دولت تھی کہ وہ اپنا روپ بدل کر اس طرح یہاں دولت لٹاتے؟"

"نہیں، دولت تو نہیں تھی ان کے پاس اتنی، پر وہ لڑکی ست رانی، بھگوان کی سوگند بہت برا ہوا پھر نکل گئی میرے ہاتھ سے، چلو کوئی بات نہیں، آخر کب تک بچے گی میرے ہاتھوں سے،

میرے جیون کا مقصد اب ایک ہی رہ گیا ہے۔ اپنے بھائی کی موت کا بدلا!"

"یہ مقصد تو میرا بھی بن گیا ہے۔ بے شک ہندوستان بہت بڑا ہے، پر یوں سمجھ لیجئے کرپن سنگھ جی کہ اب آپ اکیلے نہیں ہیں، میں بھی اس کی تلاش میں آپ کے ساتھ ہوں۔"

"کیا ہمیں پولیس کی مدد لینی چاہیے؟" کرپن نے کہا تو کرم سنگھ نے گردن ہلا دی۔ پھر بولا۔

"یہاں کی پولیس سے ہماری بڑی یاری ہے، آیئے۔"

پھر وہاں سے وہ لوگ پولیس اسٹیشن پہنچے۔ انہیں دیکھ کر پولیس کا پورا عملہ الرٹ ہو گیا۔ تھانیدار نے جھک کر اور دونوں ہاتھ جوڑ کر کرم سنگھ کا سواگت کیا تھا، پھر اس نے انہیں بیٹھنے کی پیشکش کرتے ہوئے کہا۔

"مہاراج! دلیپ سنگھ کے کریا کرم میں، میں وردی کے بغیر شامل ہوا تھا، آپ اتنے غمزدہ تھے کہ آپ سے بھینٹ نہیں ہو سکی، پر بڑا افسوس ہوا دلیپ سنگھ جی کا، آپ کو میری کوئی ضرورت تھی مہاراج تو آپ مجھے آواز دے لیتے، آپ یہاں کیوں آ گئے؟"

"میں تم سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں تھانیدار جی!"

"حکم مہاراج ....؟"

"کیا تمہارے علم میں یہ بات ہے کہ یہاں ہوٹل پام روز میں کشن پوری ریاست کی ایک راجکماری اور اس کا سیکرٹری آ کر ٹھہرے تھے؟"

"جی مہاراج! مجھے پوری طرح پتہ ہے، ہم چندوتی میں ہونے والی کسی بھی نئی بات سے ہوشیار رہتے ہیں۔"

"تمہیں معلوم ہے اب وہ کہاں ہیں؟"

"نہیں مہاراج! ان کی طرف ہم نے زیادہ توجہ نہیں دی چونکہ ہمیں یہ پتہ چل گیا تھا کہ وہ آپ کے مہمان بنے ہیں۔"

کرم سنگھ نے کرپن سنگھ کی طرف دیکھا تو کرپن سنگھ بولا۔

"تم چندوتی میں ہونے والی ہر ایک بات سے ہوشیار رہتے ہو، پولیس آفیسر! تمہیں اس کار کا نمبر معلوم ہے؟"

"نمبر ....؟ نمبر تو نہیں معلوم مہاراج" تھانیدار نے گردن جھکا کر کہا۔

"بیکار ہے کرم سنگھ جی! البتہ یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ وہ بہت چالاک ہو گئے ہیں اور انہوں نے بڑی چالاکی سے اپنے دونوں کام پورے کئے، میرے بھائی کو ہلاک کر کے مجھ سے راجیو کی گمشدگی کا بدلہ لیا اور ٹھاکر دلیپ سنگھ کو ہلاک کر کے اپنے پتا کی آتم ہتھیا کا بدلہ لیا، پر چھوڑوں گا

میں اُسے، میرا نام بھی کرپن سنگھ ہے۔" کرپن کرب سے بولا۔

"اور میرا نام کرم سنگھ!" کرم سنگھ نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

اسی وقت کرپن کی نگاہیں ہری رام اور گووندداس پر پڑیں اور اس نے دانت پیسے کہا۔

"تیرا ستیاناس ہری رام! تیری وجہ سے وہ نکل گئے، تیری وجہ سے وہ نکل گئے۔"

☆......☆......☆

کیرولین کا کاروبار بہت شاندار تھا۔ نہ صرف ہندوستان بھر میں بلکہ دوسرے بہت سے ملک میں بھی وہ بہت مقبول تھی، بے شمار ماڈلز اس کے لئے کام کرتی تھیں لیکن ست رانی اس کے من پر سوار ہو گئی تھی اور اس دوران اس نے کئی بار حسن شاہ سے اس کے بارے میں بات کی تھی۔

"یہ بہت پرانا خواب تھا حسن ... اپنے ادارے سے مس ورلڈ پیش کروں، تم دیکھ ... میں پہلے اُسے مس انڈیا پھر مس ورلڈ ..."

"آپ یقیناً ایسا کر سکیں گی میڈم!" ... کہا۔

"اس کے اندر سب سے بڑی خوبی ... کرتی ہے، ایک خصوصیت ایک ... ہے اس کے اندر جو اس کی الگ کوالٹی ہے اور ... کام کا حوصلہ رکھتا ہے اور میں سوچتی ہوں کہ سب کچھ میرے بس میں ہے۔"

"اس کے اندر نہ جانے کیا کیا خوبیاں ہیں میڈم!" حسن شاہ نے ... کہا۔

پھر ست رانی اور بجرنگی واپس پہنچ گئے۔ کیرولین نے ان سے اپنے ...

"پیاری بچی! چندوتی ہو آئی؟" اس نے پیار سے کہا۔

"ہاں ....!" ست رانی مسکرا کر بولی۔

"اور بجرنگی جی! آپ جس کام سے وہاں گئے تھے، وہ ہو گیا؟"

"آپ کی کرپا سے ہو گیا، اب ایک بپتا ہے۔"

"جی، بتایئے کیا بات ہے؟"

"سون متی، ساون سنگھ یہ دونوں نام اب پاتال کی گہرائیوں میں گم ہو جانے چاہئیں۔"

"کیا مطلب......؟" کیرولین نے کہا۔

"چندوتی میں ان ناموں اور کشن پوری کی دھوم مچ گئی تھی، ہم اپنا کام کر کے خاموشی سے وہاں سے نکل آئے ہیں، بہت سوں کو ہماری تلاش ہوگی، ہم نہیں چاہتے کہ کوئی دوبارہ ہم تک پہنچے۔"

"اوہ .....! ٹھیک ہے حالانکہ مجھے یہ نام بڑے پسند تھے اور میں نے سوچا تھا کہ آپ

دونوں کو نہیں ناموں سے پیش کروں لیکن ٹھیک ہے آپ نہیں چاہتے تو نہ سہی۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے آپ بتایئے کوئی اور خواہش آپ کی؟"

"خواہشوں سے تو جیون بھرا ہے، جتنی مہربانیاں آپ نے ہم پر کی ہیں، وہ کوئی کم ہیں، بس ایک ہی کام ہے نہیں آپ سے!" بجرنگی نے اداسی سے کہا۔

"ہاں، ہاں بتایئے۔"

"رادھیکا کی تلاش ....!"

"بالکل بے فکر ہو جائیں۔ وہ آپ کا نہیں میرا کام ہے۔ میں اسے پوری دنیا میں تلاش کروں گی اور ایک دن فخر سے آپ کے حوالے کروں گی۔"

"بھگوان آپ کو سکھی رکھے۔"

"جہاں آپ رہ رہے ہیں، وہاں خوش ہیں یا میں آپ کے لئے کوئی اور بندوبست کروں؟"

"نہیں، ہم خوش ہیں۔" بجرنگی نے کہا۔

لیکن دوسری ملاقات میں خود کیرولین نے حسن شاہ سے کہا۔

"جس پیمانے پر میں اسے دنیا کے سامنے لانا چاہتی ہوں حسن شاہ! اس کے لئے وہ فیلڈ کچھ ہلکا ہے۔ آج کی دنیا ٹیپ تاپ سے متاثر ہوتی ہے، ست رانی کو میں ایک انوکھے کردار میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔"

"بالکل ٹھیک سوچا آپ نے!" حسن شاہ بولا۔

"ایک بہت خوبصورت لوکیشن پر میرا بنگلہ ہے۔ وہاں میں اپنا اسٹوڈیو بھی بنا رہی ہوں، ان دونوں کو میں وہاں منتقل کر دوں گی، وہ الگ بھی رہے گی اور جب یہ لڑکی منظر عام پر آ جائے گی تو دوسرے لوگ بھی اس کی طرف دوڑیں گے لیکن انہیں پتہ چل جائے گا کہ اس کا تعلق صرف مجھ سے ہے، یہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے حسن شاہ!"

"کیوں نہیں میڈم ....! آپ نے ایسے ہی تو اتنا بڑا کاروبار نہیں سنبھال رکھا ہے۔"

"دوسری بات یہ ہے کہ تم ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات میں رادھیکا کی تلاش کی مہم شروع کر دو۔ ...اخراجات کی فکر مت کرنا، طریقِ کار کا تعین خود کر لو، تم ذہین انسان ہو۔"

"ٹھیک ہے میڈم!" حسن شاہ نے کہا۔

☆ ..... ☆ ..... ☆

دونوں کام ہو گئے۔ بجرنگی اور ست رانی کو اس حسین بنگلے میں منتقل کر دیا گیا۔ محل نما بنگلہ تھا جسے دیکھ کر ست را[illegible] بجرنگی دنگ رہ گئے تھے۔ ست رانی نے کہا۔

"بے بھگوان! استھان میں منش نے اپنے لئے کیا کیا بنا لیا ہے۔"

دوسرا کام حسن شاہ نے کیا تھا۔ بجرنگی اور ست رانی ٹی وی دیکھ رہے تھے کہ بجرنگی نے اسکرین پر رادھیکا کی تصویر دیکھی پھر اناؤنسر کی آواز ابھری۔

"نام .... رادھیکا، تصویر سامنے موجود ہے، اس چہرے پر عمر کی پرچھائیاں ہو سکتی ہیں، انیس سال پہلے اپنے بھائی ارجن سنگھ سے بچھڑ گئی تھی، ارجن سنگھ کو اس کی تلاش ہے۔ جو کوئی اسے تلاش کر کے بازیاب کرائے گا، اسے پانچ لاکھ روپے انعام دیا جائے گا۔"

یہ اعلان تصویر کے ساتھ تین بار دہرایا گیا۔

بجرنگی رو پڑا۔ "یہ کام کیرولین اور حسن شاہ نے کیا ہے، کتنا بڑا کام کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے، میرا دماغ اتنا بڑا نہیں ہے کہ میں یہ سب کچھ کر سکتا۔"

"ہم بھی ان کے فائدے کے لیے سب کچھ کریں گے بابا جی! وہ ہم پر احسان کر رہے ہیں، ہم ان کی ہر بات مانیں گے، آپ رو ئیں نہیں، ہم انہیں خوش کر دیں گے۔"

کیرولین اور حسن شاہ اسی وقت ان کے دروازے پر پہنچے تھے۔ انہوں نے بجرنگی اور ست رانی کے الفاظ سن لئے تھے اور بہت متاثر ہوئے تھے۔

اندر آ کر کیرولین نے کہا۔ "ہم سب ایک ہو چکے ہیں بجرنگی بابا! جو کچھ ہم ایک دوسرے کے لیے کریں گے، وہ کسی کا کسی پر احسان نہیں ہوگا، یہ دیکھئے حسن شاہ نے صرف ٹیلیویژن پر ہی نہیں، ریڈیو اور اخبارات میں بھی رادھیکا کی تلاش کے اشتہارات چلائے ہیں۔" کیرولین نے حسن شاہ سے کئی اخبار لے کر انہیں دکھائے جن میں رادھیکا کی تصویر کے ساتھ اسے تلاش کرنے والے کے لئے پانچ لاکھ روپے کا انعام رکھا گیا تھا۔

بجرنگی نے احسان بھری آنکھوں سے کیرولین کو دیکھا تو وہ مسکرا دی۔ "میں چاہتی ہوں آپ، ست رانی جیتے مسکراتے رہیں، ہم نے اپنے سارے کام شروع کر دیئے ہیں، انہیں ساتھ ساتھ جاری رہنا چاہئے۔"

"جی میڈم جی!" بجرنگی بولا۔

"کیوں ست رانی! تم تیار ہو؟"

"ہاں .....!" ست رانی نے کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ارے تمہیں کہیں جانا نہیں ہے، میں اس کام کے لئے کہہ رہی ہوں جو مجھے تم سے لینا ہے۔" کیرولین ہنس کر بولی۔

"اوہ ....اچھا" ست رانی معصومیت کے انداز میں واپس بیٹھ گئی۔ حسن شاہ اور کیرولین پیار

بھری نگاہوں سے بہت دیر تک اسے دیکھتے رہے تھے۔

☆......☆......☆

کیرولین نے نئی کوٹھی کے انتہائی حسین لان کو جنت نظیر بنا رکھا تھا۔ اتنی خوبصورت ڈیکوریشن کی گئی تھی کہ دیکھنے والے کی نگاہیں نہ ٹک سکیں۔ ایک طرف بہت ہی خوبصورت اسٹیج بنایا گیا تھا۔ کیرولین اکثر اس طرح کے فیشن شو کرتی رہتی تھی۔ ان میں بہت ہی اعلیٰ درجے کی بوتیکس کمپنیاں اپنے ملبوسات ڈیزائن کر کے بھیجا کرتی تھیں اور انہی میں نئی نئی ماڈلز لڑکیاں اور لڑکے بھی متعارف کرائے جاتے تھے۔ بڑی بڑی پروڈکشن کمپنیوں کو دعوت نامے بھیجے جاتے تھے۔ اعلیٰ حکام اور بہت بڑی بڑی کمپنیوں کے نمائندے مدعو کیے جاتے تھے اور پروگرام انتہائی خوبصورت لیکن پاکیزہ ہوتا تھا۔ آج تک کیرولین کے ان پروگراموں میں کوئی ایسا اسکینڈل سامنے نہیں آسکا تھا جس سے اخبارات کو کیچڑ اچھالنے کا موقع ملتا۔

آج کے اس پروگرام میں بھی بڑے بڑے حکام اپنی فیملیز کے ساتھ شرکت کے لئے آئے تھے اور ان کا حسن دیکھنے کے قابل تھا۔ بجرنگی اور ست رانی نے یہ منظر اپنے کمرے کی کھڑکی سے دیکھا تھا اور مبہوت ہو کر رہ گئے تھے۔ ست رانی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑتے ہوئے کہا تھا۔

"کتنا فرق ہے بابا! جنگل کے سنسار اور اس سنسار میں، منش نے جیون کو سندر بنانے کے لیے کیا کیا کھیل کھیل کر ڈالے ہیں، میں نے سورگ نہیں دیکھا لیکن سورگ کی جو باتیں سنی ہیں، بابا! کیا وہ اس سے بھی بڑھ کر جگہ ہوگی؟"

"دیکھا تو میں نے بھی نہیں ہے ست رانی!" بجرنگی نے ہنستے ہوئے کہا۔

حسن شاہ ان کے پاس آ گیا تھا اس نے کہا۔ "کیا لگ رہا ہے آپ لوگوں کو یہ سب کچھ...؟"

"ہم یہی باتیں کر رہے تھے، ست رانی پوچھ رہی تھی کہ بابا کیا سورگ بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔"

"یہ تو اللہ ہی جانے لیکن وہ اس سے اچھا ہوتا ہوگا کیونکہ جو کچھ انسان بناتا ہے، وہ کسی بھی طرح اللہ کے بنائے ہوئے کا مقابلہ نہیں کر سکتا، ہمارے دھرم میں تو یہ سوچنا ہی پاپ ہے، اچھا سنو ابھی تھوڑی دیر کے بعد ہماری بیوٹیشن آئیں گی اور ست رانی وہ تمہارا میک اپ کریں گی، تمہیں ان سے تعاون کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" ست رانی نے کہا۔

حسن شاہ بس اتفاق سے کہنے کے لئے آیا تھا۔ خوب تیاریاں ہو رہی تھیں، پھر دو خواتین اندر آ گئیں۔ یہ اپنے ہاتھوں میں بیگ اٹھائے ہوئے تھیں اور حسن شاہ بھی ان کے ساتھ تھا۔

"بابا بجرنگی! اگر آپ چاہیں تو لباس وغیرہ تبدیل کر لیں، تھوڑی دیر کے بعد آپ کو باہر آنا

ہے چلیں آپ لوگ اپنا کام شروع کریں۔" پھر حسن شاہ نے کہا۔

"ست رانی جی! یہ دونوں آپ کو ایک جنگلی لڑکی کا روپ دیں گی، آپ کو اسی روپ میں سامنے آنا ہے، لباس وغیرہ ان کے پاس موجود ہے، آپ براہ کرم ان سے تعاون کیجئے گا۔"

"ٹھیک ہے۔" ست رانی نے بدستور معصومیت سے کہا۔

بجرنگی حسن شاہ کے ساتھ باہر نکل آیا تھا اس نے کہا "حسن شاہ! کیرولین جی تو بہت مہان ہیں، کیا کچھ نہیں بنا رکھا انہوں نے اپنے ایک چھوٹے سے سنسار میں!"

"آپ ہمارے اس پروگرام کا سب سے بڑا حصہ ہیں بجرنگی جی! صحیح معنوں میں تو آج کا یہ پروگرام صرف ست رانی کے انٹروڈکشن کے لئے ہے، کیا کہتے ہیں آپ؟"

"بہت احسانات کر رہی ہیں ہم پر، کیرولین جی بھی اور آپ بھی!"

"آپ کیا سے کیا بن جائیں گے، بس دیکھتے رہیے۔" حسن شاہ نے کہا۔

دونوں ماہر میک اپ کرنے والیاں مصروف تھیں۔ اپنی تمام تر مہارت انہوں نے ست رانی پر صرف کر دی تھی اور [illegible] جنگلی لڑکی بنا کر پیش کرنے کی جدوجہد کر رہی تھیں۔ انہوں نے اس کے بال بھی کچھ مخصوص [illegible] سے [illegible] تھے۔

پھر انہوں نے باہر آ کر حسن شاہ [illegible] کہ وہ اپنا کام پورا کر چکی ہیں، میڈم کیرولین آ کر دیکھ لیں۔

حسن شاہ، کیرولین کو بلانے کے لیے چلا گیا، کیرولین باہر لان میں مصروف تھی، مہمان آنا شروع ہو گئے تھے اور وہ ان کا استقبال کر رہی تھی۔ آج کا یہ پروگرام خاص طور سے ست رانی کے تعارف کے لئے تھا، چنانچہ وہ اپنی جگہ کسی اور کو متعین کر کے [illegible] جہاں میک اپ کرنے والیوں نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا۔ کیرولین نے ست رانی کو [illegible] نہیں کہ میک اپ کرنے والیوں نے انتہائی مہارت صرف کی تھی اور یہ تھیں بھی [illegible] کی سپیشلسٹ لیکن نجانے کیوں کیرولین کو ایک خلش کا احساس ہوا۔

حسن شاہ بھی کیرولین کے ساتھ ہی اندر آیا تھا، عجیب سی نگاہوں سے ست رانی کو دیکھ رہا تھا۔ کیرولین کے چہرے پر بے چینی کے آثار پا کر حسن شاہ اس کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے میڈم......؟"

"حسن شاہ ذرا اسے غور سے دیکھو، بہت خوبصورت لگ رہی ہے، جنگل کا رنگ بھی ہے اس میں، لیکن نجانے کیوں میرے دل میں ایک خلش سی ہے، میں خود بھی نہیں سمجھ پا رہی کہ میں کیا کہنا چاہتی ہوں یا اس کے چہرے میں، کون سی ایسی بات دیکھنا چاہتی ہوں جس سے میری تشفی

دور ہو جائے، حسن شاہ میری مدد کر سکتے ہو کچھ؟"

حسن شاہ سر کھجانے لگا، پھر بولا۔ "یہ تو نہیں کہیں گی میڈم کہ میں آپ کی ہاں میں ہاں ملا رہا ہوں؟"

"نہیں حسن شاہ! مجھے تم پر بے حد اعتماد ہے، کھل کر کہو، جو دل میں ہے۔"

"کوئی چیز رہ گئی ہے میڈم! خدا کی قسم کیا چیز رہ گئی ہے، یہ میں نہیں جانتا۔"

"کیا کریں، چلنے دیں.....؟"

اسی وقت ست رانی نے کیرولین کی طرف دیکھا اور بولی۔ "مجھے کچھ بتائیں گی آپ کیرولین جی!"

"ست رانی! تم نے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھا؟"

"جی.....!"

"کیسی لگ رہی ہو تم.....؟"

"اگر آپ کو اچھی لگ رہی ہوں تو ٹھیک ہے۔"

"نہیں، ست رانی! ہم تمہیں ایک جنگلی لڑکی کے طور پر مہمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں، ان لوگوں نے تم پر محنت کی ہے مگر نجانے کیوں دل بالکل مطمئن نہیں ہو رہا، کیا تم ہماری کچھ مدد کرو گی؟"

"ہاں!"

"کرو گی.....؟" کیرولین چونک کر بولی۔

"ہاں، لیکن ایک شرط پر!"

"ہاں، بتاؤ؟"

"آپ ان دونوں کو لے جائیے، یہ کپڑے جو مجھے پہنائے گئے ہیں، یہ بھی لے جائیے، میرے پاس ایسے کپڑے ہیں جو مجھے جنگل کی باسی کی شکل دے سکتے ہیں، میں خود تیار ہوں گی، اگر آپ کی آگیا ہو تو!"

اچانک ہی کیرولین کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے منظور ہے ست رانی! اچھا سب لوگ باہر چلو، وہ خود تیار ہو جائے گی۔"

کیرولین باہر نکلی تو حسن شاہ نے کہا۔ "آپ کو اس پر بھروسہ ہے؟"

"ایک بات کہوں حسن شاہ! وہ اپنا جو بھی حلیہ بنائے گی، میں اسے اسی شکل میں اسٹیج پر پیش کروں گی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

"ٹھیک ہے، جب یہ تیار ہو جائے گی تو پھر دیکھیں گے۔"

"نہیں، ایک رسک لے رہی ہوں، تم جانتے ہو میں پاگل ہوں، اگر اس نے خراب بھی کر لیا تب بھی میں اسے اسی شکل میں اسٹیج پر پیش کروں گی، اصل میں ایک بات ہے، میری زندگی ہی رسک لیتے ہوئے گزری ہے اور یہ بھی ایک بڑی سچائی ہے کہ جب میں نے کوئی ایسا شعبہ چن لیا جس میں میرے ذلیل ہونے کے امکانات ہوں تو بات میرے حق میں ہی رہی اور پھر ہم مجبور تو نہیں ہیں، لوگ اگر ست رانی پر توجہ نہیں دیتے تو ہم دوبارہ اس کے لیے شو کریں گے، ہمیں اس کی پروا نہیں ہے کہ لوگ ہماری ان کاوشوں کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔"

حسن شاہ نے مسکرا کر گردن ہلا دی پھر وہ بولا۔ "تو پھر آپ اسے دیکھیں گی بھی نہیں؟"

"نہیں ... بلکہ اسے اس کا وہی بے تکا لباس پہنا کر وہاں تک لایا جائے جہاں دوسری ماڈل لڑکیاں موجود ہوتی ہیں اور پھر براہ راست اسے پیش کر دیا جائے، نہ میں اسے دیکھوں گی اور نہ تم دیکھنا۔"

"میں جانتا ہوں میڈم! آپ کی تو بات بات میں خطرات ہوتی ہیں۔"

بجرنگی کو یہ ذمے داری سونپ دی گئی کہ وہ اسے بے تکا لباس پہنا کر اس جگہ تک لائے جو [illegible] دکھائی جا رہی ہے۔ بجرنگی نے یہ ذمہ داری قبول کر لی تھی۔

باہر مہمان مسلسل آ رہے تھے، ایک سے ایک اعلیٰ شخصیت ... یہاں تک کہ مہمانوں کی تعداد پوری ہو گئی۔ ویٹرز سب کو مشروبات سرو کر رہے تھے۔ آرکسٹرا [illegible] بجا رہا تھا، پھر اسٹیج سیکرٹری نے آ کر پروگرام کے آغاز کا اعلان کیا اور ماڈل لڑکیاں ایک ایک کر کے ملبوسات کی نمائش کرنے لگیں۔

کیٹ واک جاری تھی، لوگوں کی تالیاں ابھرتی رہیں، مختلف کمپنیوں کے مالکان اپنی اپنی کمپنی کے بارے میں چند الفاظ میں اظہار خیال کرتے رہے، پھر اس کے بعد اچانک ہی سارے ساز رک گئے، آرکسٹرا خاموش ہو گیا، اسٹیج کی متحرک روشنیاں ساکت ہو گئیں اور اسٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا۔

"اب آپ ایک انوکھا روپ دیکھیں گے، میڈم کیرولین کی نئی دریافت جسے میڈم کیرولین نے ہوا کی طرح محفوظ رکھا ہے، انتظار کیجئے، آ رہی ہے جنگل کی شہزادی ست رانی....."

اچانک ہی آرکسٹرا نے جنگلی ڈھول کا آغاز کر دیا۔ بجرنگی نے ست رانی کا وہ جھولا اتارا جسے دیکھ دیکھ کر دوسری ماڈل لڑکیاں ہنس رہی تھیں لیکن جب یہ جھولا اترا تو ہر ایک کا چہرہ تصویر حیرت بن گیا۔ جو کچھ انہیں نظر آ رہا تھا، وہ ایک ناقابل یقین سی حیثیت رکھتا تھا۔

ایک ایسا جنگلی حسن جس پر نگاہ نہ ٹک سکے، دیکھنے والی آنکھ پتھرا جائے۔ ست رانی نے بہت ہی سادگی کے ساتھ میک اپ کیا تھا لیکن وہ سیدھا پن ہی اسے جنگل کی مخلوق بنا کر پیش کر رہا تھا۔ ایسا ہی لباس اس کے بدن پر تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں بنائی جا سکتی تھی۔

وہ معصومیت سے مسکراتی ہوئی آگے بڑھی۔

وہ دونوں میک اپ کرنے والی خواتین جنہوں نے کیرولین کی باتیں سنی تھیں اور یہ بھی نہ تھا کہ وہ لڑکی خود اپنا میک اپ کرے گی، فخریہ انداز میں بیٹھی اسٹیج کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ بے شمار مہمان اس بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ میوزک کے خاص جھٹکو کے بعد ست رانی روشنی میں نمودار ہوئی۔ کیرولین اور حسن شاہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے جنگل کے اس حسن کو دیکھ رہے تھے۔ کیرولین کی آنکھیں بہت کچھ دیکھ چکی تھیں لیکن اس وقت وہ جو کچھ دیکھ رہی تھی، اس سے پہلے انہوں نے نہیں دیکھا تھا۔ ست رانی کی چال ...... وہ بڑی معصومیت سے کیٹ واک کے قوانین کے برعکس ایک جنگلی لڑکی کے انداز میں آگے بڑھ رہی تھی اور اس کے چہرے پر حیرت کے نقوش تھے جیسے ایک جنگلی لڑکی پہلی بار شہر میں آ رہی ہو۔ وہ آگے تک آئی، اس نے کئی راؤنڈ لئے اور اس کے بعد ادھر ادھر دیکھتی ہوئی پھنسی پھنسی آواز میں بولی۔

''اب کیا کروں، میں آ جاؤں؟'' اور واپس اندر چلی گئی۔

پھر جو تالیوں کا طوفان اُٹھا تو بہت دیر میں تھما۔

بہت سے لوگ اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کر کیرولین کے پاس پہنچ گئے تھے۔ بڑی بڑی شخصیتوں نے کہا۔

''میڈم کیرولین! آپ کا مقابلہ صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ انگلینڈ، پیرس، امریکا اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ کہیں بھی نہیں کیا جا سکتا، آپ نے آج تک جو کچھ پیش کیا، میرا خیال ہے آج آپ نے اپنے سارے ریکارڈ خود ہی توڑ دیئے۔''

کیرولین جو خود بھی ہکا بکا تھی، سب کو چھوڑ کر اندر کی طرف لپکی اور اس کے بعد وہ بے اختیار ہو کر ست رانی سے جا لپٹی۔ اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی البتہ ست رانی نے ہی اپنی سانسیں روک لی تھیں کہ کہیں وہ کیرولین کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔

''ست رانی، میری جان! کیا کر ڈالا تم نے، کیا کہوں؟''

''کوئی غلطی ہو گئی مجھ سے......؟'' ست رانی نے پریشان لہجے میں کہا۔

''کیا کہہ رہی ہو میری پیاری شہزادی! جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، تم نے سب کو

پاگل بنا دیا ہے، میں...... بس میں کیا کہوں تم سے۔''

''آپ خوش ہیں؟'' ست رانی نے پوچھا۔

''بہت خوش، بہت خوش!'' کیرولین نے کہا۔

سب ہی حیران تھے۔ خود وہ بیوٹیشن اس بارے میں باتیں کر رہی تھیں۔ باہر پروگرام دوبارہ جاری ہو گیا تھا لیکن پھر چراغوں میں روشنی نہیں رہی تھی۔

کیرولین نے حسن شاہ سے کہا۔ ''حسن شاہ! ست رانی کو خاموشی سے اندر پہنچا دو، ابھی لوگ اس کی طرف دوڑیں گے، وہ پریشان ہو جائے گی، یہ کام خاموشی سے کر ڈالو۔''

''ٹھیک ہے میڈم! بجرنگی کو بھی......؟''

''نہیں، اسے پروگرام دیکھنے دو۔''

کام ہی ایسا ہوا تھا۔ ست رانی نے جو غضب ڈھایا تھا، اس کے اثرات معمولی نہیں تھے۔ لوگ اب پروگرام میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے، ست رانی کے بارے میں ہی باتیں ہو رہی تھیں، بہت سے لوگوں نے کیرولین سے سوالات کیے تھے۔

''سچ بتائیے میڈم! یہ کون ہے؟''

''میری ماڈل ہے۔''

''آپ اسے کہاں سے لائیں؟''

''آپ کا کیا خیال ہے؟''

''ہمیں تو لگتا ہے آپ نے اسے کہیں جنگل سے پکڑا ہے، اس کے چہرے پر مہذب دنیا کے تاثرات نہیں تھے بلکہ جنگل والی وحشت تھی۔''

''آپ نے بڑی اچھی تعریف کی ہے، اس کا شکریہ!''

''آپ کا مطلب ہے کہ وہ کوئی جنگلی لڑکی نہیں ہے؟''

''نہیں......!''

''ہم اس سے مل سکتے ہیں؟''

''نہیں، پلیز......!''

''ایں......! کیوں......؟''

''اس کا جواب نہیں دے سکتی۔''

''تو کیا ڈنر میں وہ ہمارے ساتھ شریک نہیں ہو گی؟''

''نہیں......!''

باقی پروگرام اطمینان بخش رہا لیکن ست رانی نے جو سحر پھونکا تھا، وہ پورے پروگرام پر چھایا جا رہا۔

دوسرا دن البتہ بڑا ہنگامہ خیز تھا۔ کیرولین کو اس کا احساس تھا اس لئے اس نے رات کو حسن شاہ کو جانے نہیں دیا تھا۔

''شکر ہے کہ تم شادی شدہ نہیں ہو ورنہ شاید تمہیں رُکنے میں دقت ہوتی، کل صبح سے جو کچھ ہوگا، تمہیں بھی اس کا اندازہ ہے، ویسے میں تم سے ایک دل کی بات کرنا چاہتی ہوں۔''

''دل کی بات.....!'' حسن شاہ حیرت سے بولا۔

''ہاں حسن شاہ! میں بزنس وومن ہوں، ایک ایماندار بزنس وومن، میں جانتی ہوں ست رانی تمہاری دریافت ہے، اس کے ذریعے مجھے جو کچھ ملے گا، اس میں پانچ فیصد تمہارا ہوگا، یہ رقم اتنی ہوگی کہ تمہیں کچھ اور کرنے کی ضرورت نہیں پیش آئے گی۔''

''میں دوستوں کا دوست ہوں میڈم! یہ بات آپ اچھی طرح جانتی ہیں لیکن بہرحال آپ نے جو کچھ کہا ہے، وہ بھی ٹھیک ہے، میں آپ کو پوری طرح اسسٹ کروں گا، جہاں آپ کو میری ضرورت پیش آئے گی۔''

''شکریہ حسن شاہ! یوں سمجھ لو کہ مجھے ہر جگہ تمہاری ضرورت پیش آئے گی۔''

میڈم کا کہنا بالکل درست تھا۔ ساڑھے دس بجے سے ہی فون آنا شروع ہو گئے۔ بڑے بڑے لوگوں کے فون تھے، کچھ نے صرف میڈم کو ایک شاندار پروگرام کی مبارکباد دی تھی اور کچھ کاروباری لوگ تھے جنہوں نے پیشکش کی کہ وہ اپنی پروڈکٹ کے لئے ست رانی کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر میڈم نے ان سے کہا کہ وہ لوگ اس کے لئے انتہائی قابل احترام ہیں لیکن ابھی انہیں تھوڑا سا توقف کرنا ہے۔ پیشکش کی گئی کہ میڈم آپ کو جتنی بڑی آفر ہو، آپ اس آفر کے ساتھ ہم لوگوں سے رابطہ کریں۔ میڈم نے ان کا شکریہ ادا کیا اور حسن شاہ کو دیکھ کر مسکراتی رہی تھی۔

حسن شاہ نے کہا۔ ''واقعی زبردست رسپانس ہے لیکن میڈم! خود آپ نے کیا سوچا ہے کس رقم کا تعین کریں گی آپ.....؟''

''سچ کہوں حسن شاہ! میں بے شک کاروباری ہوں لیکن تھوڑا سا اپنا وقار بھی رکھنا چاہتی ہوں، مجھے ایک خاص فون کا انتظار ہے، یوں سمجھ لو کہ اگر وہ فون میرے پاس نہ آیا تو میں اپنے آپ کو اتنا کامیاب نہیں سمجھوں گی جتنا سمجھنا چاہتی ہوں۔''

اور یہ فون بھی بالآخر موصول ہو ہی گیا۔

"ہیلو ...... جی ......!"

"میڈم کیرولین! میں گوتم داس منڈی والا بول رہا ہوں۔"

"ہیلو مسٹر منڈی والا! کیسے ہیں آپ، رات کو آپ کو ہمارا پروگرام پسند آیا؟"

"میڈم کیرولین! آپ کا کون سا پروگرام ایسا ہوتا ہے جو پسند نہ آئے، آپ سے بے شمار لوگ آپ سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔"

"شکریہ! آپ کے یہ الفاظ میرے لئے بڑے حوصلہ افزاء ہیں، بہت بہت شکریہ۔ میرے لائق کوئی خدمت...؟"

"خدمت کے لئے ہی تو ٹیلیفون کیا ہے میں نے آپ کو!"

"جی فرمائیے؟"

"میں لیٹ تو نہیں ہو گیا، آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا آپ نے ست رانی کو کسی پروگرام کے لئے بک کر لیا ہے؟"

"نہیں سیٹھ صاحب! اب اتنی جلدی بھی نہیں تھی مجھے، نہ میں ایسے کسی پروگرام کو بک کرنے کے لیے تیار ہوں، آپ بتائیے آپ کا کیا حکم ہے؟"

"کسی سے کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں، آپ کو یاد ہے کہ میں نے آپ سے اپنے ایک پروڈکٹ کی بات کی تھی اور اس کا کونسیپٹ بھی آپ کو سنایا تھا۔"

"جی مجھے اچھی طرح یاد ہے اور میں نے اس کے لئے آپ کو کئی ماڈلز پیش کی تھیں۔"

"اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ بعد میں نداماں گئی تھیں۔"

"اچھا! تو نہیں لگا تھا مجھے واقعی کیونکہ میں نے بہت زبردست ماڈلز پیشکش کی تھیں آپ کو جو وقت ٹاپ پر ہیں۔"

"دیکھیں میڈم! میں ایک بات آپ کو بتاؤں، میں تھوڑا سا اُلٹے دماغ کا آدمی ہوں، جب میں خود کسی کام سے مطمئن نہیں ہو جاتا، کرتا نہیں ہوں چاہے اس میں نفع ہو یا نقصان!"

"یہ تو اچھی بات ہے سیٹھ صاحب! اس بات کو بُرا کون کہے گا۔"

"مگر آپ نداماں گئی تھیں نہ۔"

"کیا آپ سے میں نے کوئی اظہار کیا تھا؟"

"نہیں، میری بات کو غلط معنی نہ دیں، خیر چھوڑیئے میرا وہ اسکرپٹ جو ہے اس میں مجھے ایک جنگل کوئن چاہیے تھی، ایک ایسی لڑکی جو جنگلی محسوس ہو، آپ کی ماڈلز میں ایسی کوئی لڑکی نہیں تھی لیکن رات کو آپ نے جس لڑکی کو پیش کیا، وہ تو لگتا ہے بنی ہی میرے کونسیپٹ کے لئے ہے، میں

اسے جنگل کوئن بنانا چاہتا ہوں، بات کیجئے مجھ سے!"

"فوراً ہی تو میں آپ کو کوئی جواب نہیں دے سکوں گی سیٹھ صاحب! چاروں طرف سے فون آ رہے ہیں۔"

"دیکھیں، میں آپ کو ایک بات کہوں، میری یہ پروڈکٹ صرف اس لئے رکی ہوئی ہے کہ میں اس کی پبلسٹی اپنی پسند کے مطابق کرنا چاہتا ہوں اور مجھے بس ایک لڑکی نظر آ گئی ہے جو میری پسند پر پورا اترتی ہے۔ میڈم! ہم کاروباری لوگ ہیں، میں آپ کو ایک پیشکش کرتا ہوں، میرے ادارے کی چھ پروڈکٹس لانچ ہونے والی ہیں اور میں ان سب کے لئے ست رانی کو بک کرنا چاہتا ہوں، آپ فیصلہ کر لیجئے کہ آپ کو کیا چاہئے، میں اس کی ادائیگی آپ کو ایڈوانس کر دوں گا اور جب میں نے آپ سے یہ الفاظ کہہ دیئے کہ میں اپنی خوشی پوری کرنے کے لیے سب کچھ خرچ کرنے کو تیار ہوں تو آپ یہ سمجھئے کہ پھر آپ کو آپ کا منہ مانگا معاوضہ ملے گا۔"

"سیٹھ گوتم داس منڈی والا! معاوضہ میں آپ کو بتا دوں گی لیکن میں چھ پروڈکٹس کے لئے آپ سے کنٹریکٹ نہیں کروں گی، کیونکہ میں کہیں پابند نہیں ہونا چاہتی، آپ جنگل کوئن کے پروڈکٹ کی بات کریں، شام آپ سے ایک میٹنگ رکھتی ہوں، معاوضہ آپ کو بتا دوں گی، اس کے بعد آپ اسی میٹنگ میں فیصلہ کر کے مجھے بتا دیجئے۔"

"مجھے منظور ہے۔" سیٹھ گوتم داس نے کہا اور ری گفتگو کے بعد فون بند ہو گیا۔ حسن شاہ، کیرولین کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ کیرولین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "حسن شاہ! یہ وہ شخص ہے جو اپنی ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا، میں نے اس سے ایک بہت پرانا بدلہ لیا ہے۔ اس نے بڑے مغرور لہجے میں کہا تھا کہ اس کی کمپنی کے پروڈکٹس کے لئے ماڈل تیار کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے، میں پہلے کوئی ایسی ماڈل تیار کروں جو اس کے معیار پر پوری اترے، ست رانی نے میرا مان رکھ لیا ہے، میں اسی فون کے انتظار میں تھی اور اب میں اسے جو معاوضہ بتاؤں گی تم اس کے چہرے سے تاثرات دیکھنا، پاگلوں کی طرح میرا چہرہ تکے گا اور میں ایک پیسہ کم نہیں کروں گی۔"

اور یہی ہوا۔ جب گوتم داس سے میٹنگ ہوئی تو حسن شاہ خاص طور سے کیرولین نے ساتھ رکھا تھا۔

"ایک بات بتایئے میڈم! وہ لڑکی آپ کو ملی کہاں سے؟"

"سیٹھ گوتم داس منڈی والا! وہ ایک ہی ہے، اس کی اور کوئی بہن نہیں ہے اور جہاں سے وہ مجھے ملی ہے، وہاں اس طرح کی لڑکیاں پیدا نہیں ہوتیں چنانچہ اگر آپ اس کی تلاش میں نکلیں گے تو آپ کو کچھ حاصل نہیں ہوگا، اس خیال کو بھول کر آپ کام کی بات کیجئے کہ یہی آپ کے حق میں بہتر ہے۔"

"نن... نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا، آپ یقین کرو میڈم! میرا یہ مطلب نہیں تھا۔" گوتم ایک دم شرمندہ ہو گیا تھا۔

اور پھر میڈم نے ست رانی کی ماڈلنگ کے لئے جو رقم بتائی، اسے سن کر گوتم داس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ تھوڑی دیر تک وہ منہ کھولے بیٹھا رہا پھر بولا۔ "یہ آپ اس کی ماڈلنگ کے معاوضے بتا رہی ہیں میڈم!..... یا اس کے ....؟"

"اس کے بعد اگر آپ نے اس طرح کا کوئی جملہ کہا مسٹر منڈی والا تو آپ کو سخت شرمندگی اٹھانی پڑے گی کیونکہ میں آپ کے ساتھ جو سلوک کروں گی، وہ آپ کے تصور سے بھی باہر ہوگا۔" منڈی والا کا چہرہ ایک لمحے کے لئے سرخ ہوا پھر اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے، مجھے آپ کا معاوضہ منظور ہے، ہم لوگ آؤٹ ڈور شوٹنگ کریں گے، میں اسے جنگل کوئن ہی بنا کر پیش کروں گا، میرا کونسیپٹ آپ کے علم میں ہے۔"

"اس کے لئے آپ بالکل بے فکر رہیں، آپ نے جنگل کوئن دیکھ ہی لی ہے۔" کیرولین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ بے مثال، اب تو میری آپ اس سے ملاقات کرا دیں۔"

"نہیں، ابھی نہیں، ہمارا کنٹریکٹ سائن ہو جائے، آپ مجھے نقد پیمنٹ ایڈوانس پے کر دیں، اس کے بعد میں آپ کی اس سے میٹنگ رکھتی ہوں، وہ بہت مصروف رہ رہی ہے۔"

"آپ بہت سخت ہو گئی ہو میڈم کیرولین!"

"بالکل نہیں، میں اپنی دریافت سے جو کام لینا چاہتی ہوں سیٹھ صاحب! وہ بہت اعلیٰ ہیں، آپ کی پہلی پروڈکٹ میں جو لڑکی کام کرے گی، وہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد بہت زیادہ مشہور ہو جائے گی۔"

گوتم داس پر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔ ویسے وہ بھی کاروباری آدمی تھا، اس کے لئے یہ بہت بڑا اعزاز تھا کہ اس کے ہم عصروں میں ست رانی کے لئے جو بات چیت ہو رہی ہے اس میں سب سے پہلا شخص وہ ہوگا جس کے پروڈکٹ میں وہ کام کرے گی البتہ اس نے یہ بات کہی۔

"مگر میڈم! ایک بات آپ کو بھی ماننا ہوگی، وہ یہ کہ میری پروڈکٹ سے پہلے آپ کو کسی بھی معاوضے پر آپ کسی اور پروڈکٹ میں اسے کام نہیں کرنے دیں گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن کنٹریکٹ اور ایڈوانس جتنی جلدی ہو سکے، آپ کر دیجئے۔"

"ایسا ہی ہوگا۔" گوتم داس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے بعد یہ میٹنگ ختم ہوئی۔

"آپ یقین کریں میڈم کیرولین! میں آپ پر فخر کرتا ہوں۔ اس جیسے موذی کو مارنا آسان کام نہیں تھا۔ وہ اندر سے کس طرح تڑپ رہا تھا، میں دیکھ رہا تھا۔ آپ نے اسے پوری طرح ٹھنڈا کر دیا۔"

"ست رانی تمہاری دریافت ہے حسن شاہ! میں اس کے ذریعے کیسے کیسے ٹھنڈا کروں گی، دیکھو تو سہی۔" کیرولین نے پرخیال لہجے میں کہا۔ نجانے اس کے ذہن میں کیا کیا خیالات پک رہے تھے۔

حسن شاہ پرخیال نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بولا۔ "وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے اپنا کونسپٹ آپ کو سنایا تھا؟"

"ہاں، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ کونسپٹ بہت اچھا تھا۔ ست رانی اپنے پہلے ہی کمرشل سے ہٹ ہو جائے گی۔ اس میں ایک جنگلی لڑکی دکھائی گئی ہے۔ ست رانی کے علاوہ کوئی ماڈل اس کیریکٹر پر سوٹ نہیں کرتی۔ کیا زبردست لگ رہی تھی وہ۔ ... اینا اور شیری نے بھی تسلیم کیا کہ وہ اسے اتنا اچھا گیٹ اپ نہیں دے سکی تھیں، جتنا اس نے خود کیا تھا۔"

"اس نے اتنی ہی سادگی سے وہ میک اپ کیا تھا جتنی وہ ہے، بس اس میک اپ کی خوبی تھی۔" حسن شاہ نے کہا۔

"نہیں، حسن شاہ! یہ بات نہیں ہے، تم نے اس پر غور ہی نہیں کیا ... وہ کچھ اور ہی ہے ... کیا ... ؟ یہ ابھی پتہ نہیں چلا۔" کیرولین نے پُراسرار لہجے میں کہا۔

☆ ... ☆ ... ☆

حسن شاہ سوالیہ نظروں سے کیرولین کو دیکھتا رہا۔ کیرولین سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ کچھ لمحوں کے بعد اس نے کہا۔

"ایسا لگتا ہے جیسے وہ سب کچھ جانتی ہے حالانکہ عمر کے لحاظ سے وہ اتنی تجربہ کار نہیں لگتی لیکن جو کچھ وہ کرتی ہے، اس پر اسے اعتماد ہوتا ہے، تمہیں اس کا سیشن یاد نہیں ..... ذرا ان تصویروں کو نکال کر دیکھو جو خود تم نے بنائی ہیں، ہر پوز پرفیکٹ ہے، یہ معمولی بات نہیں ہے، بے شمار ماڈلز اب بھی ایسی ہیں جنہیں سب کچھ بتایا جاتا ہے لیکن وہ اسے اس طرح پریزنٹ نہیں کر سکتیں۔"

حسن شاہ نے پرخیال انداز میں گردن ہلائی، پھر اس نے کچھ دیر کے بعد کہا۔ "لیکن میڈم! ہمارے لئے تو یہ اچھا ہے، اگر سب کچھ ... ہے۔"

"ہاں میں یہ بات نہیں کہہ رہی، میں صرف یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ ایک انتہائی پُراسرار وجود ہے۔ بجرنگی نے جو کہانی سنائی ہے، کبھی کبھی مجھے اس پر شبہ ہونے لگتا ہے کہ وہ کہانی حقیقت نہیں ہے، یہ دونوں ہمیں کچھ اور ہی ... ہیں۔"

"میڈم! ابھی تک کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی جو ہمارے لئے کسی شکل میں بھی خطرناک ہو۔"

"میں یہ بات بالکل نہیں کہہ رہی، اگر ایسی کوئی بات سامنے آئی بھی تو ہم اس کا تعین کریں گے، ہمیں اس کی اشد ضرورت ہے۔ اب تم دیکھو، گوتم داس کس طرح جھک گیا ہے حالانکہ یہ وہ شخص ہے جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔"

"کاروباری آدمی ہے میڈم! یہ لوگ اسی طرح ڈیل کرتے ہیں۔"

ست رانی دونوں کے لئے بڑی سنسنی خیز بن گئی تھی۔ ادھر گوتم داس بہت زیادہ متاثر ہو گیا تھا۔ کاروباری دنیا میں بہت بڑا نام تھا لیکن اس کی یہ خوبی تھی کہ جو کام بھی کرنا چاہتا، اسے ہر قیمت پر کر کے رہتا تھا۔ ست رانی اسے بہت بھائی تھی چنانچہ فوراً ہی اس نے تمام تیاریاں کیں اور اس کی کاغذی کارروائی مکمل کی۔ اب اس کا شدید مطالبہ تھا کہ کیرولین کام شروع کر دے۔

کیرولین نے اس سے تین دن کا وقت مانگا تھا جس میں اسے تیاریاں مکمل کرنی تھیں۔ کوئی بڑی بات بھی نہیں تھی، ڈریس وغیرہ تیار کرائے گئے تھے۔ بجرنگی بھی کام کے لئے تیار تھا، وہ اپنے دونوں کام کر چکا تھا۔ گوتم داس نے وہ چکر لگایا تھا کہ بجرنگی تڑپ کر رہ گیا تھا، کوئی اور عمل ہوتا تو شاید بجرنگی کو وہ لطف نہ آتا جو اب آ رہا تھا، دوسرا دشمن بھی ختم ہو گیا تھا لیکن اب رادھیکا کی تلاش اس کے لئے زندگی کا سب سے بڑا کام تھا اور وہ ان لوگوں سے اسی لئے بھرپور تعاون کر رہا تھا کہ رادھیکا کی تلاش کے سلسلے میں انہوں نے اچھی خاصی مہم چلا رکھی تھی۔

آخر کار کیرولین نے تیاریاں مکمل کر لیں۔ وہ لوکیشن بھی تلاش کر لی گئی تھی جہاں ست رانی پر کچھ مناظر شوٹ کرنے تھے۔ اسے ایک جنگلی لڑکی کا کردار دیا گیا تھا جو جنگل کی رانی ہے اور رنگ برنگے پرندے اس سے پیار کرتے ہیں، یہ پرندے اس کے سر، بازوؤں اور گود میں آ کر بیٹھ جایا کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں کچھ لوگوں کی خدمات حاصل کی گئی تھیں جو ان پرندوں کو ٹرینڈ کر رہے تھے۔ یہ واقعی ایک بہت مشکل کام تھا جو ان لوگوں کو کرنا تھا۔ پرندے آزاد فضا میں پہنچ جاتے تو بھلا پھر کسی کی کیا پروا کرتے لیکن کچھ چڑی ماروں نے یہ ذمہ قبول کر لیا تھا اور دعویٰ کیا تھا کہ وہ اپنے تربیت شدہ پرندوں کو ست رانی کے جسم پر بیٹھنے کے لئے تیار کر لیں گے۔

کیرولین نے بھی اس سلسلے میں گوتم داس سے بات کی تھی اور کہا تھا۔ "سیٹھ صاحب! میں نے آج تک صرف انسانوں سے کام لیا ہے، پرندوں کا مسئلہ آپ ہی کو حل کرنا ہوگا۔"

"امید تو ہے کیرولین جی کہ جن لوگوں کو میں نے اس کام پر لگایا ہے، وہ یہ کام ضرور کر دیں گے پھر بھی دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ اپنی جیسی کوشش تو کر لیتے ہیں، پرندے اگر اس کے بدن پر آ کر نہ بھی بیٹھے تب بھی ہم انہیں اس کے آس پاس اڑا دیں گے اور اس سے اسکرپٹ کے مطابق کام لیں گے۔"

وہ جگہ جہاں یہ شوٹنگ کی جانی تھی، بہت ہی خوبصورت جنگل تھا اور آس پاس کے مناظر انتہائی حسین تھے۔ ایک جھرنا تھا جو بلندی سے نیچے گر رہا تھا۔

پورا یونٹ مختلف گاڑیوں میں چل پڑا اور سفر کرتا ہوا جنگل میں پہنچ گیا۔ ایسی جگہیں دیکھ کر ست رانی کی آنکھوں کی روشنی کچھ اور بڑھ جاتی تھی اور وہ بہت ہی مسرور نظر آنے لگی تھی۔ ساری تیاریاں کی جانے لگیں، کیمرے وغیرہ لگا دیئے گئے۔ حسن شاہ ان تمام معاملات میں پیش پیش تھا۔

رنگ برنگے پرندے لائے گئے اور ان کے ٹرینرز ان کے بارے میں تجربات کرنے لگے۔ پرندوں کو کھولا جاتا تو وہ دو تین لمحوں میں اڑتے اور اس کے بعد ایسے رفو چکر ہو جاتے کہ ان کا نام و

نشان نہ ملتا۔ یہ صورت حال کچھ سنگین ہو گئی تھی۔ چڑی مار بھی گھبرائے ہوئے تھے، قیمتی پرندے ان کے ہاتھوں سے نکلے جا رہے تھے، اگر صحیح کام نہ ہوتا تو ظاہر ہے انہیں ان کا معاوضہ نہیں مل سکتا تھا۔

کیرولین بھی پریشان تھی۔ ست رانی کو درختوں کے پیچھے سے نکل کر سامنے آنا تھا، پشت پر وہ خوبصورت جھرنا ہوتا اور اس کے بعد ہری بھری گھاس، درخت کا ایک تنا کھڑا ہوا تھا جس پر وہ بیٹھ جاتی اور پرندے محبت سے اس کے کندھوں اور سر پر آ کر بیٹھ جاتے۔

کیرولین نے گوتم داس سے کہا۔ "آپ دیکھ رہے ہیں گوتم داس جی...؟"

"ہاں میڈم! دیکھ رہا ہوں، اب اور کچھ نہیں کیا جا سکتا سوائے اس کے کہ پرندوں کو اڑایا جائے اور کچھ ایسی فضا پیدا کی جائے کہ ایک دو منٹ وہ اس کے ارد گرد اڑتے رہیں اور یہ مسکرا مسکرا کر انہیں دیکھتی رہے اور ان کی طرف ہاتھ بڑھاتی رہے، بس یہی ہو سکتا ہے اس کے بعد ہم اپنی پروڈکٹ کا کام شروع کر دیں گے۔"

"ہاں حسن شاہ! یہ منظر تمہیں شوٹ کرنا ہوگا، جتنا قریب سے قریب تر دکھا سکتے ہو دکھاؤ۔"

"جی میڈم! میں کر رہا ہوں۔" حسن شاہ نے جواب دیا۔

بجرنگی ایسے اوقات میں خاموش تماشائی بنا رہتا تھا۔ وہ بیچارہ ان تمام باتوں کو سمجھتا ہی نہیں تھا۔ بہرحال اتنا ضرور جانتا تھا کہ کیرولین اور حسن شاہ اس کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں، وہ اس کے مقصد کی تکمیل کے لئے ہے، دلیپ سنگھ کا مسئلہ بھی ان لوگوں کی وجہ سے حل ہو گیا تھا اور اسے بھرپور تحفظ بھی مل رہا تھا۔

ست رانی کو تھوڑی بہت تفصیل بتائی گئی اور اس کے چہرے پر جو اعتماد و مسکراہٹ دیکھ کر یہ لوگ پھر شکنجے میں گرفتار ہو گئے۔ اس کا انداز ہی ایسا تھا کہ وہ واقعی اچھی اداکارہ اور بہت سی خصوصیات رکھتی تھی۔

پرندوں کے سلسلے میں ہر کوشش ناکام ہو گئی تھی۔ وہ اس کے ارد گرد بھی نہیں اڑ رہے تھے اور گوتم داس کا منڈی والا چہرہ مرجھا گیا تھا، کیرولین بھی کچھ مایوس سی تھی۔

ست رانی بہترین پوز دے رہی تھی لیکن پرندوں پر کنٹرول مشکل تھا۔ بہت سے شاٹ لئے گئے لیکن کوئی مناسب کامیابی نہیں حاصل ہو سکی تھی۔

حسن شاہ اور کیرولین گردن لٹکا کر بیٹھ گئے۔ گوتم داس بھی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ست رانی بھی مسکراتی ہوئی ان کے پاس پہنچ گئی۔

"بابا بجرنگی! یہ لوگ پریشان کیوں ہیں؟" اس نے بجرنگی کی طرف دیکھا جو ان کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔

"پتہ نہیں کیا ہو، بابے..... میں یہ سب نہیں جانتا۔" بجرنگی نے جواب دیا۔

حسن شاہ کہنے لگا۔ "ست رانی! تم اگر کچھ کر سکتی ہو تو کرو، کیا تم ان پرندوں کو قابو نہیں کر سکتی ہو؟"

"مجھے کرنا کیا ہے؟"

"کاش! یہ پرندے تمہارے کندھوں اور سر پہ آ کر بیٹھ جائیں اور ہمارا سین یہی ہے، تم ان سے کھیلو، ہنسو، مسکراؤ، اس طرح ہم تمہیں جنگل کوئین اور پرندوں کی رانی کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔"

ست رانی کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ "بس..... " اس نے بڑی ادا سے گردن ٹیڑھی کر کے کہا۔

"تم یہ کر سکتی ہو ست رانی.....؟" حسن شاہ بولا۔

"مجھے بیٹھنا ہے یا چلتے رہنا ہے؟"

"جس طرح تم پسند کرو، بیٹھ کر یہ سین کرنا چاہو تو بیٹھ کر کرو اور پرندوں کے ساتھ کھیل کر سکتی ہو تو کھیلو۔"

ست رانی نے گردن ہلائی اور درخت کے نوٹے ہوئے تنے پر جا کر بیٹھ گئی۔ وہ سب اُمید بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ حسن شاہ اور کیرولین کو تو اس کی پُراسرار قوتوں کا تھوڑا بہت احساس تھا لیکن گوتم داس اس سلسلے میں بالکل مایوس تھا۔

ست رانی نے کچھ دیر کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ آنکھیں بند کئے شاید اپنے ذہن میں کوئی عمل دہرا رہی تھی اور اس کے بعد جو کچھ ہوا، وہ جادوگری ہی کہی جا سکتی تھی۔

پرندے جو چڑی مارلے کر آئے تھے، نجانے کہاں گم ہو گئے تھے لیکن اچانک ہی رنگ برنگے پرندوں کے غول کے غول ست کر اس طرف آنے لگے۔ سب سے پہلے تو کیرولین کی نگاہ اس طرف آنے والے پرندوں پر پڑی تھی اور اس کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا، اس کے بعد حسن شاہ ہی نہیں دوسرے لوگوں نے بھی ان پرندوں کو دیکھا۔ رنگ برنگے اتنے حسین پرندے تھے کہ دیکھ کر دل خوش ہو جاتا تھا۔

لمحوں کے اندر وہ ست رانی کے پاس پہنچ گئے اور پھر ست رانی ان پرندوں سے ڈھک گئی تھی۔ وہ اس کے کندھوں، سر، گود میں آ کر بیٹھ رہے تھے اور اس سے اتنی محبت کا اظہار کر رہے تھے کہ دیکھنے والی آنکھ ششدر رہ جائے۔

ست رانی انہیں ہنس ہنس کر نواز رہی تھی۔ وہ اُڑتے اور پھر اس کے اردگرد بیٹھ جاتے۔ اچانک ہی ست رانی اپنی جگہ سے اُٹھی اور اس کے بعد دوڑنے لگی، پرندے اس کے ساتھ ساتھ اُڑ

رہے تھے۔ حسن شاہ اور دوسرے کیمرہ مین یہ مناظر شوٹ کر رہے تھے۔

گوتم داس زمین پر بیٹھ گئے تھے۔ ان کے لئے یہ ناقابل یقین منظر تھا۔ وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے تھے کہ جو کونسیپٹ ان کے ذہن میں نجانے کب سے گردش کر رہا تھا، وہ اس طرح منظر عام پر آ جائے گا۔

ست رانی پرندوں سے کھیل رہی تھی اور پرندے اس طرح غوطے لگا لگا کر اس کے کندھوں پر آ کر بیٹھ رہے تھے کہ جیسے وہ سچ مچ ان کی رانی ہو۔ ست رانی کے مترنم قہقہے بھی گونج رہے تھے۔ کبھی کبھی وہ کسی پرندے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں دباتی اور جھنجھلاہٹ کا اظہار کر کے اسے فضا میں اچھال دیتی لیکن پرندہ پھر واپس اسی جگہ آ کر بیٹھ جاتا۔

تصور سے کہیں زیادہ خوبصورت انداز میں یہ مناظر شوٹ ہوئے اور اس کے بعد کیمرے بند ہو گئے، کام مکمل ہو چکا تھا لیکن پرندے سے کہ پوری محبت کے ساتھ ست رانی سے چپٹے ہوئے تھے۔ اچانک ہی ست رانی کے منہ سے آوازیں نکلنے لگیں، بالکل اسی طرح جیسے کوئل کوک رہی ہو یا چڑیا چہک رہی ہو۔ پرندے آہستہ آہستہ اس کے بدن سے ہٹنے لگے۔ ست رانی کا انداز تھکا تھکا سا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ پرندے واپس فضا میں چلے گئے اور تمام لوگ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ آخری پرندہ بھی اُڑ گیا۔

"تھکا دیا انہوں نے تو مجھے بجرنگی بابا!" ست رانی نے کہا لیکن بجرنگی بھی خاموش تھا۔ ست رانی اس کی گود میں پلی بڑھی تھی، اس کی زندگی کا پہلا دن بھی بجرنگی کے سامنے تھا، وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کے اندر یہ پُراسرار قوتیں کہاں سے آ گئی ہیں۔

پھر سب سے پہلے گوتم داس کو ہوش آیا۔ وہ زمین سے اُٹھ کر دوڑتا ہوا کیرولین کی طرف گیا۔ کیرولین نے ہنس کر دونوں ہاتھ سامنے کر دیے۔

"بس گوتم جی! بس بس زیادہ جذباتی نہ ہوں۔"

"یہ کیا ہو گیا، یہ کیسے ہو گیا، یہ کیا کام دکھایا آپ نے میڈم جی! یہ لڑکی! پرندے کہاں سے اس کے پاس.....؟ میڈم جی! کیا ایسا سین بھی کسی پروڈکٹ میں ہو سکتا ہے، کوئی اور یہ سین کر سکتا ہے، میری تو لاٹری نکل آئی، کتنا بڑا کام ہوا ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا کیرولین جی! کوئی دوں گا، آپ میری عادت جانتی ہو، کوئی کام میری مرضی کا ہو جائے تو پیسوں کے بارے میں کبھی نہیں سوچتا، پر آپ میرے کو یہ بتا دو کہ یہ ہوا کیسے.....؟"

"ہو گیا نا گوتم داس جی! ہو گیا نا؟"

"میری بات مان لو، میرے چھ پروڈکٹ پورے کر دو، اس وقت تک اسے کسی اور کے

ساتھ کام نہ کرنے دینا۔"

"بات کرلیں گے گوتم داس جی! بات کرلیں گے، آپ تو ہمیں گھاس ہی نہیں ڈالتے تھے۔"

"بابا! اس دفعہ کان پکڑنے کو تیار ہوں اور یہ معاہدہ آپ سے کرنے کو تیار ہوں کہ اب میرے چیلے بھی پروا کٹ ہوں گے، وہ آپ ہی کرو گی۔"

"ٹھیک ہے گوتم داس جی! معاہدہ کرلیں گے۔"

کیرولین بار بار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ست رانی کو دیکھنے لگتی تھی جو اب بڑی معصومیت کے ساتھ پاؤں پھیلائے گھاس پر بیٹھی آرام کررہی تھی۔ بجرنگی بھی اس سے کچھ فاصلے پر تھا۔ گوتم داس اچھل کود رہا تھا، باقی سارے لوگ بھی حیرانی سے ست رانی کے بارے میں باتیں کررہے تھے۔

ایک بار پھر حسن شاہ اور کیرولین اکٹھے ہوگئے۔

"حسن شاہ! تم نے دیکھا؟"

"ہاں دیکھا میڈم......!"

"میں تم سے ایک بات کہوں، بڑا جدید زمانہ ہے، حالات بے پناہ بدل گئے ہیں لیکن میرا دل یہ کہہ رہا ہے کہ یہ جادوگری ہے، وہ عام لڑکی نہیں، اس کی آنکھوں میں جو سحر ہے، وہ زمانہ قدیم کی روایتی جادوگرنیوں جیسا ہی ہے، میری سمجھ میں نہیں آتا حسن شاہ کہ میں کیا کروں، یار! کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی موقع پر اس کی جادوگری ہمیں کوئی نقصان پہنچادے، وہ ہم سے کبھی ناراض نہ ہو جائے۔"

"ہر کام کے لئے کوشش کی جاتی ہے میڈم! ہم کوشش کریں گے کہ یہ دونوں ناراض نہ ہونے پائیں۔"

"اور میں تمہیں بتاؤں ہمیں اس کی سکیورٹی بہت زیادہ سخت کرنا پڑے گی اس لئے نہیں کہ ہم اس پر اعتبار نہیں کریں گے اس لئے کہ جب اس کے کارنامے منظر عام پر آئیں گے تو بہت سے لوگ اس کے حصول کے لیے دوڑ پڑیں گے۔"

حسن شاہ پُرخیال انداز میں گردن ہلانے لگا تھا۔

☆......☆......☆

ڈاکٹر شوراج کو کرپشن سنگھ نے بہت کچھ دیا تھا اور وہ سہارن پور سے دہلی چلا آیا تھا۔ بہت اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ کسی عمر میں انگلینڈ چلا گیا تھا، وہیں تعلیم حاصل کی اور پھر وہیں رہائش پذیر ہوگیا تھا لیکن اس کے اہل خاندان اب بھی ہندوستان اور خاص طور سے دہلی میں موجود

تھے۔

سہارن پور میں اس نے ست رانی کو دیکھا اور دل ہی دل میں بے شمار منصوبے بنا ڈالے۔ وہ اس انوکھی لڑکی سے یورپ میں بہت سے کام لینا چاہتا تھا اور نہ صرف یورپ بلکہ اور بھی بہت سے ملکوں میں اپنے نام کا ڈنکا بجوانا چاہتا تھا۔ اس نے سوچا تھا کہ تریویدی یا بجرنگی کو دولت کا لالچ دے کر اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کرلے گا لیکن بعد میں اسے بدترین ناکامی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اسے یہ بھی احساس تھا کہ کرپشن نے اس سلسلے میں اس سے تعاون نہیں کیا تھا۔

بہرحال وہ سہارن پور سے دہلی آگیا تھا لیکن اس کے دل میں شدید کسک تھی۔ منصوبہ یہی تھا کہ سارے کام آسانی سے ہو جائیں گے اور سارا یورپ اس کے پیچھے لگ جائے گا اور وہاں اسے اعلیٰ ترین اعزازات ملیں گے۔ ست رانی کے ذریعے وہ بڑے سے بڑے لوگوں کا نہ صرف علاج کرے گا بلکہ اسے ان کے دلوں کے بھید بھی معلوم ہو جائیں گے اور ایک اوتار کی سی شکل اختیار کرلے گا۔ یہ خواب اس نے بڑے اعتماد کے ساتھ دیکھے تھے لیکن یہ خواب پورے نہیں ہوسکے تھے۔ بڑی خلش تھی اس کے دل میں۔

دہلی آکر وہ رشتے داروں [illegible] ستیہ جیت کمار اس کا نہ صرف جنونی تھا بلکہ گہرا دوست بھی تھا۔ مقامی حکومت میں ایک [illegible] اور اچھے سیاستدانوں میں شمار کیا جاتا تھا، بڑا نام تھا اس کا اور بڑے اعتماد کے ساتھ [illegible] وزارت چلا رہا تھا۔

ڈاکٹر شوراج جب بھی انگلینڈ سے ہندوستان آتا [illegible] کمار اس کی بڑی پذیرائی کرتا تھا اور اپنے خاص دوستوں کا اس سے علاج بھی کرواتا تھا۔ جب [illegible] کوئی ضرورت ہوتی، وہ ڈاکٹر شوراج سے رابطہ کرتا، بیماروں کو اس کے پاس بھیج دیتا اور ڈاکٹر شوراج [illegible] پذیرائی ہوتا۔ ستیہ جیت کمار کی انتہائی اعلیٰ درجے کی کوٹھی دریائے جمنا کے کنارے [illegible] کے حسین مناظر خود ڈاکٹر شوراج کو بہت زیادہ پسند تھے۔ چنانچہ وہ زیادہ تر یہیں قیام کرتا تھا لیکن بہرحال دوسرے عزیز بھی تھے۔ البتہ اس بار وہ واپس آیا تو بہت کھویا کھویا سا تھا۔

ستیہ جیت کمار کسی اہم سیاسی کام میں مصروف تھا۔ جو لوگ انگلینڈ سے ڈاکٹر شوراج کے ساتھ آئے تھے، ان میں وہ تین ڈاکٹر تھے اور باقی لوگ ڈاکٹر شوراج کے کارندے تھے۔ ایسے دو بندوں کو جن پر ڈاکٹر شوراج بہت اعتماد کرتا تھا۔ اس نے اپنے پاس بلایا اور کہا۔

"تم لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ سہارن پور میں جو لڑکی ہمیں ملی تھی وہ میرے لئے کتنی اہم ہے، وہ وہاں سے تو نکل گئی لیکن اس کے اندر جو خصوصیات ہیں، ان کی وجہ سے وہ دوبارہ نہ کہیں ضرور نمودار ہوگی۔ تمہارا کام اب یہ ہے کہ تم ہندوستان بھر کے شہروں کی خبر رکھو گے اور

ڈس لیا

کہیں سے بھی ست رانی اور بجرنگی کے بارے میں کوئی خبر ملے، فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔ ست رانی کو اغوا کرنا ہے اور اغوا کر کے اسے ایسی جگہ رکھنا ہے جہاں سے وہ فرار نہ ہو سکے اور تم فوراً ہی مجھے اطلاع دو گے تاکہ میں اس کے انگلینڈ لے جانے کا بندوبست کر سکوں۔"

"مہاراج! آپ جیسا حکم کریں گے، ہم ویسا ہی کریں گے۔"

"لیکن ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھنے سے کام نہیں چلے گا۔ جس طرح بھی بن پڑے تم اس کے بارے میں معلومات حاصل کرو گے۔"

"ایسا ہی ہوگا مہاراج......!"

ڈاکٹر شوراج اپنے ان دو ساتھیوں کے لئے رہائش کا انتظام کر کے انگلینڈ چلا گیا۔ ستیہ جیت کمار سے چونکہ ابھی رابطہ نہیں ہو سکا تھا اس لئے اس نے ست رانی کے موضوع پر اس سے بات نہیں کی تھی۔

تقریباً ایک یا ڈیڑھ مہینہ اس نے انگلینڈ میں گزارا۔ پرانے مریض اس پر ٹوٹ پڑے، البتہ اس نے نئے مریضوں کو نہیں لیا تھا۔ ان سے معذرت کی تھی کہ وہ کچھ دن کے لئے مصروف ہے، انگلینڈ واپس آئے گا تو نئے مریضوں کا علاج کرے گا۔

اس کا رابطہ دن رات اپنے دونوں آدمیوں سے تھا جو اسے رپورٹ دے رہے تھے کہ ابھی تک ست رانی کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

بہرحال تقریباً ڈیڑھ مہینہ گزارنے کے بعد اس نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور دہلی پہنچ گیا۔ اس نے اپنے دونوں ناکام آدمیوں کو بہت برا بھلا کہا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ "آپ جو بھی کہہ لیں، پر اس کا کہیں سے کوئی نام و نشان ہی نہ ملا۔ ہندوستان چند لوگوں کی آبادی تو ہے نہیں کہ ایک انسان کو آسانی سے تلاش کر لیا جائے۔"

اس دوران ستیہ جیت کمار اپنے کاموں سے فارغ ہو کر آ چکا تھا۔ اسے بھی ڈاکٹر شوراج کی ضرورت تھی۔ اس کا ایک دوست بیمار تھا۔ ستیہ جیت نے ملاقات کرتے ہی اس سے کہا کہ وہ اس کے دوست کو دیکھ لے۔ اس نے اپنے معمولات ترک کر کے اس کے بیمار دوست کو دیکھا اور علاج تجویز کیا۔ کوئی خاص بات نہیں تھی۔ اسی رات ڈنر کے بعد اس نے ستیہ جیت سے کہا۔ "بھایا جی! مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام ہے، میں اس سلسلے میں آپ سے تھوڑا سا ساتھ چاہتا ہوں۔"

"ہاں، ہاں شو...... بولو کیا بات ہے؟"

"ایک بہت ہی الجھے ہوئے کام میں پھنس گیا ہوں۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر شوراج نے ستیہ جیت کمار کو ست رانی اور بجرنگی کے بارے میں پوری تفصیل سنائی تو ستیہ جیت کمار کا منہ

حیرت سے کھل گیا۔

"عجیب بات ہے، تم انگلینڈ میں رہتے ہو اور اس طرح کی باتیں سوچتے ہو، میں نے تو ایسی کسی لڑکی کے بارے میں نہیں سنا، ہاں ہمارے ہندوستانی "ناگ رانی"، "ناگن"، "وش کنیا" اور "بجرنگی" جیسی فلمیں بناتے رہتے ہیں جن میں اس طرح کی مافوق الفطرت کہانیاں دکھائی جاتی ہیں۔"

"میں جانتا تھا بھایا جی! پہلے آپ تقریر کریں گے چونکہ آپ لوگوں کو تقریر کی بہت عادت ہوتی ہے، اگر آپ یورپ کے مانے ہوئے ڈاکٹر، ڈاکٹر شوراج کو پاگل نہیں سمجھتے تو یقین کر لیجئے کہ یہ ساری باتیں سچ ہیں اور میں بلاوجہ ادھر سے ادھر مارا مارا نہیں پھر رہا۔ یہ سنی سنائی کہانی نہیں ہے بلکہ میں نے آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہے۔"

"وہ زہریلی ہے؟" ستیہ جیت کمار کو اب دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

"ہاں۔۔۔۔ میں کہتا ہوں اس کا زہر سانپ کے زہر سے زیادہ تیز ہے، صرف کسی چیز کو ہاتھ لگا دیتی ہے تو وہ شدید زہریلی ہو جاتی ہے، اس کی تھوک کی حد تک اس کا تجزیہ کیا گیا ہے، میں اس سے اتنے بڑے بڑے کام لے سکتا ہوں کہ پورا یورپ حیران ہو کر رہ جائے۔ تمہیں اس کے بارے میں کیا بتاؤں؟"

ستیہ جیت کمار پُرخیال نگاہوں سے ڈاکٹر شوراج کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "بہت عجیب ہوگا یہ سب کچھ تمہارے لئے، اگر وہ دوبارہ ہماری نگاہوں کے سامنے آ جائے، وہ ہندوستان ہی میں ہے، اس کا بس ایک ساتھی ہے جسے وہ بجرنگی کہہ کر پکارتی ہے۔ وہ جوگی ٹائپ آدمی ہے اور یہی بتاتا ہے کہ ست رانی جنگلوں، پہاڑوں اور پرندوں کے درمیان پلی ہے اور اسی لئے وہ وش کنیا بن گئی ہے۔"

"تم نے بھی اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے نا؟"

"نہ صرف دیکھا ہے بلکہ اس کے زہر کا تجزیہ بھی کیا ہے۔"

"کیا وہ خوبصورت بھی ہے؟"

"ایک دم، انسانی نگاہ اسے ایک بار دیکھے تو کبھی نہ بھول سکے۔"

"کہاں ہے وہ، کیا میں اسے دیکھ سکتا ہوں؟" ستیہ جیت کمار نے کہا۔

"لو بھایا جی! ساری الف لیلیٰ ختم ہو گئی اور تمہیں کچھ معلوم ہی نہیں، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ وہ کہاں ہے تو کیا اب تک وہ ہندوستان میں ہوتی، کبھی کا اسے لے کر یورپ آ گیا ہوتا۔"

"دھت تیرے کی... تب تم مجھے کہانی سنا رہے ہو۔"

"بھایا جی! میری ایک بات سنو آپ بہت بڑے آدمی ہو، میں تو خیر ہندوستان سے ناتا توڑ چکا ہوں، میرا مطلب ہے یہاں سے جا چکا ہوں لیکن تمہارے ہاتھ، پاؤں بہت لمبے ہیں اور تم جس عہدے پر ہو اس کے ذریعے تم نجانے کیا کیا کر سکتے ہو، بھگوان کے لئے اُسے تلاش کراؤ، اگر وہ مل جائے تو تمہارا یہ سچا دوست جیون کا سب سے بڑا سمان پا لے گا۔"

"مگر غائب کہاں ہو گئی وہ......؟"

"میں نے کہا نا سہارن پور چلی گئی اس کے بعد پتہ نہیں کہاں گئی، کچھ پتہ نہیں چلتا۔"

"اچھا ایک بات بتاؤ فرض کرو، وہ تمہیں مل جاتی ہے تو تم اُسے انگلینڈ کیسے لے جاؤ گے؟"

"سوچ چکا ہوں، اس بارے میں تھوڑے سے انتظامات بھی کر چکا ہوں۔"

"کیا مجھے بتاؤ؟"

"میں اُسے ایک پاگل مریضہ کی حیثیت سے باہر لے جاؤں گا، کچھ دن کے لئے اسے پاگل کر دینا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوگا، میرے پاس اس قسم کی دوائیں موجود ہیں جو انسان سے اُس کا ذہنی توازن چھین لیں لیکن ایک حد تک۔"

"ارے یہ تو بڑا عجیب معاملہ ہے، خیر دیکھیں گے تم کافی خطرناک ہو چکے ہو شوراج!"

"مجھے اس لڑکی نے پاگل کر دیا ہے، وہ میرا سنہرا مستقبل ہے، اگر مجھے مل جائے تو مزے آجائیں گے۔"

"ہوں... اچھا ٹھیک ہے مل کر کچھ کرتے ہیں۔" ستیہ جیت کمار نے کہا۔

یہ ساری داستان اس کے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ اگر ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آ جاتا۔ شوراج اپنے آدمیوں کے ساتھ مل کر بڑی تندہی سے ست رانی کی تلاش کا کام کر رہا تھا اور پھر اس دن ستیہ جیت کمار کے ساتھ بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ ایک کمرشل اس کی نگاہوں کے سامنے سے گزرا۔

وہ ایک خوبصورت لڑکی تھی جس نے انتہائی عجیب سا لباس پہنا ہوا تھا اور ٹھمکتی کھیلتی ایک جھرنے کی طرف آ رہی تھی۔ جھرنے پر آ کر وہ ایک درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور اس نے مسکرا کر آسمان کی طرف دیکھا تو بے شمار پرندے اس کی جانب اُمڈ پڑے اور پھر پرندوں کا یہ غول اس کے سر، بازوؤں اور گود میں جا بیٹھا۔ وہ ان کے ساتھ کھیلیں کرنے لگی۔ وہ اُٹھ کر بھاگتی تو پرندے اس کے پیچھے دوڑتے، رُکتی تو وہ سب کے سب رُک کر واپس پلٹ پڑتے۔ انہی اٹکھیلیوں میں پرندوں کے ایک غول نے اس پر حملہ کیا تو بہت ہی خوبصورت رنگین لان کی شکل اختیار کر گیا اور پھر وہ لڑکی اس لان میں لیٹ گئی اور اس کے رنگ بدلتے رہے۔ اس کے بعد اس کمپنی کا اشتہار

سامنے آیا جو یہ لان بناتی تھی۔

ستیہ جیت کمار نے سامنے رکھے ہوئے گلاس کا مشروب اپنے حلق میں انڈیل کر ڈاکٹر شوراج کی طرف دیکھا تو اسے عجیب جانکنی کی سی کیفیت میں پایا۔

"ارے تمہیں کیا ہوا خیریت......؟" اس نے گھبرا کر کہا۔

"یہ... یہ کمرشل دیکھا تم نے؟"

"ہاں بے حد خوبصورت ہے اور ماڈل لڑکی بھی غضب کی ہے لیکن کیا تمہاری یہ کیفیت کمرشل دیکھ کر ہوئی ہے؟"

"ہاں......!"

"کیوں... ؟" ستیہ جیت نے پوچھا۔

"کیونکہ یہ وہی لڑکی ہے۔" شوراج گھٹی گھٹی آواز میں بولا اور ستیہ جیت اس کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگا پھر شدید حیرانی سے بولا۔

"ست رانی؟"

"ہاں... ست رانی گاڈ...! اسے ماڈل گرل بنا دیا اور کتنا خوبصورت کمرشل بنایا ہے اس نے، میں کیا کہوں اس کے بارے میں تم سے، یہ ایک بہت بڑا رشتہ ہے بھونی کا بھی اور دوستی کا بھی، تم یہ سمجھ لو کہ اگر یہ لڑکی تمہاری کوششوں سے مل گئی تو سمجھ لو بہت بڑا احسان ہو جائے گا اور میں تمہارا احسان کبھی نہیں بھولوں گا، ہندوستان میں، ویسے تو بہت سارے لوگ ہیں مگر جو کام تم میرے لئے کر سکتے ہو، وہ کوئی نہیں کر سکتا۔"

ستیہ جیت پُر خیال نگاہوں سے ڈاکٹر شوراج کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے رنگ میں تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی خاموشی بھی کچھ زیادہ ہی طویل ہو گئی، پھر اس نے کہا۔

"ہاں بالکل! میں یقیناً کوشش کروں گا۔ پھر اس کے بارے میں مجھے کچھ اور بتاؤ کوئی غلطی تو نہیں ہوئی تمہیں؟"

"بالکل نہیں، تم یہ سمجھ لو کہ پچھلے دنوں میں اسی جنون کا شکار رہا ہوں کہ جس طرح بھی بن پڑے میں اسے اپنے ساتھ انگلینڈ لے جاؤں۔ مجھے امید نہیں تھی کہ مجھے اتنی ساری اُلجھنوں کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن حالات بہت عجیب رُخ اختیار کر گئے ہیں، پتہ نہیں یہ سادہ اور معصوم سی لڑکی ایڈورٹائزمنٹ کمپنی کے ہاتھ کیسے لگی؟"

"ایں...! ہاں ایسا ہی ہے۔" ستیہ جیت کھوئے کھوئے لہجے میں بولا تو ڈاکٹر شوراج چونکا۔

"کس سوچ میں ڈوب گئے؟"

"نہیں میں حیران ہوں بس۔ تم نے تو مجھے اس کے بارے میں عجیب و غریب کہانیاں سنائی ہیں کہ زہریلی ہے، وِش کنیا ہے، اس کی نس نس میں زہر بھرا ہوا ہے، اگر ایسی بات ہے تو یہ ایک نارمل زندگی کیسے گزار رہی ہے؟"

"میں اسے بہت قریب سے دیکھ چکا ہوں، اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ بظاہر جنگل میں رہنے والی ایک سادہ اور معصوم سی لڑکی نظر آتی ہے لیکن اگر اس کا پیا ہوا جھوٹا پانی کوئی پی لے تو سمجھو کہ اس نے اپنی زندگی کا سودا کر لیا اور سارا کام تھوڑی ہی دیر میں ہو جاتا ہے۔ بڑی عجیب سی بات ہے یہ۔ گربچن سنگھ کا بھائی جگن راج ایک ایسے زہریلے پھل کا شکار ہو گیا تھا جو بدن میں تیزی سے پیدا کرتا ہے، خون کے سرخ ذرات اکارت ہو کر زہریلے کیڑوں کی شکل اختیار کر جاتے ہیں اور پھر میڈیکل ہسٹری میں اس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے موت کے..... کھانسی کے ساتھ انسان کی ناک اور منہ سے کیڑے جھڑنے لگتے ہیں، تو گربچن سنگھ نے مجھے علاج کے لیے بلایا اور بات چونکہ میرے لئے بھی دلچسپ تھی اس لئے میں پوری تیاریوں کے ساتھ آیا لیکن جگن راج ٹھیک ہو گیا، صرف اس کے جھوٹے پانی سے کیونکہ اس کے جھوٹے پانی کا زہر اس پھل کے زہر پر حاوی آ گیا اور اس نے اس کے مضر اثرات ختم کر دیئے، اس سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ وہ لڑکی کتنی زہریلی ہے، یہ بات میں تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ تم ایک دم اس کے تصور میں کھو سے گئے ہو۔"

"ارے نہیں تمہارا مطلب ہے کہ میں اس سے متاثر ہوا ہوں؟"

"یقین کرو میرے ذہن پر بھی وہ کچھ لمحوں کے لئے چھا گئی تھی، کمبخت ہے ہی اتنی خوبصورت!"

"ہوں..... اچھا اب مجھے بتاؤ میں کیا کروں؟" ستیہ جیت کمار نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"جس طرح بھی بن پڑے ہمیں اس تک پہنچنا ہے، وہ کسی سودے بازی سے تو رام نہیں ہوگی لیکن تھوڑی سی مجرمانہ کوششوں کے بعد میں اسے انگلینڈ لے جا سکتا ہوں، تمہیں اس سلسلے میں میری مدد کرنا ہوگی۔"

"کیوں نہیں، میں کروں گا تمہاری مدد، میں معلوم کرتا ہوں کہ یہ کمرشل کس نے بنایا ہے اور اس کے بعد سوچیں گے لیکن تمہیں ایک تنبیہ کر دوں خود کسی مجرمانہ عمل میں مصروف نہ ہو جانا۔"

"اگر تم میری مدد کرنے کا وعدہ کر رہے ہو تو بھلا تم سے زیادہ اختیارات کسے حاصل ہو سکتے ہیں، پہلے اسے قبضے میں کر لیا جائے اور اس کے بعد کچھ اور دیکھیں گے اور کریں گے۔"

"ٹھیک ہے لیکن اس میں وقت لگے گا۔"

"انتظار تو کرنا ہی ہوگا۔" ڈاکٹر شوراج نے کسی قدر مطمئن ہو کر کہا۔ لیکن اس رات ستیہ جیت کمار کچھ بے چین نظر آیا۔ نجانے کیوں.....؟ ویسے اتنا کمزور انسان نہیں تھا کہ محض ست رانی کے حسن میں کھو جاتا۔ ویسے بھی بہت بڑا مقام تھا اس کا، اس کے علاوہ اسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ ناگن سے زیادہ زہریلی ہے، کسی اور حیثیت سے اس کا حصول صرف موت کا حصول کیا جا سکتا ہے۔ پتہ نہیں ستیہ جیت کی یہ بے چینی کس حیثیت کی حامل تھی اور اس کا اظہار اس وقت ہوا جب رات کو ایک بجے کے قریب اس نے اپنے خاص سیکرٹری بنسل کو فون کیا۔

بنسل اس کے ان خفیہ لوگوں میں سے تھا جو اس کے پروگرام ارینج کرتا تھا۔ اس کے ساتھ بہت خطرناک افراد تھے۔ ہر بڑا آدمی اپنا ایک خفیہ گروپ ضرور رکھتا ہے۔ جگن راج اور گربچن سنگھ بھی اسی حیثیت کے حامل تھے اور اپنے خفیہ کام اپنے خفیہ آدمیوں سے کراتے تھے۔ خود ڈاکٹر شوراج بھی ایسا ہی تھا اور اس کے آدمی بھی اپنے طور پر ست رانی اور بجرنگی کو تلاش کر رہے تھے۔

ستیہ جیت کمار نے بنسل سے رابطہ قائم کیا، جس میں تھوڑی سی دیر لگی تھی لیکن بہرحال دوسری طرف سے ستیہ جیت کمار کا فون وصول کر لیا گیا۔

"جی مہاراج! داس بنسل حاضر ہے۔"

"بنسل.....! آج ٹیلی ویژن پر ایک کمرشل چلا ہے جس میں ایک خوبصورت لڑکی بن میں گھومتی ہوئی دکھائی گئی ہے، اگر تم نے نہیں دیکھا تو کسی بھی طرح کل دن میں معلوم کرو اور پھر طریقے سے یہ پتہ کرو کہ یہ کمرشل کس نے بنایا ہے اور یہ ماڈل لڑکی کہاں رہتی ہے، معلومات بالکل خفیہ ہونی چاہئیں، دوسری ہدایات بعد میں دوں گا۔" ستیہ جیت کمار نے کہا۔

"مہاراج! کل کا دن دے دیجئے، کام ہو جائے گا۔"

"بس کل کا دن دیا جا سکتا ہے تمہیں تمہاری اطلاع کا انتظار کروں گا۔"

"جی مہاراج!" بنسل نے جواب دیا اور ستیہ جیت کمار نے فون بند کر دیا۔

☆.....☆.....☆

گربچن سنگھ کبھی اچھا انسان نہیں رہا تھا لیکن پتہ نہیں گربچن سنگھ اپنے بھائی کے لئے اتنا اچھا تھا؟ ساری زندگی اس نے بھائی کو چاہا۔ اس کی ہر خوشی پوری کی، ملک سے باہر بھیج دیا، اخراجات کئے اور اب جگن راج کی موت کے بعد ایک طرح سے اس کی دنیا تاریک تھی۔ کسی نے اسے اتنا خستہ حال نہیں دیکھا تھا۔

چندوی سے بے نیل و مرام واپس آ گیا تھا۔ یہ بات اس کو اچھی طرح معلوم تھی کہ ارجن

سنگھ نے دلیپ سنگھ سے اپنے باپ کی موت کا بدلہ لیا ہے اور اس کا ذریعہ ست رانی کو ہی بنایا ہے۔ وہاں وہ نام بھی سامنے آئے تھے، سوہن متی اور ساون سنگھ..... بجرنگی نے اپنا حلیہ بے شک تبدیل کر لیا ہو لیکن ست رانی کو ہری رام نے صاف پہچان لیا تھا اور اس کے بعد وہ دونوں اس طرح اپنا کام کر کے نکل گئے تھے جیسے مکھن سے بال نکل جاتا ہے۔ کوئی کوشش کارگر نہیں رہی تھی اور گربچن سنگھ ہاتھ ملتا رہ گیا تھا لیکن اس کا عہد تھا کہ جب تک وہ زندہ ہے، وہ انتقام لئے بغیر نہیں رہے گا۔

چنانچہ اب وہ واپس سہارن پور آ گیا تھا اور تقریباً گوشہ نشینی کی زندگی گزار رہا تھا کہ اس دن صبح ہی صبح ہری رام اس کے پاس پہنچ گیا۔

"مہاراج! آپ کے لئے کچھ سوغات لایا ہوں۔" ہری رام نے کہا۔

گربچن سنگھ غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا پھر غضب ناک لہجے میں بولا۔ "موت تو تیری اسی سمے آ جانی چاہیے تھی جب تو نے بڑی بے غیرتی کے ساتھ مجھے خبر دی تھی کہ دلیپ سنگھ ختم ہو گیا ہے اور بجرنگی کا کوئی پتہ نہیں ہے جبکہ تو نے ست رانی کو وہاں دیکھا تھا لیکن اب تو میرے زخموں پر نمک چھڑکنے کیوں آ گیا ہے؟"

ہری رام ایک دم سنبھل گیا اور بولا۔ "ایک خبر لے کر آیا ہوں مہاراج! یہ دیکھئے۔" یہ کہہ کر اس نے ایک اخبار سامنے کر دیا۔

اخبار میں رادھیکا کی تصویر چھپی تھی اور اس کے بارے میں اطلاع دینے والے کے لئے انعام کا اعلان بھی تھا، وہ جگہ بھی بتائی گئی تھی جہاں اطلاع دینی تھی۔ یہ ایک ایڈورٹائزمنٹ کمپنی کا نام تھا جس کی مالک میڈم کیروشین تھی۔

گربچن سنگھ خبر پڑھتا رہا پھر اس نے عجیب سی نگاہوں سے ہری رام کو دیکھا اور بولا۔

"گووند داس کہاں ہے؟"

"باہر ہو گا مہاراج!" ہری رام نے جواب دیا۔

"جا بلا کر لا۔" گربچن سنگھ بولا اور ہری رام برا سا منہ بنا کر باہر نکل گیا۔ اس پر توجہ دینے کے بجائے گووند داس کو بلایا گیا تھا جبکہ ہری رام ہر کام میں پیش پیش رہا تھا۔ بہرحال وہ گووند داس کے ساتھ واپس آ گیا۔

"گووند داس! تم نے یہ اخبار دیکھا؟"

"کیسا اخبار..... ؟ نہیں مہاراج!" گووند داس نے کہا اور گربچن سنگھ نے اخبار گووند داس کی طرف بڑھا دیا۔

گووند داس نے پوری خبر دیکھی جو رادھیکا کی تصویر کے ساتھ تھی۔ خبر پڑھنے اور تصویر

دیکھنے کے بعد اس نے سوالیہ نگاہوں سے گربچن سنگھ کو دیکھا تو گربچن سنگھ بولا۔

"ہمیں بجرنگی اور ست رانی کا پتہ چل گیا ہے، یہ رادھیکا کی تصویر ہے۔ ارجن سنگھ یہ بجرنگی کی ... پتہ نہیں کمبخت بجرنگی نے یہ تصویر کہاں سے حاصل کی، بہرحال مجھے میرے بھائی کے قاتلوں کا پتہ چل گیا ہے اور اب ہمیں اس کے گرد ایسا جال بچھانا ہے کہ کسی طرح وہ ہمارے جال سے نکل نہ سکیں۔"

گووند داس سوچ میں ڈوب گیا۔ گربچن اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "اس بار وہ بچ کر نہیں نکل ... میں دیکھوں گا وہ کتنا چالاک ہے، غنڈوں کی پوری فوج اس پر لگا دوں گا، چیتھڑے اڑا دوں گا اس کے!"

"ایک منٹ مہاراج! آپ نے یہ خبر دیکھی ہے، اس میں کہیں بھی بجرنگی کا نام نہیں ہے، آپ کیسے کہہ سکتے ہیں یہ خبر بجرنگی نے ہی چھپوائی ہے؟"

"تو پاگل پن کی باتیں کرنے لگا ہے گووند داس! بجرنگی کے علاوہ اور کسے رادھیکا سے غرض ہو سکتی ہے۔" گربچن نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک مہاراج! مگر کیا بجرنگی کا اتنا ... منہ ہو گیا کہ اخبار میں ایسی خبر چھپوا سکے، پانچ لاکھ انعام دے سکے، اتنی بڑی رقم اس کے پاس کہاں سے آ گئی؟"

گربچن سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر جھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "تو آخر کہنا کیا چاہتا ہے، میرے دماغ کی چولیں ہلائے دے رہا ہے۔"

"میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتا ہوں مہاراج کہ غنڈوں یا پولیس سے مدد لینے کی کوئی کوشش کامیاب نہیں ہو گی، اگر آپ بڑے سے بڑا پولیس افسر بھی بلا لیں گے تب بھی آپ کے پاس کوئی ثبوت تو نہیں ہے کہ جگن سنگھ مہاراج، ست رانی ہی کے وِش کا شکار ہوئے، ایک لمبا کھیل شروع ہو جائے گا، پولیس زیادہ سے زیادہ ان لوگوں کو پکڑ لے گی پھر ثبوت نہ ملنے پر چھوڑ دے گی، ... ہوا ایسا جو پائیدار ہو اور آپ کیا سمجھتے ہیں کیا ست رانی اور بجرنگی کے پیچھے کوئی بڑا ہاتھ نہیں ہو گا، ... خود پانچ لاکھ دے سکتا ہے، نہ اخبار میں ایسی خبر چھپوا سکتا ہے، یہ تصویر حاصل کر لینا بھی ایک کام ہے جو سمجھ میں نہ آ سکے۔"

"ساری باتیں مانتا ہوں، پر تو مجھے یہ بتا کہ میں کیا کروں؟ میرے تو من میں آگ سلگ ... ہے، یہ کام بجرنگی کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہے، یہ تو بھی جانتا ہے اور میں بھی!"

"بالکل ٹھیک کہا مہاراج! کوئی ایسی ترکیب سوچنی چاہیے جو ناکام نہ ہو سکے۔" گووند داس ... ہری رام خاموشی سے سر جھکائے بیٹھا ہوا تھا۔

"تُو بھی کچھ بول ہری رام.....؟"

"میں کیا بولوں مہاراج! مجھ سے تو دوش ہی ایسا ہو چکا ہے۔"

"چھوڑ پرانی باتوں کو، اب بتا کہ کیا ہونا چاہئے؟ گووند داس تیرے من میں کوئی بات ہے؟"

"ہے مہاراج! کھیل لمبا ہے، پر بڑے کام کا ہوگا۔"

"بول، جلدی بول.....!"

"مہاراج! ہم لوگ یہاں سے کہیں باہر چلے جاتے ہیں، کسی نئی جگہ جیسے بمبئی۔ بمبئی جا کر ہم اپنا انتظام کرتے ہیں اور اس کے بعد ہم ولی سے رابطہ کرتے ہیں ٹیلیفون پر اس جگہ سے جہاں سے اشتہار چھپا ہے، ہم انہیں بتائیں گے کہ رادھیکا ہمارے پاس ہے، وہ ہمارے ہاں ایک بہن کی حیثیت سے رہتی ہے، کسی اسکول میں نوکری کرتی ہے، اگر یہی آپ کی رادھیکا ہے تو آپ آ کر اس سے مل لیں اور اگر وہ آپ کو پہچان لے تو اسے اپنے ساتھ لے جائیں، بجرنگی بھاگا بھاگا آئے گا، یہ خبر اس نے اسی لئے چھپوائی ہے مہاراج کہ جس کسی کو رادھیکا کے بارے میں معلوم ہو، وہ اس سے رابطہ کرے، وہ ہمیں بتائے گا کہ وہ اپنی بہن کو لینے کے لئے کس طرح آ رہا ہے، ہمارے آدمی میرے اور ہری رام کے ساتھ اس کا سواگت کریں گے اور اسے پکڑ لیں گے، اگر بجرنگی اکیلا آیا تو پہلے ہم اس کا کھیل ختم کریں گے یا اسے قید کر لیں گے اور اس کے بعد اس کے نام پر ست رانی کو بھی بلا لیں گے پھر ان دونوں کا جو حلیہ بنائیں گے کہ وہ دیکھنے کے قابل ہوگا مہاراج!"

گربچن سنگھ کچھ لمحے سوچتا رہا اور پھر اس کا چہرہ کھل اُٹھا۔ اس نے کہا۔ "واہ گووند داس! کیا بڑھیا ترکیب سوچی ہے تُو نے! ارے اس طرح کام بنتے ہی بنے، میں تجھے اس کام کی منظوری دیتا ہوں، بمبئی میں میرا ایک بہت ہی گہرا جاننے والا ہے تُو سیدھا اس کے پاس چلے جانا، وہ ہر طرح سے تیری مدد کرے گا۔"

"نہیں مہاراج! یہ تو کرنا ہی نہیں ہے، بس وہ جو کہا جاتا ہے کہ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ ہم اپنا کام خود کریں گے، اس کے لئے پیسہ خرچ ہوگا مہاراج!"

"اس کی تو تُو چنتا ہی مت کر، اپنے بھائی کے قاتل کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے میں سنسار کا ہر کام کر دوں گا، تو بمبئی میں انتظامات کر سکتا ہے؟"

"آپ مجھ سے کہیں مہاراج تو میں امریکا میں بھی انتظام کر سکتا ہوں، ابھی وہ تو آپ نے سنا ہی ہوگا کہ پیسہ بولتا ہے۔"

"تیاریاں کرو۔ پیسے کی پروا نہ کرو۔" گربچن نے کہا۔

گووند داس نے ہری رام کا چہرہ دیکھا جو کسی قدر بجھا بجھا سا لگ رہا تھا۔

گربچن سنگھ سے انتظامات کرنے کا وعدہ کر کے وہ وہاں سے اٹھا اور ہری رام کے ساتھ آ گیا۔ "تُو کیا سوچ رہا ہے ہری رام.....؟"

"کچھ نہیں گووند داس! تمہاری ترکیب واقعی اچھی ہے۔"

"ایک بات کان کھول کر سن لے، دیکھ ہم دونوں ہی مہاراج گربچن کے سیوک ہیں اور کسی طرح ان سے منہ نہیں موڑ سکتے۔ لیکن کیا کیا جائے ہری رام، دور ہی ایسا چل رہا ہے، کسی کی جیب سے کچھ نکلوانے کے لئے جب تک ہیر پھیر نہ کیا جائے، کام نہیں بنتا۔"

"میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا گووند!"

"ارے ہم روپے کمانے میں کمی کریں، گربچن سنگھ مہاراج سے تُو دیکھ ہمیں کیا ملتا ہے، حالانکہ اسی میں خوش رہتے ہیں لیکن کبھی موقع ملے تو کچھ نہ کچھ ہاتھ پاؤں ہلانے میں کوئی بُرائی نہیں، ہم گربچن سنگھ مہاراج کے مطلب کا کام کریں گے، پر ہماری جیبوں میں بھی کچھ آ جائے تو بُری بات ہے؟" گووند داس نے محسوس کیا کہ اس کی ترکیب اور گربچن سنگھ کی توجہ سے ہری رام کچھ حسد سا گیا ہے۔ اسے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی اس کھیل کا رازدار ہے، رقم کا لالچ اچھے اچھوں کو خوش کر دیتا ہے۔ ہری رام کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی تھی۔

☆.....☆.....☆

جلسل بڑا صاحب اختیار تھا۔ ستیہ جیت کمار کا پرائیویٹ سیکریٹری بھی تھا اور اس کا خفیہ رکھوالا بھی۔ جس نے پورا گروپ بنا رکھا تھا اور اس طرح کے جال پھیلا رکھے تھے کہ ستیہ جیت کمار کا ہر جائز اور ناجائز کام کر سکے۔ دوسرے ہی دن اس نے اطلاع دی۔

"مہاراج! یہ کمرشل میڈم کیرولین نے بنایا ہے اور میں یہ بات جانتا ہوں کہ میڈم کیرولین آپ کی دوست ہیں، کئی بار وہ آپ کے پاس آ بھی چکی ہیں۔"

"ہاں.....! اوہو میں سمجھ گیا، یہ کمرشل گوتم داس منڈی والا کے پروڈکٹ کا ہے، مجھے یوں یاد ہے کہ ابھی چند روز پہلے ہی کیرولین کی طرف سے مجھے دعوت نامہ وصول ہوا تھا، وہ کوئی فیشن شو تھی، ایک دو بار میں اس کے پروگرام میں شریک ہوا ہوں، اپنی عالیشان کوٹھی پر وہ غضب کا پروگرام کرتی ہے لیکن ہمیں سوچ سمجھ کر ہر جگہ جانا ہوتا ہے۔ اخباری رپورٹر ذرا سی بھنک پا کر پہنچ جاتے ہیں اور پھر اپنی پسند کی خبریں چھاپتے ہیں۔ میں عموماً ایسے پروگراموں سے بچتا ہوں۔ خیر جلسل! ایسا کرو میرے پاس آ جاؤ، مجھے تم سے میٹنگ کرنی ہے۔"

"جی مہاراج......!"

"مختصری تفصیل بتا رہا ہوں تمہیں اس بارے میں ہنسل! کمرشل میں جس لڑکی نے کام کیا ہے، وہ پُراسرار شخصیت کی مالک ہے، میرا سالا ہے شوراج لندن میں ڈاکٹری کرتا ہے، بڑا مشہور آدمی ہے، سہارن پور کے ایک بڑے جاگیردار کرپچن سنگھ نے اسے اپنے بھائی کے علاج کے لئے بلایا تھا لیکن یہ علاج ست رانی نے اس کے بھائی کو جھوٹا پانی پلا کر کیا، میں تمہیں پوری تفصیل بتا تا ہوں۔" ستیہ جیت کمار نے کہا اور پھر جو کچھ ڈاکٹر شوراج نے اسے بتایا تھا، وہ شروع سے لے کر اس کمرشل تک ستیہ جیت کمار نے ہنسل کو بتایا اور ہنسل منہ کھول کر رہ گیا۔

"خیر ڈاکٹر شیوراج اس لڑکی کے حصول کے لیے پاگل ہو رہا ہے، کوئی عشق و محبت والی بات نہیں ہے بلکہ وہ اس لڑکی کو لندن لے جا کر اس پر تجربات کرنا چاہتا ہے، لندن کے رئیسوں کا علاج کرانا چاہتا ہے، ظاہر ہے مقصد کروڑوں پاؤنڈ کمانا ہے، میں ان کروڑوں پاؤنڈ کے چکر میں نہیں ہوں لیکن تم جانتے ہو کہ ہمارے دشمنوں کی تعداد دوستوں سے کہیں زیادہ ہے اور اس کے لئے اگر ہم اپنا یہ مہرہ استعمال کریں تو سمجھو کہ پو بارہ ہو جاتے ہیں، اس خوبصورت لڑکی کو ہم اپنے ساتھیوں کے لیے چارہ بنائیں گے، میرا مطلب ہے ان کے لئے جو حسن پرست اور ہمارے بدترین دشمن ہیں، دیکھو ہنسل! سیاست میں رحم، ہمدردی، محبت کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی، اپنے مقصد کا حصول سب سے پہلے اس کے بعد کچھ اور......! سمجھ رہے ہو نا میری بات...... میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ لڑکی ہمارے قبضے میں ہونی چاہئے، جمنا پار والی کوٹھی نمبر ایک سو چھیس اس کے لئے بہترین رہے گی، آس پاس جنگل بھی بکھرا ہوا ہے اور جنگل کی وہ رانی اس جنگل میں جی کر خوشی بھی محسوس کرے گی۔ بس ذرا اس کا خیال رکھنا پڑے گا، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے ہمیں کچھ پہرے داروں کی خدمات بھی حاصل کرنی پڑیں گی تاکہ وہ اسے قابو میں رکھیں، ہم اسے تربیت بھی دیں گے، ذرا دیکھیں تو سہی کہ وہ ہے کیا؟ ویسے وہ کمرشل جس طرح بھی ہو سکے، حاصل کر لو تاکہ ہم اسے بار بار دیکھیں اور اس کے بارے میں اندازہ قائم کر سکیں۔"

"جی مہاراج! مگر لڑکی کو حاصل کرنے کا ذریعہ کیا ہوگا؟"

"ہنسل! وہ ایک لڑکی ہے، اگر تم اس کے ساتھ اس کے ساتھی بجرنگی کو بھی قبضے میں کر لو تو اور آسانی رہے گی، ہم دونوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے، یہ دیکھیں گے کہ وہ خود کس انداز میں جینا چاہتے ہیں، ہم ان کے لئے جینے کا وہی سامان پیدا کر دیں گے تاکہ وہ ہمارے قابو میں رہیں۔"

"او کے مہاراج او کے......!"

"میں نے تمہیں پوری تفصیل بتا دی ہے، ہم اس کے ذریعے بہت بڑے بڑے کام کریں گے، کیا سمجھے؟"

"جی مہاراج ...!"

"میں تمہیں ایک بات بتاؤں، تم یوں کرو کہ پتہ تو چل ہی گیا ہے کہ اس لڑکی کا تعلق کیرولین سے ہے، تم اپنے آدمیوں کے ذریعے یہ معلوم کرو کہ وہ لڑکی رہتی کہاں ہے، کیرولین نے اسے اپنے قبضے میں رکھا ہے یا اس کے لئے کوئی اور جگہ بنائی گئی ہے، تمہیں شروع میں اسے طاقت کے ذریعے قابو میں کرنا ہے بعد میں ہم دیکھیں گے کہ کس طرح ہم اس کی مدد حاصل کر سکتے ہیں، سمجھ رہے ہو نا؟"

"جی مہاراج! آپ چنتا نہ کریں، آپ کا داس ہمیشہ کی طرح آپ کو یہاں بھی مایوس نہیں کرے گا۔"

"ارے جانتے ہیں نا ہم، جبھی تو تم سے بات کر رہے ہیں اور تمہیں اپنے من کی ساری باتیں بتا دیتے ہیں۔" ستیہ جیت کمار نے کہا اور ہنسل پُر خیال انداز میں گردن ہلانے لگا۔

☆......☆......☆

ستیہ جیت کمار نے خیال نگاہوں سے منسل کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"ویسے منسل! یہ ہماری زندگی کا بڑا عجیب تجربہ ہوگا۔ اصل میں ڈاکٹر شوراج اس کے لئے اتنا سرگرم عمل نہ ہوتا تو میں تھوڑا سا انتظار کر لیتا۔ ڈاکٹر ایک لمبے عرصے سے اس لڑکی کو حاصل کرنے کے لیے سرگرداں ہے اور اس سلسلے میں ہر طرح کی مجرمانہ کارروائی کرنے کے لیے تیار ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھائے، ہمیں اس لڑکی کو اپنے قبضے میں کر لینا ہے اور آخری بات بھی میں تمہیں یہ بتاؤں، جتنی معلومات مجھے اس کے بارے میں ہوئی ہیں، اس سے مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ لڑکی صرف ایک ماڈل نہیں ہے بلکہ ایک پُراسرار وجود ہے۔ اس کی آنکھوں میں سحر اور ہونٹوں میں وش ہے۔ تمہیں کہیں چوکنا رہنا ہے، جب اس پر ہاتھ ڈالو تو ان تمام باتوں کو ذہن میں رکھ کر ہاتھ ڈالنا۔"

"آپ کا داس ایسا ہی کرے گا۔ ویسے آپ نے جمنا پار والی کوٹھی کے چوکیداروں وغیرہ کو ہوشیار کر دیا ہے تاکہ جب بھی ہم وہاں پہنچیں، ہمیں پوری توجہ دی جائے؟"

"اس کی تم فکر مت کرو۔ یہ اطلاع فوراً ان تک پہنچ جائے گی۔"

"ٹھیک ہے مہاراج! ہمیں آ گیا دیں۔" منسل نے کہا اور اس کے بعد اس نے واپسی کی اجازت مانگ لی۔

☆......☆......☆

سب کچھ کیرولین کی توقع کے مطابق ہوا تھا۔ اس کمرشل کی دھوم مچ گئی تھی۔ سیٹھ منڈی والا کیرولین کے آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔ وہ اس بات پر بضد تھا کہ اس کے اگلے کمرشلز کے لئے کیرولین منہ مانگی قیمت پر اس ماڈل کو بک کرے لیکن کیرولین نے اس کی ایک بات نہیں سنی تھی۔ دوسری طرف گوتم داس نے پیشکش کر دی تھی کہ اگلے کمرشل کے لئے جو بڑے سے بڑا معاوضہ آفر کیا جائے، اسے سوا گنا کر کے کیرولین سیٹھ سے وصول کرے لیکن کیرولین نے اس سے بھی صاف کہہ دیا تھا کہ وہ کوئی پیشکش قبول نہیں کرے گی۔

اس کے علاوہ کیرولین کو کئی جگہ سے بڑی بڑی آفرز وصول ہوئی تھیں اور اس نے غور کا وعدہ کر لیا تھا۔ گوپاست رانی کے بارے میں اس نے جو کچھ سوچا تھا، اس کی تکمیل ہو رہی اور ست رانی یا بجرنگی، کیرولین کے لئے بہت بڑی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔

پھر ایک دن کیرولین کو فون موصول ہوا اور اس فون میں اس سے کہا گیا کہ جو تصویر اور رات اخباروں میں دیئے گئے ہیں، ان کے بارے میں بات کرنی ہے۔

کیرولین نے فوراً ہی اس بات پر توجہ دی اور بولی۔ "جی کون صاحب ہیں؟"

"میرا نام بابو رام سہائے ہے، میں بمبئی میں داور کھاڑی محلے، سندر چال میں رہتا ہوں۔ تصویر والی بی بی کے بارے میں مجھے معلومات ہیں جی، آپ اگر مجھ سے ملنا چاہو تو داور کھاڑی کے محلے سندر چال میں آپ بابو رام سہائے کا گھر تلاش کر لیں، میں اسکول میں ماسٹر ہوں، بچوں کو پڑھاتا ہوں۔"

"تو یہ والی بی بی کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں، کیا آپ کو اس کا نام بھی معلوم ہے؟"

"جی ہاں، رادھیکا نام ہے اس کا، نام رادھیکا ہے۔ اس کے بارے میں اور جو کچھ بھی جانتا ہوں، وہ آپ کو ملاقات پر ہی بتاؤں گا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ اگر آپ نے سچا اشتہار دیا ہے اور انعام کی بات کی ہے تو میں آپ سے نقد انعام لئے بغیر ٹیلیفون پر کوئی بات نہیں بتاؤں گا۔"

"بالکل ٹھیک ہے، آپ یہ بتائیں کہ آپ سے کب ملاقات کی جائے؟"

"میں بولا ناجی! آپ جیسے بولو، میں آپ کو دوبارہ فون کروں۔ ہمارے گھر میں تو فون نہیں ہے مگر قریب آدھی دور پر سڑک پر لگے ہوئے فونوں سے میں آپ کو دوبارہ فون کر سکتا ہوں، جب بھی دوبارہ آؤ، میرا مطلب ہے کبھی آؤ تو مجھے خبر کر دو، میں آپ کو راستہ سمجھا دوں گا یا پھر میرا پتہ لکھ لو، داور کھاڑی محلہ سندر چال، ماسٹر بابو رام سہائے۔"

"بابو رام سہائے جی! کیا آپ دو گھنٹے کے بعد مجھے فون کر سکتے ہیں؟"

"ہاں جی کیوں نہیں، پر انعام کی بات تو پکی ہے نا؟"

"بالکل پکی بابو رام سہائے! آپ چنتا نہ کریں۔"

"ٹھیک ہے جی، میں آپ کو دو گھنٹے کے بعد فون کروں گا۔"

کیرولین نے فون بند کرنے کے فوراً بعد بجرنگی اور ست رانی کو طلب کر لیا۔ حسن شاہ بھی آیا کرتا تھا، اسے بھی بلا لیا۔

کیرولین نے سنسنی خیز لہجے میں کہا۔ "بجرنگی صاحب! ایک خوشخبری ہے آپ کے لئے!"

بجرنگی نے امید بھری نگاہوں سے کیرولین کو دیکھا۔ "کیا خوشخبری ہے میرے لئے!"

"دیکھئے میں ذرا مختلف قسم کی عورت ہوں، میرا اصول اور نظریہ ہے کہ کوئی بھی کام جب تک ہماری تسلی کے مطابق نہ ہو جائے، اس پر بحث زیادہ جذباتی ہونا مناسب نہیں ہے۔ بمبئی سے ایک فون وصول ہوا ہے۔" یہ کہہ کر کیرولین نے فون کے بارے میں پوری تفصیل بتادی۔

بجرنگی کا چہرہ جوش مسرت سے سرخ ہوگیا۔ اس کا پورا بدن کانپنے لگا، پھر اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں بمبئی جانا چاہتا ہوں، مجھے میری بہن مل جائے تو میں سمجھوں گا کہ سارا سنسار مجھے مل گیا میڈم! بھگوان کے لئے مجھے بمبئی بھجوانے کا بندوبست کردیں، سارا جیون آپ کے چرنوں میں گزار دوں گا، آپ کا داس بن کر آپ کی سیوا کروں گا، ایک بار مجھے میری بہن مل جائے پھر مجھے سنسار سے کوئی دلچسپی نہیں۔ مہا کی، بھگوان کرے یہ سب کچھ سچ ہو۔" یہ کہہ کر بجرنگی رونے لگا۔

حسن شاہ اور کیرولین نے اسے تسلیاں دیں۔ کیرولین کہنے لگی۔ "بابا بجرنگی! بابو رام سہانے جو کسی اسکول میں ماسٹر ہیں، وہ کہتے ہیں کہ جب آپ بمبئی کے اسٹیشن پر پہنچیں گے تو وہ آپ کو خوش آمدید کہیں گے اور اپنے گھر لے جائیں گے۔"

"مجھے پہچانیں گے کیسے؟"

"فون آنے کے بعد تو ہم انہیں کوئی ایسی نشانی بتادیں گے جس سے وہ آپ کو پہچان لیں گے۔"

"بھگوان آپ کو سکھی رکھے میڈم! میرا یہ کام کردیجئے۔"

"کیا آپ ست رانی کو بھی ساتھ لے جائیں گے؟" میڈم نے سوال کیا۔

بجرنگی سوچ میں ڈوب گیا پھر بولا۔ "جیسا آپ کہو گی جی، وہ یہاں خوش ہے اور پھر میں وہاں کوئی رہنے تھوڑی جاؤں گا، جیسے ہی مجھے میری بہن ملے گی، میں اسے لے کر ادھر آجاؤں گا۔"

"آپ چاہیں تو میں اپنا کوئی آدمی آپ کے ساتھ کردوں؟"

"نہیں آپ کی بڑی کرپا ہے، اب میں اتنا بے وقوف بھی نہیں ہوں، میں وہاں پہنچ جاؤں گا اور بابو رام سہانے سے مل کر اپنی بہن کو لے کر آجاؤں گا۔"

"ٹھیک ہے، ست رانی سے بات کرلیجئے، اگر وہ ساتھ جانا چاہے گی تو میں انکار نہیں کروں گی، میں بس اس لئے کہہ رہی ہوں کہ یہاں میں اس کی تربیت کررہی ہوں اور آئندہ کمرشل کے لئے اسے تیار کررہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے جی، مجھے آنا تو نہیں ہے، آپ بندوبست کردیجئے، آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔"

"ٹھیک ہے، حسن شاہ! بجرنگی صاحب کے جانے کا بندوبست کردیں۔"

بجرنگی نے ست رانی کو پوری تفصیل بتائی تو ست رانی خوش ہوگئی۔

"آپ کہو بابا تو میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں، مجھے آپ کے سوا کسی اور چیز سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"نہیں ست رانی! یہ لوگ ہمارے لئے بہت کچھ کررہے ہیں، اگر وہ کہتے ہیں کہ تم نہ جاؤ تو ہمیں ان کی بات ماننی چاہیے اور پھر میں زیادہ سے وہاں تھوڑی رہوں گا، جیسے ہی میری رادھیکا مل گئی میں اسے لے کر فوراً ہی چل پڑوں گا۔"

"ٹھیک ہے بابا..."

آخرکار بجرنگی کی روانگی کی تیاریاں ہوئیں اور اسے ایک ایسی ٹرین میں بٹھادیا گیا جو اسے بمبئی لے جاتی۔ بمبئی اس ٹرین کا آخری اسٹیشن تھا۔

☆...☆...☆

ڈاکٹر شوراج دیوانگی کی حد تک ست رانی کے حصول کے چکر میں پڑ گیا تھا۔ وہ اسے حاصل کرکے خود کو دنیا کا عظیم ڈاکٹر منوانا چاہتا تھا۔ ستیہ جیت کمار سے مدد مانگنے کے ساتھ وہ خود بھی کوششوں میں مصروف تھا۔ اس کے کچھ خاص لوگ اس کے لئے کام کررہے تھے۔ کسی کمرشل کے بارے میں معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ کیرولین کے بارے میں خاصی معلومات مل گئیں اور وہ تیار ہوکر کیرولین کی رہائش گاہ پر چل پڑا۔ کیرولین کو کسی ڈاکٹر شوراج کے آنے کی اطلاع ملی تو اس نے شوراج کو اپنے ڈرائنگ روم میں طلب کرلیا۔ شوراج کے وزیٹنگ کارڈ پر اس کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا، وہ کیرولین کی توجہ حاصل کرنے کے لئے کافی تھا، چنانچہ کیرولین نے اس کا پرتپاک استقبال کیا۔

"لندن کے ہندوستانی ڈاکٹر، ڈاکٹر شوراج آیئے، بیٹھئے۔ کہئے ڈاکٹر میں آپ کے اور کس لائق ایسی کیا خدمت ہے جس کے لئے آپ کو یہاں آنا پڑا؟"

"معافی چاہتا ہوں میڈم! اتفاق سے آپ میرے لئے اتنا اہم کردار بن گئی ہیں کہ حقیقت میں آپ کو آپ کی شخصیت کے بارے میں بتا بھی نہیں سکتا۔"

"اچھا چلئے آپ خاص الفاظ میں مجھے بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کرسکتی ہوں۔"

"میں نے آپ کا ایک کمرشل دیکھا ہے جس میں ایک لڑکی جنگل کوئن کا کردار ادا کررہی ہے، میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ ماڈل لڑکی مجھے کہاں مل سکتی ہے۔"

"لندن کے ایک ڈاکٹر کو میری ماڈل سے کیا دلچسپی ہوسکتی ہے؟"

"اگر میں آپ کو اس سے منسلک داستان سنادوں تو آپ اسے محض داستان گوئی سمجھیں گی یا دل میں مجھے جھوٹا جانیں گی یا پھر اس کے بارے میں تفصیلات جان کر آپ حیران رہ

جا سکتا تھا۔"

"گڈ! تو پھر آپ مجھے حیران کیجئے نا!" کیرولین نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں میں آپ کو اس کی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔" یہ کہہ کر ڈاکٹر شوراج نے گربچن سنگھ کے بھائی جگن راج اور سہارن پور میں ہونے والے واقعات پوری تفصیل اور ست رانی کی شخصیت کی پوری کہانی کیرولین کو سنا دی۔ کیرولین نے آج تک ست رانی کی چھان بین کرنے کی کوشش نہیں کی تھی، ہاں اس نے اسے ایک پُراسرار لڑکی ضرور تسلیم کیا تھا لیکن ڈاکٹر شوراج نے اسے جو کہانی سنائی تھی، وہ بڑی ہی انوکھی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

"اس کی آنکھوں میں سحر ہے اور اس کے ہونٹوں میں زہر۔ اگر آپ کو اس سے واسطہ پڑا ہے تو یقیناً آپ نے اس کے اندر کچھ انوکھی باتیں ضرور محسوس کی ہوں گی۔"

"ٹھیک ہے لیکن آپ یہ بتائیے کہ آپ اسے کیوں تلاش کر رہے ہیں؟"

"میں آپ کو ساری تفصیل بتا چکا ہوں، دو افراد ایسے ہیں جن سے اگر آپ تصدیق کرنا چاہیں تو کر سکتی ہیں، ایک ہیں تیرتھ رام ترویدی جو ایک چھوٹی سی آبادی میں وید ہے، ست رانی کافی عرصے اس کے پاس رہ چکی ہے۔ دوسرا ٹھاکر گربچن سنگھ ہے جو اپنے بھائی کو کھو بیٹھا ہے۔ آپ ان سے ست رانی کی تصدیق کر سکتی ہیں، مزید یہ کہ اگر وہ آپ کی دسترس میں ہے تو تجربے کے طور پر اس کا جھوٹا پانی آپ کسی بھی جانور کو پلا کر اس کا نتیجہ دیکھ سکتی ہیں۔"

"بات بے حد سنسنی خیز ہے۔ وہ میری ماڈل ہے اور میرے میک اپ مین وغیرہ اس کا میک اپ بھی کرتے ہیں، اگر وہ اتنی ہی خطرناک شخصیت ہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے کسی میک اپ مین یا کسی اور شخص کو نقصان پہنچ جائے۔"

"آپ مجھے یہ بتائیے کہ وہ مجھے کہاں مل سکتی ہے؟"

"وہ یہیں ہوتی ہے میرے پاس، اس کا ساتھی بجرنگی بھی یہیں ہوتا تھا لیکن وہ کسی کام سے گیا ہوا ہے۔"

"دیوی جی! اگر آپ اسے میرے حوالے کر دیں تو میں آپ کو اس کا منہ مانگا معاوضہ دینے کو تیار ہوں۔ میں اسے لے جانے کے لئے انگلینڈ سے واپس آیا ہوں، آپ میرے بارے میں معلومات حاصل کر سکتی ہیں، میں وہاں بڑا باعزت مقام رکھتا ہوں۔"

"اچھا یہ بتائیے کہ آپ اسے کیوں اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں؟"

"میڈم! میں سچا انسان ہوں، سچ بولتا ہوں، وہ اتنی انوکھی شخصیت ہے کہ لندن میں اگر میرے حوالے سے اس کی حیثیت سامنے آ جائے تو میری پوجا شروع ہو جائے گی، وہ ایسے

مریضوں کا علاج کر سکتی ہے جو لاعلاج ہوں، ست رانی کے ذریعے میں ان کا علاج کر کے بے شمار پونڈ کما سکتا ہوں، دولت ہر انسان کی خواہش ہو سکتی ہے اور اگر دولت کے ساتھ ساتھ شہرت بھی ہو تو اس سے زیادہ کسی کو اور کیا چاہئے۔"

"ہوں.....! لیکن جناب آپ سے ایک عرض کر دوں، دولت کی خواہش ہر شخص کو ہوتی ہے، مجھے بھی ہے، ست رانی کو آپ نے ماڈل کی حیثیت سے دیکھا ہی ہوگا، وہ میرے لئے ڈائمنڈ گرل ہے۔ اس کا ایک ہی کرشمہ ابھی منظر عام پر آیا ہے لیکن مجھے بہت سے سرمایہ داروں نے پیشکش کی ہے کہ وہ اس کا معاوضہ منہ مانگا دیں گے، وہ میری ضرورت ہے۔ میں اسے آپ کے حوالے نہیں کر سکتی۔"

"دولت میں بھی دے سکتا ہوں آپ کو..... میں ایک بڑے محقق کی حیثیت سے منظر عام پر آنا چاہتا ہوں، اس پر تجربہ کروں گا کہ وہ وش کنیا کیسے بن گئی اور وش کنیا بن کر وہ کیا کیا کر سکتی ہے، آپ کا کام کچھ بھی نہیں ہے میرے خیال میں، آپ تو صرف اسے ماڈل بنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں گی لیکن میں اس کے ذریعے دکھی انسانیت کی خدمت بھی کروں گا۔"

"آپ تو ہندوستان کے باشندے ہیں، اگر آپ دکھی انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو یہیں منتقل ہو جائیے اور یہاں رہ کر ست رانی پر تجربات کریں، میں آپ کو یہیں اجازت دوں گی بشرطیکہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچے، کیا آپ کو دکھی انسانیت صرف یورپ میں ہی نظر آتی ہے؟"

"آپ سب جانتی ہی ہیں، میں اس کے حصول کے لئے مارا مارا پھرتا رہا ہوں اور جب مجھے علم ہو گیا ہے کہ وہ آپ کے پاس ہے تو دیوی جی! براہ کرم آپ اسے میرے حوالے کیجئے، میں جانتا ہوں وہ آپ کی کوئی نہیں ہے لیکن بہت سے ایسے مسئلے ہیں جو آپ ابھی تک نہیں جانتیں، پلیز اسے میرے حوالے کر دیجئے ورنہ یہ معلوم ہونے کے بعد کہ وہ آپ کے پاس ہے، میں اسے حاصل کرنے کے لئے مجرم بھی بن سکتا ہوں، آپ لکھ لیجئے اسے!"

کیرولین کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ "آپ پاگل ہیں، جائیے، وہ آپ کو نہیں مل سکتی اور آپ سے کوئی تعاون نہیں کر سکتی، اتنا بھی نہیں کہ آپ کو چائے کا بھی پوچھ لوں، آپ دیوانوں جیسی باتیں کر رہے ہیں، پلیز.....!"

"آپ اسے لکھ لیجئے، میرے اختیارات بہت وسیع ہیں، آپ مجھ سے مقابلہ نہیں [illegible]۔"

"میرے گھر میں ہیں آپ اس لئے میں آپ کو اس بات کا کوئی جواب نہیں دے رہی۔ اس سے زیادہ میں آپ کو اپنے گھر کی چھت کے نیچے برداشت نہیں کر سکتی۔"

"ٹھیک ہے، آپ اس ضد کا جو نقصان اٹھائیں گی اس کی ذمے دار آپ خود ہوں گی۔"

ڈاکٹر شوبرج نے کہا اور واپسی کے لئے پلٹ پڑا۔

☆.....☆.....☆

بلبل خطرناک آدمی تھا۔ ایک بڑے سرکاری عہدیدار کی حمایت اسے حاصل تھی اور دولت کے لئے بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ اس کے پاس ایک پورا گروہ موجود تھا اور ان دنوں اس کے آدمی کیرولین کی رہائش گاہ اور اس میں بنے ہوئے اسٹوڈیو کی نگرانی کر رہے تھے۔ انہیں ہدایت کر دی گئی تھی کہ وہ کیرولین اور اس کی ماڈل ست رانی کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کریں۔

بجرنگی کے جانے کے بعد ست رانی کا دل بہلانے کے لیے حسن شاہ اور کبھی کبھی خود کیرولین اسے لے کر سیر کے لئے نکلتی تھی۔ کیرولین، ست رانی کو اس کی خواہش کے مطابق شاپنگ بھی کراتی تھی اور تفریح مقامات کی سیر بھی کراتی تھی۔

پھر اس دن بلبل، ست رانی کے تعاقب میں چل پڑا، جب صرف حسن شاہ ست رانی کے ساتھ تھا۔ ڈرائیور گاڑی چلا رہا تھا۔ وہ پچھلی کار میں بیٹھے باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ ایک سنسان سڑک پر اچانک ہی ایک کار نے ست رانی اور حسن شاہ کی کار کا راستہ روک لیا۔

کار سے چار پانچ افراد نیچے اترے اور حسن شاہ خوف زدہ ہو گیا۔ کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا، وہ لوگ نقابیں لگائے ہوئے تھے، کار کے قریب آتے ہی ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں میں پکڑی چھوٹی نال والی گنوں سے فائر کئے۔ گہرے سبز رنگ کے سیال کی پھوار ڈرائیور پھر ست رانی اور حسن شاہ کے چہروں پر پڑی اور اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے۔

حسن شاہ، ست رانی اور ڈرائیور کے سانس بند ہو گئے، انہیں یوں لگا جیسے ان کا دم گھٹ رہا ہو اور کچھ ہی لمحوں کے اندر اندر ان کی گردنیں ڈھلک گئیں، وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ نقاب پوشوں میں بلبل بھی موجود تھا، اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ ست رانی کو باہر نکالا جائے اور چند ہی لمحوں کے اندر اندر یہ کام مکمل ہو گیا۔

ست رانی کو ان لوگوں نے اپنی گاڑی میں ڈالا۔ حسن شاہ اور ڈرائیور کو کار سمیت وہیں چھوڑ دیا گیا۔ بلبل کو ساری تفصیل معلوم تھی، چنانچہ اس نے احتیاط کے طور پر ست رانی کے چہرے پر ایک ماسک کس کر باندھ دیا تاکہ اس کی زہریلی سانسوں سے محفوظ رہا جا سکے اور اس کے بعد کار برق رفتاری سے آگے بڑھ گئی اور لمبے فاصلے طے کرتی ہوئی آخرکار جنتا پور والی کوٹھی پر پہنچ گئی۔ یہاں موجود پہرے داروں کو پہلے سے اطلاع دے دی گئی تھی۔ گیٹ فوراً کھلا اور وہ لوگ

رانی کو لے کر اندر آ گئے۔ وہ اُسے ایک ایسے کمرے میں لے گئے جہاں سے کوئی قیدی باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ کمرے کا دروازہ لوہے کا اور خاص طریقے کا بنا ہوا تھا اور پورے کا پورا جالی کا تھا جس سے اندر موجود قیدی کی نگرانی کی جا سکتی تھی، البتہ کمرے میں انتہائی آرام دہ بستر، ملحقہ باتھ روم، پینے کا پانی اور خوراک پہنچانے کے لئے ایسی جگہ بنی ہوئی تھی جہاں سے کسی بھی قیدی کی تمام ضرورتوں کا بندوبست کیا جا سکے۔

بلبل نے اپنی نگرانی میں ست رانی کو بستر تک پہنچایا اور اسے اطمینان سے لٹانے کے بعد سب باہر نکل آئے۔ بلبل نے اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی تھی کہ ان میں سے کوئی بھی اس کے قریب نہ جائے اور ہر طرح سے خیال رکھے کہ وہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس بلبل نے بڑے پُر مسرت لہجے میں ستیہ جیت کمار کو کام ہو جانے کی اطلاع دی۔

☆.....☆.....☆

بجرنگی بمبئی پہنچ گیا۔ راستے بھر وہ ان علاقے اور محلے کا نام یاد کرتا رہا تھا۔ کیرولین نے بابو رام سہائے کو اس کا حلیہ بتا دیا تھا، تھوڑا سا رام سہائے نے بھی اپنے بارے میں تھوڑی سی تفصیل بتائی اور کہا تھا۔

"بیگم صاحب! بیمار آدمی ہوں، اگر ریلوے اسٹیشن نہیں پہنچ سکا تو اس کی وجہ میری بیماری ہو گی پھر بھی پوری کوشش کروں گا کہ اسٹیشن جا کر بجرنگی صاحب سے ملوں اور انہیں اپنے ساتھ گھر لے جاؤں۔"

بجرنگی پلیٹ فارم پر اتر گیا۔ مختصر سامان اس کے ساتھ تھا، وہ گردن اٹھا اٹھا کر اسٹیشن پر بابو رام سہائے کو تلاش کرنے لگا اور اسی وقت دبلے پتلے بدن اور لمبے قد کا ایک آدمی سادہ لباس میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور بولا۔ "اگر میں غلطی نہیں کر رہا ہوں تو آپ ہی بجرنگی ہیں؟"

"ہاں اور آپ بابو رام سہائے!" بجرنگی نے کہا اور آگے بڑھا۔ بابو رام سہائے فوراً ایک قدم پیچھے ہٹ گیا اور بولا۔ "آپ سے گلے نہیں مل سکوں گا بجرنگی جی! دمے کا مریض ہوں، آئیے لائیے، یہ اپنا سامان مجھے دے دیجئے۔"

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے رام سہائے جی! کیا آپ کے ساتھ میری رادھیکا بھی آئی ہے؟"

"نہیں جی! آئیے آپ.....!" رام سہائے، بجرنگی کے ساتھ اسٹیشن سے باہر نکل آئے۔ رکشا سے بات کی اور دونوں آٹو میں بیٹھ کر چل پڑے۔ بابو رام سہائے نے رکشا ڈرائیور کو

پتہ بتا دیا تھا۔

"رادھیکا آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئی، کیا آپ نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کا بھائی اس سے ملنے آ رہا ہے؟"

"نہیں بجرنگی جی! اسے یہ بتانا ٹھیک نہیں تھا، بھگوان جانے کیا اونچ نیچ ہو جائے، میں تو جھوٹا پڑتا نا، کسی کے من کو آس لگانا اور پھر آس کو توڑ دینا، کوئی اچھی بات نہیں ہے، آپ اس سے مل گئے تو آپ خود ہی سنبھال لینا۔"

"وہ اس وقت گھر میں ہی ہوگی نا......!"

"نہیں، میں نے ان بیگم صاحب کو بتا دیا تھا کہ میں اسکول ماسٹر ہوں، وہ میرے ہی اسکول میں شام کو پڑھاتی ہے، میرے گھر کے برابر ایک چھوٹی سی کھولی میں نے اُسے لے کر دی ہوئی ہے، بچی کو اپنے پاس رکھنا میں نے اچھا نہیں سمجھا، پر وہ میرے گھر کے سارے کام کرتی ہے، مجھے پتا سمان سمجھتی ہے۔"

"اس کی صحت تو ٹھیک ہے نا، اب تو اس کی عمر کافی ہو گئی ہوگی، دبلی پتلی ہے یا بھاری بدن ہو گیا ہے؟"

"نہیں دبلی پتلی ہے، بڑی شریف عورت ہے وہ!"

"آپ نے اُسے میرے بارے میں بالکل نہیں بتایا؟"

"تھوڑا بہت بتایا تھا میں نے اُسے بلکہ اسے وہ تصویر دکھائی تھی جو آپ نے اخبار والوں کو دی تھی، اُسے دیکھ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی، میں نے بڑی تسلی دی، کہنے لگی کہ وہ خود دلی چلی جاتی ہے، پر میں نے اسے روکا اور کہا کہ مجھ پر چھوڑ دے، بس بجرنگی جی! یہ بھگوان کی لیلا ہے، ایسا ہی کرتا ہے وہ، پر اپنوں کو ملاتا ضرور ہے۔"

بجرنگی کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ آٹو رکشا اپنا سفر طے کرتا رہا اور کچھ دیر کے بعد وہ ایک پسماندہ سے محلے میں داخل ہو گیا۔ ایک گھر کے سامنے رک کر بابو رام سہائے نے رکشا ڈرائیور کو پیسے دیئے اور پھر بجرنگی کو ساتھ لے کر سامنے نظر آنے والے دروازے کا تالا کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

بجرنگی نے گھر کے دونوں طرف نگاہ ڈالی تھی۔ کھولیاں دور دور تک بنی ہوئی تھیں، ان میں سے کونسی کھولی میں اس کی لاڈلی بہن رہتی ہے، یہ نہیں معلوم تھا۔ تھوڑا سا تردد اسے ضرور ہوا تھا۔ بابو رام سہائے نے رادھیکا کو جب اتنا بتا دیا تھا تو تھوڑی سی تفصیل اور بتا دیتا اور آج اسے اسکول کی چھٹی کرا دیتا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اس نے پوچھا۔ "شام کی پڑھائی کب ختم ہوتی ہے؟"

...پانچ بجے تک، زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا، آپ آ گئے ہیں، آپ یہاں آرام کریں، ...سے جا کر بلا لاتا ہوں۔"

...میں بھی آپ کے ساتھ اسکول چلتا ہوں ماسٹر صاحب! آپ کی بڑی کرپا ہوگی۔"

"...آپ آرام سے بیٹھیں، مہمان ہیں میرے، کچھ جل پان لیں۔"

"...دیکھئے آپ کو معلوم ہے !"

"...ہاں میں ابھی آیا۔" رام سہائے نے کہا اور ایک طرف بنی ہوئی رسوئی کی طرف بڑھ ...ایک تخت پر بیٹھ کر خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

...سے بابو رام سہائے پر غصہ آ رہا تھا۔ کیسا سست آدمی ہے، اس کی اپنی بہن ہوتی تو میں ...اس طرح اتنے آرام سے سب کچھ کرتا لیکن رادھیکا کے آنے تک انتظار کرنا ہی پڑے گا ...اخلاقی کا مظاہرہ بھی کرنا پڑے گا وہ یہ نہیں کر سکتا تھا۔ رام سہائے شربت کے دو گلاس ...کے پاس پہنچ گیا اور اس نے ایک گلاس بجرنگی کے ہاتھ میں دیا اور دوسرا خود لے کر تخت ...دور کونے پر بیٹھ گیا۔

"...غریب لوگ ہیں، یہ محلہ بھی غریبوں کا ہے پر بھگوان کی دیا سے سب ایک دوسرے سے ...ہیں اور رادھیکا جی کی تو بڑی عزت ہے یہاں پر، سب لوگ اسے ماسٹرنی جی کہتے ہیں، ...بچے بھی اس کے پاس پڑھنے کے لیے آ جاتے ہیں۔"

...گی نے شربت کا گلاس خالی کیا اور اسے تخت پر رکھتا ہوا بولا۔ "...ماسٹر صاحب! آپ ...یئے اور اسے بلا کر لے آیئے۔"

"...ابھی جاتا ہوں اور ابھی آتا ہوں۔" ماسٹر رام سہائے نے بجرنگی کو غور سے دیکھتے ہوئے ...چہرے کا رنگ متغیر ہوتا جا رہا تھا۔ کچھ لمحوں کے بعد اس کی آنکھوں میں غنودگی آنے ...وہ تخت پر ڈھیر ہو گیا۔

...رام سہائے نے جلدی سے بجرنگی کو ہلا جلا کر دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ

"...آپ کا کام ہو لیا گووند داس جی! آپ سامان سنبھالئے۔" یہ کہہ کر وہ جلدی سے ...طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگائی اور تیز تیز قدموں سے ایک

☆...☆...☆

حسن شاہ کو کار میں ہی ہوش آیا تھا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا۔ کچھ دیر تک تو صورتحال سمجھ میں ہی نہیں آئی۔ پھر ذہن جاگا تو اچھل پڑا۔ سامنے ہی ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا۔ بے ہوش کرنے کے لئے جو گول استعمال کیا گیا تھا اس کا اثر شاید آئی ہی دیر رہتا تھا۔

برابر نگاہ ڈالی تو ست رانی موجود نہیں تھی۔ حسن شاہ کے ہوش اڑ گئے۔ جلدی سے دروازے کے ہینڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا اور لڑکھڑاتے بدن کو سنبھال کر نیچے اتر گیا۔ قرب و جوار میں کہیں بھی ست رانی کا نام و نشان نہیں تھا۔

ایک لمحے میں اسے اندازہ ہو گیا کہ ست رانی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اسی وقت ڈرائیور کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکو تھے صاحب! کیا لے گئے؟" حسن شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ادھر ادھر کا جائزہ لے کر واپس کار میں آ بیٹھا۔

"چلو.....!" اس نے بھاری آواز میں کہا۔

شاید اسی وقت ڈرائیور کو ست رانی کے موجود نہ ہونے کا احساس ہوا تھا۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ارے.....میم صاحب..... میم صاحب کہاں گئیں؟"

"چلو ڈرائیور!" حسن شاہ کا لہجہ غصہ آور تھا۔

ڈرائیور نے سنبھل کر کار اسٹارٹ کی اور بولا۔ "کیا وہ لوگ میم صاحب کو اپنے ساتھ لے گئے؟"

"ہاں.....!"

"یہ تو اغوا کا کیس ہوا۔" ڈرائیور نے اپنی ذہانت کا مظاہرہ کیا۔

حسن شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ کیرولین کی کوٹھی پہنچا۔ کیرولین نے حیرانی سے اسے دیکھا اور اسے احساس ہو گیا کہ کوئی خاص بات ہوئی ہے۔

حسن شاہ نے ٹوٹے پھوٹے لہجے میں اسے پوری تفصیل بتائی۔ کیرولین کا رنگ فق ہو گیا۔ اس کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"یہ کیا ہو گیا.....؟"

"میرا دل کہتا ہے میڈم! یہ ضرور منڈی والا کا کام ہے۔"

"منڈی والا کا کیوں.....؟"

"وہ بے حد چھوٹے ظرف کا مالک ہے۔ ست رانی کو صرف اپنے کمرشلز کے لئے وقف

"ارے نہیں حسن شاہ! تم غلط سوچ رہے ہو۔ وہ ایک کامیاب بزنس مین ہے۔ ایسی بے وقوفی کا کام کبھی نہیں کر سکتا۔ ست رانی کو اغوا کر کے وہ اسے کسی کمرشل میں شوٹ نہیں کر سکتا ہے۔"

"تو پھر میڈم.....؟"

"میں جانتی ہوں، یہ کام کس نے کیا ہے۔"

"جانتی ہیں.....؟"

"ہاں! یہ حرکت ڈاکٹر شوراج کی ہے۔ سو فیصد ڈاکٹر شوراج کی ہے۔ لیکن میں اسے ایسا سبق دوں گی کہ زندگی بھر یاد رکھے گا۔"

"آپ جانتی ہیں وہ کہاں رہتا ہے؟"

"سب پتہ چل جائے گا.....بے وقوف۔" کیرولین غصے سے بولی۔ پھر اس نے فون سے رابطہ قائم کیا اور ریسیور کان سے لگا لیا۔ رابطہ قائم ہونے پر بولی۔

"مسٹر ہارون بیگ صاحب! میں کیرولین بول رہی ہوں..... جی وہی کیرولین..... ہاں ٹھیک۔ آپ سے ایک ضروری کام آ پڑا ہے۔ لندن سے ایک شخص آیا ہے ڈاکٹر شوراج کے نام سے جانا جاتا ہے..... جی جی.....! ڈاکٹر شوراج..... اسے تلاش کر کے گرفتار کرنا ہے..... آپ کے لئے مشکل نہیں ہے بیگ صاحب! اتنا نہ کر سکے تو پھر آپ کے محکمے کے قائم رہنے کی کیا بات ہے۔ آپ کہیں تو چیف منسٹر صاحب سے آپ کو فون کراؤں..... جی..... ٹھیک ہے۔ منتظر رہوں گی۔"

کیرولین نے فون بند کر دیا۔ حسن شاہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ کیرولین نے کہا۔ "ٹھکانہ تو مل جائے گا۔"

"میرے خیال میں پتہ چل جائے گا۔" حسن شاہ نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ اس میں شک نہیں کیا جا سکتا تھا کہ کیرولین کی پہنچ کا علم نہیں تھا۔ وقت تو لگا تھا لیکن اس کے بعد فون موصول ہوا تھا۔

"میڈم کیرولین! آپ کے مجرم کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔"

☆.....☆.....☆

ست رانی کو ہوش آ گیا تھا۔ یقینی طور پر شربت میں اسے کوئی ایسی بے ہوش کرنے والی دوا دی گئی تھی جس نے اس کے ہوش و حواس چھین لئے تھے لیکن بابو رام سہائے نے ایسا کیوں کیا؟ ہوش

میں آنے کے بعد بجرنگی دیر تک اپنی جگہ لیٹا انہی سوچوں میں گم رہا۔

پھر اچانک اسے خیال آیا کہ یہ وہ جگہ تو نہیں ہے جہاں بابو رام سہائے اسے لے کر آیا تھا۔ یہ جگہ تو بڑی عجیب سی تھی، بڑا سا گول کمرہ جس میں زمین پر بس ایک گدا بچھا ہوا تھا، ایک طرف پینے کے پانی کا برتن اور گلاس رکھا ہوا تھا۔ بس اس کے علاوہ وہاں اور کچھ نہیں تھا۔ وہ چھوٹا سا دروازہ بھی عام سا نہ کہ دروازوں سے بہت مختلف تھا جو اس گول کمرے میں داخلے کا واحد راستہ معلوم ہوتا تھا لیکن ایک اور حیرت ناک چیز تھی اس کمرے کی کوئی چھت نہیں تھی بلکہ وہ ایک مینار کی شکل میں بلندی تک چلا گیا تھا۔ یہ مینار نما عمارت کہاں سے آ گئی اور میں اس میں کیسے پہنچ گیا۔

بجرنگی اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ عمارت میں چھوٹے چھوٹے گول سوراخ یا روشن دان بنے ہوئے تھے لیکن ان کا قطر چار یا پانچ فٹ سے زیادہ نہیں تھا، البتہ ان سے روشنی [illegible] آتی تھی اور یہ سوراخ اس طرح ایک دوسرے کے سامنے بنے ہوئے تھے کہ ان [illegible] کراسنگ ہو سکے۔

پھر بجرنگی کو ایک عجیب سے شور کا احساس ہوا۔ یہ شور مستقل بلند ہو رہا تھا۔ بہت دیر تک وہ سوچتا رہا لیکن اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ اصل میں یہ ایک لائٹ ہاؤس تھا۔ سمندر کے کنارے بنا لائٹ ہاؤس جس سے جہازوں کو ساحل کی روشنی دکھائی جاتی ہے مگر بجرنگی نے ایسی کوئی جگہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ بستی بھی وہ پہلی ہی بار آیا تھا۔ ساری باتیں اپنی جگہ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اسے اس طرح کیوں بلایا گیا اور پھر اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا گیا؟ کیا بابو رام سہائے کوئی غلط شخص تھا۔ بہت دیر تک وہ اپنی جگہ لیٹا ان باتوں کو سوچتا رہا لیکن اس کے ذہن میں ان کا کوئی حل نہیں آیا۔

بدن کو ایک عجیب سی تھکن کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اس چھوٹے دروازے کے پاس پہنچ گیا لیکن اسے احساس تھا کہ جن لوگوں نے اسے اس طرح بے ہوش کر کے قید کیا ہے، انہوں نے اس کے اس قید خانے کا دروازہ کھلا نہیں چھوڑ دیا ہوگا۔ دروازے پر تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے یہ خیال دل سے نکال دیا کہ اس جگہ سے آسانی سے باہر جایا جا سکتا ہے۔

دروازہ بھی بہت مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا اندر سے اسے بند کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ بہرحال کافی دیر تک وہ اس گول کمرے میں چہل قدمی کرتا رہا۔ تھوڑی دیر تک قدموں میں لڑکھڑاہٹ قائم رہی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اس کی حالت خاصی بہتر ہو گئی پھر اس نے مٹی کے برتن میں موجود ٹھنڈے پانی کے کئی گلاس پیے، ایک گلاس میں پانی بھر کر منہ پر خوب چھینٹے مارے

کی گہری سانسیں لے کر سوچنے لگا کہ رادھیکا کے نام پر یقیناً اس کے دشمنوں نے اسے [illegible] سے بلایا ہے۔

دفعتاً ہی اس کے ذہن میں گربچن کا خیال آیا اور پھر یہ خیال چند ہی لمحوں میں یقین کی صورت اختیار کر گیا۔

چھوٹے دروازے پر آہٹ ہوئی تھی اور اس کے چند لمحے بعد چرچراہٹ کے ساتھ کھلا تھا۔ اس کی نگاہیں دروازے پر لگی ہوئی تھیں۔ تین افراد اندر داخل ہوئے۔ یہ سارے کے سارے مسلح تھے انہوں نے پستولوں کے منہ بجرنگی کی طرف کیے ہوئے تھے پھر ساتواں آدمی اندر داخل ہوا جسے دیکھ کر بجرنگی سخت حیران ہوا تھا۔ اس نے گربچن کو ایک نگاہ میں ہی پہچان لیا تھا لیکن گربچن بھی اس کے چہرے پر نگاہیں گاڑے رہا پھر ایک گہری سانس لے کر بولا۔

"خوب حلیہ بدلا ہے تو نے بجرنگی! اس کا مطلب ہے کہ گوبند داس اور ہری رام بے گناہ ہیں۔ تجھے واقعی کوئی نہیں پہچان سکتا۔ کاش وہ سیت رانی کو دیکھ لیتے تو تجھ کو دبوچ سکتے تھے۔ خیر مر گیا اچھا ہوا، میرے اس سے کون سے اچھے تعلقات تھے، پر بجرنگی! دیکھ تیری ساری چالاکیوں کے باوجود آخر میں نے تجھے اپنے قبضے میں کر ہی لیا۔ میرے جال میں آ گیا نا۔"

بجرنگی نے ایک گہری سانس لی اور گردن ہلاتا ہوا بولا۔

"ہاں گربچن! ٹھیک کہتا ہے۔ بہن کے نام پر میں ایک بار پھر دھوکا کھا گیا، پر مجھے صرف اتنا بتا دے کہ وہ جیتی ہے یا نہیں..... بڑی مہربانی ہوگی تیری میرے اوپر!"

گربچن سنگھ ہذیانی انداز میں ہنس پڑا۔ "میں اور تیرے اوپر کوئی مہربانی کروں گا، اچھا ہوا تو نے مجھے یہ بات بتا دی کہ تیرے من میں اپنی بہن کی زندگی یا موت کے بارے میں جاننے کی بے چینی ہے۔ چل اس سے زیادہ خوشی کی بات اور کوئی نہیں ہے میرے لئے کہ تو مر کر بھی اپنے دل میں یہ بے چینی لے کر جائے گا کہ تیری بہن جیتی ہے یا مر گئی..... مجھے معلوم ہے سب کچھ معلوم ہے پر بتانے کا مطلب یہ ہے کہ تجھے یہ خوشی مل جائے یا غم مل جائے، میں تجھے خوشی ہی نہیں، غم بھی نہیں دینا چاہتا چونکہ جو چرکا تو نے میرے دل پر لگایا ہے بجرنگی! بھگوان کی سوگند وہ بھرنے والا نہیں ہے۔ ارے گوبند داس، مار ڈالا ہے اسے، اندر آ جاؤ تم دونوں بھی!" گربچن سنگھ نے کہا اور پیچھے سے گوبند داس اور ہری رام بھی اندر داخل ہو گئے۔

"لکشمی موت بتاؤ اس کی جس سے یہ مر مر کر جیئے، وہی جی کر مرے، ایسی موت [illegible] اس کے لئے ..... اس نے میرے بھائی کو مجھ سے جدا کر دیا ہے اور وہ بھی اس کا نمبر [illegible]

پڑے۔ بجرنگی نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی نگاہیں ابھی تک اس کا تماشا دیکھ رہی تھیں۔
"تیرا تماشا بھی کتنا عجیب ہے۔ میرے سامنے وہ کس قدر بیت رہی ہے۔ سنتے! چھوڑ دوں گا اس کو... زندہ چھوڑ دوں گا؟ ہو سکتا ہے تو اسی ولی وولی کھا جائیں گے۔" گربچن نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
بجرنگی بے اختیار ہنس پڑا۔ گربچن کے لوگ اسے تعجب سے دیکھنے لگے تھے۔ بجرنگی نے ہنستے ہوئے کہا۔ "اور جتنے کتے اس کی بوٹیاں کھائیں گے گربچن! وہ سارے کے سارے کچھ لمحوں میں مر جائیں گے۔"
"میں تو ان کتوں میں تجھے بھی شامل کر دیتا اور مجبور کر دیتا تجھے کہ تو بھی مست رانی کی بوٹیاں نوچ کر کھائے۔ ارے واہ کیا کہتے ہو گووند داس... ! کیسا کھیل رہے گا یہ۔ بجرنگی کو جیتا کیوں نہ رکھا جائے اور اسے مجبور کیا جائے کہ وہ بھی مست رانی کا جھوٹا پانی پئے اور جھوٹا کھائے۔ اس کی موت بھی ایسی ہی ہو جیسے میرے جگن راج کی ہوئی تھی۔ کیا کہتا ہے تو... گووند داس... ؟"
گووند داس تھوڑا سا آگے جھکا اور اس نے گربچن کے کان میں کچھ کہا۔ گربچن سنگھ مسکرا کر پھر بولا۔
"ٹھیک کہتا ہے تو۔ بالکل ٹھیک کہتا ہے۔ تیری بات کو میں من سے مانتا ہوں۔ ٹھیک ہے ایسا ہی کرتے ہیں۔ بھگوان کرے آگے کا کوئی تو فائدہ ہو۔ چل بجرنگی!" گووند داس نے تجھ سے جیون کے دن تھوڑے سے دن اور دے دیے ہیں۔ جو میں تیری جوانی میں تجھے دینے لگا تھا۔ سچی بات ہے میں نے جگن راج کی لاش پر سوگند کھائی تھی کہ ایک لمحے کے لئے بھی نہ دوں گا تو تجھے جیتا نہیں چھوڑوں گا۔ سوگند پوری کرنی ہے۔ چلو رے چلو، تیاری کرو مہاراج۔ بجرنگی کو اتم سنسار کے لئے لے چلو۔"
وہ لوگ جو پستول بردار تھے، اچانک ہی بجرنگی پر ٹوٹ پڑے۔ انہوں نے بجرنگی کے ہاتھ اور پاؤں رسیوں سے کس دیے۔ بجرنگی کو اندازہ تھا کہ اب زندہ رہنا مشکل ہے۔ آخر کار اسے موت نے گھیر لیا۔
اس نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
"ٹھیک ہے گربچن! میں نے تیرے دل میں گھاؤ ڈال دیے تو نے میری... تن جگن نے تیرا بھائی چھین لیا۔ حساب برابر ہے۔ مست تھا مجھے۔ اس جنم میں نہ سہی دوسرے جنم میں میری اپنی بہن سے ملاقات ضرور ہوگی اور باقی ریاست رانی کا معاملہ تو یہ سب بھگوان کے کھیل ہوتے ہیں۔ بھلا ہم تم سے تو بن بھگوان کے لکھے ہوئے ہو سکتے ہیں۔"
"لے چلو اس کتے کو۔ جاؤ بجرنگی رام، گووند داس نے... تیرا انتظام کر دو۔"

قریباً ایک گھنٹہ وہاں رکنے کے بعد وہ لوگ بجرنگی کو لانچ میں بٹھا کر ساحل سے باہر نکال لائے۔ باہر ایک جیپ کھڑی ہوئی تھی۔ بجرنگی کو اس جیپ میں ڈال کر وہ ساحل کی جانب لے چلے۔
بجرنگی بالکل خاموش تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ زندگی کے آخری لمحات آ گئے ہیں۔ بہر حال اسے کوئی شک نہیں تھا کہ رادھیکا کی زندگی اور موت کے بارے میں جاننے کی خلش اس کے دل میں اب بھی موجود تھی لیکن گربچن انتقام کی آگ میں جل رہا تھا۔ وہ بجرنگی کو ہر اس تکلیف سے گزارنا چاہتا تھا جو اس کے دل و دماغ کو شدید طریقے سے محسوس ہو۔
جیپ کا سفر تھوڑی دیر تک جاری رہا اور اس کے بعد ساحل آ گیا۔ ساحل پر ایک بڑی سی لانچ پانی کی لہروں پر ہچکولے لے رہی تھی۔ بجرنگی کو جیپ سے لانچ میں منتقل کیا گیا۔ گربچن ساتھ تھا۔ باقی تمام افراد بھی لانچ میں داخل ہو گئے اور تھوڑی دیر کے بعد لانچ اسٹارٹ ہو کر گہرے پانی کی جانب چل پڑی۔
رفتار کافی تیز تھی۔ گربچن کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ بجرنگی کو ایک جگہ بٹھا دیا گیا تھا۔ لانچ کا سفر کوئی ایک گھنٹے تک جاری رہا۔ اب وہ بالکل کھلے سمندر میں پہنچ چکی تھی۔ بجرنگی کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے۔ آخر کار لانچ کی رفتار سست ہوئی اور گربچن سنگھ کے آدمیوں نے بجرنگی کو لانچ کے بالکل کنارے پر کھڑا کر دیا۔
گربچن سنگھ بدستور پتھر کے بت کی مانند بیٹھا ہوا تھا۔ جب لانچ رک گئی تو گربچن سنگھ کھڑا ہو گیا۔ اس نے نفرت بھری نگاہوں سے بجرنگی کو دیکھا اور بولا۔
"وہ موت دے رہا ہوں میں تجھے کہ مرنے کے بعد بھی یاد رکھے گا۔ یہ میرے بھائی جگن راج کی موت کا بدلہ ہے اور تو اس بات پر یقین رکھنا بلکہ مرنے کے بعد اگر تیری بھٹکتی آتما سمندر کے پار پہنچ جائے تو دیکھنا کہ اس کی موت کس طرح واقع ہوئی ہے۔"
گربچن سنگھ نے آگے بڑھ کر ایک زوردار لات بجرنگی کی کمر پر رسید کر دی۔ بجرنگی اچھل کر سمندر میں جا گرا۔ سمندر کا بپھرا ہوا شور کانوں میں ابھر رہا تھا اور بجرنگی بے بسی سے ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر دیکھا اور اس کے منہ سے آواز نکلی۔
"ہے بھگوان! اگر رادھیکا اس سنسار میں موجود ہے تو اس کی سہائتا کرنا اور اگر وہ اس سنسار سے رخصت ہو چکی ہے تو میری آتما کو سیدھا اس کی آتما کے پاس لے جانا، ہے بھگوان!" یہ کہہ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

☆ ☆ ☆

ڈاکٹر شوراج غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔ اسے معمولی لوگوں کی طرح گرفتار کیا گیا تھا اور تھانے کی عمارت میں لے آیا گیا تھا۔ یہی شکر تھا کہ پولیس نے اسے لاک اپ میں نہیں ڈالا تھا اور تھانے کی عمارت کے ایک گندے سے کمرے کی گندی اور ٹوٹی پھوٹی بنچ پر بٹھا دیا تھا۔ بہت دیر سے وہ اسی بنچ پر بیٹھا ہوا پہلو بدل رہا تھا۔ اسے شدید پیاس لگ رہی تھی۔ کچھ دیر کے بعد اس نے دروازے پر موجود سنتری سے کہا۔

"مجھے پانی پلاؤ گے؟"

"منگواتا ہوں۔" سنتری نے کہا اور کسی دوسرے سنتری سے پانی لانے کے لیے کہا۔

دوسرا سنتری کچھ لمحوں کے بعد المونیم کے ایک مڑے تڑے گلاس میں پانی لے آیا۔ پانی ڈاکٹر شوراج کو پیش کیا گیا تو وہ حیرت سے گلاس دیکھتا ہوا بولا۔

"یہ کیا ہے؟"

"پانی مانگا تھا تم نے ..."

"یہ پانی کا گلاس ہے؟"

"ہے تو پانی کا گلاس، یہ تمہاری مرضی ہے کہ اس میں کچھ بھی ڈال کر پی لو۔" سنتری نے مذاق کیا۔

"چارلس سوبھراج نے بھی اسی گلاس میں پانی پیا تھا! اگر چارلس سوبھراج کے [illegible] پہنچنا ہے تو اندر لاک اپ کے کمرے میں چلو۔" دوسرے سنتری نے بھی اس مذاق میں حصہ لیا۔

"تمہارے افسر کب آئیں گے؟" ڈاکٹر شوراج نے پوچھا۔

"مرضی کے مالک ہیں جناب! ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔"

شوراج گہری سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ اس نے پانی واپس کر دیا تھا۔ بہر حال اسے بہت زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ کچھ دیر کے بعد اسے ایس ایچ او کے آفس میں لے گیا جہاں خفیہ پولیس کا ایک بہت بڑا افسر ہارون بیگ موجود تھا اور تھانے کا ایک [illegible] افسر تھا۔ ڈاکٹر شوراج کو ایک کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ ہارون بیگ نے شوراج کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ لندن سے آئے ہیں؟"

"یا میرا یہی جرم ہے جس کی وجہ سے مجھے گرفتار کیا گیا ہے؟" شوراج نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"براہ کرم صرف جواب دیں، سوال نہ کریں۔"

"ٹھیک کہتے ہیں... میں اپنے وطن کی پولیس کو جانتا ہوں، جی ہاں میں لندن سے آیا ہوں۔ وہیں کا شہری ہوں، پورے یورپ میں میری شہرت ہے اور میں وہاں کے اعلیٰ ترین ڈاکٹروں میں شمار ہوتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ آپ نے مجھے کیوں گرفتار کیا ہے لیکن یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کو [illegible] جواب دہی کرنی پڑے گی۔"

"ہم نہیں جانتے، ایک صاحب اثر خاتون نے آپ کی گرفتاری کی استدعا کی ہے، وہ شاید [illegible] آ گئی ہیں۔" ہارون بیگ نے سامنے کی کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا جہاں سے عمارت کا بیرونی منظر نظر آتا تھا۔

وہاں کیرولین کی خوبصورت کار آ کر رکی تھی۔ اس سے دو مسلح محافظ نیچے اترے اور ان کے دروازہ کھولنے پر کیرولین، حسن شاد کے ساتھ نیچے اتری تھی۔

کچھ لمحوں کے بعد حسن شاد اور کیرولین اندر داخل ہو گئے۔ ان کا خیر مقدم کیا گیا۔ شوراج حیرت سے آنکھیں پھاڑے کیرولین کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے ہارون بیگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان خاتون نے میری گرفتاری کی استدعا کی ہے؟"

"جی ہاں!"

"کیوں...؟" شوراج بدستور حیرت سے بولا۔

"اداکاری مت کرو ڈاکٹر شوراج! یہ بتاؤ ست رانی کہاں ہے؟"

"آپ شاید پاگل ہو گئی ہیں، مجھ سے یہ فضول سوال کیوں کر رہی ہیں؟"

"بیگ صاحب! اس شخص کے خلاف میری درخواست لکھئے اس نے انتہائی مجرمانہ طریقے سے میری ایک قیمتی ماڈل کو اغوا کیا ہے۔"

"آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا...؟" شوراج غصے سے کھڑا ہو گیا۔

"مسٹر شوراج! دماغ آپ کا خراب ہو گیا ہے، آپ اعلیٰ پولیس افسران کے سامنے ایک معزز خاتون سے بدتمیزی کر رہے ہیں۔" تھانہ انچارج نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ارے تو آپ خود دیکھئے ..... یہ مجھ پر کیسا بے ہودہ الزام لگا رہی ہیں۔" شوراج فریادی لہجے میں بولا۔

"آپ زبان پر قابو رکھئے گی میڈم! آپ براہ کرم تفصیل بتایئے۔"

"ست رانی میری دریافت ہے، میں نے اسے ماڈلنگ کی تربیت دی ہے اور وہ میرے لئے کمرشلز کر رہی ہے، میرے ساتھ ہی رہتی ہے، یہ صاحب ایک دن میرے گھر آئے اور ایک فضول سی کہانی مجھے سنائی جس میں انہوں نے بتایا کہ وہ [illegible] ہے، انہوں نے فرمائش کی کہ ست

رانی والی بات نہ سکے۔ یہ وجہ ہے وہ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ خود بتا دیجئے کیا یہ وہ راس شخص کی بیٹی نہیں کا ہے پھر انہوں نے میرے انکار کے بعد اسے اغوا کر لیا۔"

"وہ بیانی کیا تھی جو انہوں نے سنائی؟" ہارون بیگ نے کہا اور کیرولین نے شوراج کی سنائی ہوئی انہیں سنا دی۔

"جی ڈاکٹر صاحب [illegible] آپ اسے لندن لے جا کر کوئی تماشا کرنا چاہتے تھے؟" ہارون نے سوال کیا۔

"میں صورتحال کو سمجھ گیا ہوں۔ آپ براہ کرم صرف ایک تکلیف کیجئے۔" شوراج نے کہا۔

"جی فرمائیے [illegible]!"

"مجھے ایک فون کرنے دیجئے۔"

"ضرور ضرور، کیا آپ پولیس کو فون کریں گے؟"

"نہیں ... میں مسٹر ستیہ جیت کمار کو فون کرنا چاہتا ہوں۔"

"[illegible] ان سے آپ کا کیا تعلق ہے؟"

"وہ میرے دوست ہیں۔" شوراج نے کہا اور سب چونک پڑے۔

☆ ☆ ☆

ہارون بیگ کے ساتھ کیرولین بھی چونکی تھی کیونکہ وہ ستیہ جیت کمار کو اچھی طرح جانتی تھی اور اس کے ستیہ جیت کمار سے تعلقات بھی تھے۔ اس نے سوالیہ نظروں سے ہارون کی طرف دیکھا۔ دوسری طرف ہارون بیگ کا رویہ بھی بدل گیا تھا۔ وہ کچھ لمحے خاموش رہا۔ پھر اس نے کیرولین کی طرف دیکھ کر گہری سانس چھوڑتے ہوئے کہا۔

"آپ ہم پولیس والوں کی مشکل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہیں میڈم۔ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ جناب ڈاکٹر شوراج! آپ ستیہ جیت کمار کو فون کر لیں۔"

ڈاکٹر شوراج نے فون پر ستیہ جیت کمار کا نمبر ڈائل کیا اور ریسیور کان سے لگا لیا۔

"میں تھانے میں بیٹھا ہوں۔ مجھے گرفتار کیا گیا ہے، ایک لڑکی کے اغوا کے الزام میں۔"

"کیا ... کیا مطلب؟" ستیہ جیت کمار کی آواز سنائی دی۔

"جو کچھ میں نے کہا اس کا وہی مطلب ہے۔ ست رانی نامی لڑکی اغوا ہو گئی ہے اور اس کا الزام میڈم کیرولین نے مجھ پر لگایا ہے۔ لیکن میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا۔ یہ تمہارا ملک، تمہارا شہر ہے ستیہ جیت۔ کیا خیال ہے کہ اب میں چلا جاؤں یا میری کچھ مدد کرو گے۔"

"فون متعلقہ افسر کو دیں۔" ستیہ جیت کمار نے کہا۔

ڈاکٹر شوراج نے ریسیور ہارون بیگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "آپ ستیہ جیت کمار صاحب سے بات چیت کرنا پسند کریں گے؟"

ہارون بیگ نے جلدی سے ریسیور ڈاکٹر شوراج کے ہاتھ سے لے لیا اور بولا۔

"میں سر، آپ کا خادم مرزا ہارون بیگ بول رہا ہے۔"

"ہارون صاحب، ڈاکٹر شوراج لندن کا مانا ہوا ڈاکٹر ہے۔ وہ برٹش نیشنیلٹی رکھتا ہے، دوسری بات یہ کہ انتہائی معزز لوگوں میں شمار ہوتا ہے۔ جو بے وقوفی اس کی گرفتاری کے سلسلے میں کی گئی ہے، وہ آپ کے گلے پڑ سکتی ہے۔ آپ انہیں فوراً چھوڑ دیں اور اگر ان کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی گئی ہے تو اس کی معافی مانگ لی جائے۔ میڈم کیرولین سے میں بات کروں گا۔ وہ یہاں تھانے میں تو

موجود نہیں ہیں؟"

"سر وہ موجود ہیں!"

"ٹھیک ہے، آپ میری ان سے بات کرائیں۔" ستیہ جیت کمار نے پر رعب لہجے میں کہا اور مرزا ہارون بیگ نے عاجزی سے فون کا ریسیور کیرولین کی جانب بڑھا دیا۔ کیرولین نے ریسیور لے لیا۔

"ہاں میں کیرولین بول رہی ہوں۔"

"کیسی ہیں میڈم؟ بھئی کیا ہو گیا۔ خیریت تو ہے؟ ابھی جو کچھ میں نے سنا ہے اس کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ کہ ڈاکٹر شوراج۔ جورو کا بھائی ہے اور آپ سمجھ سکتی ہیں کہ ساری خدائی ایک طرف، جورو کا بھائی ایک طرف۔ چلیں چھوڑیں ایک بات بتائیں۔ یہ وہ لڑکی تو نہیں جسے آپ نئی ماڈل کے طور پر پیش کر رہی تھیں اور اس کے لئے آپ نے ہمیں بھی دعوت نامہ بھیجا تھا؟"

"جی ستیہ جیت۔ وہی لڑکی ہے۔ مست رانی ہے اس کا نام۔"

"یقیناً آپ کی دریافت معمولی نہیں ہوگی۔ میں نے بے شک آپ کا کرشمہ نہیں دیکھا۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ نے اس سلسلے میں یقیناً کوئی کارنامہ سر انجام دیا ہوگا۔ لیکن براہ کرم مختصر الفاظ میں مجھے بتایئے کہ آپ کو ڈاکٹر شوراج پر شبہ کیسے ہوا؟ پھر ایک بات سنیں۔ اگر آپ لوگ زحمت کریں تو میرے پاس آ جائیں، ساتھ بیٹھ کر چائے پئیں گے۔ پولیس افسر ہارون بیگ کو بھی ساتھ لے آئیں۔ آپ کی مکمل تشفی کر دی جائے گی، ورنہ شوراج کو آپ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ کیا کہتی ہیں آپ؟"

"پولیس آفیسر سے بات کر لیجئے آپ۔"

ستیہ جیت کمار نے ہارون بیگ کو بھی یہی پیشکش کی۔ منسٹر کا معاملہ تھا بھلا ہارون بیگ کیسے انکار کر سکتا تھا۔

"سر آپ کا حکم، اگر میڈم بھی مان لیں تو ..."

"ہاں میرا خیال ہے وہ مان جائیں گی۔ میرے ان سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ ایسا کریں آپ خود بھی آ جائیں۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ ویسے آپ ایک عمدہ سی بات نہیں جانتیں کہ ڈاکٹر شوراج جیسا معزز آدمی ایسی کوئی حرکت کرے گا۔ [illegible] ہے تو مست رانی [illegible] آپ کے حوالے کیا جائے گا اور اس کے بعد [illegible] کے سلسلے میں ہم لوگ مل جل کر فیصلہ کریں گے۔"

"جی سر، ہم حاضر ہو جاتے ہیں۔ آپ کی اجازت ہو تو میں ایس ایچ او کو ساتھ لے آؤں۔"

"بھئی آپ کا گھر ہے، آ جایئے۔ میں بھی فرصت سے ہوں، اگر کوئی پروگرام درمیان میں آیا تو اسے ملتوی کر دوں گا۔" ستیہ جیت کمار نے کہا اور اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا۔

اب صورتحال بالکل بدل گئی تھی۔ ایس ایچ او اور ہارون بیگ ڈاکٹر شوراج کے سامنے شرمندہ سے نظر آ رہے تھے۔

ادھر کیرولین بھی پریشان تھی۔ اس نے حسن شاہ سے کہا۔

"آؤ حسن شاہ چلتے ہیں۔ مسئلہ حل ہونا چاہئے۔"

"جی میڈم۔" حسن شاہ نے کہا اور اس کے بعد سب لوگ باہر نکل آئے۔

ستیہ جیت کمار کی شاندار کوٹھی کی جانب دونوں کاریں دوڑنے لگیں۔ ایک مرزا ہارون بیگ پولیس کی کار تھی اور دوسری کیرولین کی جس میں وہ حسن شاہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور کافی فکر مند نظر آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا۔

"کیا کہتے ہو حسن شاہ؟ ستیہ جیت کمار سے ہمارے بھی تعلقات ہیں اور یہ کہتا ہے کہ اس کا ہے بلکہ ستیہ جیت کمار نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ بات مشکل مرحلے میں داخل ہو گئی۔"

"میڈم ہمیں دونوں پہلوؤں پر غور کرنا پڑے گا۔ میرے ذہن میں پھر گوتم داس منڈی والا ہے۔ وہ جو کہتے ہیں نا کہ کہیں کھائی نہیں ہے تو ڈھلان ہی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم غلط فہمی میں شوراج کے پیچھے دوڑ رہے ہوں۔"

"تت... تو کیا تمہارے خیال میں گوتم داس مست رانی کو مار دے گا؟"

"فائدہ تو کوئی نہیں ہوگا اسے۔ وہ اسے ماڈل کی حیثیت سے پیش بھی نہیں کر سکتا۔ اگر اس نے کچھ کیا ہے تو صرف ایک ہی کام کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ وہ مست رانی کو خود اپنے ساتھ کام کرنے کے لئے آمادہ کر لے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بجرنگی بھی اس وقت موجود نہیں ہے۔ ستیہ جیت کمار کو دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔"

دونوں گاڑیاں ستیہ جیت کمار کی شاندار رہائش گاہ پر پہنچ گئیں۔ سیکیورٹی کو ہدایت کر دی گئی کہ کچھ مہمان آنے والے ہیں چنانچہ انہیں پروٹوکول دیا گیا اور ستیہ جیت کمار نے اپنی کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں ان لوگوں کو خوش آمدید کہا۔

"کیسی ہیں آپ میڈم کیرولین؟ بھئی بڑی ہیڈک ہے کہ ہم آپ کے خوبصورت شوز میں شریک نہیں ہو سکے ورنہ کس کا دل نہیں چاہتا کہ آپ کے ان خوبصورت

پوکھراجوں کو دیکھے۔ "کیسے مرزا ہارون بیگ آپ کیسے ہیں؟"

"بالکل ٹھیک ہوں۔ آپ کے حکم پر حاضر ہو گیا ہوں۔"

ڈاکٹر شوراج کا منہ بگڑا ہوا تھا۔

"جی سب سے پہلے تو میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ یہ معزز آدمی جس طرح کی کوئی حرکت سوچ کر بھی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ آپ کی مالا کو اس نے اغوا کیا ہے۔ ویسے واقعہ کیا ہے؟ آپ بتائیے میڈم کیرولین؟"

کیرولین نے مختصر الفاظ میں حسن شاہ اور اپنے ڈرائیور کے ساتھ ہونے والی زیادتی اور پھر ست رانی کے اغوا کی تفصیل بتائی۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے یہ بھی بتایا کہ ڈاکٹر شوراج ست رانی کو لندن لے جانا چاہتے تھے اور اس کے لئے انہوں نے دھمکیاں بھی دی تھیں۔"

"ارے ڈاکٹر شوراج تم نے ہم سے یہ بات نہیں کی اس بارے میں؟" حشمت بیگ مرزا نے غور سے شوراج کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک لمبی کہانی ہے۔ میں اسے کچھ عرصے کے لئے اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔ تم جانتے ہو حیثیت لوگ کہ مجھے تجربات کرنے کا شوق ہے۔ وہ لڑکی عجیب سی خصوصیات کی حامل ہے کہ میں اسے کچھ دن اپنے ساتھ رکھ کر کچھ تجربات کرنا چاہتا تھا لیکن اس کا مقصد یہ نہیں کہ میں اپنے تجربات میں مجرمانہ کارروائیوں پر اتر آؤں۔"

"یہ بات تو میں جانتا ہوں لیکن شبہ تو تمہاری طرف جاتا ہے۔ خیر ابھی ایک بات آپ لوگ سمجھ لیجئے۔ میں آپ کے سامنے یہ ضمانت دیتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر شوراج سے ایسی کوئی بیوقوفی ہو بھی گئی ہے تو وہ نہ صرف میڈم کیرولین سے معافی مانگیں گے بلکہ ست رانی کو خود آپ تک پہنچائیں گے۔ یہ میرا وعدہ ہے۔ اب آپ انہیں میرے پاس چھوڑ دیں۔ میں ہر قیمت پر ست رانی کو برآمد کروا دوں گا۔ آپ بالکل مطمئن رہیں۔ ست رانی کو اگر کسی اور نے بھی اغوا کیا ہے تو میں اپنے خصوصی انویسٹی گیشن سیل کو ہدایت کروں گا کہ وہ اسے تلاش کرے اور ساری تفتیش کرنے کے بعد اسے برآمد کرے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔ کیوں میڈم کیرولین آپ مجھے اجازت دیں گی؟"

"میں آپ کے سامنے بولنے کی جرأت بھلا کیسے کر سکتی ہوں؟" کیرولین نے مدھم لہجے میں کہا۔

☆ ☆ ☆

گنگا دھرن نے جو سانپ پکڑا تھا، وہ اپنی مثال آپ تھا۔ بچی کے پتے جیسا چوڑا پھن۔ کوئی

گز لمبا۔ اسے شیش ناگ تو نہیں کہا جا سکتا تھا لیکن ماہرین کا خیال تھا کہ وہ شیش ناگ کی ہی نسل سے ہے۔ اس وقت وہ سانپ پکڑنے کے لئے نہیں نکلے تھے بلکہ اس مہم پر نکلے تھے جو سردار گنگوتری نے گنگا دھرن کو دیا تھا۔

گنگا دھرن قبیلہ کچم سری کا نامزد سردار تھا۔ گنگوتری بہت بوڑھا ہو چکا تھا اور قبیلے کے رسم و رواج کے مطابق اس نے نئے سردار کی تلاش کا حکم دیا تھا۔ ویسے تو سارا سال ہی سانپوں کی پکڑ دھکڑ ہوتی رہتی تھی اور ان کا زہر نکال کر دوائیں بنانے والی کمپنیوں کو فروخت کیا جاتا تھا لیکن خاص موسم میں جب سانپ نڈھال ہو کر کینچلی میں ڈوب جاتے تھے، ان کی پکڑ دھکڑ بہت زیادہ ہوتی تھی اور اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ سارے سال کی آمدنی کا اسی فیصد اسی موسم میں حاصل کیا جاتا تھا اور سپیروں کا بچہ بچہ سانپوں کی تلاش میں نکل پڑتا تھا۔ وہ سب اس قدر تجربہ کار ہو جاتے تھے کہ قریب و جوار میں یہ سانپ انہیں کہاں مل سکتے ہیں۔ سردار کی تلاش کا موسم بھی اسی موسم میں ہوتا تھا اور پچھلے آٹھ سال سے اس موسم میں سب سے زیادہ سانپ پکڑے جانے والے نمبروں کا سہرا گنگا دھرن کے سر ہی تھا۔ اسے تو یوں لگتا تھا جیسے سانپ خود اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیتے ہوں۔

ویسے بھی گنگا دھرن لمبا چوڑا خوبصورت جوان تھا۔ قبیلے کا ایک معمولی سا آدمی تھا لیکن اپنی کارکردگی کی وجہ سے اس نے نمایاں مقام حاصل کر لیا تھا اور آٹھ سال میں سانپوں کی جتنی بڑی تعداد اور جتنا زہر اس نے حاصل کیا تھا اور بڑی رقم کمائی تھی اس سے تجربہ کار ایک تجربہ میں اسے گنگوتری کی موت کے بعد سردار نامزد کر دیا گیا تھا۔

مزاج کا بہت اچھا تھا۔ جری اور بے باک تھا۔ سانپوں کے بل میں اپنے ہاتھ ڈال دیتا تھا کہ دوسرے لوگ دانتوں میں انگلیاں دبا کر رہ جاتے تھے۔ بزرگوں نے اسے سمجھایا تھا کہ بیٹا ناگ دیوتا ہی ہوتا ہے اور اس کا کام ڈسنا ہوتا ہے۔ انسان سے کبھی اس کی دوستی نہیں ہو سکتی، اس کے ان پر ہاتھ ڈالتے ہوئے اپنا خیال کیا کر۔ لیکن گنگا دھرن اپنی بے باک فطرت اور تیز مزاجی کا مظاہرہ کیا کرتا۔ اس وقت بھی وہ اور دس کی پارٹی کے نو آدمی قبیلہ کچم سری سے بہت دور نکل آئے تھے اور پہلی بار گنگا دھرن کو یہ تجربہ ہوا تھا کہ ساحلی علاقوں میں پائے جانے والے سانپوں میں بڑی تبدیلی بھی ہوتی ہے۔

وہ ہر قیمت پر بہت بڑی رقم اپنے ساتھ لے کر آ رہا تھا کہ راستے میں سمندر کے کنارے سفر کرتے ہوئے اسے ساحلی چٹانوں میں یہ سانپ مل گیا تھا جو یقیناً پانی کا سانپ تھا لیکن زہر سے بھرا ہوا۔ گنگا دھرن کو اس کا تجربہ تھا۔ سانپ کو اس نے بڑی احتیاط سے اپنے قبضے میں کر لیا تھا۔

اور اپنی عقل کے مطابق راستے میں اس کے لئے کوئی خطرہ نہیں مول لیا تھا۔ اس وقت بھی وہ سمندر کے کنارے قیام پذیر تھے۔ تاحد نظر انسانوں کا وجود نہیں تھا۔

آسمان پر پورا چاند نکلا ہوا تھا اور سورے لوگ کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے سمندر کے کنارے تفریح میں مصروف تھے۔ چاندنی رات میں سمندر بے حد خوبصورت نظر آ رہا تھا اور وہ ناچ رہے تھے کہ گنگا دھرن کی نظر لہروں کے ساتھ آنے والے کسی ایسے وجود پر پڑی جسے دیکھ کر انسان کا گمان ہوتا تھا۔ گنگا دھرن نے ناچنے گانے والوں کو روکا اور اس طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

"دیکھو رے، دیکھو وہ کیا ہے؟"

تمام جوان ادھر دیکھنے لگے، پھر سودر نے کہا۔ "دھرن! یہ تو کوئی انسان معلوم ہوتا ہے۔"

"آؤ ذرا میرے ساتھ آؤ۔" گنگا دھرن بولا اور پھر وہ تیزی سے ساحل پر پہنچ گئے۔

ایک بڑی لہر نے ایک انسانی جسم کو ساحل کی ریت پر لا کر پھینکا تھا۔ وہ سب اس پر جھک گئے۔ تھوڑی دیر تک تو یہی احساس رہا کہ یہ کوئی لاش ہے۔ لیکن اس کے بعد جب انہوں نے اس شخص کا جائزہ لیا تو گنگا دھرن کو اندازہ ہو گیا کہ وہ آدمی زندہ ہے۔ انسانی ہمدردی جاگ اٹھی اور وہ اسے اٹھا کر اس جگہ لے آئے جہاں انہوں نے اپنا ڈیرہ لگا رکھا تھا۔

کافی دیر تک وہ لوگ مختلف طریقوں سے اس کے بدن کی مالش کرتے رہے۔ اس کے جسم کی کھال سے پتہ چلتا تھا کہ کافی دیر سمندر میں رہا ہے۔ کئی جگہ ہلکے ہلکے زخم بھی تھے۔ بہرحال اس کی سانسیں معتدل ہوتی جا رہی تھیں۔

کچھ دیر کے بعد اس نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے منہ سے خفیف آواز نکلی۔ "بھگوان اس کی سہائتا کرے۔ بھگوان اسے جیتا رکھے میری دعائیں اس کے ساتھ ہیں، میں نے دھرتی پر جنم لیا اور سنسار کے کام شروع ہو گئے۔"

"کون ہو تم، سمندر میں کیسے گر پڑے؟"

"بجرنگی ہوں میں.... آسمان سے گرا تھا۔ سمندر میں جا پڑا اور اب زمین سے اگ رہا ہوں.... ابھی کونپل ہوں جوان ہو کر درخت بن جاؤں گا.... جیسے پھلوں گا، ویسے جھوموں گا۔"

"اوہ! اس کی دماغی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ پتہ نہیں کب سے سمندر میں گرا ہوا ہے۔ اسے کچھ کھلانے پلانے کی کوشش کرو۔"

سمندر سے ملنے والے کو بڑی مشکل سے گھونٹ گھونٹ کر کے دودھ پلایا گیا۔ پھر اس کے بدن کو پوری طرح کپڑوں سے ڈھک کر آرام سے ایک خیمے میں لٹا دیا گیا۔

دوسری صبح بھی سمندر سے ملنے والے کی حالت ٹھیک نہیں ہوئی تھی۔ اسے سخت بخار ہو گیا۔ گنگا دھرن نے فیصلہ کیا کہ آگے کا سفر شروع کر دیا جائے۔

"یہاں آس پاس تو کوئی بھی نہیں جس سے اس کے بارے میں معلوم کیا جائے۔ ہم اسے اپنی بستی لے چلتے ہیں۔" نیم غشی کی کیفیت میں مبتلا بجرنگی کو احتیاط سے بند گاڑی میں ڈالا گیا اور اس کے بعد وہ اسے لے کر چل پڑے۔ راستے میں کئی بار اسے تھوڑی تھوڑی غذا دی گئی لیکن وہ بخار سے تپ رہا تھا۔ آخر کار وہ قبیلے میں پہنچ گئے۔ گنگا دھرن اسے سردار تنگوتری کے پاس لے گیا اور تمام تفصیل بتائی۔

بوڑھا سردار تنگوتری ہمدردی سے اس شخص کو دیکھنے لگا پھر بولا۔

"وید کو بلاؤ۔ وہ اسے دوا دارو دے۔ اس کی بھرپور دیکھ بھال کی جائے۔ پتہ نہیں کون ہے۔ کیسے سمندر میں گر پڑا تھا؟"

"ہم نے پوچھا تھا اس سے۔ بس نام بتایا ہے اس نے۔ کہنے لگا کہ میرا نام بجرنگی ہے اور پھر الٹی سیدھی باتیں کرنے لگا۔"

"چلو ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔" سردار بولا۔

تقریباً ایک ہفتے تک بجرنگی کی تیمارداری ہوتی رہی، لیکن وید نے صاف کہہ دیا تھا کہ اس کی دماغی حالت بگڑ گئی ہے۔ یہ رفتہ رفتہ ہوش میں آ سکے گا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ کتنے عرصے کے بعد اسے ہوش آئے گا۔"

"کوئی بات نہیں۔ انسان ہے اور ہم پر فرض ہے کہ اس کی سیوا کریں۔ اسے میرے پاس ہی رہنے دو۔ یہیں پڑا رہے گا۔ وید جی اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں گے۔ روٹی کپڑا ہم پر بھی بھاری نہیں ہو گا۔ بھگوان نے انسان کی ذمہ داری انسان پر ہی ڈالی ہے۔" تنگوتری نے کہا۔

اور اس طرح بچ جانے والے بجرنگی کو بالکل اتفاقیہ طور پر اس قبیلے میں جگہ مل گئی جس سے ست رانی اور اس کی ماں چندر رکھا کا گہرا تعلق تھا۔

☆.....☆.....☆

کسی کی مجال نہیں تھی کہ ستیہ جیت کمار کے سامنے دم مار سکے۔ کیرولین کے بھی بہت اچھے تعلقات تھے، لیکن وہ جانتی تھی کہ ستیہ جیت کمار صاحب اختیار ہے اور اس سے انحراف کسی طرح سودمند نہیں ہو گا۔ البتہ ست رانی کے لئے وہ سخت پریشان تھی۔ لیکن اسے واپس آنا پڑا۔

جب وہ لوگ وہاں سے واپس چلے تو ستیہ جیت کمار نے شوراج کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی ڈاکٹر شوراج۔ بھلا جب تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں ست

رانی کے حصول کے لئے کوشش کروں تو پھر تم اتنے سخت اقدامات پر کیسے اتر آئے؟“

”ارے میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ایسا کوئی کام، کوئی عمل نہیں کیا۔ میرا دماغ خراب ہے کہ اس طرح کی مجرمانہ کارروائیاں کروں؟ کیا میں جانتا نہیں کہ اغواء کی کوشش کا نتیجہ کیا ہو سکتا ہے؟“

”گویا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ست رانی کو تم نے اغواء نہیں کیا؟“ ستیہ جیت نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”یار تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ مجھے جانتے نہیں ہو۔ پوری زندگی صاف ستھری گزاری ہے میں نے۔ کیا میں اس طرح کا کوئی کام کر سکتا ہوں؟“

”سچائی کی بات تو یہی ہے ڈاکٹر شوراج۔ البتہ میں تمہیں ایک مشورہ دوں اگر میری بات مانو تو...!“

”بولو۔“

”یہ ست تجنبت ختم ہو گئی، میں نے صرف اپنے تعلقات سے معاملے کو سنبھالا ہے۔ وہ عورت جس کا نام کیرولین ہے اس کے تعلقات نہ صرف مجھ سے، بلکہ اور بھی کئی بڑے لوگوں سے ہیں جن کا وہ سہارا لے سکتی ہے۔ اگر ست رانی نہ ملی تو یوں سمجھ لو کہ چونکہ تم نے کیرولین کو باقاعدہ دھمکی دی ہے اور کہا ہے کہ تم جس طرح بھی ممکن ہو سکے گا ست رانی کو حاصل کرو گے اور جس طرح ست رانی کو اغواء کیا گیا ہے، معاف کرنا میں خود بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ شاید تمہارے ذہن میں اس کے حصول کی خواہش اس قدر شدید ہو گئی ہو کہ تم نے یہ عمل کر ڈالا۔ چلو تم نے یہ عمل نہیں کیا، لیکن میں سمجھتا ہوں تمہیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ سمجھ رہے ہو میری بات... تمہیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس الزام پر بددل ہو کر تم نے فوراً ملک چھوڑ دیا اور مجھ سے بھی ناراض ہو کر چلے گئے۔ لیکن اگر تم نہ گئے تو بعد کے معاملات کا سامنا تمہیں خود کرنا پڑے گا۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ تمہیں گرفتار کر کے تم پر تشدد بھی کریں۔“

یہاں ڈاکٹر شوراج کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔ ستیہ جیت کمار کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔

”میں جانا چاہتا ہوں، میری واپسی کا بندوبست کر دو پلیز۔ بے شک میرے دل میں ایک خواہش ضرور تھی کہ میں اس پر تجربات کروں۔ اسے لندن ساتھ لے جاؤں، مگر عجیب جاہلانہ ماحول ہے یہاں کا۔ انہیں اتنا کچھ حاصل ہوتا کہ زندگی بھر راج کر سکتے تھے لیکن جہنم میں جائیں۔ میری اپنی بڑی عزت آبرو ہے۔ میں اسے کیسے خطرے میں ڈال سکتا ہوں۔ لیکن مجھے ایک بات

...ے اس طرح چلے جانے سے انہیں اور شبہ نہیں ہو جائے گا؟“

...اس کا بندوبست میں کر لوں گا۔ میں ہر طرح کے پروف انہیں دے دوں گا کہ تم تنہا ہی ...ہو۔“

...ٹھیک ہے میں واپس جانا چاہتا ہوں۔“ ڈاکٹر شوراج نے کہا۔

☆......☆......☆

ڈاکٹر شوراج کو ستیہ جیت کمار نے خود اس کے ساتھیوں کے ہمراہ لندن جانے کے لئے ...سوار کرایا تھا۔ جسپل بھی اس وقت ساتھ تھا۔ ستیہ جیت کمار بغیر فلیگ والی گاڑی میں ...تک آیا تھا۔ شوراج کے جانے کے بعد وہ جسپل کے ساتھ واپس چل پڑا۔ اس کے ...ایک شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی۔

ڈاکٹر شوراج کا پریشان ہونا قدرتی بات تھی۔ وہ لڑکی اس قدر قیمتی ہے جسپل کہ میں اس ...بڑے بڑے کام کر سکتا ہوں۔ میرے کئی حریف ایسے ہیں جن سے مستقبل میں مجھے ...ہے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ حسن و جمال کا کیا مقام ہوتا ہے۔ ست رانی اس قدر پرکشش ...بھی اسے دیکھ کر پاگل ہو سکتا ہے اور میں اپنے ان حریفوں کے بارے میں جانتا ہوں کہ ...پرست ہیں۔ ست رانی کا تعارف ان سے کرایا جائے گا اور اس کے بعد جو کچھ ہوگا وہ ...پر ہوگا۔ ہمیں بس ست رانی کی حفاظت کرتے رہنا ہوگا۔ وہ لوگ اس کا شکار ہو جائیں ...نے اور پر کوئی شبہ بھی نہیں ہوگا۔ بڑی پلاننگ سے کام کرنا ہوگا۔ ست رانی کو کسی مخصوص ...ان تک پہنچانا ہوگا۔ میں اس سلسلے میں تمہیں مکمل پلان بتاؤں گا۔“

”جو حکم مہاراج۔ پر ایک بات بتائیے۔“

”ہاں جسپل پوچھو۔“

”مہاراج، ست رانی کو ہم منظر عام پر کیسے لائیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ ایک ماڈل ...ٹی وی اسکرین پر آ چکی ہے۔ اس کے علاوہ وہ اب اغواء کیا گیا تھا۔ چلئے ڈاکٹر شوراج سے ...نے، لیکن جب بھی اسے سامنے لایا جائے گا اس سے سوال ضرور کیا جائے گا کہ اسے ...اغواء کیا تھا اور وہ کیسے رہا ہوئی اور پھر مہاراج، کیرولین اس کا پیچھا آسانی سے کہاں ...گی۔“

...جیت کمار کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے کہا۔

...جسپل! میں جس عہدے پر ہوں وہ معمولی نہیں ہے۔ بڑے بڑے خطرناک کام کرے ...ہوں۔ تم جانتے ہو سیاست میں کیسے کیسے داؤ پیچ کھیلنے پڑتے ہیں۔ یہ بھی میری

سیاست کا ایک حصہ ہے اور میں بھرپور طریقے سے اس سے فائدہ اُٹھانا چاہتا ہوں۔ دو چار کام ہو جائیں پھر ہم ست رانی کو کیرولین کے حوالے کر دیں گے۔ اس بیچاری کو بھی کسی مشکل میں نہیں پھنسنا چاہئے۔ ویسے بھی وہ ڈاکٹر شوراج کے کہنے کے مطابق وحشی کنیا ہے۔ پولیس اس بارے میں کیا کرتی ہے یہ تو بعد میں ہی پتہ چلے گا۔"

"میں کچھ نہیں سمجھا مہاراج۔" ہنسل نے اُلجھتے ہوئے کہا۔

ستیہ جیت کمار نے گہری نگاہوں سے ہنسل کو دیکھا پھر بولا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ہنسل یہ عہدہ مجھے تحفے میں ملا ہے؟ میرے دماغ میں کیا کچھ ہے تم لوگ تو دنگ رہ جاؤ گے۔"

"یہ تو میں جانتا ہوں مہاراج! آپ جو بھی سوچتے ہیں وہ سب سے الگ ہی ہوتا ہے۔" ہنسل خوشامدانہ لہجے میں بولا۔

"تمہارا پہلا سوال یہ کہ اغوا شدہ ست رانی کو ہم منظرِ عام پر کیسے لائیں گے۔ ارے بھائی سیدھی سی بات ہے تم اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ جمنا پار والی کوٹھی پر جاؤ گے۔ وہاں تھوڑی دھائیں دھائیں ہوگی اور اس کے بعد تم ست رانی کو وہاں سے برآمد کرا لو گے۔ اب وہ بیچاری کیا جانے کہ وہ کوٹھی کس کی تھی، جہاں وہ قید تھی۔ جب وہ باہر آ جائے گی تو تم اسے لے کر میرے پاس آ جانا اور میں نے چونکہ کیرولین سے وعدہ کیا ہے کہ اس کی ماڈل کو جہاں بھی اغوا کرنے والوں نے پوشیدہ کر کے رکھا ہوا ہے، وہاں سے میں اسے رہا کرا کر لاؤں گا۔ جب میں ست رانی کو برآمد کر کے اس کے حوالے کروں گا تو وہ میری احسان مند ہو جائے گی اور پھر اس سے فرمائش کروں گا کہ اس لڑکی کو ماڈل نہ بنایا جائے۔ میں اس کی تشہیر نہیں چاہتا۔ اسے کچھ عرصے کے لئے مجھے ادھار دے دو۔ کیرولین کو ماننا پڑے گا کیونکہ ایک بہت بڑا آدمی اس سے ایک چھوٹی سی فرمائش کرے گا اور اگر وہ نہیں مانے گی ہنسل تو تیرا کیا جاتا ہے۔ تو اتنا کام نہیں کر سکے گا کہ کیرولین کو راستے سے ہٹا دے؟"

"اوش مہاراج۔ یہ کام کرنے کے لیے تو میں ہر لمحے حاضر ہوں۔"

"بات سمجھ میں آ گئی نا۔ تُو ست رانی کو آزاد کرائے گا۔ ابھی دو چار دن رہنے دے۔ ڈاکٹر شوراج کو میں نے اس لئے واپس بھجوا دیا ہے کہ اس کے دماغ میں جو بات آئی تھی وہ نکل جائے۔ ڈر کر گیا ہے یہاں سے میرا خیال ہے بہت عرصے تک ہندوستان کا رُخ نہیں کرے گا۔"

"جی مہاراج"

"یہ پتہ تو کٹ گیا۔ اب رہ گئی کیرولین جس نے اس قیمتی لڑکی پر قبضہ جما رکھا ہے تو ا

...[illegible] کام نہیں ہے میرے لئے۔ تو جانتا ہے کہ سیاست کیا چیز ہوتی ہے؟"

"مہاراج۔" ہنسل نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"بات سمجھ میں آ گئی نا۔ ابھی دو تین دن خاموشی سے بیٹھو۔ کیرولین اس کے لئے بھاگ دوڑ کرے گی۔ پولیس والے مجھ سے ڈاکٹر شوراج کے بارے میں بھی پوچھیں گے۔ خیر انہیں مطمئن کرنا بڑی بات نہیں ہے۔ مرزا ہارون بیگ کو تھوڑے بہت تحفے پہنچا دینا۔ اس کی زبان بھی بند ہو جائے گی۔ تین چار دن کے بعد وہ کھیل، کھیل لینا جس کا میں نے تجھے اشارہ کیا ہے۔ ست رانی کو لے کر میرے پاس آ جانا۔ ویسے لڑکی بڑی سندر ہے۔ اگر وحشی کنیا نہ ہوتی تو کچھ اور سوچتے اس کے بارے میں۔" ستیہ جیت کمار نے کہا اور ہنسل مسکرانے لگا۔

اس کے بعد یہ لوگ اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچ گئے۔ ستیہ جیت کمار کے پاس کچھ ملنے والے آئے ہوئے تھے۔ اس نے ہنسل کو رخصت کر دیا اور خود ان کے درمیان بیٹھ گیا۔ ہنسل کی جو ذمہ داری لگی تھی۔ وہ اس کے لئے انتظار کرتا رہا اور جب ستیہ جیت کمار نے اسے گرین سگنل دیا تو وہ اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔

☆......☆......☆

ست رانی کی فطرت میں کچھ ایسی خاص باتیں تھیں جو عام انسانوں میں نہیں ہوتیں۔ مثلاً جب بجرنگی اسے درخت کے نیچے چھوڑ کر کسی کام سے نکل گیا تھا اور واپس نہیں آیا تھا اور پھر اس کے بعد تیرتھ رام ترویدی اسے لے کر اپنے گھر چلا گیا تھا تو وہ زیادہ پریشان نہیں ہوئی تھی بلکہ وہ تیرتھ ترویدی کے گھر کے ماحول میں ڈھل گئی تھی اور وہ بھی کی تقدیر ہی بدل گئی تھی۔

اس وقت بھی ست رانی کے ساتھ جو کچھ پیش آیا تھا وہ بہت عجیب و غریب تھا۔ اسے اغواء کرنے والے نقاب پوش اسے جس گھر میں چھوڑ گئے تھے اور جہاں اسے ہوش آیا تھا۔ ہوش آنے کے بعد اس نے پھر ماحول کو بدلا ہوا دیکھا اور گزرے واقعات اسے یاد آ گئے کہ کس طرح اسے بے ہوش کر کے یہاں تک لایا گیا تھا۔ سوچ ضرور رہا تھا اس نے کہ وہ کون لوگ تھے جو اسے بے ہوش کر کے یہاں تک لے آئے تھے، لیکن کوئی خاص پریشانی اب بھی نہیں ہوئی تھی۔ بجرنگی پہلے بھی چلا گیا تھا اور اب بھی وہ بجرنگی سے دور آ گئی تھی۔ ویسے بھی اسے معلوم تھا کہ بجرنگی رادھیکا کی تلاش میں بھٹک گیا ہوا ہے۔ وہ خود چاہتی تھی کہ بجرنگی اسے مل جائے لیکن اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھانا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

جس کمرے میں اسے رکھا گیا تھا وہ ہر طرح کی آسائشوں سے مزین تھا۔ کھانے پینے کی چیزیں اسی جگہ سے مل جاتی تھیں، جو خاص طور سے رکھی گئی تھیں اور کوئی بھی کھانا لانے والا اس

کے سامنے نہیں آیا تھا۔ اس کی وجہ وہ نہیں جانتی تھی لیکن اتنا اسے معلوم تھا کہ جب بھی کبھی کوئی سامنے آئے گا، پھر پتا چل جائے گا۔ وہ آرام سے کھانا کھاتی تھی، کمرے میں تھوڑی سی چہل قدمی کر لیا کرتی تھی۔ بس اس کے علاوہ اسے اور کوئی پریشانی نہیں تھی۔ کمرے سے اسے جس راستے پر لگایا تھا وہ بھی اس کے لئے اجنبی بے شک تھا لیکن اسے برا نہیں لگتا تھا۔ کئی دن گزر گئے۔ کوئی خاص تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔ لیکن اس دن ست رانی اچانک ہی چونک پڑی۔

اسے کچھ بھاگ دوڑ سنائی دی تھی اور اس کے بعد دھماکے ہونے لگے۔ ست رانی کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ وہ ان آوازوں کو سنتی رہی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس کے کمرے کے دروازے پر گڑبڑاہٹ ہوئی اور پھر دروازہ کھل گیا اور چند افراد اندر گھس آئے۔

ست رانی کے لئے ان میں سے ایک بھی چہرہ شناسا نہیں تھا۔ وہ سپاٹ نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگی۔ تب ان میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے گردن خم کر کے کہا۔

"رانی جی میرا نام جنسل ہے۔ اگر آپ ستیہ جیت کمار جی کو جانتی ہیں تو انہوں نے مجھے آپ کی تلاش پر لگا رکھا تھا۔ بڑی مشکل سے مجھے آپ کا پتہ معلوم ہوا ہے۔ ہم میڈم کیرولین سے ملے ہیں اور انہوں نے ستیہ جیت کمار کو بتایا تھا کہ آپ کو اغوا کر لیا گیا ہے جو لوگ آپ کو اغوا کر کے یہاں لائے تھے ہم نے انہیں بھگا دیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو پہلے ستیہ جیت کمار جی کے پاس لے جائیں گے اور اس کے بعد وہ آپ کو لے کر کیرولین کے پاس جائیں گے۔"

"پتہ نہیں تم کیا بکواس کر رہے ہو؟ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ کیا مجھے تمہارے ساتھ چلنا ہے؟"

"جی ست رانی۔" جنسل نے اسی انداز میں گردن خم کر کے کہا۔

"تو چلو اتنی باتیں کرنے کی کیا ضرورت؟" ست رانی لاپروائی سے بولی اور اس نے دو قدم آگے بڑھائے تو جنسل پیچھے ہٹ کر دروازے سے باہر نکل گیا کیونکہ جو کچھ ست رانی کے بارے میں ان لوگوں کو بتایا گیا تھا وہ ان کے لئے بہت خوفناک تھا۔ البتہ جنسل کو اس بات کا افسوس ضرور ہوا تھا کہ اتنی من موہنی صورت اور وحشت سے بھری ہوئی۔ بڑی عجیب بات تھی۔ بہرحال ست رانی اس کے ساتھ باہر نکل آئی اور اس کے بعد جو انتظامات کئے گئے تھے ان کے تحت جنسل ست رانی کو لے کر ستیہ جیت کمار کی کوٹھی کی جانب چل پڑا۔ تمام پروگرام پہلے سے طے تھے۔ ستیہ جیت کمار نے اپنی کوٹھی پر ست رانی کا استقبال کیا۔

ست رانی سادہ سی فطرت کی مالک تھی۔ چھل فریب اسے نہیں آتے تھے۔ وہ خاموشی سے

اس کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ جنگل اور کھنڈر جیسے مندر میں وقت گزارنے کے بعد جب اسے شہر کی آبادیوں کا نظارہ کرایا گیا تو وہ کچھ لمحوں کے لئے حیران ضرور ہوئی تھی، لیکن اس کے بعد اس طرح اس ماحول میں ضم ہو گئی تھی، جیسے یہیں کی رہنے والی ہو۔

ستیہ جیت کمار کی شاندار کوٹھی کو بھی اس نے سرسری نگاہوں سے ہی دیکھا تھا۔ ستیہ جیت کمار نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تم ہو ست رانی؟"

ست رانی نے اسے آنکھیں اٹھا کر دیکھا لیکن منہ سے کچھ نہ بولی۔ اس کے انداز میں ایک انوکھا غرور تھا جسے ستیہ جیت کمار محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ اسے یہ بھی بتایا گیا تھا کہ ست رانی کی آنکھوں میں سحر ہے اور براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھنا خطرناک ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر شیرازی نے اسے بہت سی ایسی باتیں بتائی تھیں جنہیں عقل بے شک تسلیم نہیں کرتی تھی لیکن اگر شخصیت سامنے ہو اور یہ احساس ہو جائے کہ ان میں سے کوئی بات بھی غلط نہیں ہے تو بھلا پھر اس سے انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔

"میں میڈم کیرولین کا دوست ہوں۔" ستیہ جیت کمار نے کہا اور جواب نہ پا کر خود ہی بولا۔

"آپ کو کچھ ایسے لوگوں نے اغوا کر لیا تھا جو نجانے آپ سے کیا چاہتے تھے لیکن بہرحال پتہ چل جائے گا کہ وہ کون لوگ تھے اور کیا چاہتے تھے۔ کیا آپ کیرولین کے پاس جانا چاہتی ہیں؟"

"بابا بجرنگی کہاں ہے؟"

"ب...... ب...... بجرنگی، م...... میں تو نہیں جانتا۔ لیکن میڈم کیرولین ضرور جانتی ہوں گی۔" ستیہ جیت کمار اس بات کا فوری طور پر جواب نہ دے سکا تھا اس لئے ہکلا سا گیا۔

"تو پھر چلو یہاں کیا کر رہے ہو؟" ست رانی نے کہا۔

"آپ کچھ وقت یہاں گزاریئے۔ میں میڈم کیرولین کو بلائے لیتا ہوں۔"

ست رانی نے صوفے کی پشت سے گردن ٹکا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کچھ لمحے تک ستیہ جیت کمار عجیب سے انداز میں اسے دیکھتا رہا۔ وہ اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ لڑکی اتنی ہی سادہ لوح ہے یا پھر ضرورت سے زیادہ چالاک ہے۔ ایک ہلکا سا غصہ بھی اس کے دل میں پیدا ہوا کیونکہ بہت بڑی شخصیت کا مالک تھا۔ لوگ اس انداز میں اسے نظرانداز نہیں کرتے تھے۔ بہرحال سامنے ایک عجیب و غریب مخلوق تھی جس کے بارے میں بہت سی کہانیاں اس کے کانوں تک پہنچ چکی تھیں۔ اس لئے اس نے باتوں کو زیادہ محسوس نہیں کیا اور کیرولین کو فون کرنے لگا۔ کچھ

☆ ..... ☆ ..... ☆

کیرولین بہت اداس تھی۔ حسن شاہ بھی اس کے پاس ہی رہنے لگا تھا۔ ست رانی کے اس طرح ہاتھ سے نکل جانے کی ان لوگوں کو امید نہیں تھی۔ ڈاکٹر شوراج کا مسئلہ بھی ستیہ جیت کمار کی وجہ سے ختم ہو گیا تھا، لیکن ابھی تک ان کے ذہنوں میں شبہ باقی تھا۔ البتہ کیرولین اور حسن شاہ اس بات پر متفق تھے کہ ستیہ جیت کمار کے سامنے ان کی دال گلنا مشکل ہے۔ اس وقت بھی دونوں منہ لٹکائے بیٹھے تھے۔ دونوں کے ذہنوں میں الگ الگ سوچیں تھیں۔

اچانک ہی حسن شاہ نے کہا۔ ”میں سمجھتا ہوں میڈم کہ بجرنگی کے سلسلے میں بھی ہم سے تھوڑی سی بیوقوفی ہو گئی۔ بجرنگی کے ساتھ ہمارا کوئی آدمی ضرور ہونا چاہیے تھا۔ وہ اتنا تیز نہیں ہے کہ سارے معاملے خود حل کر لیتا۔ بہر صورت ہمارے پاس بھی رابطے کا ذریعہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمیں آگے کے حالات معلوم ہو سکیں۔ پتہ نہیں بجرنگی کو رادھیکا ملی یا نہیں۔“

میڈم کیرولین نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ حسن شاہ کو دیکھا اور بولی۔

”حسن شاہ! غلطی پر غلطی ہوئی ہے۔ ست رانی ماڈل کی حیثیت سے منظر عام پر آ چکی ہے۔ اس قدر خوبصورت ہے وہ کہ کسی کا بھی ذہن اس کے لئے بھٹک سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم داس منڈی والوں اور ڈاکٹر شوراج اس کے اغوا میں ملوث نہ ہوں بلکہ کوئی تیسری ایسی شخصیت ہو جس نے اسے نگاہوں میں رکھ لیا ہو۔ رہی بات جہاں تک بجرنگی کی ہے۔ تم یقین کرو میں بھی افسردہ ہوں۔ ہماری ذرا سی بیوقوفی سے کھیل بگڑ گیا، بلکہ کبھی کبھی تو مجھے یہ احساس ہوتا ہے جیسے بجرنگی کے سلسلے میں ہم نے غلط کام کیا ہے ہمیں اسے تنہا نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔ کوئی نہ کوئی اس کے ساتھ بھی ضرور جاتا اور اسے اس کی بہن کو یہاں تک لانے میں مدد دیتا۔ اب سمجھ میں نہیں آتا کیا کریں؟ میرے ذہن میں کچھ داس سے خلاف کوئی بات نہیں ہے، لیکن اگر تم چاہو تو ہم اس سے بات کریں۔“

”نہیں میڈم مذاق اڑے گا ہمارا۔ ظاہر ہے ہم کوئی دباؤ تو ڈال نہیں سکتے اس پر۔ تذکرہ کریں گے تو ہنسے گا اور کہے گا میڈم کیرولین آیئے اور ست رانی کو میرے پاس سے لے جایئے۔ بہت مانتا تھا آپ کو اس پر۔“

”یار پھر بتاؤ کیا کریں؟“ کیرولین نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ حسن شاہ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ اچانک ہی فون کی گھنٹی بجی اور کیرولین نے بیزاری سے کہا۔

”دیکھو حسن شاہ۔“

حسن شاہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ریسیور اٹھا لیا۔ ”ہیلو“۔

میڈم کیرولین سے بات کراؤ۔

”کون صاحب؟“

”ستیہ جیت کمار۔“ دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور حسن شاہ نے دانتوں تلے زبان دبا لی۔ پھر ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

”منسٹر صاحب..... ستیہ جیت کمار۔“

کیرولین جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ اور ریسیور تھام کر بولی۔

”سر! آپ کی داسی کیرولین۔“

”میڈم کیرولین! ہم منسٹر تو ہیں ہی، لیکن آپ کے سچے اور اچھے دوست بھی ہیں۔ ہم نے کر دیا ہے۔“

”کیوں نہیں سر، میں اس بات پر فخر کرتی ہوں کہ مجھے آپ کا آشیرواد حاصل ہے۔“

”تلاش کر لیا ہے ہم نے آپ کی ست رانی کو۔ آپ نے ہم پر بھروسہ کیا تھا۔ بھگوان نے دوست کی لاج رکھی۔“

کیرولین اچھل پڑی۔ کچھ لمحے تو اس کے منہ سے آواز ہی نہ نکل سکی۔ پھر وہ بمشکل بولی۔

”وہ..... وہ کہاں ہے؟“

”اب ہمارے پاس ہے اور آپ کا انتظار کر رہی ہے۔ لیکن بھگوان کے لیے یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے ڈاکٹر شوراج کے پاس سے حاصل کیا ہے۔ اس نے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ آپ اپنی ست رانی سے پوچھ لیں۔ وہ بے چارہ تو بے گناہ ہی ذلیل ہو گیا۔“

”ستیہ جیت جی۔ مجھے شرمندگی ہے کہ میں نے ان پر شبہ کیا۔“ کیرولین نے خود کو سنبھال لیا۔ اس کے لئے کافی تھی کہ ستیہ جیت نے ست رانی کے اپنے پاس ہونے کا اعتراف کیا تھا۔

”آپ کا بھی دوش نہیں ہے کیرولین جی۔ اس بے وقوف نے جذبات میں آ کر خود ہی غلطیاں کر ڈالی تھیں۔ میں نے اسے اس بات پر برا بھلا کہا تو ناراض ہو کر لندن واپس

”چلے گئے؟“ کیرولین نے پوچھا۔

”آپ سے بات چیت کے دوسرے ہی دن چلا گیا تھا۔“

”کتنی تکلیف ہوئی آپ کو میری وجہ سے۔“

”آپ بھی تو ہمارے لئے اتنی ہی ضروری ہیں کیرولین جی۔ ہم آپ کو کیسے ناراض کر سکتے ہیں۔ آپ کا ہمارا تو جیون مرن کا ساتھ ہے۔“

"میرے لئے کیا حکم ہے ستیہ جی۔"
"آ جائیے۔ آپ کی امانت آپ کے حوالے کر دیں۔"
"شکریہ..... میں آ رہی ہوں۔" کیرولین نے کہا اور دوسری طرف سے فون بند ہو گیا۔
حسن شاہ خاموشی سے کیرولین کی صورت دیکھ رہا تھا۔ کیرولین نے فون بند کیا تو وہ جلدی سے بولا۔ "کہاں سے ملی۔ یہ نہیں پتہ چلا۔"
"تم سمجھ گئے۔ وہ مل گئی ہے اور اب ستیہ جیت کے پاس ہے۔"
"اور وہ کہہ رہا ہے کہ وہ ڈاکٹر شوراج کے پاس نہیں تھی۔" حسن شاہ مسکرا کر بولا۔
"ہمیں اس مسئلے کو نہیں کریدنا چاہیے بلکہ میں تو اس بارے میں اس سے پوچھوں گی بھی نہیں۔ اتنا کافی ہے کہ اس نے اپنے سالے کی خوشی پوری نہیں کی اور اسے لندن واپس بھیج دیا۔ ست رانی کو بھی شوراج کے ساتھ لندن بھجوا سکتا تھا۔ صاحب اختیار ہے۔ اٹھو چلنا ہے اس کے پاس۔"
"جی۔" حسن شاہ اٹھ کھڑا ہوا۔

☆......☆......☆

ستیہ جیت کمار نے اپنی کوٹھی میں ان دونوں کا سواگت کیا تھا۔ ست رانی بھی اس کے ساتھ تھی اور عادت کے مطابق خوش نظر آ رہی تھی۔
"کیسی ہو تم ست رانی؟"
"ٹھیک ہوں۔ بابا بجرنگی کہاں ہیں؟"
"وہ ابھی واپس نہیں آئے۔" کیرولین نے کہا تو ست رانی اداس ہو گئی۔
"انہیں جلدی واپس بلا لو۔ پہلے بھی وہ چلے گئے تھے اور بڑی مشکل سے ملے تھے۔"
"فکر مت کرو۔ وہ بہت جلدی واپس آ جائیں گے۔"
"ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے کیرولین جی۔ اب ہم بھی ادھیکار رکھتے ہیں کہ آپ سے کچھ مانگ لیں۔"
"میں اس قابل کہاں ہوں کہ آپ کو کچھ دے سکوں۔ آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں جیت جی۔" کیرولین نے کہا۔
ستیہ جیت عجیب سے انداز میں ہنسنے لگا۔ پھر تھوڑی سی خاطر مدارت کے بعد ستیہ جیت نے ان تینوں کو رخصت کر دیا۔
ست رانی بجرنگی کے بارے میں بات کرنے کے بعد کافی اداس ہو گئی تھی۔ لیکن کیرو

لین نے راستے میں اس سے کوئی بات نہیں کی، نہ جانے کیوں اس کی چھٹی حس اسے ایک بے نام سا احساس دلا رہی تھی۔
گھر پہنچ کر کیرولین نے ست رانی سے پوچھا۔
"تم پر کیا بیتی ست رانی، بتاؤ گی نہیں؟"
"پتہ نہیں کیا بیتی۔ میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔" ست رانی نے کہا اور چل پڑی۔
کیرولین اسے تشویش بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا۔
"وہ کسی کا اثر قبول نہیں کرتی۔ میں جانتی ہوں کہ وہ صرف بجرنگی کے لئے پریشان ہے۔ پتہ نہیں یہ بجرنگی کہاں مر گیا۔ میرے خیال میں کچھ ضرور ہوا ہے۔ ہمیں اس کی طویل خاموشی نظر انداز نہیں کرنی چاہئے۔ ورنہ شاید ست رانی ہم سے تعاون نہ کر سکے۔"
"جی میڈم! ستیہ جیت جی کا رویہ بھی کچھ عجیب ہے۔ انہوں نے خود بھی یہ نہیں بتایا کہ ست رانی انہیں کہاں سے ملی۔ ویسے میرے دل میں ایک اور خیال آیا ہے۔"
"کیا ہے؟"
"ان کے الفاظ یاد کریں۔ ہم نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اب ہم بھی ادھیکار رکھتے ہیں کہ آپ سے کچھ مانگ لیں۔"
"ہاں کہا تو تھا انہوں نے۔ مگر ان کے الفاظ کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" کیرولین کچھ خوفزدہ سی ہو گئی تھی۔
"مجھے یہ سب کچھ گڑبڑ لگ رہا ہے۔" حسن شاہ بولا۔
"یار کیوں مجھے ڈرا رہے ہو؟"
"آپ غور کریں میڈم! ان کا برادر نسبتی ڈاکٹر شوراج لندن چلا گیا ہے۔ ست رانی کو اس سے چھین لیا گیا۔ اس وعدے پر کہ بعد میں اسے اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ آپ کو مطمئن کرنا ضروری تھا۔ دونوں کام ہو گئے۔ بھرم بھی رہ گیا اور اصل کام کی بنیاد بھی رکھ دی گئی۔"
"یار کیا مشکل ہے حسن شاہ۔ ہم نے تو بڑے بڑے منصوبے بنا رکھے ہیں۔ میں اسے بس بنانا چاہتی ہوں۔"
"میرے خیال میں فوراً ایک کام کریں۔"
"ہاں بولو؟"
"بجرنگی کو جلدی بلا لیں۔ ہمیں ست رانی کو ان لوگوں کے مقابلے پر لانا ہوگا۔ ست رانی جیت کا راستہ روکے گی۔ لیکن اس کے لئے بجرنگی ہی اسے ہدایات دے سکتا ہے۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔ میں انتظام کرتی ہوں۔"

☆.....☆.....☆

بجرنگی کا گوتم سری سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن ست رانی کی رگوں میں اس قبیلے کا خون دوڑ رہا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ ست رانی کے اس قبیلے تک آنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

خود بجرنگی کے ہوش و حواس بدستور گم تھے۔ گربچن سنگھ نے اپنی دانست میں اسے ختم کر دیا تھا۔ کھلے سمندر میں اس نے نہ جانے کتنے مہیب دن گزارے تھے۔ زندگی اسے ہی کہتے ہیں، جاتی ہے تو پانی کے بلبلے کی مانند اور سخت جانی پر اتر آئے تو ایسے کہ انسان خود جینے سے اُکتا جائے۔

بجرنگی زندہ تھا لیکن ان جان لیوا دنوں نے اس کے ماضی سے رشتہ توڑ لیا تھا۔ اس نے بے اختیار ان لوگوں کو اپنا نام بتا دیا تھا۔ لیکن اسے لاکھ کوشش کے بعد بھی یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ بجرنگی کیوں ہے۔

البتہ سردار گنگوتری اپنے مزاج کے خلاف اس پر بہت مہربان تھا۔ اس نے اپنی رہائش گاہ سے کچھ دور ہی اس کا جھونپڑا بنوا دیا تھا۔"

ہم نہیں جانتے یہ کون ہے؟ وہ بے چارہ خود بھی نہیں جانتا۔ اگر اسے یاد آ جائے کہ وہ کون ہے اور وہ اپنی دنیا میں واپس جانا چاہے تو ہم اس کی مدد کریں گے ورنہ اسے یہیں قبیلے میں رہنے دیا جائے گا۔"

اتنی ہی دلچسپی گنگا دھرن کو بھی بجرنگی سے تھی۔ ویسے بھی بجرنگی نرم مزاج تھا اور قبیلے والوں کے ساتھ اس کا رویہ بے حد عاجزانہ تھا جس کی وجہ سے وہ تھوڑے ہی دنوں میں ان لوگوں میں مقبول ہو گیا تھا اور لوگ اسے بجرنگی بابا کہہ کر پکارتے تھے۔ گنگا دھرن اس سے کہتا۔

"بابا جی، تمہارے آگے پیچھے بھی کوئی ہوگا۔ کیا ان میں سے بھی کوئی تمہیں یاد نہیں؟"

"کوئی یاد نہیں آتا۔ ہاں ایک بار جب تم ایک سانپ کا زہر نکال رہے تھے تو مجھے ایک مانوس سی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔"

"خوشبو؟ یہ خوشبو کہاں سے آ رہی تھی؟" گنگا دھرن نے تعجب سے کہا۔

"پتہ نہیں ..... شاید سانپ کے بدن سے یا اس کے زہر سے۔ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے یہ خوشبو میرے بہت قریب رہی ہو۔" بجرنگی نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

گنگا دھرن خاموش ہو گیا۔ ان سب لوگوں کا اندازہ تھا کہ بجرنگی مکمل صحت یاب نہیں ہے۔ اس کے دماغ میں تھوڑا بہت فتور باقی ہے۔

"گنگا دھرن۔ کیا شیش ناگ کا کوئی گیان ہوتا ہے؟" بجرنگی نے پوچھا۔

"شیش ناگ کا گیان!"

"ہاں۔ گرو جی یہی بتاتے تھے۔"

"گرو جی کون تھے؟" گنگا دھرن نے پوچھا۔

"پتہ .... پتہ نہیں کون تھے اور یہی تو یاد نہیں آتا۔"

چاندرات کا پہلا منگل تھا۔ اس دن قبیلے میں گہری خاموشی طاری رہتی تھی۔ ایک سوگ کا سا سماں رہتا تھا۔ رات کا پہلا پہر تھا۔ بجرنگی آبادی کے آخری گھر سے کچھ فاصلے پر ایک پتھر پر خاموش بیٹھا خلاء میں گھور رہا تھا۔ اس کا ذہن اپنا گمشدہ ماضی تلاش کر رہا تھا کہ اس نے دور دور تک کھلی چاندنی میں ایک سیاہ لبادے میں ملبوس وجود کو دیکھا۔ لبادہ پوش آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک طرف جا رہا تھا۔

بجرنگی کے حواس جاگ گئے۔ اس وقت جب سارا قبیلہ گہری نیند سو رہا تھا یہ سیاہ پوش کون ہے؟ کہیں قبیلے کا کوئی دشمن تو نہیں۔

بجرنگی اپنی جگہ سے اُٹھ گیا۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ یہاں ایسی لاتعداد چٹانیں موجود تھیں جن کی آڑ لے کر سیاہ پوش کا پیچھا کیا جا سکتا تھا۔

بجرنگی دبے پاؤں اس کا پیچھا کرنے لگا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی انہونی ہونے والی تھی ایسی انہونی جو کسی عقدے کو حل کر دے۔

☆.....☆.....☆

کافی فاصلے پر ایک پہاڑی سلسلہ پھیلا ہوا تھا، جو رات کی تاریکی میں بہت ہولناک نظر آ رہا تھا۔ بجرنگی نے اندازہ کر لیا کہ سیاہ پوش کا رُخ اسی پہاڑی سلسلے کی جانب ہے۔ فاصلہ کافی تھا لیکن آسانی یہ تھی کہ چاروں طرف چٹانیں بکھری ہوئی تھیں اور ان چٹانوں کی آڑ لے کر سیاہ پوش کا تعاقب باآسانی کیا جا سکتا تھا۔

بجرنگی اس کا پیچھا کرتا ہوا آخرکار پہاڑی کے قریب پہنچ گیا۔ یہاں ایک چوڑی دراڑ نظر آ رہی تھی۔ سیاہ پوش اس دراڑ میں داخل ہو گیا۔ بجرنگی چند لمحے تک سوچتا رہا جگہ بڑی خوفناک تھی لیکن بجرنگی کا تجسس اُسے ہر خوف سے بے نیاز کر رہا تھا۔

سیاہ پوش دراڑ عبور کر کے آخرکار ایک ایسے غار کے دہانے پر پہنچ گیا جو اندر سے تاریک تھا، لیکن سیاہ پوش اپنے ساتھ روشنی کا انتظام کر کے آیا تھا۔ ایک طاقتور روشنی والی ٹارچ جلا کر اُس نے اس غار کے کسی حصے میں کچھ تلاش کیا اور پھر غار میں ایک بڑی مشعل کی روشنی پھیل گئی لیکن سیاہ پوش نے صرف ایک ہی مشعل روشن نہیں کی تھی، تین چار مشعلیں مختلف پتھروں میں نصب تھیں۔ یہ چاروں مشعلیں روشن ہو گئیں تو غار میں تیز روشنی پھیل گئی اور اس تیز روشنی میں بجرنگی نے کسی عورت کو کھڑے ہوئے پایا۔

وہ چونک پڑا تھا۔ مشعلوں کی روشنی میں یہ عورت صاف نظر آ رہی تھی لیکن کچھ ہی لمحوں میں بجرنگی کو یہ احساس ہو گیا کہ وہ کوئی زندہ عورت نہیں بلکہ ایک مورتی ہے۔ بجرنگی نے غور سے عورت کا چہرہ دیکھا اور اچانک ہی اسے ایک شدید ذہنی جھٹکا لگا۔ اس عورت کے نقوش اس کے جانے پہچانے تھے، یہ چہرہ اجنبی نہیں تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی بہت ہی قریبی شخصیت ہو لیکن اسے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ کون ہے۔ سیاہ پوش نے اپنا لبادہ اتار کر ایک طرف رکھ دیا اور پھر وہ عورت کے اس مجسمے کے سامنے پڑے ہوئے ایک سیاہ پتھر پر بیٹھ گیا۔

سیاہ پوش نے لبادہ اُتارا تو بجرنگی کو ایک بار پھر حیرت ہوئی۔ یہ قبیلہ گوتم سری کا سردار کنگوتری تھا جو پتھر پر بیٹھا ہوا عجیب حسرت بھری نگاہوں سے اس مجسمے کو دیکھ رہا تھا۔

گی کو اس بات پر حیرت نہیں ہوئی کہ بستی کا سردار اس طرح چوری چھپے ان پہاڑی میں بنے ہوئے غار میں صرف اس عورت کے مجسمے کو دیکھنے کے لئے آیا ہے۔ خود اس کے جس طرح اثر انداز ہوا تھا، وہ اس کی توجیہہ نہیں کر پا رہا تھا۔ بس اس کا دل چاہ رہا تھا کو دیکھنے چلا جائے۔

اپنے ذہن پر زور دے رہا تھا۔ اسے یہ احساس تھا کہ اس کی ذہنی قوتیں کھو گئی ہیں، وہ تھا کہ وہ اس قبیلے گوتم سری میں کیسے آ گیا، اس سے پہلے کہاں تھا، کیا کرتا تھا۔ بس ملتے قش اس کے دماغ سے اس طرح گزرتے رہتے تھے جیسے کوئی فلم چل رہی ہو۔ جو کچھ ہن سے گزر رہا تھا، اس میں کچھ چہرے تھے، کچھ عمارتیں تھیں مگر اسے یہ نہیں یاد آتا تھا کہ س ہیں، یہ عمارتیں کیسی ہیں؟ بس ایک اجنبی احساس اس کے دل میں رہتا تھا اور اسی کے نقوش اس پر دیوانگی طاری کئے ہوئے تھے۔

تری کو بھول کر خود اس مجسمے کو دیکھے جا رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ اُسے یہ یاد آ جائے کہ یہ ہے؟

تری کی سسکیاں اُبھر رہی تھیں۔ پھر اچانک ہی کنگوتری کو یہ احساس ہو گیا کہ کوئی اور ر میں موجود ہے۔ اس نے جلدی سے گردن گھما کر بجرنگی کو دیکھا اور دوسرے لمحے اس نقوش بگڑ گئے۔ اس کی عمر کافی تھی لیکن آنکھیں بے حد جاندار تھیں۔ اس نے غصیلی بجرنگی کو دیکھا اور بولا۔

"......تم یہاں کیسے آ مرا......؟"

نے چونک کر کنگوتری کو دیکھا اور ٹھہرے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

تمہارا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک آ گیا ہوں سردار! تم سیاہ لبادے میں ملبوس تھے، میں یہ کوئی ایسا شخص نہ ہو جو قبیلے کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہو، یہ سوچ کر میں تمہارا پیچھا کرتا آ گیا... میرے ذہن میں کوئی بری بات نہیں ہے، میں تمہیں اس کا یقین صرف ہوں لیکن مجھے ایک بات بتاؤ گے یہ مجسمہ کس کا ہے؟"

تم حد سے آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کر رہے.....؟ قبیلے میں تمہیں صرف اس لئے دداشت کھو چکے تھے، تمہیں کوئی نقصان پہنچ سکتا تھا لیکن اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ی کو تم کوئی اور حیثیت دو، میرے سوا یہاں کبھی کوئی نہیں آتا۔"

کہا نا سردار، یہ بات میرے علم میں نہیں تھی کہ یہاں کسی کو آنے کی اجازت تم مجھے قبیلے سے نکالنا چاہو تو مجھے یہاں سے اتنی دور بھجوا دو کہ میں دوبارہ ادھر کا

رُخ کرنا بھی چاہوں تو نہ کر پاؤں یا پھر تم یہ بھی کر سکتے ہو کہ مجھے ختم کرا دو، لیکن اگر تم نے دونوں میں سے کوئی کام نہ کیا تو ایک بات میں تمہیں بتا دوں کہ میں یہاں اس غار میں آ تا رہوں گا، کیونکہ اچانک ہی میرے دل کے تار اس پتھر کی مورتی سے بندھ گئے ہیں کہ میں ان تاروں کو کھول نہیں سکتا۔"

سردار تنگوتری کے چہرے پر حیرت کے نقوش نمودار ہوئے پھر اس نے کہا۔

"تمہارا اس مورتی سے کیا تعلق ہے؟"

"آہ سردار! میرا تعلق تو جس جس سے بھی ہے، میں ان سب کو بھول چکا ہوں، اگر ان سے کوئی بھی مجھے یاد آ گیا تو پھر یہ بھی یاد آ جائے گا کہ اس مورتی سے میرا کیا تعلق ہے لیکن تمہیں ایک بات بتا دوں کہ میرا اس مورتی سے گہرا تعلق ہے، آہ کاش میں تمہیں بتا سکتا کہ اسے دیکھ کر میرے دل کی کیا کیفیت ہوئی ہے، کچھ ہے میرے اندر جسے میں بتا نہیں سکتا چونکہ مجھے یاد نہیں رہا۔"

سردار کے چہرے کے نقوش میں نرمی پیدا ہو گئی۔ بجرنگی نے جس لہجے اور جس انداز میں بات کہی تھی، اس میں وزن تھا۔ کوئی ایسی بات تھی جو سردار کو متاثر کرتی تھی۔ وہ کچھ لمحے بجرنگی کو دیکھتا رہا پھر کسی خیال سے چونک پڑا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب آ کر بجرنگی کا چہرہ دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔

"نہیں، تمہاری عمر بھی اتنی نہیں ہے کہ میں تمہیں دیوا ما چھو سمجھوں اور اس بدبخت کے بھی میرے ذہن میں ہیں جو تم سے بالکل نہیں ملتے، تم دیوا ما چھو نہیں ہو سکتے۔"

"میں نہیں جانتا کہ دیوا ما چھو کون ہے۔" بجرنگی نے کہا۔

یہ بات سردار نے اچھی طرح محسوس کی تھی کہ بجرنگی کے چہرے پر خوف کے آثار تھے اس کے انداز میں کوئی ایسی بات تھی جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنے آپ کو مجرم سمجھ رہا ہے یا بات چھپانا چاہتا ہے۔ سردار نے ایک گہری سانس لے کر کہا۔

"بیٹھ جاؤ، میں صبح ہونے سے پہلے یہاں سے نہیں جاؤں گا۔"

"اور مجھے بھی اجازت دو عظیم سردار کہ صبح کو میں تمہارے ساتھ ہی واپس چلوں، اگر معاف کرنا چاہو تب!"

"بیٹھ جاؤ، میں نہیں جانتا کہ تمہارے الفاظ میں کیا حقیقت ہے، میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میری چندر مُکھ کو تم نے کہیں دیکھا ہے، ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہارے ذہن سے کوئی کہانی ہوئی ہو، یہ میری بیٹی چندر مُکھ کا مجسمہ ہے جو میں نے ایک مجسمہ ساز سے بنوایا تھا کیونکہ

سے زہ اُٹھ رہی تھی۔"

زہ اُٹھ رہی ...؟" بجرنگی نے پوچھا۔

یہی کہہ سکتا ہے، بہت پرانی بات ہے دیوا ما چھو میرا سائیس تھا، وہ چندر مُکھ سے محبت کرتا تھا، میں نے غصے میں آ کر اسے قید کر دیا، اپنی بیٹی کی شادی کر دی مگر دیوا ما چھو قید سے میری غیر موجودگی میں یہاں آیا اور چندر مُکھ کو یہاں سے لے گیا، بس اس کے بعد میں نے زندگی تباہ کر لی، میں صرف اس لئے جی رہا ہوں کہ کبھی مجھے میری چندر مُکھ نظر آ جائے، اسے دیکھ لوں اور مر جاؤں، اس سے زیادہ میرے من میں جینے کی اور کوئی لگن نہیں ہے۔"

"چندر مُکھ ...! میں نے یہ نام پہلے بھی سنا نہیں، کاش مجھے یاد آ جائے کہ چندر مُکھ سے میں نے کہاں دیکھے ہیں، کاش مجھے یاد آ جائے کہ میں کیوں بھٹکتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا میرے دل میں کوئی خیال ضرور ہے۔ میرے دماغ میں یہ صورت کہاں سے آ بسی، یہ یاد یاد آ گیا تو سردار سب سے پہلے تمہیں بتاؤں گا۔"

سردار تنگوتری اسے دیکھتا رہا۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ بجرنگی کے چہرے کا کوئی تاثر جھوٹا

☆....☆....☆

ولین ان بنوں بہت بے چین تھی حالانکہ اس کا کاروبار بہت عمدہ تھا، درجنوں ماڈل اس کے لئے کام کرتی تھیں، ان میں ایک سے ایک خوبصورت تھی۔ اس کی پبلسٹی فرم اعلیٰ درجے کی جانی جاتی تھی لیکن ستہ رانی اس کے لئے بڑی الجھن بن گئی تھی۔ دوسری طرف بجرنگی بھی الجھن بن گیا تھا۔ اس نے دو آدمی بمبئی بھیجے تھے اور انہیں بجرنگی کو واپس لانے کی ہدایت کی تھی۔ ان کی اطلاع بڑی پریشان کن تھی۔ انہوں نے فون پر بتایا تھا۔

"میڈم ...! یہاں بمبئی میں داور کھار زلی نامی علاقہ موجود ہے اور اس میں محلہ سندر چال بھی ہے۔ پچھلے بیس سال سے اس محلے میں بجرنگی رام سہائے نامی کسی شخص کا کوئی وجود نہیں ہے۔ ہم نے اس کی تصدیق کی ہے۔"

ولین یہ سن کر دم بخود رہ گئی تھی۔ کافی غور کر کے اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ "تم واپس آ جاتے تو ہو۔"

"ہاں میڈم ...!"

"آس پاس کے علاقوں میں تلاش کرو، جس طرح بھی بن پڑے اسے تلاش کر کے لاؤ۔"

"میڈم! ہم کوشش کرتے ہیں۔"

پھر کیرولین نے حسن شاہ سے کہا۔ ''حسن شاہ! میں پریشان ہوگئی ہوں۔ میں جانتا تک نہیں ی دن پہلے بڑے سکون کی زندگی بسر ہو رہی تھی اور اب بھی کوئی بہت بڑا فرق نہیں پڑا۔ میرا کاروبار، میری مقبولیت آج بھی بامِ عروج پر ہے لیکن ایک عجیب سا احساس میرے ذہن میں سلے رہا ہے۔''

''کیا میڈم ...؟'' حسن شاہ نے پوچھا۔

''یار! اسے وش کنیا کہا گیا ہے۔ وہ کون ہے؟ کیا اس کے بارے میں آج تک تم نہیں ہو سکی، اس کے اندر بے شمار پراسرار قوتیں چھپی ہوئی ہیں، دیکھی ہوئی کوئی صورت یا شکل کے ذہن میں اُتار دینا ایک بالکل نئی بات ہے۔ چنانچہ میں ٹیلی پیتھی اور ایسے ہمارے بہت سے پُراسرار علوم ہیں جن کے بارے میں تم بہتر طور پر جانتے ہوگے ... بس نئی داستانیں ہیں، تم خود بتاؤ اس لڑکی نے تمہارے ذہن میں ایک تصویر اتاری اور تمہارے ذہن نے اسے قبول کر کے اس تصویر کو کینوس پر منتقل کر دیا۔ کیا اس سے پہلے کبھی ایسی کوئی داستان سنی ہے حسن شاہ ...؟''

''خدا کی قسم نہیں میڈم! میں جب بھی اس بارے میں سوچتا ہوں دنگ رہ جاتا ہوں بہت ہی انوکھا اور عجیب طریقہ تھا اور بعد میں ہم لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ وہ تصویر بجرنگی کی بہن راد کی تھی جسے بجرنگی کے ذہن سے ست رانی نے چرائی تھی اور اسے میرے ذہن میں منتقل کر دیا پُراسرار علوم کے ماہروں سے اگر اس بارے میں معلومات حاصل کی جائیں تو میرا خیال ہے بھی یہ نہیں بتا سکے گا کہ ایسا کیسے ممکن ہے۔''

''بالکل ٹھیک، نیا اور انوکھا خیال ہے یہ تو ہمارے سامنے آیا۔ خیر اس کے ساتھ ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ وش کنیا ہے۔ کوئی تجربہ تو نہیں ہو سکا ہے لیکن جب اس کے اندر اس طرح پُراسرار قوتیں چھپی ہوئی ہیں تو کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا اور اس دن تم نے دیکھا کہ گوتم داس کی کمرشل میں پرندوں والا پروجیکٹ تھا، ہماری کوششوں سے ایک بھی پرندہ اس کے جسم پر نہ لیکن جب اس نے منہ سے کچھ پُراسرار آوازیں نکالیں تو پرندوں کے غول کے غول اس پر ٹوٹ پڑے۔ اس بارے میں کیا کہتے ہو تم...؟''

''میں نے تو ابھی تک کچھ نہیں سوچا میڈم! ویسے بات واقعی سوچنے والی ہے۔''

''میں یہ سوچ رہی تھی کہ وہ پُراسرار قوتوں والی لڑکی کہیں نحوست نہ ہو۔''

''نحوست ...؟'' حسن شاہ نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں تم دیکھو وہ ہمارے لئے کتنی الجھنوں کا باعث بن گئی ہے جبکہ ہمارا شاندار کام

ی تھا اور ہے لیکن ہم ذہنی طور پر اس کے لئے کس طرح الجھ گئے ہیں۔''

''خیر میڈم! آپ اسے نحوست نہ کہیں کہ گوتم داس جیسے سرپھرے آدمی کو کمرشل آپ کو ابھی نہیں بلکہ وہ اپنے باقی کمرشلز کے لئے ست رانی کو مخصوص کرنا چاہتا ہے اور اس کے لئے نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ہیں۔ نحوست تو اسے کہتے ہیں جب انسان کو روزگار کی ف سے مشکلات پیش آئیں۔''

کیرولین سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر بولی۔ ''یہ تو سب ٹھیک ہے لیکن میں اس کے لئے فکر ن ہوں، اب یہ دیکھو یہ بجرنگی کا مسئلہ آ پڑا، دوسری طرف تمہیں ایک بات بتاؤں حسن جیت مار کا لہجہ بھی اچھا نہیں تھا۔ ڈاکٹر شوران کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ بے قصور تھا اور لندن واپس گیا۔ یہ بھی بہت عجیب سی بات ہے، ویسے ڈاکٹر شوران کے بارے میں تصدیق ہوگئی کہ وہ واقعی لن واپس چلا گیا ہے۔''

''ہاں اس میں کوئی شک نہیں ہے اور یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ اکیلا ہی گیا ہے۔''

''اب بتاؤ کیا کریں؟''

''میڈم! کوئی اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ بس ست رانی کی سیکیورٹی بڑھائے دیتے ہیں اور اپنا نیا کمرشل شروع کر دیتے ہیں۔''

''ہاں ایسا ہی کرنا ہوگا۔'' کیرولین نے کہا۔

لیکن پھر ایک مزید الجھن بڑھ گئی۔ شام سات بجے کا وقت تھا۔ حسن شاہ اور کیرولین کوٹھی لان پر بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ ایک شاندار کار کوٹھی کے گیٹ پر آ کر رکی اور دروازے کے بعد اندر آ کر پارکنگ لاٹ پر کھڑی ہوگئی۔

یہ کار اجنبی تھی لیکن یہ حیرانی کی بات نہیں تھی کیونکہ کیرولین کے پاس بڑے بڑے پاری لوگ آتے رہتے تھے۔ البتہ جب اگلی سیٹ سے گن مین نیچے اترا اور پچھلی سیٹ سے ستیہ مار تو کیرولین اور حسن شاہ اٹھ کھڑے ہوگئے تھے۔

بہرحال ستیہ جیت کمار منسٹر تھا اور اس کی اس طرح آمد بڑی تعجب خیز تھی۔ اس کے پاس تو بڑوں سے ملنے کے لیے وقت نہیں ہوتا تھا۔ بہرحال کیرولین اور اس کے پیچھے حسن شاہ بڑھے اور انہوں نے ستیہ جیت کمار کا سواگت کیا۔

''پرائیویٹ کار میں آیا ہوں بلکہ یہ کار میری اپنی بھی نہیں ہے، ایک صنعتکار سے ضرورت کے منگوائی گئی ہے تاکہ اس سے میرا سفر خفیہ رہے۔ آپ کے اس خوبصورت لان پر بھی نہیں گا کیونکہ اپنی آمد کو دوسروں کے سامنے نہیں لانا چاہتا۔ آیئے اندر چلیں۔''

"جی آئیے۔" کیرولین اسے اپنے ڈرائنگ روم میں لے گئی۔ حسن شاہ بھی ساتھ ہی تھا۔ ستیہ جیت کمار نے بس ایک نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

ڈرائنگ روم میں کیرولین نے اسے بیٹھنے کی پیشکش کی تو ستیہ جیت کمار بولا۔

"اس سے دیویؔ جی میں صرف آپ کو یہاں چاہتا ہوں، کسی اور کو نہیں!"

"ہاں، ہاں کیوں نہیں!" کیرولین نے کہا۔ اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی حسن شاہ گردن خم کر کے باہر نکل گیا۔

"معافی چاہتا ہوں، اس بندے کو اکثر میں نے آپ کے ساتھ دیکھا ہے لیکن میں جو باتیں آپ سے کرنا چاہتا ہوں، بعد میں آپ چاہیں تو اسے بے شک بتا دیں لیکن میں کسی اور کے سامنے آپ سے دل کی وہ نہیں کر سکتا جو کرنے کے لیے میں یہاں آیا ہوں۔" ستیہ جیت کمار نے طویل تمہید باندھی۔

کیرولین ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گئی تھی۔ اسے ایک دم احساس ہوا کہ ستیہ جیت کمار یقیناً ست رانی کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہے۔ وہ سوالیہ نگاہوں سے ستیہ جیت کمار کو دیکھنے لگی تو وہ بولا۔

"آپ بھی کیا سوچیں گی کہ کیسی فضول باتیں کرنے کے لئے مجھ جیسا سنجیدہ آدمی یہاں آیا ہے لیکن ایسا ہوتا ہے، کبھی کبھی منش اس قدر کمزور ہو جاتا ہے اندر سے کہ اپنی شخصیت ہی کو بھول بیٹھتا ہے، میں نے بہت کچھ سوچا اور اس کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ سیدھے سیدھے آپ سے بات کی جائے۔"

"آپ کہئے ستیہ جیت جی! جو کہنا چاہتے ہیں، میں ایک دم پریشان سی ہو گئی ہوں۔"

"نہیں، آپ پریشان نہ ہوں، ست رانی کے بارے میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اسے ماڈل نہ بنائیں، جو کمرشل آپ نے بنایا، اسے بھی بند کر دیں، جتنا ہرجانہ ہوگا، میں آپ کو دوں گا، اس کے علاوہ اگر آپ کے من میں یہ بات ہے کہ اس ماڈل سے آپ بہت بڑی رقم کمائیں گی تو تعین کر لیجئے اس رقم کا... میں اگر خود آپ کو نہ دے سکا تو اس سے دگنی رقم کا بزنس دلوا دوں گا، یہ میرا آپ سے وعدہ ہے، آپ اسے آئندہ کسی پروڈکٹ کا ماڈل نہ بنائیں۔ چاہے آپ کو کتنی ہی آفر کیوں نہ ملے اس کے علاوہ آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ میں خاندانی جاگیردار ہوں، مازنی پور میں میری ہزاروں ایکڑ زمینیں ہیں، آپ کو زمین اور جائیداد کا شوق ہو تو آپ کی پسند کی زمین پیش کر دوں گا، آپ میری بات مان لیجئے، آپ کی مہربانی ہوگی۔"

"آپ ست رانی سے کیا کام لینا چاہتے ہیں ستیہ جیت جی.....؟"

"آپ عورت ہیں، عورت تو مرد کے دل کا حال سب سے زیادہ جانتی ہے، میں اسے

اپنے لگا ہوں، وہ مجھے چاہے نہ چاہے میں اس کی سیوا کرنا چاہتا ہوں، میں اسے اپنے من مندر کی دیوی بنانا چاہتا ہوں، آپ یوں سمجھ لیجئے کہ میں کسی بھی طور یہ پسند نہیں کروں گا کہ وہ اسکرین پر آئے، بہت سوچ سمجھ کر میں نے آپ سے یہ بات کہی ہے۔"

"وہ تو آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں ستیہ جیت کمار جی... !"

"نہیں... یہ لہجہ اختیار نہ کیجئے، میں آپ سے صرف یہ سننا چاہتا ہوں کہ ستیہ جیت کمار! آپ اگر ست رانی کو چاہتے ہیں تو اسے لے جائیے، ایک ماڈل ہی کی بات ہے نا، کوئی بات نہیں... !"

"جی!" کیرولین نے گردن جھکائی۔ ستیہ جیت کمار کے لہجے میں جو تلخی پیدا ہوئی تھی، وہ اس کا مطلب جانتی تھی لیکن سچی بات یہ ہے کہ ست رانی خود اس پر عجیب انداز میں اثر انداز ہوئی تھی اور وہ اسے اس طرح کسی کے حوالے کرنے کو بالکل تیار نہیں تھی۔ اس نے کہا۔

"آپ دیکھئے ستیہ جیت کمار! وہ لڑکی عجیب و غریب خصوصیات کی مالک ہے۔"

"میں نے کہا نا آپ اسے ہم پر چھوڑ دیں، ابھی آپ دو چار دن اسے رکھیں لیکن ایک بات ذہن نشین کر لیں کہ یہاں وہ میری امانت ہوگی، اگر آپ کہیں تو میں آپ کی کوٹھی کے چاروں طرف ... لگوا دوں، اتنی سکیورٹی کر دوں آپ کے لئے کہ کوئی ست رانی کے بدن سے اٹھنے والی خوشبو کو نہ چھو سکے، آپ کی دیوی ہے کیرولین جی۔ آپ اسے میرے ساتھ رہنے کے لیے آمادہ کر لیں۔"

"ٹھیک ہے تھوڑا سا سمے تو آپ دیں گے نا مجھے؟"

"کس لئے... ؟" ستیہ جیت کمار کے لہجے میں ایک بے کلی سی تھی۔

"مجھے اس سے انسیت ہے، میں اسے سمجھاؤں گی، آپ کے ساتھ رہنے پر آمادہ کروں گی۔"

"ہاں اس کام کے لئے اسے آپ کے پاس چھوڑا جا سکتا ہے۔" ستیہ جیت کمار نے کہا۔ "اجازت... ؟"

"اس سے جب آپ کہیں گی کہ آ جائیے ستیہ جیت کمار جی! ست رانی آپ کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہے، کھانا آپ میرے ساتھ کھائیے اور ست رانی کو لے جائیے، تب ہی... !" ستیہ جیت کمار نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

کیرولین کچھ اس ... انداز میں ... کہ اٹھ بھی نہ سکی۔ ستیہ جیت کمار ... چلتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔

کیرولین خاموشی سے بیٹھی دروازے کو تکتی رہی تھی، پھر وہ اس وقت چونکی جب حسن شاہ

نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔

"آ سکتا ہوں؟"

کیرولین نے دروازے کو دیکھا پھر آہستہ سے بولی۔ "آؤ حسن شاہ"۔

"حیران ہوں کیرولین جی! ستیہ جیت کمار جی جس طرح آئے تھے اسی طرح واپس چلے گئے۔ مجھے کچھ عجیب سا لگا، میں سامنے ہی تھا مگر انہوں نے مجھ پر نگاہ بھی نہیں ڈالی، کچھ غصے میں بھی معلوم ہوتے تھے۔"

"بیٹھو حسن شاہ! برا ہی وقت آ پڑا ہے مجھ پر... ایسا لگتا ہے کہ ست رانی اور ہمارے ستارے بالکل نہیں ملتے، وہ بدبخت ایک ایسی ذمے دار مجھ پر ڈال گیا ہے جو میرے لئے ممکن نہیں ہے، اب دو ہی باتیں ہیں کہ صبر کر لیا جائے یا پھر کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے سینکڑوں خطرے درپیش ہو جائیں۔"

"آخر معاملہ کیا ہے؟" وہ بولا۔

"وہ کہتا ہے کہ ست رانی کو ماڈل نہ بنایا جائے، آئندہ اس کا کوئی کمرشل نہ شوٹ کیا جائے اور جو کمرشل بن گیا ہے، اُسے فوری طور پر واپس لے لیا جائے، جتنا خرچا ہوگا، وہ خود برداشت کرے گا، یہ ایسی باتیں ہیں جو مجھے تباہ کرنے کے لیے کافی ہیں، گوتم داس کمرشل کبھی واپس لینا نہیں چاہے گا، چلو اس کے لئے میں یہ کر سکتی ہوں کہ ستیہ جیت کمار کو اس کے سامنے کر دوں لیکن باقی ساری باتوں کا کیا ہوگا؟"

حسن شاہ سوچ میں ڈوب گیا۔ کافی دیر تک سوچتا رہا پھر اچانک ہی اس نے مسکرا کر کہا۔

"ایک بات آپ کے علم میں ہے، کاشی ناتھ ورما اور ستیہ جیت کمار جی کے درمیان کافی چلتی ہے، الیکشن کے دور میں بھی وہ دونوں ایک دوسرے کے حریف تھے اور اس وقت بھی کاشی ناتھ ورما کا پلہ بھاری ہے اور آپ سے کاشی ناتھ ورما کے بڑے گہرے تعلقات ہیں، کیا ان تعلقات کو کیش نہیں کریں گی؟" حسن شاہ نے کہا۔ کیرولین چونک پڑی۔ وہ عجیب سی نگاہوں سے حسن شاہ کو دیکھتی رہی اور پھر آہستہ آہستہ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تم واقعی میرے بہترین مشیر ثابت ہو رہے ہو... ہاں یہ کیا جا سکتا ہے حالانکہ اس سے کافی خطرے سامنے آ جائیں گے، بڑی رازداری برتنی پڑے گی، میں کوشش کرتی ہوں حسن شاہ! واقعی شاندار تجویز ہے، میں کوشش کرتی ہوں۔"

"کرتی ہوں کیا میڈم! آپ ان سے وقت لے لیں، یہ بات منٹوں میں نہیں ہوگی، کاشی ناتھ ورما بھی وزیر ہیں لیکن بہت مصروف!"

"میرے لئے سب وقت نکال لیتے ہیں۔" کیرولین نے کہا۔

"ہاں میڈم! آپ نے اپنا کردار ہی ایسا بنایا ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔"

"میں کاشی ناتھ ورما کو فون کرتی ہوں۔" کیرولین نے کہا اور پاس رکھا ہوا موبائل فون

فون پر اس نے کاشی ناتھ ورما کے وہ نمبر ڈائل کئے جو انہوں نے بطور خاص کیرولین کو [illegible]۔ کاشی ناتھ جی ذرا مختلف قسم کے انسان تھے۔ زیادہ پرانی بات نہیں تھی، ایک پروگرام [illegible] ناتھ جی کو کیرولین کی ایک ماڈل پسند آ گئی تھی، انہوں نے بے تکلفی سے کیرولین سے اس [illegible] وقت گزارنے کی فرمائش کر ڈالی۔

کیرولین اس وقت بھی پریشان ہو گئی تھی لیکن خوش بختی تھی کہ ماڈل کی چند ہی روز کے بعد [illegible] گئی اور وہ ملک سے چلی گئی۔ کیرولین پر بات نہیں آئی اور کاشی ناتھ جی کے اس سے [illegible] بہتر رہے۔

ستیہ جیت نے جس لہجے میں کیرولین سے بات کی تھی، اس کے بعد دو ہی راستے تھے۔ [illegible] خاموشی سے ست رانی سے دستبردار ہو جائے یا پھر کاشی ناتھ کا سہارا لے۔ دو خطرناک [illegible] ایک دوسرے سے بھڑا کر اپنی جان بچانے کا یہ نسخہ بہترین تھا اس کے علاوہ ستیہ جیت کی فرمائش سب سے زیادہ تباہ کن تھی، وہ یہ کہ ست رانی کا پہلا کمرشل بند کر دیا جائے۔ اس [illegible] کیرولین کی ساری کاروباری ساکھ تباہ ہو جاتی، گوتم داس بھی معمولی آدمی نہیں تھا، وہ اگر بگڑ [illegible] کیرولین کو سخت نقصان پہنچا سکتا تھا۔

کاشی ناتھ ورما سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"اوہو! کیرولین جی... کیسی ہیں آپ؟ ہم کیسے یاد آ گئے؟"

"آپ جو سنے والی ہستی کہاں ہیں ورما جی!"

"بڑی بات ہے ہمارے لئے خوشی کی بات......!"

"سیدھی سیدھی بات کہوں، ایک پریشانی آ پڑی ہے، آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

"آپ کا یہی انداز ہمیں پسند ہے، کبھی بات گھما کر نہیں کرتیں..... بتایئے کیا بات ہے؟"

"کچھ وقت دے سکیں گے ہمیں......؟"

"فرصت ہے، رات کے کھانے پر آ جایئے۔"

"آپ کو ہمارے سویئے کی مانند کچھ چیزیں بہت پسند ہیں، کیوں نہ اسی سے شروع کیا جائے؟!"

"مطلب یہ کہ ہم آ جائیں!" ورما جی بولے۔

"چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔ جیسا حکم کریں۔" کیرولین بولی۔

"چلیں ٹھیک ہے! آپ نے رسوئیے کی بات کر کے بہت کچھ یاد دلا دیا ہے۔ ہم تو بھوکے ہو
جائیں گے۔"

کیرولین نے بہترین کھانے تیار کرائے تھے۔ حسن شاہ کی مشاورت سے کاشی ناتھ ورما
سے گفتگو کا انداز طے کیا گیا تھا۔ ست رانی ان دنوں ست کی رہتی تھی لیکن وہ کیرولین کی عزت
کرتی تھی۔ کیرولین نے اسے تیار ہونے کے لئے کہا تو اس نے گردن ہلا دی۔

پھر رات کو ٹھیک حسن شاہ اور کیرولین نے کاشی ناتھ ورما کا سواگت کیا۔ ورما جی وقت
کے پابند تھے۔ کیرولین سے مل کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا، پھر ڈرائنگ روم کے ایک صوفے
پر بیٹھ کر انہوں نے کہا۔

"ہمیں یہ تو یقین ہے کہ آپ بہترین کھانے ہمارے سامنے لائیں گی، اب جلدی
سے یہ بتائیے کہ آپ کو ہماری کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟"

کیرولین نے ورما جی کو اپنی ماڈل کے بارے میں بتایا اور پھر ستیہ جیت کماری فرمائش
بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتے ہیں کہ میرا ادارہ یا رساف ستھرا ہے، میرے کام کے ساتھ کسی برائی کا دخل
نہیں ہے، پہلی بات تو یہ کہ ستیہ جیت جی نے ایک ایسی لڑکی کی تحریر مانگی ہے جو میرے ساتھ رہتی
ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں اپنا کمرشل واپس لے لوں۔ یہ کمرشل بھی تو تم والی مہندی والا کا ہے جو خود
بھی بہت بڑے آدمی ہیں۔"

"تم ستیہ جیت کو مطلع کر دو اس سے کہو کہ تم یہ سب نہیں کر سکتیں۔" ورما جی بولے۔

"ان کا انداز دھمکی آمیز ہے۔"

"کیا... ستیہ جیت تو بہت سیدھا ہے، وہ ایسی بے وقوفی کرے گا امید تو نہیں ہے۔"

"انہوں نے مجھے دھمکی دی ہے۔ میری بچی آپ کے سوا اور کہاں ہے کاشی رام جی!"

"بات اگر اخباروں تک پہنچ جائے تو ستیہ جیت کو بڑا نقصان ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے
صرف دھمکی ہو۔"

"اور اگر دھمکی نہ ہوئی پھر بھی میرا تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا، اور کمرشل والے بھی تو مجھ پر
ہی سامنے نقصان کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔" کیرولین نے فریادی لہجے میں کہا۔

"تم نے کیا کہا... ماڈل تمہارے ساتھ رہتی ہے؟"

"ہاں... وہ میری اتفاقیہ دوست ہے، بہت حسین، بڑی انوکھی ہے۔ آپ نے نہیں

کمرشل نہیں دیکھا جس نے بڑی دھوم مچا دی ہے۔"

"اگر وہ تمہارے ساتھ رہتی ہے تو اس وقت کہاں ہے؟"

"آپ ملیں گے اس سے...؟"

"ہاں، اگر اگر مجھے بیٹے کی شادی کی مجبوری نہ ہوتی تو ضرور ملتا۔" ورما جی نے کہا اور قہقہہ لگا
کر ہنس پڑے۔

کیرولین نے حسن شاہ کو اشارہ کیا اور حسن شاہ اٹھ کر باہر نکل گیا۔ کچھ دیر کے بعد وہ ست
رانی کے ساتھ اندر داخل ہوا جس کا موڈ اس وقت حیرت انگیز طور پر خوشگوار تھا۔

کاشی ناتھ ورما نے پہلے ایک سرسری نگاہ ست رانی پر ڈالی، پھر بری طرح چونک پڑے،
وہ اسے دیر تک دیکھتے رہے اور احمقانہ انداز میں اپنی جگہ کھڑے ہو کر انہوں نے دونوں ہاتھ
جوڑ کر پرنام کیا۔

"یہ ست رانی ہیں ورما جی!"

"بھگوان کی سوگند... اندر سبھا کو صرف کہانی سمجھتا تھا مگر آج اپسرا دیکھ لی، یہ دھرتی کی
تو ہو ہی نہیں سکتیں، جے مہا دیوی... اسرے کی جیت کی اسی تھیں، جے مہا دیوی دیوی!"

"کیا کہا آپ نے ورما جی...؟" کیرولین بولی۔

"ایں... نہیں، کچھ نہیں۔"

"آپ ستیہ جیت کے بارے میں کہہ رہے تھے۔"

"پدھاریے، کشٹ نہ کیجئے... پدھاریے! آپ کے بیٹھنے سے پہلے ہم نہیں بیٹھیں گے۔"
کاشی ناتھ بالکل ہی آؤٹ ہو رہے تھے۔

ست رانی ہنس پڑی اور حسن شاہ اور کیرولین نے سکون کی سانس لی کہ ست رانی کا موڈ
ٹھیک ہے۔ وہ بیٹھ گئی تھی۔

"کون سے خلا سے آئی ہیں آپ دیوی...؟" کاشی رام براہ راست ست رانی سے
مخاطب تھے۔

"بیکانیر کی!" ست رانی نے کہا اور دوبارہ ہنس پڑی۔

لیکن کیرولین اور حسن شاہ دنگ رہ گئے تھے۔ پتہ نہیں ست رانی نے یہ نام کیوں لیا تھا لیکن
ست رانی نے ان دونوں کو پھر حیران کر دیا کیونکہ وہ کاشی ناتھ جی کے سادے سوالات کے بہت
اچھے جواب دے رہی تھی۔ ان دونوں کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ست رانی ان ساری باتوں کے
متعلق کیسے جانتی ہے؟ دوسری طرف کاشی ناتھ بھی ریشہ خطمی ہوتے جا رہے تھے۔ اب وہ

کیرولین اور حسن شاہ تو جیسے ہی گئے تھے اور براہ راست ست رانی سے باتیں کر رہے تھے پھر انہوں نے کہا۔

''آپ چنتا ہی نہ کریں کیرولین جی! مجال ہے کسی کی، جو آئی مہمان دیوی کو اس کی مرضی کے خلاف کچھ کہہ سکے، آپ بالکل چنتا نہ کریں، ست رانی جی کا معاملہ اب آپ کا نہیں، میرا ہے۔''

''تو مجھے بتائیے درما جی کہ اگر ستیہ جیت کمار کی طرف سے کوئی سندیس آئے تو میں کیا جواب دوں؟''

''اسے تسلی دیں آپ، اس سے کہیں کہ تھوڑا سے دے دو آپ کو، اس دوران میں کوئی موثر کارروائی کرتا ہوں، میں یہ بادر کرکے پھینک دوں گا ستیہ جیت کمار کو ... اتنا بڑا عہدہ رکھتا ہے اور لوگوں کو اس طرح پریشان کرتا ہے، بس آپ چنتا ہی نہ کریں۔''

کھانے کی میز پر ست رانی بھی تھی۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ کاشی ورما، ست رانی کو دیکھ کر بولے ہوئے تھے۔ کھانے کے بعد بھی وہ بہت دیر تک بیٹھے اور جب ست رانی نیند آنے کا کہہ کر بغیر کسی ... کا انتظار ... اپنی خواب گاہ کی طرف چلی گئی تو ورما جی چونکے۔ انہوں نے کہا۔

''یہ بہت مرتب انجرے، ابھی بہت سی باتیں نہیں جانتی لیکن آہستہ آہستہ جان جائے گی، آپ اس کی بڑی اچھی تربیت کر رہی ہیں، پر بیکانیر کی رہنے والی ہے، ٹھیک ہے، آگیا دیں اور چنتا نہ کریں، کوئی بات ہو تو مجھے خبر کر دیں، کوئی نہ کوئی فوری حل بھی نکالا جا سکتا ہے، اب مجھے آگیا دیجئے۔''

... انہیں باہر تک چھوڑنے آئے تھے۔ حسن شاہ بار بار اپنی پیشانی مسلنے لگتا تھا۔ کاشی ... جانے کے بعد حسن شاہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا تو کیرولین ہنس کر بولی۔ ''میرے سر میں بھی ... درد ہے۔''

''یہ بات بتائیے میڈم! یہ جو باتیں اس لڑکی نے کی ہیں ورما جی سے، کیا آپ اس کی توقع رکھتی تھیں؟''

''خواب میں بھی نہیں اور بیکانیر سے اس کا تعلق ہے۔ یہ نام اس کے ذہن میں کیسے آیا، یہ ... سب ... ہے۔ کوئی بہت بڑی گڑبڑ ہے مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے ...!'' ابھی کیرولین نے ... بات کی تھی کہ دروازے پر آہٹ ہوئی اور پھر ست رانی ہنستی ہوئی اندر آ گئی۔

''آپ لوگ بہت پریشان ہیں میرے لئے، میں سچ کہہ رہی ہوں آپ سے، یہ ساری باتیں ایسے ہی میں نے کی ہیں، میں نے ٹی وی پر ایک گانا سنا تھا جس میں ناچنے والی لڑکی بیکانیر کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی تھی کہ میں بیکانیر سے آئی ہوں اور بہت سی باتیں میں نے آپ

... سیکھی ہیں، اب تو میں ایک ایک کو خوب جان گئی ہوں، وہ جو تھے ستیہ جیت کمار جی انہوں ... کچھ باتیں ایسی ہی کی تھیں، پر مجھے کسی کی چنتا نہیں ہے، جو میرے ساتھ برا سلوک کرے ... کی موت مرا جائے گا، میں کیوں چنتا کروں، چنتا کریں وہ جو کمزور ہوں۔''

''جی خوش کر دیا تم نے ست رانی! جی خوش کر دیا۔'' حسن شاہ خوش ہو کر بولا۔

''مگر میرا جی خوش نہیں ہے بابا بجرنگی کہاں گئے، آپ لوگ انہیں بلا دیں ورنہ میں خود ان کی ... میں نکل پڑوں گی۔''

''ست رانی! ایسا نہ کرنا، تم جو کچھ بھی کرنا چاہو، جو تمہارے من میں آئے، وہ ہمیں بتانا، ہم تمہارا ساتھ دیں گے۔''

''بابا بجرنگی، رادھیکا کی تلاش میں گئے ہیں نا!''

''تمہیں معلوم ہے اس بارے میں ...؟''

''کیسی باتیں کرتے ہو تم لوگ! بجرنگی بابا سارا جیون اپنی بہن رادھیکا کے لئے تڑپتے ... رہے ہیں پر بھگوان کی سوگند اس کے لئے میں بھی ان کی مدد نہیں کر سکی، میں کہاں اسے تلاش کروں؟ میں نے بہت کوششیں کی ہیں، پر وہ نجانے سنسار میں کہاں کھو گئی ہے؟ کوئی پرندہ کوئی، ... جانور ایسی باتیں نہیں جانتا جو سنسار کے پردوں میں چھپی ہوتی ہیں، اگر رادھیکا کے ... میں کسی کو پتہ ہوتا تو وہ خود اسے تلاش کر کے مجھے پہنچا دیتا، پھر بھی میں کوشش کروں گی، ... کی تصویر تو اب میرے من میں بھی ہے اور .....!'' ست رانی جیسے خود سے باتیں کر رہی ... پھر وہ بولی۔

''آپ لوگ بالکل چنتا مت کرو جیسے بھی ہو سکے بابا بجرنگی کو تلاش کرو، میں بھی سوچتی ہوں ... تلاش کروں۔'' یہ کہہ کر وہ واپس مڑی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ حسن شاہ اور کیرولین ... دیر تک بیٹھے ایک دوسرے کی صورت دیکھتے رہے تھے۔

☆.....☆.....☆

جسل ہانپتا کانپتا ستیہ جیت کمار کے پاس پہنچا تھا۔ ستیہ جیت کمار دیر سے سونے کا عادی تھا، ... بھی وہ کچھ سرکاری کام کر رہا تھا۔ جسل ان کا بہت ہی خاص آدمی تھا اور ان دنوں ستیہ ... نے اس کو ست رانی کے سلسلے میں مصروف رکھا تھا اس لئے اس نے فوراً ہی جسل کو اپنے ... اور غور سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ...؟ کیا ست رانی کو کیرولین نے فرار کرا دیا؟''

''نہیں مہاراج! انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا، اگر ست رانی کو فرار کرانے کی کوشش کی جاتی

تو وہ کسی اور کے قبضے میں نہیں جنسل کے قبضے میں آتی۔"

"مجھے یقین ہے اس بات کا... پر خبر کیا ہے اور اس سے تمہارا آنا کیسے ہوا؟"

"کیرولین بہت چالاک ہے مہاراج! بہت ہی چالاک ہے، کاشی ناتھ ورما جی، کیرولین کی کوٹھی گئے تھے اور کئی گھنٹے وہاں رہ کر واپس آئے تھے۔"

"کاشی ناتھ ورما...!" ستیہ جیت کمار اچھل پڑا۔

"کیا سرکاری گاڑی میں گئے تھے؟"

"نہیں پرائیویٹ میں، اگر ہم لوگ ہوشیار نہ ہوتے تو ہمیں پتہ ہی نہ چلتا کہ پرائیویٹ گاڑی میں کون آیا تھا اور کون چلا گیا۔"

"تمہیں یقین ہے کہ ست رانی، کاشی ناتھ ورما کے ساتھ کہیں چلی گئی؟"

"نہیں مہاراج! جنسل اتنی کچی گولیاں کھیلے ہوئے نہیں ہے، پورا اطمینان کر لیا گیا ہے کہ کاشی ناتھ ورما اکیلے ہی آئے تھے اور اکیلے ہی گئے۔"

"ہوں...! کیرولین کی شناسائیاں بے شک ہیں بڑے بڑے لوگوں سے لیکن وہ کاشی ناتھ ورما کا سہارا لے لی، یہ ہم نے کبھی نہیں سوچا تھا۔"

"یہ بات سمجھ نہیں آئی مہاراج کہ ہو سکتا ہے کیرولین نے ست رانی کے سلسلے میں کاشی ناتھ ورما جی کا سہارا لے لیا ہو۔"

"جنسل...! ستیہ جیت کمار کی چھٹی حس بڑی مشہور ہے، وہ جس چیز کے بارے میں غور کر لیتا ہے... سو فیصد ٹھیک نکلتی ہے، بھلا اس طرح کاشی ناتھ جی کا وہاں آنا اور اس طرح وہاں سے جانا کیا معنی رکھتا ہے، مجھے یقین ہے کہ یہ ملاقات ست رانی کے سلسلے میں ہی ہوئی ہوگی۔ بیٹے تجھے میں ایک بات بتاؤں، بھگوان میرے کام آسان کرتا چلا جا رہا ہے۔" ستیہ جیت کمار بے اختیار مسکرا دیا اور جنسل اس کی صورت دیکھنے لگا۔

"کچھ بتائیے مہاراج...؟"

"یار! تجھے معلوم ہے ڈاکٹر شوراج میرا سالا کوئی معمولی ڈاکٹر نہیں ہے، اس کے علاوہ میں ایک اور چکر میں کام کر رہا ہوں، مجھے پتہ چل گیا ہے کہ گرچرن سنگھ جو بہارن پور کا ایک بڑا جاگیردار ہے، اپنے بھائی کو خوب چاہتا تھا اور یہ بھائی زہر خورانی کی وجہ سے مرا، ڈاکٹر شوراج بتاتا ہے کہ اسے گرچرن سنگھ نے بھاری معاوضے سے لندن سے بلایا تھا، اس کے بھائی نے جان توڑ کر مرض لیا تھا اور اس کی کیا کیسی کے ساتھ زہر بیچ کر سے جھڑتے تھے، ڈاکٹر شوراج کے آنے سے پہلے ست رانی وہاں پہنچ گئی اور اس کا جھوٹا پانی پینے سے گرچرن سنگھ کا بھائی ٹھیک ہو گیا، ڈاکٹر شوراج نے

مطابق اس کے بدن کا زہر ست رانی کے بدن کے زہر کے آگے پیچھے پڑ گیا لیکن پھر گرچرن سنگھ کے بھائی نے دوبارہ یعنی ٹھیک ہونے کے بعد ست رانی کا جھوٹا پانی پیا تو گل سڑ کر رہ گیا چونکہ اس کے شریر میں وش نہیں تھا اس لئے وہ ست رانی کے وش کا شکار ہو گیا۔ جنسل! ہمیں اسی ست رانی کی ضرورت ہے کہ ہم اس کا وش اپنے دشمنوں کے شریر میں اتار دیں اور بھگوان کی کرپا سے بڑا کام ہوا ہے اس سے... ارے ہاہا! ہمارا سب سے پہلا ٹارگٹ تو کاشی ناتھ ورما ہی ہیں۔ معلوم ہے کہ اگلے الیکشن میں بھی وہی ہمارا سب سے بڑا حریف ہوگا اور ہمیں اس کا سامنا کرنا پڑے گا، ہمارے ارد گرد پھیلے ہوئے لوگ بتاتے ہیں کہ کاشی ناتھ ورما نے ہمارے خلاف زبردست محاذ بنایا ہے اور کافی کامیابی سے جھنڈے گاڑ رہا ہے، اگر وش کنیا کے سلسلے میں کوئی مدد لی جا رہی ہے تو ہم بیچاری کیرولین کا راستہ بالکل نہیں روکیں گے بلکہ کچھ اور ہی کریں گے، ارے واہ... سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے... جنسل! بھگوان ہماری مدد کر رہا ہے، اب یہ کرتے ہیں کہ کیرولین کو ذرا جلدی جلدی ٹھوکتے رہتے ہیں اور ایسا انداز اختیار کرتے ہیں کہ وہ ست رانی کو جس طرح بھی بن پڑے، کاشی ناتھ ورما کی پناہ میں دینے کی کوشش کرے، بڑا کام ہو گیا جنسل، یہ تو بڑا زبردست کام ہو گیا، مزہ آ جائے گا، ارے واہ...!" ستیہ جیت کمار ضرورت سے زیادہ ہی خوش نظر آ رہا تھا۔

"آپ کے لئے کیا حکم ہے مہاراج! آپ بتائیے۔"

"ٹھنڈ رکھ جنسل! ٹھنڈا کر کے کھا، چار چھ دن تو لگ جائیں گے، پر بڑے کام میں دیر لگتی ہی ہے اس کے بعد دیکھ لیں گے ہمیں کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا۔"

جنسل گردن ہلانے لگا تھا پھر اس نے کہا۔ "میرے لئے کیا حکم ہے مہاراج! کیا ست رانی پر نگاہ رکھی جائے؟"

"ارے اب تو اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے اور ہوشیاری سے کیرولین کو شبہ نہیں ہونا چاہیے، دوسرا معاملہ بھی آ گیا ہے، کاشی ناتھ جی، کیرولین کے ساتھ پورا تعاون کریں گے کیونکہ بہت زیرک آدمی ہیں اور یقیناً ست رانی کو دیکھ کر آئے ہوں گے، مزہ آ گیا۔" ستیہ جیت کمار گنگنایا اور جنسل بھی بے وقوفوں کے انداز میں ان کے ساتھ ہنسنے لگا۔

☆....☆....☆

حالانکہ کاشی ناتھ ورما اچھی خاصی عمر کے آدمی تھے لیکن بری عادتیں عقل خبط کر دیتی ہیں، جب سے ست رانی سے ملے تھے، باؤلے ہو گئے تھے، بار بار کیرولین کو فون کرتے تھے، دو بار اس کو کیرولین کی کوٹھی پر آ چکے تھے، ست رانی کے لئے بیش قیمت تحفے لائے تھے۔

دلچسپ بات یہ تھی کہ ست رانی بھی ان کے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آتی تھی۔ جو ہیروں کا ہار ست رانی نے ان کے سامنے پہن کر دیکھا تھا تو وہ نہال ہو گئے تھے، البتہ ستیہ جیت ان کی نسبت کافی ہوشیار تھا، اس نے شاید اپنا منصوبہ بدل دیا تھا۔ اس دوران اس نے صرف دو بار کیرولین کو فون کیا تھا۔ دوسری بار اس نے کہا تھا۔

"آپ سمجھدار ہیں کیرولین جی! میں ان دنوں مصروف ہوں لیکن مجھے امید ہے کہ آپ میرا کام کر رہی ہوں گی، خیال رکھیں اب وہ آپ کے پاس صرف میری امانت ہے۔ بہت جلد میں اسے آپ کے پاس سے لے جاؤں گا، میری طرف سے اس کا ذہن خراب نہ کریں، آپ کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔"

وہ جسل کے ذریعے کیرولین کے گھر ہونے والے ہر عمل سے واقف تھا اور کوئی بہتر ترکیب سوچ رہا تھا۔ پھر اس شام اس نے جسل کو بلایا اور بولا۔ "ہاں جسل! میرے خیال میں آج پروگرام کے پہلے حصے پر کام کر لیتے ہیں۔"

"حکم کریں مہاراج!" جسل نے کہا اور ستیہ جیت اسے دیر تک اپنے منصوبے کی تفصیل بتاتا رہا۔

☆.....☆.....☆

معمول کے مطابق حسن شاد اور کیرولین دیر تک لان پر بیٹھے باتیں کرتے رہے تھے۔ کیرولین پرانی ماڈلز کے ساتھ کوئی کمرشل شوٹ کرنے کے لئے تیار تھی، اسی کے بارے میں بات ہوتی رہی تھی۔ ست رانی کچھ وقت ان کے ساتھ رہی پھر اپنے کمرے میں چلی گئی، حسن شاد اور کیرولین بھی آرام کرنے چلے گئے۔ گیٹ پر ایک چوکیدار کی ڈیوٹی ہوتی تھی، کئی ملازم تھے جو سرونٹ کوارٹروں میں ہوتے تھے۔

رات کو دو بجے کے قریب گیٹ پر ایک جیپ آ کر رکی اور چوکیدار چونک کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے گیٹ میں بنا چوکور خانہ کھولا اور باہر جھانکنے کی کوشش کی لیکن جونہی خانہ کھلا، سائلنسر لگے ریوالور سے چلنے والی گولی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی میں داخل ہو گئی۔ چوکیدار کو آواز نکالنے کا موقع بھی نہیں ملا وہ زمین پر گر پڑا۔

اسی وقت جیپ سے اترنے والے سائے گیٹ پر چڑھ کر اندر کود گئے۔ انہوں نے گیٹ کھول دیا اور جیپ اندر داخل ہوئی لیکن اسے گیٹ کے پاس ہی روک دیا گیا۔ جیپ میں آنے والوں کی تعداد پانچ تھی۔ ان میں سے چار ملازموں کے کوارٹروں کی طرف چلے گئے، انہوں نے وہاں جا کر تمام کوارٹروں کے دروازوں کو باہر سے بند کر دیا۔ پھر وہ مسلح افراد کوارٹروں کے سامنے

[illegible] گئے۔ باقی چار عمارت کی طرف چل پڑے۔ عمارت کا بیرونی دروازہ اندر سے بند [illegible] انہیں اندر جانے میں دقت نہیں ہوئی۔

مدھم روشنیاں جل رہی تھیں۔ وہ بے آواز چلتے ہوئے کمروں کے قریب ہو کر اندر جھانکنے لگے، پھر انہیں کیرولین کی خواب گاہ نظر آ گئی۔ کیرولین بے خوف سی عورت تھی۔ کبھی دروازہ بند کر کے نہیں سوتی تھی، چنانچہ دو لوگ آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔

"کیا خیال ہے سر! اسے جگائیں؟" ایک شخص نے دبی آواز میں کہا۔

"کیوں... کیا اس سے اس کے حسب نسب کے بارے میں پوچھو گے [illegible] کی کہانی نہ سنا دے گی مورکھ...!" دوسرے آدمی نے زہریلے لہجے میں کہا۔

"یس سر...!" پہلے آدمی نے کہا اور سائلنسر لگے ریوالور کی نال کیرولین کی پیشانی پر رکھ کر تین بار ٹریگر دبا دیا۔ کیرولین کے جسم نے بس چند جھٹکے لئے اور ساکت ہو گیا۔

اس کام سے فراغت حاصل کر کے وہ کمرے سے باہر نکل آئے اور پھر حسن شاد کے ساتھ بھی یہی عمل دہرایا گیا۔

ست رانی کا کمرہ بھی انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ اس کا دروازہ انہوں نے باہر سے بند کر دیا اور پھر دوسرے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ اب وہ بے خوف ہو گئے تھے، چنانچہ بڑے اطمینان سے الماریاں توڑی گئیں، زیورات اور دوسری چیزیں نکالی گئیں، بہت سی قیمتی اشیاء بھی قبضے میں لے لی گئیں۔

پھر ست رانی کے کمرے کا دروازہ کھول دیا گیا، اس کے بعد باہر آ کر نوکروں کے کمروں کے دروازے بھی کھول دیئے گئے۔ ان بے چاروں کو اندر ہونے والی قیامت کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہو سکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد جیپ اسٹارٹ ہو کر گیٹ سے باہر نکل گئی۔

☆.....☆.....☆

کیرولین کے ملازموں کو صبح ہی اس واردات کا پتہ چلا تھا۔ سب سے پہلے گیٹ کے پاس پڑی چوکیدار کی لاش دیکھی گئی تھی۔ ایک ملازم کو یہ چوکیدار نظر آیا تھا۔ وہ حیرانی سے چوکیدار کے پاس پہنچ گیا اور اس نے شور مچا دیا تھا۔

"خون خون" کی آوازیں کر باقی ملازمین بھی اپنے اپنے کوارٹروں سے نکل آئے تھے۔ واردات کرنے والے دروازے کھول گئے تھے۔ ست رانی دیر سے اٹھنے کی عادی ہو گئی تھی چنانچہ اسے صورتحال کا پتہ نہیں چل سکا تھا۔ ملازموں کے ہنگامے پر وہ بھی باہر نکل آئی۔

ملازم، چوکیدار کے خون کی اطلاع دینے کے لئے اندر بھاگے تھے۔ کیرولین کا دروازہ پیٹنے کی کوشش کی گئی تو وہ کھلا ہوا ملا اور کچھ ہی دیر میں پتہ چل گیا کہ کیرولین کو بھی قتل کر دیا گیا ہے۔ حسن شاہ کے بارے میں بھی فوراً ہی ملازموں کو معلوم ہو گیا تھا۔ ایک ملازم پولیس کو خبر کرنے کے لیے دوڑ گیا۔ ست رانی بھی باہر نکل آئی تھی اور خاموشی سے اپنے کمرے کے سامنے کھڑی ملازموں کی بھاگ دوڑ دیکھ رہی تھی۔

ایک ملازم نے اسے بتایا۔

"چھوٹی میم.....میڈم کو قتل کر دیا گیا، شاہ جی کو بھی مار دیا گیا۔"

ست رانی نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگی۔ پھر آہستہ قدموں سے آگے بڑھی اور کیرولین کے کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ حیران نگاہوں سے کیرولین کی لاش دیکھ رہی تھی۔ پاس پڑوس کے کچھ لوگ بھی آ گئے۔ معزز اور صاحب اختیار لوگوں کی آبادی تھی۔ کیرولین کا بزنس کچھ بھی تھا لیکن اس کی ساکھ بہت اچھی تھی۔ کبھی اس کے نام کے ساتھ کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی تھی جو کسی کے لئے قابل اعتراض ہوتی۔ کچھ معزز لوگوں نے اپنے طور پر بھی پولیس کو فون کیے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک بڑا مجمع لگ گیا۔

بڑی بڑی گاڑیاں آ کر رکنے لگیں۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے جن کا کیرولین سے صرف کاروباری تعلق تھا۔ ملازم جانتے تھے کہ میڈم کے کس کس سے تعلقات ہیں؟ کیرولین کی موت

کے بارے میں ان لوگوں کو بتانا بہت ضروری تھا۔ پولیس کا ایک بہت بڑا آفیسر رگھبیر سنگھ ساگا بھی آ گیا تھا اور اس نے پوری کوٹھی کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ غیر متعلق لوگوں سے استدعا کی گئی تھی کہ پولیس کے کام میں مداخلت نہ کریں۔

ملازموں کو فوراً ہی حراست میں لے لیا گیا تھا۔ رگھبیر سنگھ ساگا کے ساتھ تھانے کے انچارج ایس پی بھی تھے۔ ملازموں سے بیانات لئے جانے لگے۔ لاشوں کو تحویل میں لے لیا گیا۔

پولیس کی نگرانی میں لاشوں کے فوٹو گراف اور انگلیوں کے پرنٹس وغیرہ لئے جانے لگے۔ ملازموں سے معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ ایسی کوئی خاص بات نہیں تھی جو قابل ذکر ہو۔ سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔ سارے کام سرانجام دینے کے بعد ملازم اپنے اپنے کوارٹروں میں چلے گئے تھے۔ انہیں بالکل علم نہیں ہو سکا تھا کہ یہ واردات کب اور کس طرح ہوئی۔

تلاشی لینے کے بعد یہ بات سامنے آ گئی کہ یہ ڈاکہ زنی کی واردات ہے اور اس ڈاکہ زنی کو چھپانے جانے کے خدشے کے تحت کیرولین اور حسن شاہ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تجوریاں خالی پڑی تھیں۔ بہت سی قیمتی اشیاء غائب تھیں۔

اس کے بعد رگھبیر سنگھ ساگا نے ست رانی کی جانب رخ کیا اور ایک ملازم سے پوچھا۔

"یہ لڑکی کون ہے؟"

"مہاراج یہ ست رانی ہیں۔"

"سات ریاستوں کی رانی۔" ساگا جی نے اپنے طور پر مذاق کرنے کی کوشش فرمائی۔

"نہیں مہاراج ست رانی۔"

"میں نے تم سے پوچھا تھا کہ یہ کون ہے؟"

"یہ کیرولین جی کی منہ بولی بیٹی ہیں، ان کی ماڈل بھی ہیں، یہیں رہتی ہیں وہ ان کا تیسرا ماڈل ہے۔"

"اچھا..... ویری گڈ تو آپ ماڈل ہیں، خیر شکل سے تو واقعی سات ریاستوں کی رانی ہی لگتی ہیں۔ ست رانی کے علاوہ اور کیا نام ہے آپ کا؟" رگھبیر سنگھ نے ست رانی کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا لیکن ست رانی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"میں نے پوچھا کہ اس کے علاوہ بھی کوئی نام ہے آپ کا، کیا کیرولین جی نے آپ کا یہ نام رکھا ہے۔"

ست رانی نے اب بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ خاموش کھڑی ہوئی تھی۔ رگھبیر سنگھ نے ماتحت ایس پی کی طرف دیکھا اور بولا۔

"ذرا معلوم کرو کیا یہ لڑکی گونگی ہے یا بہری ہے۔ میرے سوال اس کے کانوں تک نہیں پہنچ رہے۔" ایس پی نے ست رانی کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مگر تم سے سوال کر رہے ہیں انہیں جواب دو۔"

"مجھے کچھ نہیں معلوم۔" ست رانی نے کہا اور مڑ کر اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔

ایس پی نے رگھبیر سنگھ کی طرف دیکھا۔ رگھبیر سنگھ غصے سے بل کھا رہا تھا۔ اس نے ایس پی سے کہا۔ "اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈال لو، لے جاؤ اسے۔"

دونوں ایس پی آگے بڑھے اور انہوں نے ست رانی کو دونوں طرف بازوؤں سے پکڑ لیا۔ ست رانی نے ایک نگاہ ایس پی کی طرف ڈالی اور نظریں جھکا لیں۔ دوسرا ایس پی اسے آگے دھکیل رہا تھا۔ کچھ دیر کے بعد ست رانی کو پولیس کی گاڑی میں بٹھا دیا گیا اور پولیس والے مزید جگہوں کا جائزہ لینے لگے۔

کافی دیر کی کاوش کے بعد رگھبیر نے پولیس افسران کو ہدایات جاری کیں اور اس کے بعد واپس چل پڑا۔ ست رانی کو پولیس ہیڈ آفس میں لے جایا گیا تھا، وہ خاموش تھی اس کی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں۔

اس کیس کو ڈاکہ زنی کا کیس قرار دیا گیا تھا اور پولیس کے بہت سے افراد تفتیشی کام کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔ یہ اطلاع جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ کیرولین بہر حال ایک معزز شخصیت تھی۔

ستیہ جیت سے تو رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا کسی کا لیکن کاشی ناتھ ورما کو کیرولین اور حسن شاہ کے قتل کی خبر مل گئی اور ورما بے چین ہو گیا۔ اس نے اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ کیرولین کے ہاں ڈاکہ زنی کی واردات ہوئی ہے اور شاید مزاحمت کی کوشش کرتے ہوئے کیرولین اور حسن شاہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے۔ کاشی ناتھ ورما نے خاص طور سے ست رانی کے بارے میں معلومات حاصل کرانے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ ست رانی پولیس ہیڈ کوارٹر میں رگھبیر ناتھ کی قید میں ہے۔

کاشی ناتھ ورما کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے فوراً ہی اپنے پی اے کے ذریعے رگھبیر ناتھ ساگا سے بات کرانے کا حکم دیا۔

رابطہ قائم ہونے پر اس نے کہا۔ "رگھبیر ناتھ! میں منسٹر کاشی ناتھ بول رہا ہوں۔"

"یس سر، یس سر۔"

"کیرولین اور حسن شاہ کے قتل کی اطلاع مجھے مل چکی ہے، جس لڑکی کو تم ان کے گھر سے گرفتار

کیا گیا ہے اسے فوراً میرے پاس میرے گھر پہنچا دو، اس سے میرا گہرا رابطہ ہے۔"

"سر وہ...."

"رگھبیر ناتھ! باقی ساری باتیں یہاں آ کر کرنا، جتنے اہم کام ہوں سب چھوڑ دو کہاں رکھا ہے اسے، کیا لاک اپ میں؟"

"جی سر، وہ اصل میں......"

"فوراً نکلوا لو اسے اور لے کر میرے پاس آ جاؤ، میں انتظار کر رہا ہوں اور جانتے ہو کہ دیر کا نتیجہ کیا نکلے گا؟"

"یس سر، جانتا ہوں، میں اسے لے کر آ رہا ہوں۔" رگھبیر ناتھ ساگا نے کہا اور اس کے بعد کاشی ناتھ نے فون بند کر دیا۔

وہ گہرے غور و فکر میں ڈوب گیا تھا اور پھر اچانک اسے کیرولین کے الفاظ یاد آئے۔ کیرولین نے اسے کچھ ایسی باتیں بتائی تھیں جن کا تعلق ستیہ جیت کمار سے تھا۔ کیرولین نے کہا تھا کہ ستیہ جیت کمار نے ست رانی کو مانگا ہے اور کیرولین کو دھمکیاں دی ہیں کہ اگر اس نے ستیہ جیت کی بات نہ مانی تو وہ اسے برباد کر دے گا۔ اچانک ہی کاشی ناتھ ورما کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس کے منہ سے نکلا۔

"ارے ایک تیر سے دو شکار ہو گئے۔ مزہ آ جائے گا اور ہو بھی سکتا ہے کہ یہ کیا دھرا ستیہ جیت کا ہو۔ زبردست، اگر ستیہ جیت نے ایسا کیا نہیں ہے تب بھی اخبارات کے لئے یہ کہانی دلچسپ ہوگی کہ مہاراج ستیہ جیت کمار ایک لڑکی پر عاشق ہو گئے اور انہوں نے ڈاکے کا ناٹک رچا کر کیرولین اور حسن شاہ کو راستے سے ہٹا دیا۔ مزہ آ جائے گا۔ جان بچانا مشکل ہو جائے گی ان لوگوں کو۔"

بہر حال وہ انتظار کرتے رہے اور کچھ دیر کے بعد اطلاع ملی کہ پولیس کمشنر رگھبیر ساگا آئے ہیں۔ کاشی ناتھ ورما نے اسے ڈرائنگ روم میں بٹھایا۔ انہوں نے ملازم سے معلوم کر لیا تھا کہ ست رانی بھی اس کے ساتھ ہے۔ کچھ دیر کے بعد وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئے۔ رگھبیر سنگھ نے کھڑے ہو کر انہیں پرنام کیا۔ ست رانی اسی طرح بیٹھی رہی اس کا چہرہ سپاٹ تھا اور وہ بے تعلق نظر آ رہی تھی۔

"بیٹھئے ساگا جی۔ کیسے ہیں آپ؟ کیرولین کے قتل کا ہمیں افسوس ہے۔ بڑی اچھی عورت تھی، ہمارے بہت گہرے تعلقات تھے اس سے۔ افسوس تھوڑی سی غلطی ہم سے بھی ہوئی۔ خیر آپ ہمیں اس قتل کی تفصیل بتائیے۔"

''ڈاکہ زنی کی واردات ہے ورما جی، شاید وہ مزاحمت کرتے ہوئے ماری گئیں۔''

''ہمیں شبہ ہے۔'' کاشی ناتھ جی نے کہا۔

رگھبیر ناتھ چونک پڑا پھر بولا۔

''سمجھا نہیں سر.....؟''

''سمجھ میں گے، سمجھائیں گے۔ آپ تفتیش تو کر رہے ہونا!''

''جی سر...''

''اصل میں کیرولین بے چاری کچھ عرصے سے پریشان تھی، اسے اپنی زندگی کا خطرہ تھا۔ یہ لڑکی صرف اس کی ماڈل نہیں بلکہ منہ بولی بیٹی بھی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ کاشی ناتھ جی..... ہوسکتا ہے میں جیتی نہ رہ سکوں۔ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ اگر مجھے کچھ ہوجائے تو اس لڑکی کو آپ اپنی پناہ میں لے لیں گے اس کا خدشہ ٹھیک نکلا۔''

''آپ کے خیال میں یہ صرف ڈاکہ زنی کی واردات نہیں ہے؟'' رگھبیر سنگھ نے پریشانی سے پوچھا۔

''دعویٰ کیسے کرسکتا ہوں۔ یہ تو آپ ہی مجھے بتائیں گے، البتہ ست رانی کو آپ میرے پاس چھوڑ دیں، میں اس کی ہر طرح سے ضمانت لیتا ہوں۔''

''جی... جیسا آپ پسند کریں۔'' ساکا جی نے گردن خم کر کے کہا۔ ست رانی اس پوری گفتگو کے دوران لاتعلق رہی تھی۔ رگھبیر سنگھ جب اسے چھوڑ کر چلا گیا تو بھی اس نے کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔

کاشی ناتھ نے ست رانی کو دیکھ کر کہا۔ ''یہ آپ کا گھر ہے دیوی جی۔ آپ کو یہاں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔''

☆......☆......☆

ستیہ جیت کمار کو ساری رپورٹس مل رہی تھیں۔ وہ خوش تھا۔ خالص سیاسی آدمی تھا۔ کسی کی زندگی، موت اس کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی، اپنے مفادات کے لئے نہ جانے کیا کچھ کر چکا تھا۔ کیرولین بے شک زمانہ ساز تھی لیکن اس طرح کے جوڑ توڑ نہیں جانتی تھی۔ ستیہ جیت کی بات مان لیتی تو کھیل ہی بدل جاتا لیکن اس نے اپنے دفاع کی کوشش کی اور زندگی کھو بیٹھی۔

اس وقت بھی جسپل کی آمد کی خبر سن کر ستیہ جیت نے اسے اپنے کمرہ خاص میں بلوا لیا۔ جسپل نے آکر ستیہ جیت کے پاؤں چھوئے تھے۔

''ہاں جسپل، کیا خبر ہے؟''

''وہ کاشی ناتھ ورما کی کوٹھی پہنچ چکی ہے۔''

''کیسے...؟''

''پولیس کمشنر رگھبیر سنگھ ساتھ خود اسے لے کر کاشی ناتھ کی کوٹھی پہنچا ہے اور پھر اکیلا واپس آیا ہے۔''

''کام جلدی جلدی ہو رہے ہیں جسپل، ہم اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ ہمارا خیال تھا اس کام میں کافی سمے لگے گا، یہ بڑی اچھی بات ہے۔ اب دیکھو کب ہمیں کاشی ناتھ جی کے گھر میں کوئی اچھی خبر ملتی ہے۔''

''جی مہاراج!'' جسپل نے عاجزی سے کہا۔

''ہاں جسپل، کیرولین کی تجوریوں سے جو کچھ ملا ہے اس کا تم نے کیا کیا۔''

''سب کچھ بیتھو رام جی کے پاس جمع کرا دیا ہے۔''

''ٹھیک ہے، ہم خزانچی صاحب سے کہہ دیتے ہیں کہ آدھا وہ تمہیں دے دیں، تم اس سمے جس طرح چاہو اپنے آدمیوں کو حصہ دینا۔''

''جی مہاراج۔ آپ ہی کا دیا کھاتے ہیں۔''

''اور کوئی کام ہے ہم سے۔''

''نہیں مہاراج، بس یہی خبر دینے آئے تھے۔'' جسپل نے کہا اور دونوں ہاتھ جوڑ کر جھکا اور باہر نکل گیا۔

☆......☆......☆

کاشی ناتھ نے دو دن انتظار کیا۔ ست رانی کے لئے انہوں نے زبردست انتظامات کئے اور اسے واقعی رانیوں کی طرح رکھا تھا۔ ست رانی بھی خوش نظر آتی تھی۔ اس نے ایک بار بھی کیرولین یا حسن شاہ کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔

اس وقت کاشی ناتھ جی اپنی کوٹھی کی کھلی چھت پر اس کے سامنے بیٹھے تھے۔ انہوں نے نیا لباس پہنا ہوا تھا، بہترین خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ اپنی سج دھج سے وہ اپنی عمر سے پندرہ سال کم نظر آ رہے تھے۔ ست رانی بھی ایک خوبصورت لباس میں تھی یہ قیمتی لباس کاشی ناتھ جی نے اسے مہیا کئے تھے۔

''آپ یہاں خوش ہیں رانی جی؟'' کاشی ناتھ نے کہا۔

''پتہ نہیں!''

''میرا مطلب ہے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔''

"نہیں!"

"آپ دونوں سے میری مہمان ہیں مگر آپ نے ابھی تک اپنے من کی کوئی بات نہیں کی۔"

"میرے من میں کوئی بات نہیں ہے۔"

"آپ کو کیرولین جی کی موت کا دکھ ہے؟" کاشی ناتھ نے پوچھا۔

ست رانی سوچ میں ڈوب گئی، پھر بولی۔

"نہیں۔"

کاشی ناتھ حیران رہ گیا۔ اس نے ست رانی کو تعجب سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں...؟ میرا مطلب ہے کیا آپ کے ساتھ اس کا رویہ اچھا نہیں تھا؟"

ست رانی گہری سانس لے کر بولی۔ "میں آپ کو بتاؤں۔ مجھے دکھ، تکلیف یا خوشی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ میں نے بابا بجرنگی کے ساتھ سنسار دیکھا، بابا بجرنگی نے جو کچھ کہا سنا۔ جتنا اس نے مجھے بتایا بس میں اتنا جانتی ہوں اور کچھ نہیں۔"

"ارے... یہ بابا بجرنگی کون ہے اور کہاں ہے۔ مجھے تو اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"میں... بس بابا بجرنگی کے ساتھ ہی سے بتاتی رہی ہوں۔ ہم جہاں تھے وہاں سے نکلنے کے بعد نجانے کہاں کہاں گئے۔ جو کچھ کیا بابا بجرنگی نے ہی کیا اور پھر وہ کھو گیا۔ میں اس کا انتظار کر رہی ہوں۔ وہ آ جائے تو مجھے بتا دے گا کہ اب کیا کرنا ہے۔ کیرولین اور حسن شاہ بہت اچھے تھے، انہوں نے میرا خیال کیا۔ آپ بھی بہت اچھے ہو۔ کیرولین اور حسن شاہ کے ساتھ جو کچھ ہوا مجھے نہیں معلوم کیوں ہوا؟ سنسار کے باسیوں کے بارے میں ابھی مجھے سب کچھ نہیں معلوم میں انہیں جان رہی ہوں۔ جان گئی تو سوچوں گی کہ دکھ کیا ہوتا ہے۔ تکلیف کیا ہوتی ہے، ابھی تو سب کچھ سیکھ رہی ہوں۔"

کاشی ناتھ ایک لمحے کے لئے گم صم ہو گیا تھا۔ ست رانی کا حسن دیکھ کر اس نے اسے اپسرا کہا تھا۔ کہیں سچ مچ ہی وہ آکاش سے اتری ہوئی کوئی اپسرا تو نہیں ہے۔ اس کے حسن میں جو خاص بات تھی وہ یہی تھی کہ وہ سنسار میں انوکھی لگتی تھی۔ کچھ دیر تک وہ خاموشی سے اسے دیکھتے رہے۔ پھر اپنے موڈ میں واپس آ گئے۔

"ست رانی! تم مجھے بہت اچھی لگتی ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ جیون بھر میں تمہارے ساتھ رہوں۔ تمہارے بجرنگی بابا کھو گئے ہیں۔ وہ مل جائیں گے۔ میں کیرولین جی کے نوکروں سے معلومات حاصل کروں گا کہ کیرولین نے بجرنگی بابا کو کہاں بھیجا ہے؟ وہ جہاں بھی گئے ہیں میں انہیں وہاں سے بلوا لوں گا۔ ست رانی میں تمہارے من میں جگہ چاہتا ہوں۔ تم اپنے من میں

لئے جگہ بناؤ۔ الیکشن آنے والے ہیں۔ اگر میں یہ الیکشن جیت گیا تو چیف منسٹر بن جاؤں گا۔ ست رانی تم ہندوستان کی بہت بڑی شخصیت بن جاؤ گی۔ میں تمہیں سارے سنسار کا دورہ کراؤں گا۔ بس تم مجھے اپنے دل میں جگہ دے دو۔"

ست رانی نے حیران نگاہوں سے کاشی ناتھ کو دیکھا پھر بولی۔

"بہت سی باتیں ایسی ہیں جو میری سمجھ میں نہیں آتیں۔ من میں جگہ کیسی دی جاتی ہے، مجھے اس بارے میں بتا دیجئے ورنہ میں خود سوچوں گی۔"

"ہرے رام، تم تو سچ مچ آکاش سے اتری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔" کاشی ناتھ جی خوش ہوتے ہوئے بولے۔

اب تک کی باتوں سے انہوں نے محسوس کیا تھا کہ ست رانی نے ان کے لئے ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا تھا البتہ یہ ضرور سوچا تھا انہوں نے کہ کوئی ایسا عمل نہیں کریں گے جس سے ست رانی ناراض ہو۔ اس رات وہ اسی کے بارے میں سوچتے رہے تھے۔ پھر انہیں دوسرے دن ستیہ جیت کمار کا خیال آیا اور انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ستیہ جیت کمار کو انہوں نے فون کیا تھا اور ستیہ جیت کمار نے جو اس فون کا انتظار ہی کر رہا تھا فوراً ہی فون ریسیو کر لیا۔

"مہاراج، آج ہم کیسے یاد آ گئے؟"

"آپ کو بھولتا کون ہے ستیہ جیت جی۔ آپ تو ہمارے ان دوستوں میں سے ہیں جن کا ہر وقت من میں رہتا ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ اس خیال کے ساتھ اپنی حفاظت بھی کرنی ہے۔" کاشی ناتھ نے کہا اور زور سے ہنس پڑے۔

"اچھے دوست ہیں آپ کاشی ناتھ جی۔"

"رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھالیں کیسا رہے گا؟"

"دوست ہیں، انکار کیسے کر سکتے ہیں۔ پر ذرا خیال رکھئے گا، ہر نوالہ آپ کو پہلے چکھنا ہو گا۔" ستیہ جیت کمار بولا۔

کاشی ناتھ ہنس پڑے پھر انہوں نے کہا۔ "نہیں ستیہ جیت مہاراج، اب بلاوجہ ہی وزیر نہیں بن گئے ہیں، اتنی راجنیتی تو آتی ہے کہ اگر دشمن کو مارنا ہو تو اپنے گھر پر نہ مارا جائے تاکہ شبہ نہ آ جائے اور پھر آپ ہمارے دشمن تو نہیں ہیں، دوست ہیں گہرے دوست ہیں۔" کاشی ناتھ نے کہا۔

ستیہ جیت ہنسنے لگا، پھر بولا۔ "آپ اتنے پریم سے بلا رہے ہیں تو حاضری دیں گے۔"

"ساڑھے آٹھ بجے تک پہنچ جائیے۔ سمے نکالیں گے نا آپ؟"

"کہا نا دوست بلائیں گے اور ہم نہ جائیں۔"

"پھر آ جائیے..... ساڑھے آٹھ بجے ہم آپ کا انتظار کریں گے۔"

ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے ستیہ جیت کمار کاشی ناتھ ورما کی کوٹھی پہنچ گیا۔ ورما جی نے ست رانی کے ساتھ ستیہ جیت کمار کا سواگت کیا تھا لیکن ایک حیران کن بات ہوئی۔

ست رانی نے ستیہ جیت کمار کو دیکھا تو جلدی سے آگے بڑھی اور ان کے سینے سے لگ گئی۔ کاشی ناتھ ورما ششدر رہ گیا تھا۔ ستیہ جیت کمار کو بھی حیرت ہوئی تھی۔

بہرحال اس نے بادل نخواستہ ست رانی کا سر تھپتھپایا اور بولا۔ "کیسی ہو ست رانی؟"

"ٹھیک ہوں۔" ست رانی نے بے سرخوشی کے عالم میں کہا۔ کاشی ناتھ کو یہ سب بہت برا لگا تھا۔ وہ تو ستیہ جیت کمار کو سرپرائز دینا چاہتے تھے۔ ست رانی کے بارے میں بتانا چاہتے تھے، لیکن ست رانی کا ستیہ جیت کمار سے اس طرح ملنا انہیں سخت ناگوار گزرا تھا تاہم وہ مسکرا کر بولے۔

"ارے واہ! آپ ہماری رانی جی کے جاننے والے ہیں۔ یہ تو بڑی حیرت کی بات ہے۔"

"ہاں، ست رانی آپ کے پاس ہے، یہ ہمیں نہیں معلوم تھا، ویسے ایک بہت اچھی دوست ہم سے بچھڑ گئی جس کا نام کیرولین تھا۔ ہم ان دنوں اتنے مصروف تھے کہ ہمیں بہت دیر سے کیرولین کی موت کی خبر ملی۔"

"آئیے اندر آئیے۔" کاشی ناتھ جی نے اپنے خوبصورت ڈرائنگ روم میں ست رانی اور ستیہ جیت کمار کو بیٹھنے کی پیشکش کرتے ہوئے کہا پھر خود بھی ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں بیچاری کیرولین ایک حادثے میں ماری گئی۔ بڑی دکھ بھری بات ہے کہ ہم ایسے حادثوں کو روک نہیں سکتے۔ کمبخت ڈاکو تھوڑی سی رقم کے لئے ایسی ایسی شخصیتوں کو ہم سے جدا کر دیتے ہیں جن کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔ کیرولین جی کو مزاحمت نہیں کرنی چاہیے تھی، ہر انسان محنت کی کمائی کو کیسے لٹتے ہوئے دیکھ سکتا ہے، آپ کیا کہتے ستیہ جیت جی؟"

"میں کیا کہوں گا جو تجربہ آپ کا ہے وہ میرا تو نہیں ہو سکتا کاشی ناتھ جی۔"

"کاشی ناتھ ہنسنے لگا تھا۔ وہ ساری باتیں ایک ساتھ ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر آنے والے الیکشنوں کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔ دونوں سیاست داں ایک دوسرے کو مستقبل کی پیشکش کر رہے تھے۔ دونوں ہی اس جگہ آنا چاہتے تھے جہاں ایک دوسرے پر حاکمیت قائم ہو سکے۔ دونوں ہی اپنے آپ کو برابر کا حریف سمجھتے تھے۔

ست رانی خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سنتی رہی۔ دونوں کے چہرے دیکھتی رہی، اگر اس وقت کوئی اس کی آنکھوں کو غور سے دیکھ لیتا تو حیران رہ جاتا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ست رانی

ساری باتیں سن ہی نہیں سمجھ بھی رہی ہو اور ان باتوں کو اپنے ذہن میں بٹھاتی جا رہی ہو۔ کھانے کی میز پر بھی باتیں جاری رہیں۔

"بات وہی کیرولین کی آ جاتی ہے۔ اچھا ایک بات بتائیے ستیہ جیت جی آپ جس طرح ست رانی سے ملے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کیرولین کے آس پاس رہے ہیں۔" کاشی ناتھ نے کچھ کہنا چاہتا تھا۔

"کہتے رہیں، کہتے رہیں، میں سن رہا ہوں۔"

"میرا مطلب یہ تھا کہ آپ بجرنگی کو تو جانتے ہوں گے۔"

بجرنگی کے نام پر ست رانی نے چونک کر ان دونوں کو دیکھا اور پھر کھانے میں مصروف ہو گئی۔

"ہاں کیرولین جی نے بتایا تھا تھوڑا بہت بجرنگی کے بارے میں، لیکن بجرنگی کا کچھ پتہ نہیں چلا کہ کہاں گیا۔"

"ہاں، مجھے بھی نہیں مل سکا۔"

"لیکن کاشی ناتھ جی آپ یہ بتائیے، آپ ست رانی کو اپنے ساتھ کیسے لے آئے؟"

"بھئی، کیرولین جی نے ایک بار خود کہا تھا کہ اگر میں اسے اپنی پناہ میں لے لوں تو بہت اچھا ہے۔ اصل میں اسے کچھ لوگوں سے خطرہ تھا۔"

"خطرہ؟"

"ہاں..... معاف کیجئے گا، ان لوگوں کے نام کیا بتاؤں میں آپ کو۔ البتہ ستیہ جیت جی ہم دوستی کے دعوے کر چکے ہیں۔ آپ ایک بات بتائیے؟"

"جی کہیے۔"

"کیا واقعی کیرولین جی کے ہاں ڈاکہ پڑا تھا؟" کاشی ناتھ نے چبھتا ہوا سوال کیا لیکن ستیہ جیت نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور بولا۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ اخباروں میں تو یہی خبر آئی تھی۔"

"اخباروں کو چھوڑیے۔ یہ بات ہم نے مان لی ہے کہ آپ گرو ہیں۔ ایک دفعہ کیرولین نے ہم سے کہا تھا کہ آپ ست رانی کو اس سے لینا چاہتے ہیں، کیرولین نے ہم سے درخواست کی کہ ہم ست رانی کو اپنی پناہ میں لے لیں۔ آپ نے شاید اس سے کہا تھا کہ وہ اسے مار ڈالنا ہے کیا سمجھے؟"

"بڑے گرو آپ ہیں کاشی ناتھ جی۔ کوئی موقع نہیں چھوڑتے آپ وار کرنے کا۔ آپ کہنا چاہتے ہیں کہ چونکہ ہم ست رانی کو کیرولین سے مانگ رہے تھے اس لئے ہم نے اس کو

راستے سے ہٹادیا۔"

کاشی ناتھ ہنسنے لگا تھا۔ اس نے گلاس اٹھا کر پانی کے دو تین گھونٹ لیے اور گلاس واپس رکھ دیا۔ ستیہ جیت اس کے برابر ہی بیٹھا ہوا تھا اس نے گہری نگاہوں سے کاشی ناتھ کے اس عمل کا جائزہ لیا تھا۔

اس کے برابر ست رانی بیٹھی تھی اور یہ بھی حیران کن بات تھی کہ ست رانی نے بھی اپنے گلاس سے تھوڑا سا پانی پیا تھا۔

ستیہ جیت کمار کے ہاتھ لرزنے لگے اس کا سانس پھولنے لگا۔ ایک خیال تیزی سے اس کے ذہن میں آیا اور اس نے اس پر عمل کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ اس نے اپنے سامنے رکھی ہوئی ڈش کی طرف اشارہ کیا اور ملازم جو سروس کر رہے تھے انہوں نے فوراً ہی ڈش اٹھا کر ستیہ جیت کمار کی طرف بڑھادی۔ ستیہ جیت کمار نے اس ڈش میں سے تھوڑی سی ترکاری نکال کر اپنی پلیٹ میں ڈالی اور پلیٹ رکھتے ہوئے اس نے اپنا کام دکھادیا۔ انتہائی برق رفتاری اور مہارت کے ساتھ اس نے کاشی ناتھ ورما اور ست رانی کے گلاس تبدیل کر دیے تھے، کسی کو ذرہ برابر احساس نہیں ہو سکا تھا۔

ستیہ جیت کمار کھانے میں مصروف ہو گیا، پھر اس نے کہا۔

"بڑے عجیب ہیں آپ کاشی ناتھ ورما جی، دوستوں کی طرح بلاتے ہیں اور چپکے سے دشمنی کر جاتے ہیں۔"

"نہیں یہ بات نہیں ہے ستیہ جیت کمار۔ اصل میں اس کیس کی تفتیش جھیر سنگھ راگا جی کر رہے ہیں، وہ ذہین آدمی ہیں، ست رانی کے بارے میں وہ کچھ نہیں جانتے تھے، ہم نے ان سے کہا، کیرولین نے ست رانی کو ہمارے حوالے کرنے کی بات کی تھی، آپ اس معصوم لڑکی کو تھانے سے پاس چھوڑ دیں اور اپنے کیس کی بھرپور تفتیش کریں۔ چنانچہ انہوں نے ہماری ہدایت پر عمل کیا، لیکن آدمی بہت ذہین ہے۔ وہ حقیقتوں کی تہہ تک پہنچنا چاہتا ہے۔ ہم نے ابھی اپنے بیان میں کچھ بھی نہیں کہا ہے، اگر ہم اپنی ان تشویش سے اسے آگاہ کردیں تو وہ آسانی سے ماننے والوں میں سے نہیں، الجھن پیدا کرتے رہے گا۔"

"ہاں سچ کہیے۔"

"ست رانی کو آپ نے دیکھا کہ کس طرح وہ ہم سے آ کر لپٹ گئی۔ ہمیں خود بھی حیرانی ہوئی کہ یہ بٹیا ہمارے دل میں ایسا کوئی جذبہ رکھتی ہے۔ سچ کہیں آپ سے، وہ رس ہے یہ بچی ہی ہے۔ کتنی ہی سندر کتنی ہی پیاری کیوں نہ ہو، بچے تو بچے ہی ہوتے ہیں اور ان کے پیار کا جواب پیار ہی ہوتا ہے۔ یہ آپ کے پاس ہے اور بقول آپ کے جیسا آپ نے کہا کہ کیرولین نے آپ کو اپنی تحویل میں لینے کے لئے کہا تھا تو ست رانی آپ کے پاس ہی رہے گی۔ ایک کے لئے اگر ہم اسے اپنے ساتھ لے جائیں تو آپ کو اعتراض تو نہیں ہوگا۔"

"اعتراض تو ہے، لیکن اگر ست رانی اپنی خوشی سے آپ کے ساتھ جانا چاہے تو اب اتنا بھی نہیں ہے ہمیں کہ ہم اسے اس کی خوشی سے روکیں۔ کیوں ست رانی ... کیا کہتی ہو تم؟"

"میں ستیہ جیت کمار جی کے ساتھ جاؤں گی۔" ست رانی کو نجانے کیا ہو گیا تھا۔ کیا سوچ رہی تھی وہ۔ حالانکہ ستیہ جیت کمار سے اتنا زیادہ تعلق نہیں رہا تھا اس کا لیکن یہ بات اس کے علم میں تھی کہ جب کچھ برے لوگ اسے بے ہوش کر کے لے گئے تھے تو ستیہ جیت کمار نے ان سے چھڑایا تھا، شاید یہ تصور اس کے دل میں ہو یا پھر کچھ اور بھی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اس پراسرار لڑکی کے بارے میں صحیح طریقے سے کسی کو کچھ نہیں معلوم تھا اور کوئی بھی دعوے سے یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟ البتہ کاشی ناتھ جی کو یہ بات بری لگی تھی۔ انہوں نے پانی کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگایا اور ایک ہی سانس میں اسے خالی کر گئے، پھر بولے۔

"ٹھیک ہے .... ست رانی ایک دو دن کے لئے آپ ستیہ جیت کمار صاحب کے ساتھ رہیں، ویسے بھی ہم ذرا کیرولین کے سلسلے میں مصروف ہیں۔ ستیہ جیت جی! ہماری ست رانی کا خیال رکھئے گا۔"

"آپ بالکل چنتا نہ کریں مہاراج۔" ستیہ جیت کا دل خوشی سے اچھل رہا تھا۔ اگر ڈاکٹر کا کہنا غلط نہیں تھا تو اس کا کام ہو گیا تھا۔ کاشی ناتھ نے ست رانی کا جھوٹا پانی پی لیا تھا اور اظہار بھی کچھ گھنٹوں کے بعد ہونا تھا۔

"دل پر کچھ بوجھ سا ہو رہا ہے۔ ندامت ماننے کا ... آرام کرنا چاہتا ہوں۔" کاشی ناتھ نے کہا۔

"چلتے ہیں ہم لوگ۔ آؤ ست رانی۔" ستیہ جیت نے کہا اور فوراً ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

کاشی ناتھ بھی اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے اور وہ سینہ مسل رہا تھا۔

ستیہ جیت اپنی گاڑی میں بیٹھ کر چل پڑا۔ اس کی خوشیاں عروج پر تھیں۔ اگر ڈاکٹر شوراج کی باتیں درست تھیں تو کاشی ناتھ جی کا کام تمام ہو گیا تھا۔ ان کی کیفیت سے اس کا اظہار بھی ہو رہا تھا۔ راستے میں اس نے ست رانی کی کیفیت کا جائزہ بھی لیا۔ وہ مطمئن نظر آ رہی تھی۔ چنانچہ اس نے کہا۔

"ایک سوال کروں ست رانی؟"

"ہوں۔"

"ہمارا زیادہ ساتھ نہیں رہا۔ لیکن جب میں تمہارے سامنے پہنچا تو تم نے مجھے بالکل اپنوں کی

طرح ملیں۔"

"ہاں۔"

"بتا سکتی ہو کیوں؟"

"بس میرے من نے کہا۔ اور پھر مجھے وہاں اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ کاشی ناتھ جی بڑے عجیب ہیں۔ آپ مجھے اپنے ساتھ لے آئے مجھے اچھا لگا۔"

"اگر کاشی ناتھ جی روبرو تمہیں اپنے پاس بلا لیں تو ... ؟" ستیہ جیت نے کہا۔

ست رانی نے گردن گھما کر معنی خیز انداز میں اسے دیکھا۔ بڑا عجیب انداز تھا۔ ستیہ جیت نروس ہو گیا۔ اسی وقت ست رانی نے کہا۔

"آپ نے اس کی گنجائش کہاں چھوڑی ہے۔ میں نے آپ کو پانی کا گلاس بدلتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔"

یہ الفاظ بم کے دھماکے سے کم نہیں تھے۔ ستیہ جیت کی سٹی گم ہو گئی تھی۔ اسے چکر آ گیا تھا۔ اس کے بعد وہ کچھ نہیں بول سکا۔

☆ .... ☆ .... ☆

جسل، ستیہ جیت کمار کی ناک کا بال تھا، ویسے تو وہ بہت بڑے عہدے پر فائز تھے اور بہت سے معاملات سنبھالتے تھے، لیکن ان کے خفیہ امور میں جسل ہی پیش پیش ہوتا تھا۔ ست رانی کو وہ بڑے پیار سے اپنے ساتھ اپنی کوٹھی میں لائے۔ ایک سجا سجایا خوبصورت بیڈ روم اسے دیا اور اس کے بعد جسل کو طلب کر لیا۔ جسل تو ہر وقت خدمت میں حاضر رہتا تھا، حالانکہ کافی وقت ہو گیا تھا، لیکن جسل لمحوں میں پہنچ گیا۔

"مہاراج کے چہرے پر کچھ سوچ کے آثار نظر آ رہے ہیں۔"

"یہ تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ ست رانی یہاں آ گئی ہے۔"

"ایسا کیوں کہہ رہے ہیں مہاراج، جسل آپ سے تھوڑے فاصلے پر۔"

"جسل کام ہو گیا ہے، میں وہ کر آیا ہوں جو بہت بعد میں ہونا چاہیے تھا لیکن حالات کچھ اس برق رفتاری سے پیش آئے کہ مجھے یہ کرنا پڑا۔ جس میں کاشی ناتھ ورما بہت تیزی سے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اور میں نے اپنا کام دکھا دیا، لیکن راستے میں ست رانی نے ایک ایسا جملہ کہہ دیا جس نے مجھے لرزا کر رکھ دیا ہے۔" ستیہ جیت کمار نے کاشی ناتھ کے گھر سے لے کر یہاں تک کی پوری داستان جسل کو سنا دی۔

جسل منہ کھول کر رہ گیا۔ پھر بولا۔ "اس سے دو باتیں پتہ چلتی ہیں مہاراج۔ ایک یہ کہ اس

...رت والی لڑکی کو آپ بالکل بیوقوف نہ سمجھیں، وہ بہت چالاک ہے۔ اس نے آپ کو بتا دیا ہے کاشی ناتھ ورما کے گھر رہنا اچھا نہیں لگا تھا اور جب آپ نے اس کا جھوٹا پانی کاشی ناتھ کے سامنے رکھا تو اس نے دیکھنے کے باوجود کسی اپنے ردعمل کا اظہار نہیں کیا جس سے یہ اندازہ ... وہ کاشی ناتھ ورما کا جیون چاہتی تھی۔ دوسری بات یہ کہ اس سے یہ بات بھی کنفرم ہو گئی کہ اس ... جھوٹے پانی کے بارے میں جو بات مشہور ہے وہ سچ ہے اور وہ جانتی ہے کہ جو اس کا جھوٹا پانی پیئے ... وہ جیون کی بازی ہار جائے گا۔ یعنی ڈاکٹر شوراج جی کا کہنا سچ تھا۔ پر مہاراج آپ چنتا کیوں ... رہے ہیں۔ میری رائے ہے کہ آپ اسے یہیں اسی گھر میں رکھیں۔ پر ایک بات یہ بھی سوچ ... سب کو اس کے وش سے بچانا ہے۔"

ستیہ جیت کمار سوچ میں ڈوب گیا تھا پھر وہ مسکرا اٹھا۔

"یار اس نے جس حد تک کام کیا ہے وہ تو بڑا ہی اونچا ہے۔ تھوڑے دنوں کی پریشانی ہے ... ہو گی ہو او نیچ کھیلنے پڑیں گے، لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس بڑے کام کے لئے میں نے اس کا ... کیا ہے، اس کا پہلا فیصلہ تو ہو گیا۔ کاشی ناتھ کا راستے سے ہٹ جانا معمولی بات نہیں ہے۔ ... سوچ نہیں سکتے کہ میں کتنا ٹینشن میں ہوں، بس آگے کی تفصیلات پتہ چل جائیں۔ مجھے اپنے ... کے راستے بھی اختیار کرنا ہوں گے کیونکہ میں وہ آدمی ہوں جو آخری بار کاشی ناتھ ورما سے ملا ... یہ بات بھی نہیں، ست رانی کے سلسلے میں بھی کوئی کہانی گھڑنا پڑے گی۔ بہت ضروری ہے۔ ... تک جو معلومات حاصل ہوئی ہیں، ان کے تحت مجھے کوئی اچھی کہانی گھڑنا ہو گی۔ جسل ہوشیار ... بہت ضروری ہے۔ پتہ نہیں کون کس انداز میں سوچے اور کس انداز میں کام کرے۔"

دوسرے دن کے سارے اخبارات کاشی ناتھ کی موت کی خبر سے بھرے ہوئے تھے ... بڑے عجیب و غریب انکشافات کئے گئے تھے۔ یہ کہ کاشی ناتھ جی اپنے کمرے میں مردہ کی طرح ... ہوئے پائے گئے۔ ان کا پورا بدن گل گیا تھا اور اندازہ یہ کیا جا رہا ہے کہ وہ کھانے میں زہر ... کا شکار ہو گئے اور ستیہ جیت کمار نے ایک بڑے اخبار کے دفتر کو فون کر کے کہا۔ "میں آپ کو ... ناتھ ورما کے بارے میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے ان آدمیوں کو جو منظر عام پر رہ کر ان کے لئے کام ... تھے فوراً ہی مصروف کیا کہ وہ کاشی ناتھ ورما کی موت کی مکمل رپورٹ حاصل کر کے انہیں ... دیں۔ انہوں نے خصوصی طور پر اپنے دوسرے معمولات ترک کر کے اس سلسلے میں اپنے دفتر ... بھاگ دوڑ شروع کر دی اور تھوڑی دیر کے بعد اخبارات کے نمائندے ان کے پاس پہنچ ... ستیہ جیت کمار نے بڑے درد بھرے انداز میں ان لوگوں سے کہا کہ الیکشن کا مزہ ختم ہو گیا۔

ان کا تو جوڑ ہی کاشی ناتھ ورما سے پڑا تھا اور وہ توقع کر رہے تھے کہ انیکشن کا مزہ ان کے ساتھ مقابلے میں آئے گا۔ اب تو الیکشن کا مزہ ہی ختم ہو گیا۔

انہوں نے میڈیا کو بتایا ”پچھلی رات انہوں نے مجھے ڈنر پر بلایا تھا۔ اصل میں سیاست اپنی جگہ، دوستی اپنی جگہ۔ انہوں نے مجھے پیشکش کی کہ اگر میں اس حلقے سے الیکشن نہ لڑوں تو وہ مجھے اپنے زیر اثر ایک دوسرے حلقے سے الیکشن لڑنے کا ٹکٹ دیں گے اور اس میں مجھے کامیاب کرانے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ اپنے حلقے سے الیکشن جیت جاتے تو جس حلقے سے مجھے لڑانا چاہتے تھے، وہ حلقہ ان کے ساتھ شامل ہوتا۔ بڑی اچھی بات چیت ہوئی ان سے میری۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے مجھے اجازت دے دی اور میں ست رانی کے ساتھ گھر واپس آ گیا تھا۔“

”ست رانی کون ہے ستیہ جیت کمار جی؟“

”ارے وہ...... اصل میں وہ میرے ایک دوست کی بیٹی ہے۔ میرا ایک دوست جسے میں بچپن کا دوست کہہ سکتا ہوں۔ ایک دیہی علاقے میں رہتا تھا اور وہ اس وقت کا دوست تھا جب ہم دیہات میں درختوں پر چڑھ کر کیریاں توڑ کر کھاتے تھے۔ بعد میں دوسرے معاملات سامنے آ گئے۔ ہم جدا ہو گئے۔ ست رانی اسی کی بیٹی تھی جسے اس نے اپنے ایک گہرے دوست بجرنگی کے حوالے کر دیا۔ بجرنگی نے اس لڑکی کو ماں باپ بن کر پالا کیونکہ اس کی ماں مر چکی تھی، پھر بجرنگی اسے لے کر شہر آ گیا۔ یہاں کیرولین جی نے جن کا مرڈر ہو گیا ہے، اسے ماڈلنگ میں لیا لیکن ست رانی کو ماڈلنگ پسند نہیں آئی اور اس نے انکار کر دیا۔ کاشی ناتھ جی کے بھی کیرولین سے تعلقات تھے اور ست رانی ان کے پاس بھی آتی جاتی رہتی تھی۔ کیرولین کی موت کے بعد وہ بددل ہو گئی تھی اور کاشی ناتھ کے پاس ہی تھی۔ مجھ سے بھی ست رانی اپنے چاچا کی طرح محبت کرتی ہے۔ رات کو میں کھانے پر گیا تو وہ ضد کر کے میرے ساتھ آ گئی۔ کہنے لگی دو چار دن میں آپ کے پاس رہوں گی چاچا جی اور اس کے بعد کاشی ناتھ جی کے پاس چلی جاؤں گی۔ اصل میں بجرنگی جی بھی کہیں گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ست رانی بددل ہے۔ رات کو جب میں وہاں سے واپس آیا تو کاشی ناتھ جی بالکل ٹھیک تھے۔ میرے خواب میں بھی نہیں تھا کہ انہیں ایسا حادثہ آ جائے گا۔ میں حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کی موت کی مکمل تفتیش کرائی جائے۔ ان کی موت سے سیاست کی دنیا میں جو گہرا خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ کبھی پر نہیں ہو سکتا۔“

بڑا موثر بیان دیا تھا ستیہ جیت کمار نے۔ بہرحال پولیس اپنا کام کرنے میں مصروف تھی۔

ستیہ جیت، ست رانی کا جائزہ لے رہا تھا کہ وہ کس موڈ میں ہے۔ اسے حیرت تھی کہ ست رانی یہاں آ کر بہت زیادہ خوش تھی۔

اس گھر میں ایک ہفتہ اور پھر دوسرا ہفتہ بھی گزر گیا۔ ستیہ جیت کمار نے ست رانی کو زیادہ [illegible] کالا تھا۔

بہرحال خاصا وقت گزر گیا۔ کاشی ناتھ جی کے بارے میں کچھ دن خبریں چھپتی رہیں۔ پتہ چل سکا تھا کہ آخر ان کی موت کس طرح واقع ہوئی، حالانکہ ستیہ جیت کمار کو یہ خیال بھی تھا کہ [illegible] ابھی موجود تھا جس میں ست رانی کا جھوٹا پانی موجود تھا۔ پولیس نے زہر کے بارے میں [illegible] نہیں کی، جبکہ بات بہت بڑے آدمی کی تھی لیکن پولیس کی طرف سے اسے کوئی [illegible] نہیں ہو سکا۔

ست رانی بڑی خوشی سے ستیہ جیت کمار سے باتیں کرتی رہتی تھی، اکثر ستیہ جیت نے یہ [illegible] تھا کہ جب بھی ست رانی ان کی آنکھوں کی طرف دیکھتی ہے، اس کا ذہن کھو سا جاتا ہے [illegible] لگتا ہے جیسے اس کی آنکھیں ان کے دماغ میں اتر کر کچھ تلاش کر رہی ہوں، لیکن اس نے [illegible] اکتاہٹ کا مظاہرہ نہیں کیا تھا، البتہ کبھی کبھی وہ افسردہ ہو جاتی اور کہتی تھی۔

”یہ بجرنگی بابا تو بالکل بھروسے کے قابل نہیں ہیں۔ بار بار کھو جاتے ہیں۔ اب میں بھی ان [illegible] کروں گی۔ ملیں گے تو بات نہیں کروں گی۔“

”میں انہیں تلاش کر رہا ہوں ست رانی۔“

”چھوڑیئے، ستیہ جیت کمار جی۔ اصل بات بتایئے اب مجھے کیا کرنا ہے۔“ یہ الفاظ چونکا [illegible] دینے والے تھے۔

[illegible] جیت نے کہا ”میں تمہاری طرف سے پریشان ہوتا رہتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تم [illegible] سے یہاں رہو، ہر کام اپنی مرضی سے کرو۔“

”آپ اپنا کام بتایئے ستیہ جیت کمار جی۔“

”م...... میں...... میرا کام......“

”ہاں مجھ سے جو چاہتے ہیں وہ کام بتایئے۔“

”اب تم پوچھ ہی رہی ہو ست رانی تو میں ایک نام لینا چاہتا ہوں، یہ نام ہے کرم دیو اسر۔“

ست رانی ہنس پڑی۔ ”ہاں یہ نام میرے من میں ہے۔“

”تمہارے من میں یہ نام کہاں سے آیا؟“

”آپ کے من سے چرایا ہے میں نے......“ ست رانی نے کہا۔

[illegible] جیت کمار سکتے میں رہ گیا۔ کافی دیر تک وہ ست رانی کا چہرہ دیکھتا رہا پھر بولا۔

”[illegible] سے تم نے کیسے چرایا؟“

"اب ان باتوں کو جانے دیجئے، آپ ایک غلطی کر رہے ہیں ستیہ جیت کمار جی۔"

"کیا؟"

"مجھے گھر سے باہر نکالئے اور بتایئے کہ میں کرم دیوا سر تک کیسے پہنچ سکتی ہوں۔ آپ بالکل چنتا نہ کریں۔ مجھے وہاں تک پہنچا دیجئے۔ میں وہ کام کر دکھاؤں گی جو آپ چاہتے ہیں۔"

"ست رانی تم مہان ہو۔ اب جب تم نے اتنی بات کر لی ہے تو تمہیں بھگوان کا واسطہ ہے مجھے بتا دو کہ آخر تم کیا ہو؟"

"آپ کو کیا لگتا ہے ستیہ جیت کمار جی؟"

"نہیں مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے تم، ہم سب سے زیادہ سمجھدار ہو، ہم سب سے زیادہ ... ہو، تم سنسار کا ہر کام کر سکتی ہو، تم وہ نہیں ہو جو نظر آتی ہو۔"

"میں کیا ہوں یا کیا نہیں ہوں۔ اگر میں آپ سے کہوں کہ میں خود اپنے بارے میں نہیں جانتی تو آپ یقین نہیں کریں گے لیکن اب مجھے یہ بتایئے کہ کام کیا ہیں؟"

"چار دن بس چار دن ست رانی۔ چار دن مجھے دے دو۔ اس کے بعد میں تمہیں تمہارے کاموں کے بارے میں بتا دوں گا۔"

ست رانی خاموش ہو گئی۔

ستیہ جیت کمار کے اوسان خطا ہو جاتے تھے جب بھی وہ ست رانی پر غور کرتا۔ یہ لڑکی تو بے پناہ خطرناک تھی۔ اس نے وہ نام لیا تھا جو درحقیقت کبھی اس کے سامنے نہیں لیا گیا تھا، کرم دیوا سر۔ یہ ستیہ جیت کمار کا دوسرا ٹارگٹ تھا، جسے وہ ست رانی کے ذریعے اس سنسار سے چلتا کر دینا چاہتے تھے۔ ست رانی نے اس کا نام لیا تھا۔ اگر یہ خطرناک لڑکی کسی طرح ستیہ جیت کمار کے دشمنوں کے ہاتھ تک پہنچ جائے تو ان کا تو کریا کرم ہو سکتا ہے۔

بہرحال انہوں نے وصل کو میٹنگ میں طلب کر لیا اور یہ طے کیا جانے لگا کہ ست رانی کو کرم دیوا سر تک کیسے پہنچایا جائے۔ فیصلہ کیا گیا کہ ست رانی کو پہلے کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے اور اس کے بعد اس کے چہرے میں تبدیلی پیدا کی جائے اور پھر اسے بالکل اجنبی کردار کی طرح دیوا سر تک پہنچایا جائے اور اس کے لئے تیاریاں ضروری تھیں، چنانچہ ان تیاریوں کا آغاز ہو گیا، ضرورت کے لوگوں کا انتخاب کیا جانے لگا۔

ست رانی کے انداز میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ وہ پرسکون تھی۔ اب وہ بجرنگی کا نام بھی نہیں لیتی تھی۔ ادھر ستیہ جیت نے اپنے ہر خوف کو نظر انداز کر کے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ ایک خوبصورت رہائش گاہ کا بندوبست کیا گیا تھا اور اسے زبردست طریقے سے آراستہ کر دیا

رانی کو یہ عمارت، نشانی کی تو اس نے اسے پسند کیا تھا۔

"ہم تمہارے چہرے میں تبدیلی پیدا کریں گے ست رانی۔ پھر تم ایک قلب میں کرم سے ملو گی۔ اس کو اپنے پریم جال میں پھانسو گی اور پھر کسی طرح چالاکی سے اپنا جھوٹا پانی پلا دو گی۔ بیچ میں تم اس عمارت میں رہو گی۔" ستیہ جیت نے غور سے ست رانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ میرا چہرہ کیسے بدل دیں گے؟"

"وہ تم دیکھو گی۔ تمہیں اعتراض تو نہیں ہے؟"

"نہیں۔ پھر جب کام ہو جائے گا تو۔"

"تو تم واپس یہاں آ جاؤ گی۔"

"ٹھیک ہے۔" ست رانی نے اطمینان سے کہا۔

ستیہ جیت کمار نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "ایک بات بتاؤ گی ست رانی۔"

"پوچھیے!"

"یہ کام تم خوشی سے کرو گی؟"

"ہاں"

"تم میرے پاس خوش ہو؟"

"ہاں"

"آخر ایسی کیا بات ہے۔ میں نے تمہارے لئے کچھ نہیں کیا، کوئی ایسا کام نہیں کیا تمہاری ..."

ست رانی سوچ میں ڈوب گئی پھر بولی۔ "من کی بات کر رہی ہوں آپ سے۔ سنسار میں جنم لے کر میں نے بجرنگی بابا کو اپنے جیسے منش کی شکل میں دیکھا باقی سب کچھ ... سے میں من کی باتیں کرتی تھی۔ مجھے پتہ نہیں تھا کہ سنسار میں ہم دونوں کے سوا کوئی اور بھی ہے۔ بجرنگی بابا نے مجھے اس سنسار کے بارے میں بتایا اور مجھے لے کر چل پڑے۔ تب میں نے ... دیکھا۔ پر آج بھی اس سنسار کے بہت سے کام میری سمجھ میں نہیں آتے۔ میں نے ... کہ یہاں بڑے انوکھے کھیل میں میرا سہارا لیا جاتا ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ میں بھی اس ... "کچھ" ہوں۔ یہ سب اچھا لگتا ہے۔ میں اس سنسار میں سب کچھ سیکھ لینا چاہتی ہوں۔"

ستیہ جیت حیرت سے منہ کھولے یہ باتیں سن رہا تھا۔ پھر اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔ "... لئے تمہارے من میں کوئی کرودھ ہے؟"

"نہیں۔ بجرنگی بابا اپنی بہن کی تلاش میں ہیں، اور نہ جانے کہاں چلے گئے ہیں۔ ان کے

میں تھا اپنی بہن کے لئے مجھ سے زیادہ پریم ہے۔ ورنہ وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاتے۔ حسن شاہ اور کیرولین مجھ سے اپنے لئے کام لینا چاہتے تھے۔ جو کچھ میں کر سکتی تھی وہ میں نے ان کے لئے کیا۔ انہوں نے مجھے اچھی طرح رکھا۔ وہ اپنے کسی کھیل میں مارے گئے، تو کاشی ناتھ مجھے اپنے ساتھ لے آئے۔ مگر وہ مجھے اچھے نہیں لگے۔ ان کی آنکھوں میں میرے لئے بُرائی تھی جو مجھے نہیں بھائی۔ اگر آپ مجھے اپنے پاس نہ لاتے تو میں خود وہاں سے چلی جاتی۔"

"ست رانی تم نے مجھے پانی کو گلاس بدلتے دیکھا تھا۔"

"ہاں۔"

"کیا تم اس بارے میں کسی کو بتا دو گی؟"

"میں نے کسی کو یہ بتایا کہ کیرولین اور حسن شاہ کو بھی آپ نے ہی مروایا؟" ست رانی نے کہا۔

ستیہ جیت کمار کو اپنے دل کی دھڑکنیں بند ہوتی محسوس ہوئیں۔ ستیہ جیت کو یوں لگ رہا تھا جیسے ست رانی اس سے چوہے بلی کا کھیل کھیل رہی ہو۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا تو ست رانی نے اسے روک دیا۔

"نہیں کمار جی۔ جو پوچھ رہے ہیں بتا رہی ہوں۔ اور جو بتا رہی ہوں وہ سچ ہے۔ میرے وجود سے انکار نہ کریں۔ یہ میرا سب سے بڑا ایمان ہے۔"

ستیہ جیت نے مضبوطی سے ہونٹ بند کر لئے۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہ کسی حسین اور معصوم لڑکی کے سامنے نہ ہو بلکہ ایک خوفناک عفریت اس کے سامنے ہو۔

ساری زندگی سیاست کی تھی۔ اپنے مخالفوں کے ساتھ بڑے بڑے داؤ پیچ کھیلے تھے۔ لیکن اس پراسرار لڑکی نے اس کے چھکے چھڑا دیے۔

کچھ لمحوں کے لئے ست رانی کا چہرہ بدل گیا تھا۔ اس پر ایک انوکھی تمتماہٹ آ گئی تھی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کا چہرہ معتدل ہو گیا۔ وہ مسکرا کر بولی۔

"اور کچھ پوچھئے ستیہ کمار؟"

☆ ....☆.....☆

ستیہ جیت کمار پرانا کھلاڑی تھا، سیاست کی دنیا میں بڑے بڑے معرکے سرانجام دے چکا تھا۔ ست رانی نے یہ انکشاف کر کے کہ اس نے پانی کا گلاس تبدیل ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر بڑی آسانی سے کہہ دیا تھا کہ کیرولین اور حسن شاہ کو بھی ستیہ جیت کمار نے ہی مروایا ہے۔ ستیہ کمار نے ایک لمحے میں فیصلہ کیا کہ ست رانی سے بحث نہ کی جائے، چنانچہ وہ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد مدہم لہجے میں بولا۔ "تم بہت ذہین اور بہت ہی اعلیٰ شخصیت کی مالک ہو۔ میرا ایمان ہے کہ میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ تم نے میرے ساتھ جو اچھا رویہ رکھا ہے اور مجھے اپنا بنا دیا ہے، تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی تمہارے لئے کچھ کروں۔"

"میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا ہے ستیہ جیت کمار جی کہ میں تمہارے اس سنسار کو سمجھنا چاہتی ہوں۔ کوئی ایسی بات مت کرنا جس سے یہ احساس ہو کہ تم مجھ سے الگ ہٹ کر سوچ رہے ہو۔ سنسار کے ایک ایک کھیل سے مجھے روشناس کراؤ۔ بس یہی میری خواہش ہے اور یہی میری کامنا۔ بتا تا میں تمہارے لئے کیا کروں۔ مجھے جو کچھ آتا ہے وہ میں تمہارے لئے کروں گی۔"

"ست رانی میں تمہارا بھائی ہوں۔ تم بالکل چنتا نہ کرو۔ ایک بات میں تم سے ضرور کہنا چاہتا ہوں، جو بات ناپسند ہو مجھے بتا دینا۔"

"ٹھیک ہے۔" ست رانی نے کہا۔

وہ جگہ جو ست رانی کے لیے منتخب کی گئی تھی، بے حد حسین تھی۔ وہ جمنا کنارے تھی اور قریب کا ماحول بھی بہت ہی خوش نما تھا، جسے ست رانی نے پسند کیا تھا۔

ستیہ جیت کمار نے اپنے کچھ کام ست رانی سے لینے کا فیصلہ ضرور کیا تھا، لیکن وہ اس سے خوفزدہ بھی ہو گیا تھا۔ اس نے فاضل سے کہا تھا۔

"فاضل بات صرف اتنی نہیں ہے کہ وہ وحشی تھا ہے اور اس کی نس نس میں زہر بھرا ہوا ہے، بلکہ اس کی شخصیت کا ایک پراسرار پہلو بھی ہے، جسے نگاہوں کے سامنے رکھنا۔ اس نے ... کا نام لیا۔ میں نے حیرت سے اس بارے میں پوچھا تو کہنے لگی کہ یہ نام اس نے

میرے ساتھ رہ کر بڑا ہوا ہے۔ جسل اس کے بارے میں کوئی بھی بری بات مت سوچنا۔ وہ وقت سے پہلے ہر بات سے آگاہ ہو جاتی ہے۔"

جسل نے گردن ہلا کر اقرار کیا اور پھر وہاں کام شروع ہو گیا۔ بہت ہی اعلیٰ پیمانے کا ایک لیب مہیا کیا گیا جس کے ساتھ ان کی رہائش بھی تھی۔ وہ دونوں ایک ہی کام کرتے تھے۔ اپنے فن کے استاد تھے۔ جسل کو ہدایت کر دی گئی تھی کہ میک اپ مین اور اس کی بیوی کو [illegible] سے بھی محفوظ رکھا جائے۔ یہ ایک انتہائی مشکل کام تھا لیکن جب وہ دونوں ست رانی کے چہرے پر مصروف ہوتے تو جسل ان کے سر پر مسلط رہتا۔

تین دن تک وہ لوگ ایک ایک دو دو گھنٹے کے لیے آتے رہے اور آخرکار ست رانی کا چہرہ تبدیل ہو گیا۔ لیکن ان دونوں کو یہ ہدایت کر دی گئی تھی کہ یہ چہرہ پہلے سے بھی زیادہ حسین ہونا چاہیے اور جب اس میک اپ کو ختم کیا جائے تو اس میں کوئی دقت نہ ہو۔ اس کے لیے ان لوگوں کو بہترین معاوضہ دیا گیا تھا۔

دونوں ست رانی کا چہرہ دیکھ کر دم بخود رہ گئے تھے اور عورت نے کہا تھا۔

"سر! کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ اتنے حسین چہرے میں تبدیلیاں کیوں کرائی جا رہی ہیں؟"

"بس ایک ضرورت کے تحت۔" گول مول بات کی گئی تھی۔ ان سب چاروں کو تو [illegible] معاوضے سے غرض تھی جو بہترین دیا گیا تھا۔

شیشے میں جب ست رانی نے اپنا چہرہ دیکھا تو بہت خوش ہوئی۔ وہ کہنے لگی۔ "مجھے [illegible] سنسار کے بہت سے کھیل ایسے ہیں جن کے بارے میں کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔ مجھے تو اب بابا جی بھی نہیں پہچان سکے گا، یہ تو بڑے کمال کی بات ہے۔"

اسی رات ستیہ جیت کمار نے ست رانی سے ملاقات کی۔ "تم اتنی سندر ہو ست رانی کہ [illegible] تمہارا چہرہ بدلا جائے تمہاری سندرتا کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ اب میں تمہیں بتاؤں کہ میں نے یہ چہرہ کیوں بدلوایا ہے۔ تم نے کہا تھا نا کہ سنسار کی ساری باتیں تمہیں بتائی جائیں۔"

"ہاں۔۔ آپ میرے گرو جی بن گئے ہو ستیہ جیت کمار جی۔" ست رانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ست رانی تم سب سمجھ رہی ہو۔ تمہارا کوئی مقابلہ نہیں۔ تو میں بتا رہا تھا۔ یہاں ایک جگہ ہوتی ہے کلب۔ یہ کلب بڑے آدمیوں کے لیے سیرگاہ ہوتی ہے اور یہاں لوگ آ کر اپنی تفریحات میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ دیوا مر بھی یہاں آتا ہے کیونکہ وہ بہت بڑی حیثیت کا آدمی ہے اور بے پناہ دولت مند ہے۔ اس کا بڑا احترام ہوتا ہے۔ دیکھو یہ تصویر دیکھو۔ یہ دیوا مر کی تصویریں ہیں۔" ستیہ جیت کمار نے تین چار تصویریں ست رانی کے سامنے کر دیں اور ست رانی

کر رہی تھی۔

ستیہ جیت کمار نے کہا۔ "یہ تصویر اپنی آنکھوں میں بسا لو۔ دیوا مر شوقین مزاج آدمی [illegible] آپ پر توجہ دے پائے گا اور تم تک آنے کی کوشش کرے گا۔ [illegible] تم اچھی طرح جانتی ہو [illegible] کئی دن تک ملاقات کر لی [illegible]

[illegible]

"چلیے [illegible] تم بہت اچھی ہو۔ [illegible] میرا کام کرنے کے لیے تیار ہو گئی ہو [illegible] تمہارا انسان [illegible]"

ستیہ جیت کمار [illegible] کلب [illegible] تفریحات کے بارے میں بتاتا رہا۔

[illegible]

[illegible] اچھی طرح سمجھا دی گئی تھی اور خود [illegible]

[illegible]

چاہتا ہوں تا کہ آنکھوں کی بینائی میں اضافہ کر سکوں۔"

ست رانی نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اور گردن خم کر کے بولی۔ "بیٹھیے۔"

دیواسر کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا، پھر بولا۔ "کتنی خوش نصیبی ہے کہ اب یہاں آکاش سے اُتری ہوئی اپسراؤں نے بھی آنا شروع کر دیا ہے۔ ہم کون سی زبان سے آپ کا شکریہ ادا کریں، آپ نے دھرتی پر رہنے والوں پر بھی مہربانی کی۔"

ست رانی مسکراتی نگاہوں سے دیواسر کا جائزہ لے رہی تھی اور نجانے اس کے ذہن میں کیا خیالات جنم لے رہے تھے۔ دیواسر نے کہا۔ "آپ اکیلی ہیں یا کوئی ہے آپ کے ساتھ؟"

"کوئی ہے۔" ست رانی نے کہا اور ہنس پڑی۔

دیواسر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا، پھر بولا "کون ہے، کہاں ہے؟"

"آپ ہیں، میرے سامنے ہیں۔ ایک بات بتائیے، آپ کون ہیں؟"

"کہا نا دیواسر ہے ہمارا نام۔ بس چھوٹا موٹا سرکاری عہدہ رکھتے ہیں، پر آپ نے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔"

"آپ نے کبھی یمدوت کو دیکھا ہے؟"

"یمدوت، یمدوت کو دیکھنے کے بعد بتانے کے لئے کون زندہ رہتا ہے، مگر آپ یہ سوال کیوں کر رہی ہیں؟"

"اس لئے کہ میں یمدوت ہوں۔" ست رانی کہا۔ اسے یہ آدمی بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ کچھ عجیب و غریب کیفیت تھی اس کی۔ وہ اس آدمی کے ساتھ زیادہ وقت نہیں گزارنا چاہتی تھی۔

دیواسر اسے دیکھنے لگا، پھر مسکرا کر بولا۔ "بتایا نہیں آپ نے مجھے اپنے بارے میں۔"

"آپ مجھے دیکھ کر فیصلہ نہیں کر سکتے؟ ذرا مجھے غور سے دیکھیے۔" ست رانی نے کہا۔

دیواسر مست نگاہوں سے ست رانی کا جائزہ لینے لگا، لیکن جیسے ہی ست رانی کی آنکھوں سے اس کی نگاہ پڑی، اس کے ذہن کو ایک شدید جھٹکا لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھنا چاہے لیکن ایسا بھی نہیں کر سکا۔ اب وہ پتھرائی ہوئی نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا اور ست رانی نے اسے اپنی زہریلی آنکھوں کے سحر میں گرفتار کر لیا تھا۔ اس نے سوچا کہ جو کام کئی دن بعد کرنا ہے، اسے پہلے ہی ختم کیوں نہ کر دیا جائے۔ اسے ساری صورتحال بتا دی گئی تھی کہ جب وہ اپنا کام ختم کر لے گی تو اُٹھ کر مشرقی گوشے کی طرف چلی جائے گی۔ وہاں واش روم بنے ہوئے ہیں، جن کے دروازے ہیں۔ ایک دروازہ باہر لان میں بھی کھلتا ہے۔ اسے اسی دروازے سے باہر آ جانا ہے لیکن اس سے پہلے دیواسر کا کریا کرم ضروری ہے۔ چنانچہ دیواسر کو اپنی آنکھوں کی گرفت میں

نے سامنے رکھا ہوا پانی کا گلاس اٹھایا اور آدھا پانی پینے کے بعد اسے واپس رکھا اور پھر "پانی پی لیجیے دیواسر جی، آپ کے لئے امرت کا درجہ رکھتا ہے۔"

دیواسر کے ساکت ہاتھ پانی کے گلاس کی طرف بڑھے اور اس نے پانی کا گلاس اٹھا کر پینے لگا ۔ ست رانی نے دیکھا کہ جب اس نے گلاس کا آخری گھونٹ بھی لے کر اسے میز وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بڑے ناز و ادا سے چلتی ہوئی واش روم کی جانب بڑھ ہیں اب بھی اس کا جائزہ لے رہی تھیں اور اس کے قدم قدم پر نثار ہو رہی تھیں۔ واش روم پہنچ کر وہ بتائے ہوئے راستے کی جانب بڑھی اور پچھلا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی اور بعد وہ تھوڑی ہی دور آگے بڑھی تھی کہ اچانک ہی وہ شخص جسے اس کے ساتھ یہاں تک بھیجا دوڑتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔

"مہارانی جی، آپ باہر کیوں نکل آئیں؟"

"چلو واپس چلتے ہیں۔"

"وہ... ہم... جی"

"کان نہیں ہیں تمہارے، واپس چلنا ہے۔" ست رانی نے کہا اور وہ شخص خاموش ہو گیا۔

جس کار میں ست رانی یہاں آئی تھی، اس کی نمبر پلیٹیں بھی جعلی تھیں اور کار بھی ایک شوروم سے حاصل کی گئی تھی اور یہ طے کیا گیا تھا کہ اسے استعمال کے بعد واپس شوروم تک پہنچا دیا جائے جیت کمار ایسے کاموں کا ماہر تھا۔

وہ شخص ست رانی کو ساتھ لے کر چل پڑا، لیکن وہ سخت ہیجان کا شکار تھا، کیونکہ اسے جو ہدایات ملی تھیں، وہ کچھ اور ہی تھیں۔ ست رانی کو جمنا کنارے اس کی رہائش گاہ میں پہنچا دیا گیا اور اسے یہاں لانے والا برق رفتاری سے بنسل کی تلاش میں دوڑا۔ نہ صرف بنسل بلکہ دو تین افراد اس کی کارروائی کی نگرانی کر رہے تھے۔ بنسل کی کار اس کار کے سامنے کی جو ست رانی کے استعمال میں تھی اور بنسل اس کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا ہوا۔ ست رانی وہاں سے کیوں چلی آئی؟"

"مجھے کچھ معلوم نہیں مہاراج۔" اس شخص نے کہا اور ساری صورتحال بنسل کو بتانے لگا۔

بنسل پُرخیال انداز میں بولا۔ "ٹھیک ہے تم جاؤ، کار کی نمبر پلیٹ بدل کر اسے شوروم میں دو اور اس کے بعد آرام کرو۔ میں ستیہ... نند مار کے پاس جا رہا ہوں۔"

اس شخص کو واپس بھیج کر بنسل ستیہ جیت ماری کوٹھی کی جانب چل پڑا۔

ستیہ جیت اسے جاگتا ہوا ہی ملا تھا۔ "کوئی بری خبر تو نہیں لائے بنسل؟" ستیہ جیت نے پوچھا۔

"پھر نہیں مہاراج۔ میں خود پریشان ہو کر آپ کے پاس آیا ہوں۔" جسل نے کہا اور ست
جیت کی سوالیہ نگاہوں کے جواب میں اسے ساری کہانی سنا دی۔ ستیہ جیت کے چہرے پر سختی کے
آثار پھیل گئے۔

"کبھی کبھی تم جیسا تجربہ کار آدمی بھی بڑی بیوقوفی کر جاتا ہے۔ تمہیں میرے پاس
آنے کے بجائے کلب جانا چاہیے تھا۔ کیا ست رانی وہاں گئی تھی؟"

"ست رانی جی کی میز پر میں خود چل کر آیا تھا اور وہ بھی وہاں بیٹھا تھا۔ ان دونوں
نے تھوڑی بہت باتیں بھی کی تھیں، لیکن میں اتنے قریب نہیں گیا تھا کہ ان کی باتیں سن سکتا۔ پھر
رانی جی اپنی جگہ سے اٹھیں اور منصوبے کے مطابق واش روم کے راستے باہر نکل آئیں اور اس کے
بعد انہوں نے کار میں بیٹھ کر ڈرائیور سے چلنے کے لئے کہا اور جمنا کنارے کوٹھی پہنچ گئیں۔"

"اور تم سب وہاں سے چلے آئے؟"

"جی مہاراج! آپ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔" جسل نے کہا۔ ستیہ جیت
سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا۔ "ٹھیک ہے۔ ذرا ان کی توقع وہ کیسی ہے۔
نہیں آئی ہے، فی الحال وہاں سے ہٹ گئی۔ اس کام میں تو خاصا وقت لگتا ہے۔ ست رانی بھی
پہنچ گئی تھی۔ چلو خیر ٹھیک ہے۔ جسل، تم کل رات تک کا انتظار کرو۔"

رات ہو گئی اور ستیہ جیت نے جسل کو طلب کر لیا۔ جسل ستیہ جیت کی کوٹھی میں
آیا تھا۔ وہ خود بھی تھکا ہوا تھا۔ ساری رات بے چین رہا تھا۔

"کیا کہتے ہو جسل، ست رانی کی طرف چلیں؟"

"جو حکم مہاراج۔"

پھر ست جیت کار نکال کر چلتے ہیں، دوسری سیکٹی ہو رہی ہے۔ آخر اس نے کیا کیا!
تھوڑی دیر کے بعد وہ کوٹھی پہنچ گئے۔ جب وہ گیٹ سے اندر داخل ہوئے تو ست رانی کو
پایا۔ وہ ان کا ایک چھوٹی سی ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی ہوئی تھی اور ایک نہایت دلکش منظر ان کی نگاہوں
کے سامنے تھا۔ حسین ترین رنگین تتلیاں ست رانی کے جسم پر بیٹھی ہوئی تھیں اور ست رانی مسکرا رہی تھی۔
شب خوابی کا لباس پہنے وہ اس قدر حسین لگ رہی تھی کہ دیکھنے والے کا سانس ایک لمحہ
کو رک جائے۔ اس کے چہرے پر ایک ایسی کیفیت تھی جس میں وہ کالب تک تھی۔ ان دونوں
کو دیکھ کر وہ مسکرائی۔ ستیہ جیت اور جسل اس کے پاس پہنچ گئے تو اس نے ہاتھ
اٹھایا اور ساری تتلیاں ایک ایک کر کے اڑیں اور فضا میں منتشر ہو گئیں۔

ست رانی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر ستیہ جیت کو نمسکار کیا اور بولی۔ "آگئے آپ؟"

"ہاں میں بہت پریشان ہوں۔"

"کیوں؟"

"ست رانی! رات کو تم بہار سے ملی تھیں۔ وہ تمہارے پاس آیا تھا۔ لیکن مجھے پتہ چلا ہے
تھوڑی ہی دیر کے بعد تم وہاں سے اٹھ گئیں۔"

"ہاں وہ بڑی بیوقوفی کی باتیں کر رہا تھا۔ ایسی باتیں جو مجھے اچھی نہیں لگیں۔ مجھے تو بس اپنا
کام کرنا تھا، سو میں نے اپنا کام کیا اور وہاں سے اٹھ گئی۔"

"کک... کک... کام کیا؟" ستیہ جیت کی زبان ہکلا گئی تھی۔

"کیوں... کیا مجھے وہ کام نہیں کرنا تھا؟"

"مم... میرا مطلب ہے کہ... تم نے تمہارا جھوٹا پانی پی لیا؟"

"ہاں... پی لیا۔"

"جسل! اب تم... پورا یقین ہو گیا ہے، معلومات حاصل کرو۔ ست رانی! اس نے
تمہارا جھوٹا پانی پی لیا؟" ستیہ جیت کو جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔

ست رانی نے خوشگوار انداز میں اسے دیکھا اور بولی۔ "میں نے صاف لفظوں میں آپ
سے کہا ہے کہ ہاں اس نے میرا جھوٹا پانی پی لیا ہے۔ آپ کو یقین کیوں نہیں آ رہا مہاراج؟"

"نن... نہیں... ست رانی، میرا مطلب ہے کہ اس نے پی لیا ہے۔"

"اس کے بعد مجھے کچھ نہیں معلوم۔ یہ آپ کا کام ہے کہ معلومات حاصل کریں۔" ست
رانی نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

ستیہ جیت کمار دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ "اگر اس نے تمہارا جھوٹا پانی پیا ہے تو ست رانی
بہت جلد اس کے بارے میں خبر مل جائے گی۔"

"آئیے اندر چلیں۔"

پھر کافی دیر تک ستیہ جیت کو وہاں بیٹھا رہا۔ ست رانی نے اپنے نوکروں سے چائے منگوا
لیا تھا اور تھوڑی دیر کے بعد چائے آ گئی۔ ستیہ جیت کا بہت خوش رہتا تھا کہ ست
رانی کسی جھوٹے برتن میں کچھ کھا پی نہ لے۔

کوئی سات بجے صبح جسل شہر بھر کے اخبارات کے ساتھ پہنچ گیا۔ اس کا چہرہ خوشی سے
دمک رہا تھا۔

"کیا خبر ہے ان اخبارات میں؟"

"کام ہو گیا مہاراج۔ وہ امریکی وہیں کلب میں بیٹھے بیٹھے چل بسے۔ ان کی موت...

ہوئی۔ ایک ہنگامہ مچا ہوا ہے۔ پورا کلب پولیس کے قبضے میں ہے۔ سب ہی مشتبہ لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔"

ستیہ جیت کمار نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی اور بولا۔ "اور اس لڑکی کے بارے میں پتہ لگا سکے؟"

"وہی میں آپ کو خاص طور سے دکھانے آیا ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ ایک پراسرار لڑکی پہلی بار کلب میں آئی، وہ حسن و جمال میں یکتا تھی۔ دیوا سر خود اٹھ کر اس کی میز پر پہنچا۔ تھوڑی دیر کے بعد لڑکی وہاں سے اٹھ گئی۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ کوئی انجکشن کا نشان ملا ہے نہ کھانے پینے کی کوئی ایسی چیز جسے ہم زہریلا کہا جا سکے۔"

"اور تو کوئی خاص بات نہیں؟"

"نہیں مہاراج۔"

"چلو بنسل جلدی سے ست رانی کے چہرے میں تبدیلی کراؤ اور اسے اصلی شکل میں لے آؤ۔"

سارے کام ہو گئے، پھر کئی دن اسی طرح خاموشی سے گزر گئے۔ دوسرا اہم ترین سرکاری عہدیدار زہرخورانی کا شکار ہوا تھا۔ اخبارات نے طرح طرح کی قیاس آرائیاں کی تھیں لیکن ابھی تک ست رانی کی کوئی نشاندہی نہیں ہو سکی تھی۔

ست رانی بڑی خوش دلی سے یہاں رہ رہی تھی۔ نئی بار وہ سیر کے لئے بھی نکلی تھی، لیکن اس کے لئے ستیہ جیت کمار نے بہترین انتظامات کر دیئے تھے۔ کالے شیشوں کی ایک قیمتی کار ست رانی کو سیر و سیاحت کے لئے دی گئی تھی۔ اور اس کے بعد ستیہ جیت کمار کا آخری شکار تھا بابو پرشانت لعل۔ وہ ستیہ جیت کے بڑے مخالفوں میں سے تھا اور ستیہ جیت کو اس سے ہمیشہ خطرہ رہتا تھا۔

بابو پرشانت لعل پر بھی جال پھینک دیا گیا۔ ست رانی ایک بالکل ہی انوکھی شکل اور انوکھے انداز میں اس سے ملی تھی اور پرشانت لعل جی ذبح ہو گئے تھے۔ البتہ ان کے سلسلے میں ست رانی نے کچھ وقت لگایا اور آخرکار اسے موقع مل گیا اور اس نے پرشانت لعل کا بھی کریا کرم کر دیا۔ لیکن اس کے بعد ایک دم ہنگامہ آرائی ہو گئی تھی کیونکہ بابو پرشانت لعل کے رشتے داروں نے ایک ایسی خوبصورت لڑکی کا تذکرہ کیا تھا جو اچانک کہیں سے نمودار ہوئی تھی اور بابو پرشانت لعل اس کے دیوانے ہو گئے تھے۔

جس رات بابو پرشانت لعل کا دیہانت ہوا اس رات وہ لڑکی آدھی رات تک بابو پرشانت جی کے ساتھ ان کے فارم ہاؤس پر رہی تھی اور وہیں سے غائب ہو گئی تھی۔ اس کے گھر والوں نے لڑکی کا حلیہ بھی بتایا اور پولیس نے باقاعدگی کے ساتھ ان تمام چیزوں کو نوٹ کیا۔ بڑے بڑے پولیس آفیسرز کے بیانات آئے اور ان میں سب سے اہم بیان پولیس آفیسر رگھبیر سنگھ ساگا کا تھا،

جس نے انکشاف کیا تھا کہ تین بڑے نامور سیاستدان اور سرکاری عہدے دار رینتی کانتی، ناتھو ورما، دیوا سر اور پرشانت لعل زہرخورانی کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتر گئے ہیں اور تینوں ایک ہی طرح کی موت کا شکار ہوئے۔ لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ ان کی موت سے کسی لڑکی کا کیا تعلق ہے۔

تینوں کے ساتھ الگ الگ لڑکیاں دیکھی گئی تھیں اور ڈاکٹروں سے تجزیے کرائے جا رہے تھے کہ آخر ایسا کون سا مشترکہ زہر ہے جو ان کے جسموں میں داخل ہوا ہے۔ ڈاکٹروں کا چینل اس سلسلے میں تحقیقات کر رہا تھا۔

ستیہ جیت کمار جانتا تھا کہ اس پر بہت سی ذمہ داریاں مسلط کی جائیں گی۔ آخرکار اخباری رپورٹر اس کے پاس پہنچ گئے۔ ستیہ جیت کمار اپنے لئے آئندہ کا لائحہ عمل طے کر چکا تھا۔ وہ اخباری نمائندوں کو انتہائی نڈھال اور نروس ملا۔ اس نے نحیف اور کمزور لہجے میں کہا۔

"میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی پراسرار قوت سرکاری عہدیداروں کے پیچھے لگ گئی ہے۔ اپوزیشن کو ٹٹولا جائے اور تفتیش کی جائے کہ ان تینوں میں کون سی چیز مشترک تھی، جس کی وجہ سے انہیں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ میں اپنے گرد سکیورٹی چاہتا ہوں کیونکہ اس کے بعد مجھے بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اور میرے جیسے اور بھی سرکاری عہدیداروں کو۔"

ستیہ جیت کمار کے خصوصی گروپ نے حکومت سے ان کی حفاظت کے لئے زبردست سکیورٹی مہیا کرنے کی درخواست کی تھی اور اس کے بعد بہت سے ایسے کام ہوئے جن میں ستیہ جیت کمار کی زندگی کا تحفظ کئے جانے کی کارروائیاں شامل تھیں۔ ان کے کھانے پینے کا بھی الگ انتظام کیا گیا تھا، غرض ایک لمبا ڈرامہ چل رہا تھا اور اس وقت ستیہ جیت کمار خاصے پریشان ہو گئے، جب رگھبیر ساگا ان سے وقت لے کر ان کے پاس پہنچ گیا۔

ستیہ جیت کمار نے بنسل سے بات کی۔ "بنسل! یہ ایک مشکل پہلو ہے جس پر ہم نے ذرا غور نہیں کیا۔ رگھبیر ساگا خطرناک آدمی ہے۔ ہم نے جہاں اتنے بڑے بڑے کام کئے ہیں، ہمارے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ساگا کو بھی راستے سے ہٹا دیا جائے کیونکہ وہ ست رانی کے سلسلے میں ہمارے رازدار ہیں۔"

"جی مہاراج۔"

"خیر میں ان سے مل لوں پھر دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد ہمارے لئے کون سا راستہ بہتر ہے۔"

رگھبیر سنگھ ساگا وقت کے مطابق ستیہ جیت کمار کے پاس پہنچ گیا تھا۔

"آیئے ساگا جی، بڑا نام ہے آپ کا، بڑے بڑے کام کر رہے ہیں، کہیے ہم آپ کی کیا

[illegible] کریں؟"

"کچھ معلوم کرنے آیا ہوں مہاراج۔ تکلیف دینے کی معافی چاہتا ہوں۔"

"نہیں آپ قانون کے محافظ ہیں اور ہم قانون [illegible] آپ بتائیے کیا سیوا کریں آپ کی؟"

"کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں [illegible]"

"ہاں ہاں، بے دھڑک پوچھیں۔"

"ایک [illegible] فرم کی مالک [illegible] کے ہاں واردات ہونے کے بعد ہم [illegible]

[illegible]

"کیا ان لڑکیوں کی تصویریں کسی طرح سے حاصل ہو سکیں؟"

"نہیں، بس صرف یہ خیال ہے کہ ان لوگوں کی موت کا کوئی نہ کوئی تعلق ان لڑکیوں سے ہے۔"

"یقیناً ہوگا رگھبیر سنگھ جی، آپ تحقیقات کریں لیکن ایک بات آپ مجھے بتائیے، کیرو مین [illegible] ست رانی کے بارے میں کیا آپ کے دل میں کوئی ایسا ویسا خیال ہے۔"

"بالکل نہیں اور پھر خاص طور سے آپ کا اخباری بیان کہ وہ آپ کے بہت قریبی [illegible] دوست کی بیٹی ہے۔ اس پر ہم ایسا کوئی شبہ نہیں کر سکتے۔ ہم معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ دوسری لڑکیاں کون تھیں اور کس طرح وہ ان وزیروں تک پہنچی تھیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ کسی نے انہیں ان تینوں کے قتل کے لیے حاصل کیا ہو۔"

"مگر اس سے ان لڑکیوں کا کیا تعلق؟"

"بس یہی باتیں الجھائے ہوئے ہیں، معاف کیجئے گا کیا ہم ست رانی سے مل سکتے ہیں؟"

"بالکل نہیں۔ میرا خیال ہے یہ کاشی ناتھ جی کی موت کے تیسرے یا چوتھے دن کی بات ہے جب اس کا پتا آیا تھا اور اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔"

"وہاں کہاں رہتے ہیں؟"

"پہلے تو وہ ایک دیہاتی علاقے میں رہتے تھے لیکن بعد میں مجھے یہ بتایا گیا کہ وہ کہیں اور چلا گیا ہے۔ میں مصروف آدمی ہوں اور پھر سچی بات یہ ہے کہ وہ بیچارہ ایک جاہل سا دیہاتی آدمی ہے۔ میں نے اس کی کچھ مالی مدد ضرور کر دی تھی لیکن اس سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کیا۔ وقت اور حالات ہی ایسے ہیں رگھبیر سنگھ جی انسان کو اپنا آپ ہی [illegible] کرنا ہوتا ہے۔ [illegible] کے دوستوں کا اب عمر میں اتنا [illegible] بے شک ہوتا ہے کہ وہ کچھ پرانی یادوں کے ساتھ ذہن میں [illegible] ہیں بس اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

"گویا اب آپ کو ست رانی کے بارے میں کچھ نہیں معلوم اور نہ ہی اپنے دوست کے بارے میں۔"

"ہاں لیکن وہ میرا گھر جانتا ہے، ہو سکتا ہے وہ دوبارہ آ جائے۔ اگر ایسا ہوا اور آپ نے [illegible] سے ملنا چاہا تو میں ضرور آپ کو خبر کروں گا۔"

"بہت شکریہ ستیہ جیت کمار جی۔ آپ اپنا خیال رکھیے گا۔"

"بہت شکریہ رگھبیر سنگھ جی۔ مہربانی ہے آپ کی!" ستیہ جیت کمار نے بڑی خوش اسلوبی سے رگھبیر سنگھ کو رخصت کر دیا۔ لیکن اس کی پیشانی کی لکیروں میں اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا

کہ معاملہ کہیں سنگین نوعیت نہ اختیار کر جائے۔ کام بھی بس اس کا اتنا ہی تھا۔ اس سے زیادہ اسے ست رانی کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ ایک سنجیدہ آدمی تھا۔ ان تینوں کی طرح عاشق مزاج نہیں تھا جو اپنی عاشق مزاجی کا آسانی سے شکار ہو گئے تھے اور ستیہ جیت کے لئے راستہ خالی ہو گیا تھا اور اب امید کی جاسکتی تھی کہ وہ چیف منسٹر بن جائے گا۔ ان لوگوں کے راستے سے ہٹ جانے کی خوشی تو ستیہ جیت کمار کے دل میں تھی ہی، لیکن پولیس کو اب شبہ ہو گیا تھا کہ ان تین وزیروں کی موت سے ست رانی کا کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔ رنجبیر سنگھ نام کا ایک ذہین پولیس آفیسر تھا اور اس کا ستیہ جیت کمار سے ملنا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ اسے تھوڑا بہت شبہ ضرور ہے۔ ستیہ جیت کمار نے بالواسطہ یہ کہہ تو دیا تھا کہ ست رانی کو اس کا پتہ لے گیا ہے۔ ایک طرف اس نے کہا تھا کہ وہ اس کے دوست کی بیٹی تھی تو اس نے اسے کیو ولین کے پاس ماڈل بننے کے لیے کیوں بھیج دیا تھا۔ پھر اس نے اسے ماڈلنگ کرنے سے روکنے کی ہدایت بھی کی تھی۔ ان تمام باتوں میں تضاد تھا اور اگر رنجبیر سنگھ گہرائیوں میں جھانکنے کے لئے مستعد ہو جائے تو یہ تضاد بہت سے شبہات کا باعث بنتا تھا اور ستیہ جیت کمار اس کی زد میں آ سکتا تھا۔ جنسل سے اس موضوع پر بات ہوئی تو جنسل نے کہا۔

"میں بتاؤں مہاراج اگر آپ مناسب سمجھیں تو اسے لندن ڈاکٹر شوراج کے پاس بھجوا دیں۔ ڈاکٹر شوراج بھی خوش ہو جائیں گے اور ہمارا کام بھی بن جائے گا۔"

"نہیں جنسل! یہ بیوقوفی کی بات ہوئی۔ ہم کسی ایسے کردار کو جیون نہیں دیں جس کے بارے میں ہمیں یہ خطرہ لاحق رہے کہ اگر کبھی اس کی زبان کھل گئی تو ہم مصیبت میں پڑ جائیں گے۔"

"کہتے تو آپ ٹھیک ہیں مہاراج تو پھر..."

"جنسل، بہت کچھ کیا ہے تو نے ہمارے لئے۔ کیا تجھے ست رانی کو ختم کرنے میں کوئی بڑی مشکل پیش آئے گی؟"

"نہیں مہاراج۔ بھلا اس میں کیا مشکل ہے۔ آج کل جمنا بھی باڑھ پر ہے۔ ست رانی کو جمنا جی کے اشنان کے لئے چھوڑ دیں گے۔"

"یہ تو بہتر ہوتا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اب تو یہ کام کر ڈال۔"

"ہو جائے گا مہاراج، اوشیہ ہو جائے گا۔"

دوسرے دن پورن ماشی کی رات تھی چندرما آسمان پر چڑھا ہوا تھا۔ جنسل نے آج کا دن جمنا کنارے والی کوٹھی ہی میں گزارا تھا۔ وہ کچھ تیاریاں کر رہا تھا۔

ست رانی نے اس سے پوچھا۔ "یہ تم کیا کر رہے ہو جنسل مہاراج؟"

"رانی جی! آج رات چندرما آسمان پر چڑھا ہوگا۔ یہ کشتی میں نے خاص طور سے بنائی

ہے۔ پورن ماشی کی رات میں جمنا کی سیر خاص طور سے کرتا ہوں۔ آپ یقین کریں آج کی رات جل پریاں نظر آتی ہیں۔"

"جل پریاں! یہ کیا ہوتی ہیں؟"

"جمنا جی کی سیر کرتے ہوئے دوران ایسی ایسی سندر ناریاں جن کا اوپر کا بدن انسانوں جیسا ہوتا ہے اور نیچے کا مچھلی جیسا، وہ پانی میں تیرتی ہیں، تو جھلوان کی سوگند یوں لگتا ہے جیسے آکاش پر چمکنے والی انسانی روپ دھار کر جمنا کے شرن میں آ جاتی ہوں۔"

ست رانی کے چہرے پر بچوں جیسی دلچسپی پیدا ہو گئی اس نے کہا۔ "اور وہ نظر بھی آتی ہیں۔"

"ایسی ویسی، کبھی کبھی تو وہ میری اس کشتی کو جمنا کے دھارے پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میں صبح تک جمنا دھارے پر رہتا ہوں۔ کشتی کتنی بھی دور نکل جائے، پھر اسے کنارے پر لے جاتا اور کسی وہیں چھوڑ دیتا ہوں اور خود واپس آ جاتا ہوں۔"

"میں بھی چلوں تمہارے ساتھ؟"

"چلیے مہارانی جی آپ کو کون روک سکتا ہے؟" جنسل نے کہا اور ست رانی تیار ہو گئی۔

رات کو بارہ بجے جب آسمان پر چاند چڑھ چکا تھا، ست رانی نے ایک خوبصورت لباس پہنا اور جنسل کے ساتھ جمنا کنارے چل پڑی۔ جنسل نے دو تین بار اسے دیکھا اور دل ہی دل میں کہا ست رانی جی تم سے لئے تو سو جیون وار جا سکتے ہیں، پر فائدہ کچھ بھی نہیں۔ آپ وش بھری ہیں یہ تجربہ مجھے ہو چکا ہے اور کسی وش کنیا سے پریم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں اور ویسے بھی میں نے ستیہ جیت کا نمک کھایا ہے۔ ان سے نمک حرامی تو نہیں کر سکتا۔

خوبصورت کشتی جمنا کی لہروں پر ہچکولے لے رہی تھی۔ جنسل نے سہارا دے کر ست رانی کو بٹھایا اور خود کھونٹے سے رسی کھول دی۔ رسی کھول کر اس نے کشتی میں چھلانگ لگائی اور خود بھی کشتی میں سوار ہو گیا اور پھر اس نے پتوار سنبھال لئے۔ کشتی جمنا کی لہروں پر آہستہ آہستہ بہہ رہی تھی۔ جنسل اسے بڑی احتیاط سے آگے بڑھا رہا تھا اور ست رانی چاندنی کو جمنا کے پانی پر بکھرتے دیکھ رہی تھی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے بہت سے چندرما جمنا میں اتر آئے ہوں۔ اس کی آنکھیں ہر طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کشتی آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور جنسل اپنے کام کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا تھا۔ ایک خوبصورت لڑکی کو موت کے گھاٹ اتارنا کوئی بات نہیں تھی، لیکن اس کے اندر تو جرم بھرا ہوا تھا۔ ستیہ جیت کے اس طرح کے بہت سے کام وہ سرانجام دیتے تھے۔ اس کے لئے یہ کام کون سا مشکل تھا۔

ست رانی نے کہا۔ "جنسل جی ابھی تک تو مجھے ایک بھی جل پری نظر نہیں آئی۔"

"بس تھوڑی دیر اور۔ ست رانی جی۔ آپ دیکھیں گی بس تھوڑی دیر کے بعد مچھلیاں نظر آنا شروع ہو جائیں گی۔ ان کے سندر سندر چہرے پانی کی سطح پر ابھرنے لگیں گے تو آپ خود انہیں دیکھ لیں گی۔"

ست رانی کی نگاہیں پانی پر جمی ہوئی تھیں اور وہ تجسس انداز میں چاروں طرف نگاہیں دوڑا رہی تھی۔ جسپل اپنے کام کے لئے بھرپور طریقے سے تیار تھا۔ اس نے چپو سنبھالی ہوئی تھی اور ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہا تھا۔ اچانک ہی اس نے کہا۔ "وہ دیکھئے ست رانی جی وہ چل پڑی۔" یہ کہہ کر اس نے سامنے اشارہ کیا اور ست رانی کشتی کے بالکل کنارے پر پہنچ کر جمنا میں جھانکنے لگی۔

اسی وقت جسپل نے پوری قوت سے اسے آگے دھکیل دیا۔ ست رانی کے حلق سے ایک دلدوز چیخ بلند ہوئی اور وہ چھپاک سے پانی میں جا پڑی تھی۔

جسپل نے کشتی کا رخ کاٹنا شروع کر دیا۔ ست رانی بار بار پانی پر ابھر رہی تھی اور مدد کے لئے چیخ رہی تھی، لیکن جسپل نے اپنے کان بند کر لئے تھے اور آنکھیں بھی۔ وہ بے شک ست رانی کو ڈوبتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت وہ ایک ظالم درندے کی حیثیت رکھتا تھا جسے صرف اپنا کام سر انجام دینا تھا۔ ست رانی کے بارے میں بس اسے یہ خطرہ تھا کہ وہ تیراک نہ ہو کیونکہ بہت سی قوتوں کی مالک تھی، لیکن جلد ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ ست رانی تیرنا نہیں جانتی اور ابھی چودھویں کے بعد وہ ڈوب جائے گی اور ایسا ہی ہوا۔ جمنا کی لہریں ست رانی کے جھٹکے کھاتے وجود کو اپنے ساتھ بہا لے جانے تیزی سے آگے بڑھتی رہیں۔ اس کا بہاؤ بہت تیز تھا۔ آن کی آن میں ست رانی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی تو جسپل نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کنارے کی طرف کشتی کھینے لگا۔

☆ ☆ ☆

پورن ماشی کی رات تھی، پربھو دیال ساری رات تپسیا کرتے رہے تھے اور اس سے پہلے بھی وہ جمنا کنارے آدھے بدن سے ننگے جنیو پہنے، آنکھیں بند کئے دونوں ہاتھ جوڑے سورج کا انتظار کر رہے تھے۔ رات بھر کا جاپ پورا ہونے کو تھا۔ جونہی سورج دیوتا کی پہلی کرن جمنا کی لہروں کو چھوتی ان کا جاپ ختم ہو جاتا۔ ہر مہینے چودھویں رات کو وہ یہ جاپ کرتے تھے اور مہینے تندرست رہتے تھے۔ اس سمے بھی وہ اپنے جاپ میں مصروف تھے کہ اچانک ہی کوئی وزنی چیز ان کے پیروں سے ٹکرائی اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ جمنا کی لہروں نے نجانے کیا ان پر پھینک دیا تھا۔ آنکھیں کھلیں تو سورج کی پہلی کرن نظر آئی۔ اسی کے انتظار میں تو وہ تھے، لیکن پیروں سے ٹکرانے والی چیز کو دیکھا تو سب کچھ بھول گئے۔

وہ ایک انسانی بدن تھا اور غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ کسی نوجوان لڑکی کا جسم ہے۔ جلدی

اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ کہیں جمنا کا بہاؤ اسے آگے نہ لے جائے۔ وہ نجانے کس طرح آ لگی تھی اور ابھی تک پانی میں تھی کہ اگر پربھو دیال اسے نکالنے کی کوشش کرتے تو انہیں وقت لگتا حالانکہ اچھی خاصی عمر کے آدمی تھے اور متھرا کے ایک مندر کے بڑے پجاری تھے، لیکن تندرست و توانا تھے۔ چنانچہ اس جسم کو پکڑ لیا جو آگے جانے کا منتظر تھا اور جمنا کی لہروں پر چکر کھا رہا تھا۔ ایک لمحے کے اندر اندر انہیں احساس ہو گیا کہ کوئی جوان لڑکی جیوت ہے۔ انہوں نے نگاہیں دوڑائیں اور پھر بوجھل قدم اٹھاتے ہوئے کنارے کی طرف دوڑے۔ تھوڑے فاصلے پر دوسرے پجاری بھی موجود تھے۔ انہوں نے چیخ چیخ کر انہیں آوازیں دیں اور کچھ ہی لمحوں میں تین نوجوان اور سب کے سب مندر کے وہاں پہنچ گئے۔

"ہے بھگوان۔ یہ کیا ہے مہاراج؟"

"مہاراج سمے نہیں سنبھالو اسے اور لے کے مندر چلو۔" پنڈت جی نے لڑکی کو زمین پر ہوتے کہا۔ ساری رات کھڑے رہنے سے ان کے پاؤں بھی شل ہو گئے تھے اور وہ جانتے تھے لڑکی کو مندر تک لے جانا ان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن پجاریوں نے فوراً ہی اسے اپنے ہاتھوں میں سنبھال لیا اور اسے لے کر مندر کی جانب چل پڑے۔

پربھو دیال خود بھی ان کے پیچھے پیچھے قدم اٹھا رہے تھے حالانکہ ان کے پاؤں شل ہو رہے تھے۔ اپنی قوت ارادی سے کام لے کر وہ تیز تیز ان نوجوان پجاریوں کے پیچھے چل رہے تھے۔ دیر کے بعد وہ مندر میں داخل ہو گئے۔ پربھو دیال نے انہیں اپنے کمرے کی جانب جانے کا اشارہ کیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ مندر کے ایک اندرونی حصے میں کسی قدر گرم جگہ پہنچ گئے۔

"یہ جیوت ہے۔ تم ایسا کرو وید شنکر ناتھ کو بلا لاؤ، جلدی بلا کر لاؤ۔"

تین نوجوان پجاری برق رفتاری سے باہر کی جانب دوڑ گئے۔ دو تین وہیں کھڑے رہے۔ پنڈت جی نے کہا۔ "جلدی جاؤ بیوقوفو! کچھ اوڑھنے کے لئے لاؤ اس کے لئے۔"

فوراً ہی ایک کمبل لا کر لڑکی کے بدن پر ڈال دیا گیا۔ پنڈت جی اس کے پاس بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد وید جی آ گئے اور انہوں نے لڑکی کو دیکھا۔

"بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔ تندرست ہے۔ پانی میں بے ہوشی کے عالم میں بہتی رہی ہے۔ تھوڑی دیر میں ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے تلوؤں اور ہتھیلیوں کی مالش کریں۔"

"کوئی دوا دارو؟"

"ہوش میں آ جائے تو تھوڑا سا گرم دودھ پلا دیں۔"

"ٹھیک ہے۔" پنڈت جی نے کہا۔ پوجا پاٹھ کا سمے ختم ہو گیا تھا۔ سورج نکل آیا تھا۔ اس

ئے فرصت تھی۔ چنانچہ پنڈت جی نے لڑکی کی تیمارداری شروع کر دی۔ تھوڑی دیر کے بعد اچانک لڑکی نے اپنی خوبصورت آنکھیں کھول دیں۔ جیسے ہی اس نے آنکھیں کھول کر پنڈت جی کو دیکھا پنڈت جی کی آنکھوں کو ایک جھٹکا سا لگا۔ انہیں یوں لگا جیسے ان کی آنکھوں کو کرنٹ لگا ہو۔ انہوں نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ یہ صرف ان کا وہم ہے۔ پھر انہوں نے پیار سے لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ "بیٹا کیسی ہے تو؟"

لڑکی پریشان نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی، پھر اس نے کہا۔ "میں... میں کہاں ہوں؟"

"میری رانی بٹیا، بالکل چنتا نہ کر۔ میں سادھو پربھو دیال ہوں اور یہ مندر ہے۔ تو بالکل چنتا مت کر، دودھ پیئے گی۔"

"دودھ...." لڑکی نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا پھر بولی "ہاں پیوں گی۔"

"ابھی منگواتا ہوں میری بٹیا رانی۔" پربھو دیال نے پیار بھرے لہجے میں کہا اور نوجوان پجاریوں کو آواز دی۔

پھر انہوں نے لڑکی کو سہارا دے کر بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے اسے دودھ پلانے لگے۔ ان کے انداز میں بہت زیادہ پیار تھا۔ لڑکی تھی بھی ایسی ہی من موہنی صورت کی مالک کہ ایک نگاہ دیکھ کر ہی اس پر پیار آ جائے۔

آنکھوں کو لگنے والا وہ جھٹکا انہیں اب بھی یاد تھا۔ پتہ نہیں کیوں ایسا ہوا تھا لیکن اب ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ انہوں نے بار بار لڑکی کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔ ان آنکھوں میں انہیں کوئی ایسی خاص بات محسوس نہیں ہوئی تھی۔ بس ایک سادگی ایک بھولا پن، انہوں نے ان آنکھوں میں پایا تھا۔

"بٹیا کہاں سے آئی ہے۔ جمنا میں بہتی ہوئی ملی تھی مجھے۔ وہیں سے نکال کر لایا تھا تجھے جمنا میں کیسے گر پڑی تھی۔"

لڑکی بے خیال نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتی رہی۔ اس کے بعد بولی "مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔"

"نام بھی یاد نہیں ہے اپنا؟"

"ست رانی، ست رانی ہے میرا نام۔"

"جے بھگونتی، کیسا اچھا نام رکھا ہے تیرے ماتا پتا نے۔ ذرا یاد کر کے مجھے بتا ست رانی کہ تو جمنا میں کہاں سے آ گئی؟"

لڑکی نے ایک بار پھر ایک دیوار پر نگاہیں جما دیں۔ اسے سب کچھ یاد تھا۔ اسے یاد تھا رات کو وہ کشتی کی سیر پر نکلی تھی۔ بنسل اسے جل پریاں دکھانے کے لیے کشتی میں بٹھا کر لایا تھا پھر اس نے اسے جمنا میں دھکا دے دیا تھا، لیکن وہ کسی کے بارے میں کچھ بتانا نہیں چاہتی تھی

بعد کی باتیں تھیں کہ وہ اس بارے میں سوچے اور فیصلہ کرے کہ اب اسے آگے کیا کرنا ہو گا۔ ساری تفصیل بتا کر وہ اس معصوم سادھو کو الجھنوں کا شکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔ چنانچہ اس نے سمجھا کہ اپنے بارے میں ناواقفیت کا اظہار کرے۔ البتہ اس نے بھولی بھالی باتیں ضرور کی اور پربھو دیال سے پوچھا تھا۔

"مہاراج ایک بات بتائیے۔"

"ہاں پوچھو۔"

"کیا پورن ماشی کی رات جمنا جی کے پانی میں جل پریاں تیرتی ہیں۔"

بڑا معصومانہ اور بچوں جیسا سوال تھا۔ پربھو دیال مسکرا دیئے۔ یہ اندازہ انہیں ہو گیا تھا کہ چھوٹے ذہن کی مالک ہے اور شاید اپنے ماضی کو بھول گئی ہے۔ انہوں نے آہستہ سے کہا۔

"نہیں بیٹا! جمنا میں کبھی جل پریاں نہیں ہوتیں اور جل پریاں کہیں بھی نہیں ہوتیں۔"

"اچھا۔" ست رانی نے مایوسی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ پربھو دیال جی پھر بولے۔

"بیٹا تجھے ان جل پریوں کے بارے میں کس نے بتایا؟"

"نہیں بس میں نے سپنے میں دیکھا تھا کہ میں جمنا جی میں بہہ رہی ہوں اور میرے آس پاس جل پریاں تیر رہی ہیں۔ سندر سندر مکھڑوں والی جل پریاں۔"

"کیا تو ان جل پریوں کے پیچھے ہی پانی میں کودی تھی۔"

"نہیں مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔"

"بھگوان نے چاہا تو آہستہ آہستہ سب کچھ یاد آ جائے گا تو چنتا مت کر۔ تو تھوڑے دن آرام کر، جیسے ہی پتہ لگا کہ تیرے ماتا پتا کہاں ہیں؟ میں تجھے ان کے پاس بھجوا دوں گا۔"

ست رانی نے مطمئن انداز میں گردن ہلا دی۔

☆...☆...☆

مندروں کی یہ دنیا بڑی انوکھی تھی، یہاں لوگ پوجا پاٹھ کرنے آتے تھے۔ پرہلاد یال ہی ایک شریف النفس انسان تھے اور اپنے عقیدے کے مطابق پوجا پاٹھ اور انسان دوستی میں مصروف رہا کرتے تھے، وہ ست رانی کو بھگوان کی دین سمجھتے تھے اور انہوں نے اسے ایک خاص مقام دے کر نوجوان پجاریوں سے کہا تھا کہ اس کی دیکھ بھال ایک اہم شخصیت کی حیثیت سے کی جائے۔ ست رانی خوش نصیب تھی کہ ہر جگہ اسے عزت دی گئی تھی۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے ساتھ دشمنیاں بھی ہوئیں تھیں لیکن اب پردہ یہاں مندروں کی اس دنیا میں وہ بڑی آسانی سے اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس کی معصوم فطرت، معصوم مسکراہٹ اور معصوم معصوم باتوں نے سب کے دل موہ لئے تھے۔

مندروں کی اس دنیا کے جو ریت رواج تھے ست رانی ان کی پابندی کرتی تھی، صبح کو گھاٹ پر اشنان، اس کے بعد پوجا پاٹھ، پھر شام کو مندر کی داسی کا روپ دھار کر لوگوں کے بیچ آنا اور انہیں محو حیرت کر دینا، یہ ساری باتیں اسے پسند تھیں اور اسے یوں لگتا تھا جیسے اب زندگی کے بہت سے بدلے ہوئے مناظر سے اسے کوئی دلچسپی نہ رہ گئی ہو اور مندروں کی یہ دنیا اس کے لئے انتہائی خوشگوار ہو۔

یہاں جگہ جگہ مندر ہی مندر پھیلے ہوئے تھے، بہت سی جگہوں پر ایسے پر اسرار ویرانے بھی نظر آتے تھے جنہیں دیکھ کر احساس ہوتا کہ یہاں کچھ ہے، جگہ جگہ مجسمے بھی بنے ہوئے تھے اور مندروں میں اپنے طور پر پوجا پاٹھ کرنے والے رہا کرتے تھے، کون کس رنگ میں ہے، سب کو معلوم نہیں تھا۔ بس کوئی کوئی جانتا تھا کہ کہاں کون کیا کر رہا ہے۔

مندروں کی دیواروں پر اور آس پاس کی جگہوں پر بندروں کے ڈیرے تھے اور ست رانی کو بندروں کی حرکات بہت پسند آتی تھیں۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ یہ بندر جو الٹی الٹی حرکات کیا کرتے تھے، نہ تو یہ انسانوں کے لئے کوئی خطرناک ثابت ہوتے تھے اور نہیں وہ انسانوں میں اس طرح گھلے ملے ہوتے تھے کہ یقین آ جائے کہ ان کا قدیم خونی رشتہ انسانوں سے ہے۔ ست

وشانینا ۔۔۔ کسی گوشے میں جا کر بیٹھ جاتی تھی اور بندروں کی دلچسپ حرکات کا جائزہ لیتی رہتی تھی، یہ بندر ۔۔۔ کے قدموں میں بھی آ کر بیٹھ جاتے تھے لیکن زیادہ تر اس سے دور ہی رہا کرتے تھے، شاید ۔۔۔ انسانوں سے زیادہ جانوروں کو اس بات کی شناخت تھی کہ اگر وہ ست رانی کے بہت قریب ہو گئے تو ۔۔۔ کی سانسوں کا زہر ان سے زندگی چھین لے گا۔

اس دن بھی وہ اکیلی بڑے سے مندر کے عقبی حصے میں ایک پتھر پر بیٹھی نجانے کن سوچوں ۔۔۔ گم تھی۔ ماضی کے واقعات تھے ہی کتنے جن کے بارے میں بہت زیادہ سوچتی۔ اس نے مندروں ۔۔۔ کے کھنڈرات میں زندگی گزاری اور چھوٹے چھوٹے واقعات سے دوچار ہوئی۔ پھر اس کے بعد ۔۔۔ کو نیا سنسار دیکھنے کی خواہش ہوئی۔ اس کا تو خیر ایک الگ مسئلہ تھا، رادھیکا کو پانے کے لئے ۔۔۔ نے اپنا جیون وقف کر دیا تھا لیکن ست رانی کو اس سنسار سے دلچسپی بجرنگی ہی کی وجہ سے پیدا ۔۔۔ ہوئی تھی اور اس کے بعد یہ سنسار اسے برا نہیں لگا تھا۔ پتہ نہیں کیسے کیسے واقعات اس سنسار میں ۔۔۔ پیش آئے ہوئے تھے اور اب وہ یہاں موجود تھی۔

صبح ہی سے آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے، گو سخت گرمیوں کے دن تھے اور آسمان پر ۔۔۔ بدلیاں چھا جاتیں تو زمین بہت خوبصورت لگنے لگتی تھی۔ وہ اپنے مندر سے کافی دور نکل آئی ۔۔۔ اور یہاں بیٹھی ہوئی چھا جانے والی گھٹاؤں کے سائے میں موجود پرندوں کا جائزہ لے رہی تھی ۔۔۔ اچانک اسے احساس ہوا کہ سامنے والے مندر کی دیوار کے عقب میں دو خوفناک آنکھیں اسے ۔۔۔ گھور رہی ہیں۔

اس نے اُدھر نگاہیں دوڑائیں تو ایک عجیب سا چہرہ ایک دم پیچھے ہٹ گیا۔ ست رانی کی ۔۔۔ نگاہیں اُدھر لگی رہیں۔ کون ہے وہ، تجسس بھری نگاہوں سے اُدھر دیکھتی رہی۔ اچانک وہ چہرہ پھر ۔۔۔ نمودار ہوا، گہرا کالا رنگ، بڑی بڑی سیاہ آنکھیں، سفید دانت، لیکن سب سے زیادہ خوفناک اس کی ۔۔۔ آنکھیں تھیں جن کی چمک بڑی انوکھی تھی۔

جیسے ہی ست رانی کی نگاہ ان پر دوبارہ پڑی وہ پیچھے ہٹ گیا۔ ست رانی تجسس میں ڈوبی ۔۔۔ کھڑی ہو گئی اور پھر وہ تیز قدموں سے مندر کی دیوار کے پاس پہنچ گئی لیکن مندر کے آخری سرے ۔۔۔ پر اس نے ایک انسانی وجود کو گم ہوتے ہوئے دیکھا۔

ست رانی، مندر کی اس بغلی دیوار کے سرے پر کھڑے ہو کر اُدھر دیکھنے لگی، کچھ لمحے وہ اسی ۔۔۔ جگہ کھڑی رہی، ایک بار پھر کافی فاصلے سے اس نے اس چہرے کو جھانکتے ہوئے دیکھا، لیکن ۔۔۔ دیکھتے ہی وہ پھر پیچھے ہٹ گیا تھا۔

ست رانی کا من کہہ رہا تھا، نجانے کون ہے اور اس طرح اسے چھپ چھپ کر کیوں دیکھ رہا ہے

ہے۔ اس نے سوچا اور اپنا تجسس ختم کر کے وہاں سے واپس پلٹ پڑی۔ بادلوں بھرے اس مست موسم سے اب اسے کچھ اکتاہٹ سی ہو گئی تھی۔ وہ واپس اپنے سرنواس مندر کی طرف چل پڑی۔ اس کے ذہن میں کچھ عجیب سی کڑواہٹ پھیل گئی تھی، کافی دور چلنے کے بعد اس نے پلٹ کر پیچھے دیکھا تو بہت دور سے وہی بدن نظر آیا جسے وہ دیوار کے دوسری طرف غروب ہوتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ کوئی پاگل ہی معلوم ہوتی ہے، وہ سوچنے لگی۔

وہ تھوڑی ہی اور آگے بڑھی کہ اچانک اس کے کانوں میں کچھ دلکش قہقہے گونج اٹھے، بائیں جانب اس بادلوں بھرے موسم میں اسے کچھ رنگین لباس نظر آئے تھے، یہ تین لڑکیاں تھیں جو ٹہلتی آ رہی تھیں ابھی تک ان کی نگاہ ست رانی پر نہیں پڑی تھی، لیکن جونہی انہوں نے ست رانی کو دیکھا، وہ ٹھٹھک کر رک گئیں۔

فاصلہ اتنا نہیں تھا کہ ایک دوسرے کے چہرے نہ دیکھ پاتیں، لڑکیاں اچھی خاصی شکل و صورت کی مالک تھیں اور عمدہ لباس پہنے ہوئے تھیں۔

عمر میں بھی ست رانی کے برابر ہی تھیں، پھر وہ خود ہی ست رانی کی جانب بڑھ آئی تھیں، ست رانی انہیں دیکھ کر رک گئی۔

"ہائے رام کتنی سندر ہے، دیکھو تو بالکل اپسرا لگ رہی ہے۔"

"اکیلی ہی ہے، آس پاس تو کوئی نہیں۔" لڑکیاں اس کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔ ست رانی خاموش نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے آگے قدم بڑھانے ہی چاہے تھے کہ ان لڑکیوں میں سے ایک کی آواز ابھری "سنو" اور ست رانی کے قدم رک گئے۔ لڑکیاں تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس کے پاس آ گئیں اور پھر ان میں سے ایک نے کہا.... "بھگوان کی سوگند تم بہت سندر ہو، کہاں رہتی ہو، مندر میں پوجا کے لئے آئی ہو، ماتا پتا کہاں ہیں بتاؤ گی؟"

ست رانی انہیں دیکھتی رہی پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں مر جاؤں، بھگوان نے ساری سندرتا اس پر ختم کر دی ہے۔" ایک اور لڑکی نے کہا۔

"تم لوگ کون ہو اور کہاں رہتی ہو؟" ست رانی نے پوچھا۔

"آؤ بیٹھ کر باتیں کریں۔ اگر جلدی نہ ہو تمہارے ساتھ کوئی ہے؟"

"ہاں ہے۔"

"کون ہے؟ کہاں ہے؟" ایک لڑکی نے سوال کیا۔

ست رانی نے شرارت سے اس طرف اشارہ کر دیا جدھر اس نے اس بوڑھی بھیانک شکل کی عورت کو دیکھا تھا لیکن اب وہاں اس عورت کا کوئی وجود نہیں تھا۔

"ادھر تو کوئی نہیں ہے۔"

"تھی..... غائب ہو گئی۔"

"تمہارے ساتھ نہیں تھی۔"

"نہیں، میرے پیچھے آ رہی تھی۔" ست رانی بولی۔

"ہو گی کوئی، آؤ یہاں بیٹھیں۔ ہے بھگوان بارش ہو جائے تو مزہ آ جائے!" ایک لڑکی نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بادل خوب گہرے ہوتے جا رہے تھے۔ پھر تینوں نے اپنا اپنا تعارف کرایا۔ ایک کا نام سدھا تھا، دوسری پشپا اور تیسری کا کرن۔

"تمہارا کیا نام ہے؟"

"ست رانی" ست رانی نے سادگی سی جواب دیا۔

"ست رانی تم کہاں رہتی ہو؟"

"مندر میں۔"

"مندر میں رہتی ہو، میرا مطلب ہے یاترا کے لئے آئی ہو؟"

"نہیں، میں مندر میں ہی رہتی ہوں، سرنواس مندر میں۔"

"اچھا، تو کنیا ہو؟"

"نہیں، دوشی کنیا ہوں۔" ست رانی بولی اور لڑکیاں ہنس پڑیں۔

"ہونا تو تمہیں بس کنیا ہی چاہیے تھا، انگ انگ میں بھگوان کی سوگندھ سی بھرا ہوا ہو گا۔ ہمیں جو دیکھا ہو گا گھائل ہو جاتا ہو گا، اب بتاؤ گی تمہیں اپنے بارے میں، دیو داسی ہو، مندر میں ہو؟"

"نہیں..... بس وہاں رہتی ہوں، تم لوگ کون ہو؟"

"بتایا نا، میرا نام سدھا ہے، یہ پشپا اور یہ کرن۔ ہم اپنے تاؤ جی کے ساتھ یہاں آئے ہیں، یہ کرن جو ہے نہ یہ ہمارے تایا جی کی بیٹی ہے اور ہم دونوں ان کے چاچا کی بیٹیاں ہیں۔ یہاں کشن بھیا کو لے کر آئے ہیں۔ ارے واہ تم ہو گئیں ست رانی اور کشن بھیا سات مندروں کی پوجا کے لئے آئے ہیں، یہ کیسی بات بنی ہے، کیوں سدھا؟" پشپا نے کہا اور ہنس پڑی۔

وہ جوانی کی دین سے سرشار تھیں جو ہمیشہ انسانی وجود میں گدگدی بھرتی رہتی ہے، یہ الگ بات ہے کہ کسی کو کوئی غم، کسی کو کوئی دکھ، لیکن جوانی ان دکھوں کو خاطر میں کہاں لاتی ہے، وہ تینوں بھی ہنستی بولتی رہیں اور ست رانی کو تریدی کے گھر کا ماحول یاد آ گیا، جہاں اس کی بہنیاں بھی

اس کے ساتھ ایسے ہی ہنستی بولتی رہتی تھیں۔

"ست راونی تم ہماری سہیلی بن جاؤ۔ ابھی ہم کافی دن یہاں رہیں گے۔ ہم سے روز ملا کرو۔"

"اس کے بعد تم چلی جاؤ گی؟" ست راونی نے پوچھا۔

"ایں... ہاں جانا تو ہوگا۔"

"پھر ہماری دوستی ختم ہو جائے گی۔" اس بات کا تینوں لڑکیاں کوئی جواب نہیں دے سکی تھیں۔

"چلو ٹھیک ہے، جب تک تم یہاں ہو، ہم روز ملا کریں گے۔ میرا تو جب دل چاہتا ہے نکل آتی ہوں۔ پنڈت جی مجھے کبھی منع نہیں کرتے۔"

"بس تو پھر اسی سے اسی جگہ ہم سب جمع ہو جائیں گے۔" کرن نے کہا۔

کافی دیر تک یہ سب اسی جگہ بیٹھی باتیں کرتی رہیں، اس کے بعد وہاں سے چل پڑیں۔ لڑکیاں ادھر ادھر چلی گئیں جہاں ان کی رہائش تھی۔

ست راونی سرنواس مندر کی طرف چل پڑی۔ لیکن اب وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ وہی پراسرار وجود اس کا تعاقب کر رہا ہے۔

☆......☆......☆

کشن داس، رانا اودت نارائن کا بیٹا تھا۔ اودت نارائن جی بڑے رئیس تھے۔ کانپور میں ان کی کپڑا بنانے کی کئی ملیں تھیں۔ بھرا پرا پریوار تھا۔ خود بہت اچھے مزاج کے آدمی تھے لیکن پچھلے کچھ عرصے سے ان کے پریوار پر اداسی کے بادل چھا گئے تھے۔ اس کی وجہ کشن داس تھا...... بھرے بدن اور گورے چہرے پر حسین نقوش بہت جاذب نگاہ نظر آتے تھے۔

اودت نارائن جی نے بیٹے کو نو سال سے ملک سے باہر بھیجا ہوا تھا۔ وہ وہاں تعلیم حاصل کر رہا تھا، لیکن پھر تھوڑا سا معاملات میں الجھاؤ پیدا ہوا، کشن داس کو بیرون ملک رہنے والی ایک ہندوستانی لڑکی سے محبت ہو گئی اور اس نے شرلین کے ساتھ پھیرے کر لئے، شرلین کے ماتا پتا آگرے میں رہتے تھے اور انہوں نے اسے بھی تعلیم کے لئے بیرون ملک بھیجا ہوا تھا۔ دونوں گھرانوں میں سے کسی کو پتہ نہیں تھا کہ جوان نسل کے دو افراد نے نئے دور کی آزادی سے فائدہ اٹھایا ہے، دونوں ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے اور انہوں نے فیصلہ کیا کہ آخر کار وہ اپنے ماتا پتا کو اس بات پر راضی کر لیں گے کہ اپنی خوشی سے ان کا گونا کر دیا جائے اور جب تک ان کا گونا ہو جائے وہ ایک دوسرے سے صرف دوستی رکھیں گے اور یہی سلسلہ انہوں نے جاری رکھا تھا۔

دونوں ہی کی تعلیم مکمل ہونے کو تھی، بس شرلین کا کچھ رہ گیا تھا جو اسے پورا کرنا تھا جبکہ کشن داس اپنا آخری امتحان بھی دے چکا تھا اور اس کے بعد اسے وطن واپس آنا تھا۔ چنانچہ یوں کی بات ہوئی، کشن داس کو پتہ تھا کہ اودت نارائن اس کا بڑی طرح انتظار کر رہا ہے اور اسے پتہ ہے کہ اس کی تعلیم مکمل ہو چکی ہے اور ... اس کا بدیس میں رہنا کسی بھی طرح ممکن نہیں۔ لیکن وہ دونوں ایک دوسرے کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔

جب اودت نارائن کی طرف سے کشن داس کی واپسی کے لیے سختی ہونے لگی تو مجبوراً کشن نے شرلین سے واپسی کے بارے میں کہا اور یہ طے ہوا کہ جیسے ہی شرلین کی تعلیم مکمل ہوگی وہ گھر آ جائے گی اور دونوں اپنے ماتا پتا کو بتا دیں گے کہ وہ ایک دوسرے سے منسلک ہو گئے ہیں۔

شرلین نے آنسو بھری آنکھوں سے کشن داس کو وطن روانہ کیا تھا اور یہاں اودت نارائن بیٹے کے سواگت کے لئے نجانے کیا جشن کر ڈالے تھے، دولت کی کوئی کمی نہیں تھی، شاندار پنڈال میں بڑے اعلیٰ درجے کا بندوبست کیا گیا تھا۔

کئی دن تک خوب ہنگامہ رہا تھا، بس دو بہن بھائی تھے، بیٹی کرن اور بیٹا کشن داس۔ بیٹی کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی، لیکن اودت نارائن طے کر چکے تھے کہ سب سے پہلے بیٹے کا گھر بسا دیں اور اس کے بعد باقی کام کریں گے۔

اودت نارائن کو لڑکی کی تلاش کرنے کی ضرورت بھی نہیں تھی، ان کا ایک پرانا دوست تھا جس کی بہن ساوتری دیوی سے بہت عرصے پہلے یہ طے پایا تھا کہ کشن داس کی شادی ان کی بیٹی پونیتا سے کی جائے گی اور ساوتری دیوی متھرا ہی کی رہنے والی تھی۔ کشن داس بڑی کشمکش میں مبتلا ہو گیا تھا جب اودت نارائن جی نے کھل کر اس سے بات کی۔

"اور اب میں چاہتا ہوں کہ تیری شادی کر دوں تاکہ میرے گھر میں بھی روشنی آ سکے۔"

"پتا جی! آپ پورے گھر میں بجلی کے بلب لگوا لیجئے، روشنی ہی روشنی ہو جائے گی، بھلا شادی سے روشنی کا کیا تعلق؟" کشن داس نے بات مذاق میں ٹالنا چاہی۔

اودت نارائن سنجیدہ ہو کر بولا... "نہیں ساوتری دیوی سے میری بات چیت ہو چکی ہے۔ وہ بیچاری، ایک بیٹی کے سوا ان کا سنسار میں کوئی نہیں ہے اور وہ جس آدمی کی بہن ہیں اس کی سوگند میرا اتنا اچھا دوست تھا کہ لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس کی موت کے بعد ساوتری دیوی کا میرے سوا اور کوئی سہارا نہیں رہا تھا۔ میں نے اسی سے ان سے وعدہ کر لیا تھا اور وہ اپنے دوست کی ارتھی پر کہ میں ساوتری کی بیٹی کو اپنی بہو بناؤں گا۔ بیٹا ماں باپ اپنی اولاد پر ہی ... ہیں، اب سمے آ گیا ہے کہ میں اپنا وچن پورا کر دوں۔"

کشن داس بری طرح بے چین ہو گیا تھا۔ اس وقت [illegible] نے کچھ نہیں کہا لیکن بعد میں باپ بیٹے کے ساتھ دوسری نشست میں اس نے کہا۔

"چاچا جی! بات وہی قصے کہانیوں والی ہوگئی ہے کہ ماتا پتا نے اولاد کے جیون بھر کے فیصلے کر دیئے اور اولاد پر وہ ذمہ داری ڈال دی کہ وہ ان کی آگیا کا پالن کرے۔ پر چاچا جی سے یہ بدل گیا ہے۔ ہم اپنے جیون کے لئے جو بھی فیصلے کرتے ہیں، ان میں ہماری مرضی کا بھی تو دخل ہونا چاہئے۔"

"بیٹا بات واقعی قصے کہانیوں جیسی ہے لیکن تم یہ جملے کیوں کہہ رہے ہو مجھے یہ بتاؤ۔"

"چاچا جی اس لئے کہہ رہا ہوں میں نے اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کر لیا ہے۔ لندن میں ایک لڑکی شرلین نام کی ہے، بہت اچھے گھرانے کی ہے اس کے ماتا پتا آگرے میں ہوتے ہیں اور وہاں ان کے بڑے کاروبار ہیں۔ چاچا جی..... میں نے شرلین کے ساتھ پھیرے لے لیے ہیں۔ ہم دونوں نے یہ طے کیا ہے کہ ہم اگر تو ہمارے ماتا پتا ہی کریں گے۔"

اوت نارائن دھک سے رہ گئے تھے۔ خوفزدہ لہجے میں بولے۔ "مگر بیٹا، ہم نے تو بہت پہلے سے یہ بات کہہ دی ہے۔"

"معافی چاہتا ہوں چاچا جی، یہ ایک ایسی غلطی ہے جس کے لئے میں اپنی غلطی نہیں دے سکتا۔ آپ کو اپنا یہ ارادہ بدلنا ہوگا۔" کشن داس کا لہجہ بہت مضبوط تھا۔ اوت نارائن نے بڑی مشکل سے اپنا غصہ برداشت کیا تھا۔

اس کے بعد ایک خاموشی سی طاری ہو گئی، اوت نارائن اداس رہنے لگے، انہوں نے شرلین کے بارے میں بھی کچھ نہیں پوچھا تھا، ادھر یہ بات طے ہو چکی تھی کہ جب تک شرلین کی تعلیم مکمل نہیں ہو جاتی کوئی کام نہیں کیا جائے گا۔"

اوت نارائن کو سب سے زیادہ ساوتری دیوی کا خیال تھا۔ جنہوں نے بیٹی سے لئے شریمان ہی سے آس لگا رکھی تھی۔ بہر حال یہ سارے مسئلے چلتے رہے اور پھر اچانک ہی کشن داس کو چڑھ گیا، وہ بستر پر پہنچ گیا، یہ کوئی ایسی خاص بات نہیں تھی جس سے اتنا پریشان ہونے کی ضرورت ہو، لیکن اس کے بدن پر عجیب سے پیلے پیلے نشان ابھر آئے تھے اور یہ نشان آبلوں جیسی اختیار کر گئے تھے، جو اس طرح پکتے رہتے تھے جیسے پانی میں بلبلے بنتے ہیں۔

عجیب بیماری تھی۔ علاج شروع ہو گیا، بڑے ڈاکٹر نے تحقیق کر لی لیکن مرض کا پتہ نہ چل سکا۔ اوت نارائن جی بے حد پریشان تھے، ساوتری دیوی بھی متھرا سے آگئی تھی، ان کے ساتھ ان کی بیٹی یوگیتا بھی تھی، اسی لڑکی سے کشن داس کی شادی کا فیصلہ ہوا تھا، یوگیتا بہت ہی مغرور قسم کی لڑ[illegible]

[illegible] کسی سے دھتکا ہے۔ [illegible] نہیں کرتی تھی۔ لیکن کشن داس کے گرد وہ ہر وقت چکراتی رہتی تھی۔

کشن داس کے علاج کے لئے ہر ممکن کوشش کر لی گئی، چھ مہینے بیت گئے، لیکن اس کے [illegible] کوئی نمایاں تبدیلی نہیں رونما ہوئی، تیز بخار کے درمیان یہ آبلے بنتے اور پھوٹتے رہتے تھے۔ [illegible]ن، ویدوں اور دوسرے ہر طرح کے علاج کرائے گئے تھے۔

پھر ایک سنت مہاراج بالکل اتفاقیہ طور پر [illegible] سے اور انہوں نے ان لوگوں کو بتایا کہ کشن پر جادو کرایا گیا ہے اور یہ جادو بہت خطرناک ہے، اس کے توڑ کے لئے کسی بڑے مہمان سنت کی ضرورت ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس کا علاج کرا لئے جائیں، دنیا بھر میں اسے گھما لیا جائے، جب تک اس جادو کا توڑ نہیں ہوگا یہ ٹھیک نہیں ہو سکے گا۔

اوت نارائن جی کو اس طرح کی باتوں پر بہت یقین تھا، بہت سے ایسے واقعات انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ کچھ لوگوں نے مخالفت بھی کی، خاص طور سے ساوتری دیوی نے کہ جادو وادو کے چکر میں نہ پڑا جائے اور اگر ہو سکے تو اسے ملک سے باہر لے جایا جائے لیکن اوت نارائن جی نے ان سے اختلاف کیا اور کہا کہ میں ساوتری دیوی میرے بیٹے پر واقعی جادو کیا گیا ہے اور مجھے اس جادو کا توڑ چاہئے۔

بہر حال بڑی مشکل آ پڑی تھی ان پر، اوت نارائن کے گھر میں ان کے بھائی کی بیوی اور بیٹی بھی رہا کرتی تھیں اور دوسرے بھی کئی لوگ ان کے ساتھ موجود تھے، سب کے سب پریشان تھے، ان کی بیٹی کرن بھی ہر وقت اداس رہنے لگی تھی۔ بھائی کے لئے اس کا بھی دل دکھ رہا تھا۔ [illegible] سنت مہاراج نے کہا کہ کشن داس کو سات مندروں کی سیر کرائی جائے، سات مندروں میں جا کر وہ پوجا پاٹھ کرے تو شاید اس کے جادو کا کچھ توڑ ہو سکے۔

اوت نارائن نے فوراً ہی انتظامات کئے، ہر جگہ وہ کشن داس کو مندروں کے درشن کراتے رہے، بہت سے شہروں میں گئے جہاں مشہور مندر تھے۔ مندروں میں پوجا پاٹھ کرائی گئی، [illegible] منگوائی گئیں اور اس کے بعد اس طرح مندروں کے درشن کرتے ہوئے وہ متھرا پہنچے، [illegible] ساوتری دیوی کا شاندار گھر تھا، انہوں نے کہا کہ متھرا میں انہی کے گھر ڈیرہ لگایا جائے لیکن [illegible]ت بھی سنت جی نے ہی کہی تھی کہ کہیں بھی دولت کا مظاہرہ نہ کیا جائے اور جس طرح یاتری [illegible]وں کو جاتے ہیں اسی طرح سات مندروں کی یاترا کی جائے۔ چنانچہ متھرا آنے کے بعد بھی [illegible] لگائے گئے اور مندروں کی پوجا کی جانے لگی۔

اوت نارائن جی نے بے شک ساوتری دیوی کے ہاں قیام نہیں کیا تھا، لیکن وہ جس طرح [illegible] پڑاؤ ان کی سیوا کر رہی تھیں۔ نوکر چاکر گھر سے کھانا بنا کر لاتے۔ بستر وغیرہ بھی سب

ساوتری دیوی جی کے ہاں سے آئے ہوئے تھے اور کشن داس کو مندروں کی سیر کرائی جا رہی تھی۔ کشن داس بالکل نوکھ کر رہ گیا ہوگیا تھا۔ تھوڑی سی دماغی حالت بھی متاثر ہوئی تھی۔ بس کسی کو دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا۔ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے بسی اور بے بسی چھائی رہتی تھی۔ کوئی بات کرتا تو جواب نہ دیتا۔ تاپا بے حد پریشان تھے۔

کرن سب سے زیادہ اداس تھی۔ پشپا اور سدھا بھی مندروں میں ساتھ ہوا کرتی تھیں، لڑکیاں تھیں۔ سیر و سیاحت سے انہیں دلچسپی تھی اور وہ تھر آ کر بھی خوب گھوم پھر رہی تھیں۔ یوگیتا یہاں بھی ان کا ساتھ نہیں دیتی تھی۔ بس وہ جب بھی تنہا کے پاس آتی رہتی کشن داس سے پاس بیٹھی رہتی۔ اس سے باتیں بھی کرتی تھی وہ، لیکن بڑے ہی سرسری انداز میں۔ اس نے ماں کے ساتھ بات چیت میں بھی اس بات کا اظہار نہیں کیا تھا کہ وہ کشن داس کے ساتھ شادی نہیں کرنا چاہتی۔

یہاں لوگوں کی کہانی تھی۔ پشپا، سدھا اور کرن نے ست رانی کی تھی اور وہ اس سے بہت متاثر ہوئی تھیں۔ بہت دیر تک وہ اسی کے بارے میں باتیں کرتی رہیں۔

"عجیب نہیں تھی وہ... میں تمہیں ایک بات بتاؤں بڑی انوکھی۔"

"کیا؟"

"ایک بار میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا تو مجھے ایسا لگا جیسے میرے پورے شریر کو بجلی کا کرنٹ چھو گیا ہو حالانکہ اس کی آنکھیں بڑی سندر تھیں پر نجانے کیوں مجھے ایک زور کا جھٹکا لگا تھا۔"

"وہ جس طرح ہمیں ویرانے سے آتی ہوئی ملی تھی اس سے تو یہ اندازہ ہوتا تھا کہ وہ کوئی بھٹکی ہوئی آتما ہے، پر جب قریب آ کر اس نے ہم سے باتیں کیں تو بھگوان کی سوگند اتنی پیاری تھی وہ کہ میں تو بتا ہی نہیں سکتی۔" پشپا نے کہا۔

"مجھے نہ جانے کیسی لگی تھی نہ جانے کیسے لگی وہ؟" کرن بولی۔

سدھا کہنے لگی۔ "کشن بھیا کو آج بھی مندر لے جانا ہے، کیوں نہ ہم انہیں سر نواس مندر لے چلیں، ابھی تک ہم وہاں گئے ہیں یا نہیں۔"

"پتہ نہیں، میں تاپا جی سے کہوں گی کہ آج کشن بھیا کو سر نواس مندر لے چلیں۔"

"ٹھیک ہے۔" تینوں نے یہ بات طے کر لی اور پھر جب وہ خیموں میں واپس پہنچیں تو وہاں کا ماحول وہی کا وہی تھا۔ کشن داس اپنے خیمے کے اندر بستر پر لیٹا منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔ اوت نارائن کافی فکرمند نظر آ رہا تھا لڑکیوں کو دیکھ کر وہ خیمے سے باہر نکل آیا۔

"تم لوگ کدھر چلی گئی تھیں؟"

"بس یہیں کے مندروں کے بیچ دور تک چلے گئے تھے تایا جی۔" سدھا نے کہا۔

"بیٹا ذرا خیال رکھا کرو، نئی جگہ ہے، پھر یہاں بندر بھی بہت ہیں اور سنا ہے کبھی کبھی نقصان بھی پہنچا دیتے ہیں۔"

"آئندہ خیال رکھیں گے تایا جی... ایک بات بتائیے کیا آپ سر نواس مندر گئے ہیں؟"

"نہیں... لیکن تم نے کیوں یہ سوال کیا؟"

"پتا جی آج ہم وہیں چلیں گے۔"

"اتفاق سے، ام رن بھی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ سر نواس مندر بہت اچھا ہے، وہاں بڑے پنڈت پروہت رہتے ہیں بڑے سدھا آدمی ہیں اور سنا ہے کچھ پہنچے ہوئے بھی ہیں۔"

"بس تو پھر ٹھیک ہے آج وہیں چلیں گے۔" کرن بولی اور اوت نارائن نے گردن ہلا دی، تو کسی نہ کسی مندر میں جانا تھا سر نواس ہی سہی۔

☆ ☆ ☆

شام کو لڑکیوں نے خاص طور سے تیاریاں کی تھیں۔ ساوتری دیوی اور یوگیتا بھی مندر ساتھ جا رہی تھیں۔ اوت نارائن بھی تیار تھے۔ ان کا خاص آدمی رام رن جوان کا معتمد خاص تھا، بھی ساتھ تھا۔ اس طرح یہ پوری منڈلی سر نواس مندر چل پڑی۔ مٹھائی، پھل اور دوسری چیزیں چڑھاوے کے لئے لے گئے تھے۔

مندر میں پوجا پاٹ کرنے والوں کی بھیڑ تھی۔ انہوں نے بھی پوجا کی ایک جگہ بنا لیا، پھر پجاری پر بھیدیال جی نے پوجا کرائی۔

شام کو پوجا سے فراغت ہوئی۔ سدھا، پشپا اور کرن کی نظریں مندر کی ان داسیوں پر تھیں جو پوجا پاٹ کے لئے آنے والوں کو پرشاد دے رہی تھیں۔ انہیں پانی وغیرہ بھی پلا رہی تھیں۔ ان میں انہیں ست رانی نظر نہیں آئی۔

ست پجاری سے سدھا نے ست رانی کے بارے میں پوچھا۔ "مہاراج یہاں ایک سندری رانی بھی ہوتی ہے کیا؟ نظر نہیں آئی، ہماری سہیلی بنی ہے وہ۔ کہہ رہی تھی کہ سر نواس میں

"ہاں... ہاں... ست رانی ادھر پیچھے کے باغ میں ہیں۔"

"ہم ان سے مل سکتے ہیں؟"

"کیوں نہیں... آپ اس طرف چلے جائیے۔"

مندر کے عقبی حصے میں ایک چھوٹا سا باغیچہ تھا۔ ست رانی اس باغیچے میں سفید پھولوں کے درمیان ست رانی سے بجائے، پھولوں کی رانی لگ رہی تھی، حالانکہ شام کے جھٹ پٹے، بلکہ ایک طرح سے رات کا پہلا پہر اندھیر افضاؤں میں اتر آیا تھا لیکن ست رانی چاندنی کی طرح ان پھولوں کے درمیان چمک رہی تھی۔

اس نے ان تینوں کو دیکھا تو خود ہنستی ہوئی آگے آگئی۔ "ارے تم لوگ ....؟ کیا میری تلاش میں یہاں آئی ہو؟"

"تو اور کیا ست رانی .... ہم نے تم سے کہا تھا نہ کہ ہم تم سے مندر میں ملنے آئیں گے۔ ہمیں تو یوں لگا جیسے تم نے ہمیں دھوکا دیا ہو اور تم یہاں نہ رہتی ہو۔"

"لو .... تو پھر میں کہاں رہوں گی ....؟" ست رانی نے پیار بھرے لہجے میں کہا، وہ ان تینوں کو سینے لگا کر گھاس پر بیٹھ گئی۔

"تم دوسری دیو کنیاؤں کی طرح یاترا کرنے والوں کی سیوا نہیں کرتیں؟" سمدھا نے پوچھا۔

"مہاراج پربھو دیال نے مجھ سے کہا ہی نہیں۔ جب وہ کہیں گے تو میں بھی ایسا کروں گی ویسے مجھے یہ سب پاٹھ بہت اچھا لگتا ہے۔"

"ست رانی کیا تم نئی نئی یہاں آئی ہو؟"

"تو اور کیا .... تھوڑے سے ہی تو دن ہوئے ہیں۔"

"کہاں سے آئی ہو؟"

"جمنا جی سے۔ پربھو دیال مہاراج نے مجھے جمنا سے نکالا تھا۔"

"کیا مطلب ....؟" وہ تینوں حیرت سے بولیں۔

"تم پربھو دیال مہاراج سے پوچھ لینا۔"

"تم بھی تو کچھ بتاؤ ....؟"

"بس میں کیا بتاؤں، چھوڑو ان باتوں کو۔ مجھے تمہارا یہاں آنا بہت اچھا لگا ہے۔"

"تو تم بھی ہمارے ڈیرے پر آؤ نا کسی دن۔"

"آجاؤں گی۔ مجھے کوئی مناہی تھوڑی ہے۔" ست رانی نے کہا۔ یہ چاروں باتیں کرتی رہیں۔

ادھر پوجا ختم ہوئی تو اودت نارائن جی نے لڑکیوں کو تلاش کیا، جس پجاری نے لڑکیوں کو ست رانی کا راستہ بتایا تھا اسی نے انہیں بتایا کہ لڑکیاں اس طرف گئی ہیں۔

"آؤ ذرا دیکھیں کیا کر رہی ہیں وہ وہاں ....؟" بڑی دیر ہو گئی انہیں وہاں بیٹھے ہوئے۔" نارائن نے کہا اور سب لوگ ادھر اس طرف چل پڑے۔

باغ میں روشنی ہو رہی تھی۔ اس روشنی میں انہوں نے چاروں لڑکیوں کو بیٹھے باتیں کرتے دیکھا۔ اودت نارائن جی مسکراتے ہوئے اس طرف چل پڑے، ان کے ساتھ ان کی پتنی اور رام سرن بھی تھے، جبکہ دوسری بزرگ عورتیں پیچھے تھیں۔

پونیتا اپنے مزاج کے مطابق الگ تھلگ سی تھی۔ اودت نارائن وہاں پہنچے، پھر انہوں نے لڑکی کو دیکھا جو ان کی بیٹیوں سے بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔ اسے دیکھ کر اودت نارائن جی کو بہت ہی اچھا لگا۔

"ارے یہ بٹیا کون ہے؟" انہوں نے سوال کیا۔

"ست رانی ہے پتا جی .... ہماری دوست، یہیں اس مندر میں رہتی ہے۔ مہاراج پربھو دیال جی، جو یہاں کے بڑے پجاری ہیں اسے اپنی بیٹی مانتے ہیں۔"

اتفاق سے کشن داس نے اسی سے نگاہیں اٹھا کر ست رانی کو دیکھا، ست رانی نے بھی کشن کو بالکل اتفاقیہ طور پر دیکھا۔ کشن داس کو اچانک ہی ایک جھٹکا سا لگا اور وہ ڈگمگا کر رہ گیا۔ اسے بہت عجیب سا لگا تھا جب کہ ست رانی نگاہیں جمائے مسلسل اسے دیکھ رہی تھی۔ پھر کشن داس نے نگاہیں ہٹالیں۔

اودت نارائن نے ست رانی کے سر پر پیار بھرے انداز میں ہاتھ پھیرا اور بولے۔ "بٹیا تم کیسی ہو؟"

ست رانی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ اس کے مزاج کے مطابق تھا۔ جسے چاہتی اور پسند کرتی جواب دے دیا کرتی، ورنہ خاموش رہا کرتی۔ اس وقت بھی وہ خاموشی سے ان لوگوں کو دیکھ رہی۔

اودت نارائن نے دو چار باتیں کیں اس کے بعد بیٹیوں سے بولا....

"چلیں بٹیا؟ سمے زیادہ ہو گیا ہے۔"

"چلیں پتا جی .... ہم ست رانی سے کہہ رہے تھے کہ یہ ہمارے ڈیرے پر آئے۔"

"تو کہنے کی کیا بات ہے بٹیا، جیسے تم میری بیٹیاں ہو ویسے ہی یہ بھی ہے، بٹیا! اگر مہاراج دیال تمہیں آنے دیں تو تم ضرور ہمارے پاس آؤ۔ بھوجن کرو ہمارے ساتھ۔"

ست رانی نے کوئی جواب نہیں دیا، البتہ دو تین بار اس نے کشن داس کو دیکھا تھا، پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ چلے گئے لڑکیاں مسکرا رہی تھیں۔

پشپا نے کرن سے کہا۔ ”بھگوان کرے میرا بھیا ٹھیک ہو جائے، اب بھی جب اس کی حالت بُری ہو گئی ہے لڑکیاں اسے دیکھ کر من ہار بیٹھتی ہیں۔ تم نے دیکھا کہ ست رانی کشن بھیا کو کس طرح بار بار دیکھ رہی تھی، مجھے لگتا ہے کہ کشن بھیا اسے بھی بہت پسند آ گئے ہیں۔“

”کشن بھیا ہیں ہی ایسے، پر اس بیچاری کو کیا معلوم وہ شادی شدہ ہیں اور یوگیتا جی ان کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہیں۔“

”ہونہہ یوگیتا! بیٹھی ہیں تو بیٹھی رہیں، بس میرا بھائی ٹھیک ہو جائے۔“ کرن نے منہ سکوڑ کر کہا۔

پھر دوسرے دن صبح دس بجے کا وقت تھا، سدھا ہی باہر نکلی تھی۔ وہ اپنے خیمے سے نکل کر دوسرے خیمے میں جا رہی تھی کہ اس نے ست رانی کو دیکھا جو اسی سمت آ رہی تھی، سدھا خوش ہو کر اس کی طرف بھاگی اور جلدی سے اس کے قریب پہنچ گئی۔

”تم ہمارے پاس آ رہی تھیں نا۔“ اس نے خوشی سے ہانپتے ہوئے کہا۔

”ہاں ادھر ہی آ رہی تھی۔“

”آؤ میرے ڈیرے پر آؤ۔“ سدھا بولی اور ست رانی کو لے کر اپنے خیمے میں پہنچ گئی، پھر اس سے کہا۔ ”تم ذرا بیٹھو، میں پشپا اور کرن کو بھی بلا لاؤں۔“

”سنو میری بات سنو، کل جب تم مندر آئی تھیں تو تمہارے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا، وہ کون ہے اور کہاں ہے؟“

”وہ میرے کشن بھیا ہیں، انہی کو لے کر تو ہم سرنواس گئے تھے، میں نے تمہیں بتایا تھا نہ کہ وہ بیمار ہیں؟“

”ہاں... کہاں ہیں وہ؟“

”کیوں پوچھ رہی ہو؟“ سدھا نے مسکراتی نگاہوں سے ست رانی کو دیکھتے ہوئے کہا، لیکن ست رانی کا چہرہ سپاٹ رہا۔ اس نے خاموشی اختیار کی تھی۔

”چلو ان سے بھی ملا دیں گے تمہیں، ذرا سب کو بتا تو دوں کہ ہماری مہارانی ست رانی آئی ہیں۔“ سدھا نے کہا اور تیزی سے خیمے سے باہر نکل گئی۔

ست رانی مسکرانے لگی تھی تھوڑی دیر کے بعد پشپا اور کرن بھی دوڑتی ہوئی اندر آ گئیں، وہ سب بہت خوش تھیں، لیکن ست رانی کی نگاہیں چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پھر وہ ان کے ساتھ باہر نکل آئی، سدھا وغیرہ نے کہا تھا کہ وہ تاؤ جی کو ست رانی کی آمد کے بارے میں خبر دیتی ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ سب بھی باہر نکل آئے۔ چار پانچ خیمے لگا رکھے تھے انہوں نے، بیچ میں ایک نشست گاہ بنائی گئی تھی۔ کسی ایک خیمے میں تو سارے لوگ نہیں آ سکتے تھے۔ نشست گاہ اس طرح سے انتظامات کر لیے گئے تھے، چنانچہ ست رانی وہاں بیٹھ گئی، کشن کو بھی باہر لے آیا گیا، یہ کام شرارت سے بھری لڑکیوں نے کیا تھا۔

کشن واقعی بہت کمزور ہو گیا تھا، چلتے چلتے لڑکھڑا جاتا تھا، اسے سہارا دے کر لایا گیا تھا، ست رانی کو دیکھ کر اس نے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ پتہ نہیں اس کے ذہن میں کیا تھا۔ وہ ست رانی کو دیکھتا رہا، ست رانی نے بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دی تھیں۔

اتنی دیر میں یوگیتا اور ساوتری دیوی بھی آ گئیں۔ ست رانی نے سر گھما کر ان کی طرف دیکھا اور پھر اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ پتہ نہیں کسی دوسرے نے محسوس کیا تھا یا نہیں، لیکن ساوتری دیوی کو اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ وہ ست رانی کی آنکھوں سے ہٹنے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن اب میں نہیں کامیابی نہیں ہوئی تھی، ست رانی مسکرائی اور ایک بار پھر اس نے کشن کو دیکھا تو کشن نے سر جھکا لیا۔

سدھا اور پشپا ست رانی اور کشن کا جائزہ لے رہی تھیں، بہرحال اوت نارائن نے ست رانی کی خاطر مدارات کرنے کے لیے کہا اور اس سے اس کے بارے میں پوچھنے لگے۔

”بس میں پربھو دیال جی کے ساتھ رہتی ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ میرے ماتا پتا کون ہیں۔ بہتی ہوئی آئی تھی۔ اوت نارائن جی نے مجھے نکال لیا، مجھے نہیں معلوم کہ اس سے پہلے میں کہاں تھی، کیا کرتی تھی۔ آپ لوگ مجھ سے بار بار یہ سوال نہ کریں۔“

”نہیں بیٹا کوئی بات نہیں ہے، شاید ہماری بھول ہو گئی۔“ اوت نارائن نے کہا۔ اب وہ ذرا نگاہوں سے رانی کو دیکھ رہے تھے، لیکن ان نگاہوں میں کوئی برائی نہیں تھی، بس ایک حیرانی تھی، ویسی ہی کہ طرح کی نظر تھی۔

ست رانی کو کھانے پینے کے لیے کچھ چیزیں دی گئیں جنہیں اس نے بڑی بے رغبتی سے کھایا پھر بولی۔ ”میں چلتی ہوں... شام تک تم کیا کرو گی؟“

”کچھ نہیں، تم رہو ہمارے ساتھ پورا دن گزارو، ہمیں تو کوئی کام نہیں، ہاں کہو تو گھومنے چلیں۔“

”نہیں سورج چھپنے سے پہلے تم اسی جگہ آ جانا جہاں ہم لوگ پہلے ملے تھے۔“

”چلو ٹھیک ہے، اگر تمہیں وہ جگہ پسند ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔“

اس طرح ست رانی وہاں سے اٹھ کر چلی گئی، پھر جب شام چار بجے کے قریب وہ اسی جگہ پہنچی

گئی جہاں پچھلے دن ان لڑکیوں سے ملاقات ہوئی تھی، اس نے دیکھا کہ سدھا، کرن اور پشپا وہاں موجود ہیں، وہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور ان کے پاس پہنچ گئی۔

"تم لوگ جلدی آ گئیں۔"

"کیا کریں ست رانی، تم نے ہم پر جادو کر دیا ہے کیا ایسا لگتا ہے کہ تمہارے پاس سے جا کر ہمارا من ہی نہیں لگے گا۔"

چاروں وہاں موجود پتھروں پر بیٹھ گئیں، تھوڑے فاصلے پر بہت سے بندر بیٹھے ان کی جانب دیکھ رہے تھے۔

"اچھا ست رانی ایک بات بتاؤ تم نے کبھی کسی سے پریم کیا ہے؟"

ست رانی نے خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھا، پھر سرد لہجے میں بولی۔ "نہیں۔"

"بالکل نہیں۔"

"بس... بجرنگی بابا مجھے بہت یاد آتا ہے اور کوئی نہیں۔"

"یہ بجرنگی بابا کون ہے، کیا تمہارا پریمی؟"

"ہاں، وہ میرا سب کچھ ہے، میرا مان سمان، میرا پتا، میری ماتا، میرا بھائی، میری بہن سب کچھ ہے۔"

"ارے... ہم نے اس رشتے کے بارے میں تھوڑی پوچھا ہے تم سے..."

"تو پھر..."

"اچھا ایک بات بتاؤ، کشن بھیا تمہیں کیسے لگتے ہیں، سچ سچ بتانا؟"

ست رانی نے نگاہیں اٹھا کر کرن کو دیکھا جس نے سوال کیا تھا پھر بولی۔

"میں تمہیں انہی کے بارے میں بتانا چاہتی ہوں، کیا تم نے یہ پوچھا کہ انہیں کیا بیماری ہے؟"

"لو... ہمارے پوچھنے سے کیا ہوتا ہے، بس وہ بیمار ہیں، بڑا علاج ہوا ہے ان کا پر ٹھیک ہی نہیں ہو سکے، پتہ نہیں کیا ہوا ہے بیچاروں کو، میرا اکلوتا بھائی ہے، بھگوان کی سوگند اگر کوئی مجھ سے میری جان بھی مانگے تو میں اس کے لئے دے دوں۔ بھگوان کرے میرا بھائی ٹھیک ہو جائے۔ ست رانی تم مندروں میں رہتی ہو، تمہارا تو سب سے واسطہ رہتا ہے۔ میرے بھیا کے لئے کرو نا کوئی کچھ کرو ان کیلئے کہ وہ ٹھیک ہو جائیں۔"

ست رانی کے چہرے کے تاثرات عجیب سے ہو گئے، پھر اس نے کہا...

"ان کے بارے میں مجھے پتہ ہے اور بتاؤں۔"

"کشن بھیا ملک سے باہر پڑھنے گئے تھے وہاں انہوں نے کسی لڑکی سے پریم کیا اور اس سے شادی کر لی، پھیرے کر لئے انہوں نے پر گھر والے تو ماتا پتا کرتے ہیں۔ لڑکی آ کر رہے گی۔ جب کشن بھیا یہاں آئے اور انہوں نے پتا جی اور ماتا جی سے بات کی لیکن سب ان کے خلاف ہو گئے کیونکہ پتا جی نے اپنی بہن ساوتری دیوی کی بیٹی یوگیتا سے ان کا رشتہ بچپن سے طے کیا تھا۔"

ست رانی چونک پڑی۔ "ساوتری دیوی وہی ساڑھی والی عورت؟"

"ہاں۔"

"اور یوگیتا وہ جو اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔"

"ہاں۔"

"ہوں، مجھے پتہ چل گیا تھا۔"

"کیا؟" سدھا حیرت سے بولی۔

"یہی کہ اس عورت کے من میں کھوٹ ہے۔"

"کس کے؟"

"ساوتری دیوی... یہی نام بتایا تھا تم نے۔"

"ہاں مگر وہ تو ہماری پھوپھی ہے دیوا ہے ہماری تو۔"

"اور اس کی بیٹی سے کشن داس کا رشتہ طے ہوا تھا۔"

"بچپن سے طے تھا۔"

"اور اب کشن داس نے شادی کر لی۔"

"ہاں پتہ نہیں تم کیسی باتیں کر رہی ہو؟"

"بتا دوں تمہیں۔" ست رانی پراسرار لہجے میں بولی۔

"بتاؤ۔"

"کشن پر جادو کیا گیا ہے، بہت سخت جادو اور وہ اسی جادو کے زیر اثر ہے اور جانتی ہو یہ کس نے کرایا ہے؟"

"کس نے کرایا ہے؟" کرن حیرانی سے بولی۔ ست رانی مسکرانے لگی۔ اس نے کچھ لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لی تھیں، تھوڑی دیر کے بعد اس نے آنکھیں کھولیں اور بولی۔

"تمہاری بوا ساوتری نے اور وہ اس لئے کہ یوگیتا کی شادی ان سے کر دے۔ کشن بیمار ہو جائے گا کچھ عرصے کے بعد اسے دورے پڑنے لگیں گے اور پھر وہ لڑکی کو بھول جائے گا جس سے

وتی

اس نے پھیرے لیے ہیں اور یہ کیتا ست شادی کے لیے تیار ہو جائے گا۔ جب وہ لڑکی کو بھول جائے گا تو اس کی صحت بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ بعد میں جب بھی وہ لڑکی اس کے سامنے آئے گی وہ کیا کہ وہ اسے نہیں جانتا۔"

"تینوں لڑکیاں ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگیں پھر بولی۔ "تمہیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں ست رانی؟"

ست رانی بیٹھے بیٹھے اٹھ کھڑی ہوگئی۔ "میں چلتی ہوں اب!"

"ارے، کیا ہوا، ناراض ہوگئیں؟"

"پتہ نہیں۔" ست رانی کرخت لہجے میں بولی اور اس کے بعد وہ وہاں سے واپس چل پڑی۔

وہ لوگ اسے آوازیں دیتی رہ گئیں، لیکن ست رانی اس طرح ان سے بے تعلق ہوگئی جیسے جان پہچان ہی نہ ہو، لیکن تینوں لڑکیوں کو وہ ششدر چھوڑ گئی تھی۔ لڑکیاں بڑی اداس اداس واپس آئی تھیں، پھر تینوں تھوڑی دیر کے بعد ایک دوسرے سے سر جوڑ کر بیٹھ گئیں۔

"وہ لڑکی عجیب سی نہیں ہے، ہم نے بے شک اسے سرنواس میں دیکھا تھا، لیکن اس سے پہلے ہم نے اسے جہاں دیکھا اس جگہ کے بارے میں تمہیں معلوم ہے؟ یار ایک بات بتاؤ کیا پرواقعی جادو بھی کیا جا سکتا ہے۔"

"اور وہ بھی سرسوتی بوا نے۔ مگر بات تو ماننے کی ہے۔ ان کے من میں کروہ ہو تو ہوگا اب بتاؤ ہم کیا کریں؟"

"کیا کیا جا سکتا ہے، اگر چاچا جی کے سامنے اس طرح کی کوئی بات کرنے کی کوشش کی تو وہ پڑیں گی کہ یاد رکھیں گے تم سب!"

"اور کیا چاچا جی بھی اپنی بہن کے بارے میں کچھ سننا پسند نہیں کریں گے۔"

"یار مگر ایسا تو ہو سکتا ہے، اگر سچ مچ واقعی ایسا ہوا تو پھر کیا کریں ہم لوگ۔"

"یہ تو بڑی پریشانی کی بات ہے۔"

"سوتو سب اب بولو۔"

"کیا بولیں، دماغ خراب ہو کر رہ گیا۔" اس کے بعد وہ مسلسل اسی الجھن میں رہیں۔ رات کوشن کو ایک دوسرے مندر میں لے جایا گیا، انہوں نے کوشش تو کی تھی کہ وہ سرسوتی چلیں لیکن رات ہو گئی تھی اور جانا چاہتے تھے اس لئے وہ خاموش ہو گئیں۔

وقت گزرتا رہا اور پھر رات تارا ٹن کے ساتھ وہ سب بھی کسی اور مندر میں چلی گئیں۔

جب سب اپنے اپنے خیموں میں لیٹ گئے تو وہ تینوں ایک خیمے میں جمع ہو گئیں۔ وہ ست رانی کے بارے میں باتیں کر رہی تھیں، باہر مکمل خاموشی طاری تھی، پھر کرن اٹھ کر خیمے کی جانب چلی تو اس نے دیکھا کہ برابر کے خیمے سے ایک سایہ باہر نکلا اور ایک جانب کرن نے اسے بے اختیار دیکھا۔ یہ کون ہے؟ اس نے حیرت سے سوچا، پھر وہ پیچھے ہٹ کر خیمے کی طرف دوڑی جو برابر ہی تھا۔ وہ دونوں جاگ رہی تھیں، کرن کو اس طرح دیکھ کر اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

"کیا ہوا کرن؟" انہوں نے سوال کیا لیکن کرن نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ تینوں باہر نکل آئیں۔ چند ہی لمحوں کے بعد ان تینوں نے اسے دیکھ لیا تھا جو چھپتا چھپاتا ایک سمت جا رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" پشپا نے حیرانی سے پوچھا۔

"تھوڑا سا آگے جا کر پتہ چلے گا، ہمارے خیموں سے نکلا ہے۔"

"وہ کون ہے کیا؟" ... سرگوشی میں بولی۔

"چھوڑو ان طرف سے پیچھا چھوڑو، تینوں پیچھے ... اس نے ... خیمے سے کچھ لیا بھی ہے لگتا ہوا جا تا۔" کرن نے کہا۔

تینوں خاموشی سے اس کا تعاقب کرتی رہیں، انہیں خوف محسوس ہونے لگا چونکہ سایہ ایک سمت ... جا رہا تھا۔ وہ تینوں حیران حیران سی آگے بڑھتی رہیں۔ ... دیا جا رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے، مندر ... کافی ... راتوں میں ... تھے ... سے بچ کر ... دور ہی سے کافی ... نظر آتے تھے، پتہ نہیں ... سے ... تعلق تھا لیکن ... اس سائے کو انہوں نے ایک کھوہ کی جانب بڑھتے دیکھا ... کے ... روشنی تھی۔

"ہائے رام! مجھے تو بڑا ڈر لگ رہا ہے، چلو واپس چلتے ہیں، یہ جو کوئی بھی ہے، بھاڑ میں جائے، ہم کوئی اسے پکڑ تھوڑی لیں گے۔" پشپا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"تھوڑا اور آگے چلو، پتہ چلے کہ ہے کون!" کرن بولی۔

"میری بات مانو واپس چلو، یہ جو کوئی بھی ہے، کوئی مصیبت نہ بن جائے۔" پشپا بولی۔

سدھا نے سرگوشی کے لہجے میں کہا۔ "خاموش ہو جا پشپا! سناٹا پھیلا ہوا ہے، ہماری سرگوشی بھی دور تک سنی جا سکتی ہے۔"

پشپا خاموش ہو گئی۔ وہ لوگ اور آگے نکل آئیں۔

آسمان پر بادل مسلسل چھائے ہوئے تھے۔ اچانک ہی زوردار کڑاکا ہوا اور تینوں لڑکیاں سہم کر ایک دوسرے سے لپٹ گئیں۔ سایہ ابھی تک ان کی موجودگی سے ناواقف تھا۔ وہ لوگ فاصلے طے کرتی ہوئی آخرکار مٹھ تک پہنچ گئیں۔ کالے رنگ کے اس مٹھ میں چراغ جل رہا تھا جس کی ملگجی روشنی تھوڑے سے فاصلے تک پھیلی ہوئی تھی۔ ماحول انتہائی خوفناک اور پُراسرار نظر آ رہا تھا۔

یہ تینوں بے آواز چلتی ہوئی اس مٹھ سے تھوڑے فاصلے پر بنے ہوئے دوسرے مٹھ کی آڑ میں پہنچ گئیں۔ یہاں سے اس مٹھ کا فاصلہ کوئی دس گز کے قریب تھا اور وہ اس سے مٹھ کے چھوٹے سے دروازے کے پاس دیکھ رہی تھیں۔ پھر دوبارہ کڑاکا ہوا اور ساتھ ہی بجلی بھی چمکی۔ اس روشنی میں انہیں سائے کا چہرہ نظر آ گیا اور ان کے دل دھک سے ہو گئے۔

ساوتری دیوی کو تینوں نے ایک لمحے میں پہچان لیا تھا۔ کالے لباس میں ملبوس ساوتری دیوی نے اپنے سر پر ایک کنٹوپ چڑھا رکھا تھا۔ بجلی دوبارہ چمکی اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ ان کی پھوپھی ساوتری دیوی ہی ہیں۔ تبھی ساوتری دیوی کے منہ سے آواز نکلی۔

"مہا متی کلیانی دیوی! میں آپ سے ملنے آئی ہوں، کلیانی دیوی! میں آپ سے ملنے آئی ہوں، باہر آ جائیے۔"

تینوں لڑکیاں پتھر کے بتوں کی مانند خاموش کھڑی ادھر دیکھ رہی تھیں۔ کچھ ہی لمحوں کے

بعد انہوں نے مٹھ کے چھوٹے سے دروازے سے ایک چہرہ نمودار ہوتے ہوئے دیکھا۔ ایک خوفناک چہرہ جو کچھ لمحوں کے بعد پورے کا پورا باہر نکل آیا تھا۔

یہ ایک عمر رسیدہ عورت تھی لیکن اس کا چہرہ اتنا بھیانک تھا کہ دیکھ کر دل دھڑکنا چھوڑ دے۔ ساوتری دیوی دونوں ہاتھ سامنے کر کے اس کے سامنے جھک گئیں۔

"کیسے آنا ہوا ...؟"

"ماتا جی! ان دنوں میں جتنی پریشان ہوں، آپ کو تو پتہ ہی ہے جو کام آپ نے کیا ہے، اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوتا نظر نہیں آ رہا، میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد یہ کام مکمل ہو جائے، وہ ٹھیک آ جائے اور اپنا ماضی بھول جائے، کم از کم اس لڑکی کو ضرور بھول جائے جس کے ساتھ اس کے پھیرے ہوئے ہیں، مہا متی کلیانی جی! میرا کام کر دیجئے، آپ مہان ہیں، آپ چاہیں تو میری یہ الجھن میں حل ہو جائے، آپ جو مانگیں گی وہ میں آپ کو دوں گی، بات میری بیٹی کے جیون کی ہے، ہمارے جیون کی ڈور الجھ گئی ہے، یو گیتا راتوں کو سو نہیں پاتی، دیوی جی! میرا کام جلد کیجئے، نجانے کیوں میرا من ڈرتا ہے، بھائی جی مہاراج مندروں کی یاترا کر رہے ہیں، مجھے بھی ساتھ دینا پڑتا ہے، میرا من ڈرتا ہے کہ کہیں بھگوان میرے اس دوہرے کام سے ناراض نہ ہو جائیں۔"

"بک بک کر چکی ہے تو خاموش ہو جا!" عورت کی مکروہ آواز ابھری۔ "پہلے بھی میں نے کہا تھا، ہر کام کا ایک سمے ہوتا ہے، ابھی تھوڑا سمے لگے گا اس کام کے پورا ہونے میں، سمجھی؟ تو نے اگر اپنی بک بک جاری رکھی تو میرا دماغ خراب بھی ہو جائے گا۔"

"نہیں مہا متی جی! بس کچھ ایسی ہی باتیں ہیں جن سے میرے من میں کرودھ جاگ اٹھا ہے، نہیں کیوں میرے من میں ایک ڈر سا بیٹھ گیا ہے، تھوڑے سمے پہلے ہم سب اس مندر گئے تھے، اس مندر میں ایک پجارن رہتی ہے، ست رانی ہے اس کا نام..... کلیانی جی! نجانے کیوں مجھے اس سے ڈر لگنے لگا ہے۔"

"ڈر کا کارن ...؟"

"وہ تو من میں نہیں آتا، کوئی کارن ضرور ہے۔"

"سب ٹھیک ہو جائے گا لیکن سمے لگے گا، کل کا کام آج نہیں ہو سکتا، کل کا کام کل ہی ہو گا، میں نے تجھے پہلے بھی کہا ہے کہ میرے پاس زیادہ آنا تیرے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔"

"جے مہا کلیانی! یہ تھوڑی سی دکشنا لائی ہوں ساتھ، سویکار کر لیں۔" ساوتری دیوی نے اپنے ڈھیلے ڈھالے لباس سے کوئی چیز نکال کر چڑیل نما عورت کو دی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ

پیچ نے گرا پنے لباس میں پوشیدہ کرلی۔

"جا بارش ہونے والی ہے۔" یہ کہہ کر وہ واپس اپنے متھ کے دروازے کی جانب چل پڑی۔ ساوتری دیوی نے بھی آگے کا راستہ اختیار کیا تھا۔

سدھا، پشپا اور کرن سکتے کے عالم میں کھڑی ہوئی تھیں۔ انہوں نے جو منظر دیکھا تھا اس نے انہیں ساکت کر دیا تھا۔ ساوتری دیوی کافی دور نکل گئیں تو سدھا نے کچھ کہنا چاہا لیکن کرن نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور سرگوشی میں بولی۔ "جلدی سے یہاں سے نکل چلو، کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

سدھا بھی ایک دم خاموش ہو گئی اور اس کے بعد وہ متھوں کا سہارا لیتی ہوئی آگے بڑھنے لگیں۔ کوئی فاصلے پر انہیں ساوتری دیوی سائے کی شکل میں جاتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ وہ ان سے اور دور نکل جانے کا انتظار کرتی رہیں اور جب ساوتری دیوی آنکھوں سے اوجھل ہو گئیں تو انہوں نے بھی جلدی جلدی آگے قدم بڑھا دیئے۔ فاصلہ کافی تھا۔

اور یہ فاصلہ طے کرتی ہوئی آخر کار اپنے خیموں تک پہنچ گئیں۔ کرن کے خیمے میں داخل ہو کر پشپا اور سدھا بھی کرن کے ساتھ زمین پر لیٹ گئیں۔ یہ لمبا سفر طے کرنے میں وہ بری طرح تھک گئی تھیں اور اس کے علاوہ وہ کافی خوفزدہ بھی تھیں۔ جب تھوڑی دیر آرام کر چکیں تو تینوں اٹھ کر بیٹھ گئیں۔

"ہاں تو ایسی ہو سکتی ہیں۔ کشن بھیا پر جادو انہوں نے کرایا ہے۔ کیسی ظالم بات ہے، ہم لوگ انہیں 'بوا جی بوا جی' کہتے نہیں تھکتے اور بوا جی نے ہمارے کشن بھیا پر یہ ظلم توڑا ہے۔ بھگوان جانے کیسے ہوتے ہیں وہ ... یہ سب ساوتری بوا کی وجہ سے ہوا ہے۔ یہ اچھا نہیں ہوا، ساوتری بوا اگر یہ چاہتی ہیں کہ اس طرح کشن بھیا کو قابو میں رکھیں گی تو بھگوان کی سوگند میں ایسا نہیں ہونے دوں گی، میں ان کے جادو کا توڑ تلاش کروں گی۔"

"ایک بات یاد نہیں آئی تجھے۔ ست رانی نے کیا کہا تھا۔ کیا یہ سب کچھ ست رانی نے ہمیں نہیں بتا دیا تھا؟" کرن بولی اور ایک بار پھر ان سب پر سکتہ طاری ہو گیا۔

پھر کرن نے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ یہ ست رانی بڑی مہان ہے۔ میرے من میں ایک بات آئی ہے کہ میں ست رانی سے کہوں کہ وہ اس جادو کا توڑ تلاش کرے۔ بھگوان کی سوگند جب اس نے پہلی بار میری آنکھوں میں دیکھا تھا تو مجھے یوں لگا تھا جیسے میرے پورے شریر کو کرنٹ لگا ہو۔ وہ مہا گیانی ہے۔ دوسری بات یہ کہ میں پتا جی کو بھی اس بارے میں بتاؤں گی۔ تم لوگ میرا ساتھ دینا۔"

"کیوں نہیں دیں گے۔ کشن بھیا کتنے پیارے ہیں ہمیں۔" وہ تینوں بہت دیر تک باتیں کرتی

رہیں پھر دونوں سونے لیٹ گئیں لیکن ان کے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں تھا کہ باہر ان کے خیمے سے لگی ساوتری دیوی کھڑی ہے۔

ساوتری اپنا کام کر کے اپنے خیمے میں آئی تو یوگیتا گہری نیند سو رہی تھی۔ ساوتری دیوی نے جلدی جلدی سادھا لباس اتارا۔ ایک محفوظ جگہ رکھا پھر اسے کچھ کھسر پھسر کی آوازیں سنائی دیں اور وہ چونک پڑی۔ نجانے یہ آوازیں کیسی تھیں؟ خیمے سے باہر نکلی تو برابر کے خیمے میں جو کرن کا تھا اسے لڑکیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ صورتحال جاننے کے لئے بے چین ہو گئی اور خیمے سے کان لگا کر کھڑی ہو گئی۔

ان کی باتیں سن کر ساوتری دیوی کے ہوش اڑ گئے۔ بات بالکل سچ تھی۔ ساوتری نے یہ باتیں جاننے کے بعد کہ کشن نے شادی کر لی ہے۔ بڑی بے چینی سے سوچا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ نتیجے میں وہی جادو ٹونے والی بات سامنے آئی اور انہوں نے کسی ایسی ہستی کو تلاش کرنا شروع کر دیا جو کام کر دے اور کسی نے مہا متھ کے پاس رہنے والی کلیانی کا پتہ بتا دیا جو ایک بڑی جادو کی ماہر تھی، وہ بہت سوں کا خانہ خراب کر چکی تھی۔

ساوتری دیوی کلیانی سے ملیں اور انہوں نے اپنی مشکل کلیانی کو بتائی تو کلیانی نے انہیں ایسے جادو منتر دیئے جن کے ذریعے کشن بیمار ہو جائے، کچھ عرصے بیمار رہنے کے بعد اس کے دماغ میں فرق آ جائے، وہ اس لڑکی کو بھول جائے جس نے اس سے شادی کی ہے اور اس کے بعد صحت یاب ہو جائے۔ ٹھیک ہونے کے بعد وہ خوشی کے ساتھ یوگیتا کو سویکار کرے گا۔ اس کام میں بھاری معاوضہ طے ہوا تھا جو ساوتری دیوی قسطوں میں ادا کر رہی تھی۔

یہ لوگ مندروں میں یاترا کرتے ہوئے متھرا آ گئے جہاں ساوتری دیوی رہا کرتی تھی۔ انہوں نے ساوتری کی میزبانی بھی قبول نہیں کی تھی لیکن ساوتری دیوی خود ان کے پاس خیموں میں رہتی تھی، بس کبھی کبھی اپنے گھر کا چکر بھی لگا لیتی تھی۔ وہ صورتحال سے آگاہ رہنا چاہتی تھی۔ آج کی رات اس کے لئے غضب کی رات بن گئی تھی۔ وہ اپنی دانست میں بڑی احتیاط سے کلیانی سے ملنے پہنچی تھی۔ اصل میں نجانے کیوں اس کا من بھی اندر سے ڈر رہا تھا اور اس کے ذہن میں بھی وہی لڑکی آئی تھی جس کا نام ست رانی تھا۔ اس نے اس کو یہاں خیموں میں بھی دیکھا تھا اور اس سے پہلے سرنو اس مندر میں بھی اس نے اسے دیکھا تھا۔ نجانے کیوں اسے یہ لگا تھا کہ وہ لڑکی اس کے لئے خطرناک ہو سکتی ہے اور اب وہی بات اسے سامنے آ گئی تھی۔ وہ لڑکیاں جو باتیں کر رہی تھیں، وہ انتہائی بھیانک تھیں اور ساوتری یہ سوچ رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہو گا۔

دوسرے ہی دن اس نے ادت نارائن سے اجازت مانگی۔

"بھائی جی! ذرا گھر کا چکر لگا لوں، دیکھ لوں کہ نوکر چاکر کیا کر رہے ہیں، دوپہر یا شام تک واپس آ جاؤں گی، کسی چیز کی ضرورت ہو تو بتا دیجئے؟"

"سب کچھ ہی تو تم نے یہاں لا کر ڈھیر کر دیا ہے ساوتری، ضرورت اور کس چیز کی ہو سکتی ہے، جاؤ تم گھر کو دیکھو، اگر ایک آدھ دن نہ بھی آ سکو تو کوئی بات نہیں، ہم تو ابھی یہاں کئی دن رہیں گے۔"

"جی....!" ساوتری نے کہا اور اس کے بعد وہ اپنی کار میں بیٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ یوگیتا بھی اس کے ساتھ ہی تھی۔

یوگیتا نے ماں کی طرف دیکھا اور بولی۔ "کیا بات ہے ماتا جی! کچھ پریشان سی ہیں؟"

"نہیں، کوئی پریشانی نہیں ہے۔" ساوتری نے کہا اور یوگیتا کو دیکھ کر آنکھ ماری۔ مطلب یہ تھا کہ ڈرائیور کی موجودگی میں اس طرح کی کوئی بات کرنا خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔

یوگیتا خاموش ہو گئی۔ ماں کی طرح وہ بھی سخت دل اور تھوڑی سی کینہ پرور لڑکی تھی۔ ساری باتیں اسے معلوم ہو چکی تھیں، یہ تب پتہ تھا کہ ماں نے کشن داس پر جادو کرایا ہے اور اس کے لئے بھاری رقم خرچ کر رہی ہے۔

آخر کار دونوں گھر پہنچ گئیں۔ بڑی خوبصورت کوٹھی تھی۔ ساوتری دیوی بیوہ تھیں، پتی بہت کچھ چھوڑ گیا تھا جس سے عیش کر رہی تھیں اور پھر ادت نارائن کی اکیلی بہن تھی اس لئے ادت نارائن بھی ان کا پورا پورا خیال رکھتے تھے اور ہر طرح سے ان کی مدد کرتے رہتے تھے۔

گھر پہنچنے کے بعد وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہو گئیں۔ یوگیتا ان کے سامنے آ بیٹھی تھی۔ انہوں نے یوگیتا سے کہا۔ "بڑا غضب ہو گیا ہے یوگیتا! پرسوں تم نے خیموں میں اس لڑکی کو دیکھا تھا جو بہت خوبصورت سی تھی اور سدھا اور پشپا وغیرہ سے ملنے آئی تھی؟"

"ہاں، بڑی آؤ بھگت ہو رہی تھی اس کی، شاید کسی مندر کی داسی ہے، ماما جی بھی بڑے پریم سے اس سے مل رہے تھے، پر نجانے کیوں میرا من جل رہا تھا۔"

"تم گئی تھیں اس کے پاس؟"

"میں نہیں جاتی، ایسے کام میں نہیں کرتی۔" یوگیتا نے ناک چڑھا کر کہا۔

"یوگیتا! ذرا سا کھیل بگڑ گیا ہے۔" یہ کہہ کر ساوتری دیوی نے بیٹی کو ساری کہانی سنا دی اور یوگیتا کسی سوچ میں ڈوب گئی۔ پھر اس نے کہا۔ "مگر چنتا کس بات کی ہے؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ بھائی جی کو یہ ساری باتیں نہیں معلوم ہونی چاہئیں تھیں، حالانکہ وہ مجھ سے بہت پریم کرتے ہیں اور انہیں خود اس بات کا پتہ ہے کہ کشن نے ایسا کام کر ڈالا ہے، وہ

نہیں چاہتے تھے کہ کشن کسی طرح اپنی سوچ سے باز آ جائے، یہاں وہ اپنے آپ کو ناکام سمجھتے ہیں، کم از کم یہ بات ان کے کانوں تک نہیں پہنچنی چاہیے تھی کہ میں نے کشن پر جادو کرایا ہے، ویسے تو میں کسی طور پر سنبھال لوں گی، پر وہ لڑکی ستہ رانی مجھے بڑی خطرناک لگتی ہے، بعض دفعہ میں سوچتی ہوں کہ وہ انسان ہے بھی یا نہیں .... کہیں کوئی دیوی نہ ہو۔"

"آپ بھی کیسی باتیں کرتی ہیں ماتا جی! دیویاں اس طرح آکاش سے اتر کر مندروں میں رہتی ہیں، ہونہہ.... اب ایسی بھی کوئی خاص بات نہیں ہے، میں آپ کو ایک مشورہ دوں؟"

"تو پھر مجھے یہاں بٹھایا کس لئے ہے میں نے، میرا دماغ تو کام نہیں کر رہا۔" ساوتری نے گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا۔

"استاد دلارے کام نہیں آئے گا کیا؟" یوگیتا نے کہا۔

ساوتری دیوی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھنے لگیں۔ "کیا مطلب! میں سمجھی نہیں؟"

"بدمعاش ہے ایک نمبر کا، آپ کو پتہ ہے کہ گیراج پر آنے والوں کو اس نے ٹھیک کر کے رکھا ہے، آس پاس کے سارے لوگ اس کی بات مانتے ہیں اور پھر گیراج پر کام کرنے والے اسے "استاد استاد" کہہ کر اس پر اپنی جان دینے کو تیار رہتے ہیں۔"

"ارے باپ! آگے تو کچھ بول۔" ساوتری دیوی، یوگیتا کی بات نہیں سمجھ سکی تھیں۔

"ذرا ان ستہ رانی جی کے ہاتھ، پاؤں تڑوا دیں دلارے سے کہہ کر، دلارے یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے، ایسا کر دیں کہ وہ اٹھنے بیٹھنے کے قابل ہی نہ رہے، پہلے تو ہم ایک دشمن کو راستے سے ہٹا دیں، ویسے بھی وہ لڑکی نجانے کیوں مجھے بڑی چالاک سی لگی تھی۔"

ساوتری دیوی سوچ میں ڈوب گئیں۔ دلارے سالان ..... گیراج پر کام کرتا تھا۔ یہ موٹر گیراج ساوتری دیوی کی زمین پر قائم تھا اور دلارے سے کرایہ لیتی تھیں۔ دلارے تھا بھی بدمعاش آدمی مگر ساوتری دیوی کی بڑی عزت کرتا تھا۔ وہ اس کی ویسے بھی مدد کرتی رہتی تھیں۔ موٹر کا کام جانتا تھا اور اس نے وہاں اپنا گیراج بنا رکھا تھا، چار چھ لڑکے اس کے ساتھ کام کرتے تھے اور وہ غنڈے تھے۔ بات سوچنے سمجھنے والی تھی۔ کم از کم ستہ رانی کے تو ہاتھ پاؤں ٹھیک کرا دیئے جائیں تاکہ کوئی اتنی سیدھی بات نہ کرے، بعد میں دیکھا جائے گا، کوشش کی جائے گی کہ ادت نارائن کے کانوں میں ایسی کوئی بات پہنچنے نہ دی جائے اور سارا کام بھی ہو جائے۔

وہ ایک دم مسکرا پڑیں پھر انہوں نے کہا۔ "تیری کھوپڑی تو مجھ سے بھی تیز کام کرتی ہے۔" یوگیتا مسکرانے لگی تھی۔

☆.....☆.....☆

پشپا اور سد ھا بھی کشن داس سے محبت کرتی تھیں لیکن کرن کے من میں جو تڑپ تھی، وہ الگ ہی تھی۔ ننھی بہن تھی، بھائی کے بارے میں تفصیلات اسے معلوم ہو چکی تھیں اور اب جب یہ سب کچھ علم ہو گیا تھا تو اسے یقین ہو گیا تھا کہ یقین ہو گیا تھا کہ سہاگن دیوی، کشن داس کی دشمن بن گئی ہیں اور اسے ہر طرح سے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ ساری باتیں آہستہ آہستہ اس کی سمجھ میں آ رہی تھیں۔ وہ رات کو رام لال کے پاس پہنچ گئی۔ رات کو رام لال نے بیٹی کو دیکھا، بہت پریشان رہتے تھے، کشن داس کی وجہ سے ان دنوں کافی پریشان نظر آتے تھے۔ کرن سے کہنے لگے۔

"آ جا بیٹی! تیرے چہرے سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی کام ہے تجھے مجھ سے۔"

"ہاں پتا جی! بہت ضروری کام ہے۔" کرن نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رام لال نے

سوالیہ نگاہوں

رام لال نے پھر گہری نگاہوں سے اسے دیکھ کر کہا۔ "کیا بات ہے؟ کرن کوئی

چنتا یا پریشانی ہے؟"

"نہیں پتا جی! ابھی آپ کشن بھیا کے آنے تک جب تک بھگوان کشن بھیا کو ٹھیک نہیں کر دیتا، میں چپ نہیں بیٹھوں گی... میری چین کی نیند حرام ہو گئی ہے۔"

"ہاں، تو پھر... بیٹی! وہ ٹھیک ہو جائے گا، تیری بڑی آتما ہے، چنتا نہ کر، تو تمہارا ... ہی تو بھگوان ہے دیوتا ہے۔"

"ایک بات بتانا چاہتی ہوں آپ کو۔"

"ہاں بول!"

"آپ اسے جھٹلائیں گے تو نہیں۔"

"... بیٹا! تیری بات کو بھلا ہم کیوں جھٹلائیں گے ... پریشانی کی ... بات ...

پریشانی ہو تو ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔"

"پتا جی! بوا جی ساری بغل میں چھری رکھتی ہیں، اب انہوں نے ... والے ...

... کون بوا؟"

"میں بوا جی کی بات کر رہی ہوں، سہاگن دیوی کی۔"

"بغل میں چھری رکھتی ہے، تو کہنا کیا چاہتی ہے؟"

"پتا جی! آپ کو پتہ ہے کہ آپ کشن بھیا کی شادی سدھا سے کرنا چاہتے تھے، پر کشن بھیا نے وہاں شاردا سے شادی کر لی، بس تب ہی تو بوا جی خاموش ہو گئیں، مگر تب سے ہی کوئی ... میں ...

"... لیکن آپ کیا سمجھتے ہیں بوا جی نے اس بات کو تسلیم کر لیا، نہیں پتا جی! بوا جی اس بات کو برداشت نہیں کر سکیں۔"

"تو کہنا کیا چاہتی ہے؟ یہ تو تو جانتی ہے کرن کہ جس طرح تو اور کشن داس میری دونوں آنکھوں کی روشنی ہیں، اسی طرح سہاوتری کو بھی ... میں نے باپ بن کر ہی پالا ہے، میری بیٹیوں جیسی ہے وہ!"

"ہمارے لئے بھی وہ اتنی ہی پیاری تھیں، پر جی مگر اب نہیں!"

"جو کچھ تو بک رہی ہے، جلدی بک دے، میں تجھ سے بار بار یہ بات کہہ رہا ہوں کہ میں ... کوئی پریشانی والی بات برداشت نہیں کر سکتا۔"

"پتا جی! کشن بھیا کی جو یہ حالت ہوئی ہے، وہ بوا جی نے ہی کرائی ہے۔ کہنے کو وہ ہماری ... ہیں لیکن انہوں نے دشمنی کی ہے ہمارے ساتھ۔"

"یہ بکواس کر رہی ہے تو؟"

"سچ کہہ رہی ہوں پتا جی! بسنت رانی نے ہم سے کہا تھا کہ یہ سارے کام تمہاری پھوپھی ... ہے اور ہم چکرا کر رہ گئے تھے، ہمیں یقین نہیں آیا تھا لیکن پچھلی رات ہم نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا۔"

"کیا دیکھ لیا...؟"

"رات کو بوا جی اندھیرے میں ایک کالا لبادہ پہن کر بہت لمبا فاصلہ طے کر کے مندر والے بنے ہوئے مقبروں میں سے ایک مقبرے کے پاس گئیں اور وہاں انہوں نے چڑیل جیسی عورت ... کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ عورت اپنا کام جلد کر لے کیونکہ بات کے کھل جانے کا خدشہ بھی ... انہوں نے اس عورت کو پیسے بھی دیئے اور ہمیں ساری باتیں پتہ چل گئیں کہ انہوں نے کشن بھیا ... کو کیا ہے، کشن بھیا کی یہ حالت اسی لئے ہوئی ہے۔"

"کرن...! کس نے سکھائی ہیں تجھے یہ باتیں، کس نے تجھے آمادہ کیا ہے، ہم بہن بھائی ... کو ... ڈالنے پر، جواب دے اس بات کا؟"

"میں سچ کہہ رہی ہوں پتا جی! سدھا اور پشپا ہم تینوں نے ان کا پیچھا کیا تھا، وہ مقبرے ... منہ میں سے ایک چڑیل نما عورت باہر نکلی اور اس سے ان کی باتیں ہوئیں، ہم تینوں ... کی گواہ ہیں۔"

"اور بسنت رانی کون ہے؟"

"وہی لڑکی جو ہمارے پاس آئی تھی اور جو ہمیں اس مندر میں ملی تھی۔"

"ہوں... ! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس لڑکی نے یہ آگ کیوں لگائی، ویسے میں تم کو ایک بات کہوں خبردار! اس سے دوبارہ مت ملنا، وہ ہمارے کسی دشمن کی ایجنٹ معلوم ہوتی ہے جو ہمارے گھر میں پھوٹ ڈلوانا چاہتی ہے، یقیناً ایسی ہی بات ہے اور میں تجھ سے کہے دیتا ہوں کرن! دوبارہ اس سے ملنے کی کوشش مت کرنا۔"

"پتاجی! آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن ایک بات آپ ذہن میں رکھئے، جس طرح ساوتری دیوی آپ کی بہن ہیں، ہماری پھوپھی بھی ہیں، ہمارا من انہیں برا کہتے کہتے نہیں سوچتا، دوسری بات یہ پتاجی کہ یہ کتنا بڑی گہری لڑکی ہے، آپ نے دیکھا ہوگا وہ ہمارے ساتھ بھی نہیں بیٹھتی اٹھتی، بھگوان نہ کرے اگر کشن بھیا سے اس کی شادی ہو بھی جاتی تو آپ یوں سمجھ لیجئے کہ سب کی چینیں وہ نہیں چھوڑ دیتے، دونوں ماں، بیٹیاں ایک جیسی ہیں۔"

"کرن... ! باز نہیں آئے گی تو؟"

"نہیں پتاجی! باز نہیں آؤں گی، جہاں بات آپ کی بہن کی ہے، وہاں میرے بھائی کی بھی ہے۔"

"میں نے تجھ سے کہہ دیا ہے خبردار! دوبارہ ست رانی سے مت ملنا ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔"

کرن خاموشی سے اٹھ کر باپ کے خیمے سے باہر چلی آئی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اوت تاراں جی، ساوتری دیوی کے بارے میں کوئی بات سننا نہیں چاہتے۔

پھر اس نے سدھا اور پشپا کو اپنے پاس بلا کر کہا۔ "سنو! میرا خیال تھا پتاجی میری بات پر غور کرکے کوئی کارروائی کرنے کی کوشش کریں گے اور کچھ نہیں تو کم از کم معلومات ہی حاصل کریں گے لیکن دوسرے اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں ہیں کہ ان کی بہن ایسا کوئی کام کر سکتی ہے۔" سدھا اور پشپا بھی سوچ میں ڈوب گئیں۔ پھر انہوں نے بے بسی سے کہا۔ "تو پھر اب کیا کرنا ہے کرن...؟"

"پتاجی سے بھی کہہ دیا تھا میں نے کہ جس طرح پتاجی کو اپنی بہن سے پریم ہے، اسی طرح مجھے اپنے بھائی سے بھی ہے، کشن بھیا تو بالکل آؤٹ ہو چکے ہیں اور جیسے جیسے وقت بیت رہا ہے یوں لگتا ہے جیسے ان کا دماغ گم ہوتا جا رہا ہو، میں اپنے بھیا کا یہ حال کبھی نہیں ہونے دوں گی چاہے اس کے لئے مجھے پتاجی سے بغاوت ہی کیوں نہ کرنی پڑے، کیا کریں گے زیادہ سے زیادہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر مجھے گھر میں ڈال دیں گے، پر میں ایسا ہونے نہیں دوں گی، انہوں مجھے ست رانی سے نہ ملنے کے لئے کہا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ وہی ہمارے دکھوں کا مرہم ہے، اور ہماری باتیں اپنی جگہ... اس نے تو کھل کر ساوتری دیوی کا نام لے لیا تھا، الجھن

لوگ تھے کہ پتہ نہیں ہوائی ایسا کام کر سکتی ہیں یا نہیں لیکن اب تو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اب ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔"

اور اسی شام وہ اسی طرف چل پڑیں جہاں ست رانی اور ان کے درمیان ملاقات طے تھی۔ امید نہیں تھی ست رانی کے آ جانے کی لیکن جب انہوں نے دور سے اسے آتے ہوئے دیکھا تو ان کے چہرے کھل اٹھے۔ ست رانی اس وقت بھی ایک سادہ سے لباس میں ملبوس تھی لیکن یہ لباس جس قیامت کی تھی، اسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ وہ تینوں اسے دور سے دیکھتی رہیں اور کچھ لمحوں کے بعد وہ ان کے قریب پہنچ گئی۔

"تمہیں پتہ چل گیا تھا کہ ہم یہاں آنے والے ہیں؟"

"ہاں... ! پتہ تھا مجھے۔"

"بات تو نہیں ہوئی تھی تم سے؟"

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔" ست رانی پُراسرار سے لہجے میں بولی اور ان کے سامنے بیٹھ گئی۔

"ست رانی! ویسے تو کرنے کو بہت سی باتیں ہیں، ہمارا من چاہتا ہے کہ تم سے تمہارے بارے میں پوچھیں جبکہ تم نے ہمیں یہ بتایا تھا کہ تم زیادہ دن نہیں ہوئے کہ اس مندر میں پہنچی ہو، پہلے تم کہاں تھیں؟"

"لمبی کہانی ہے، میں جیون کے اور بچی بات یہ ہے کہ تمہارا سنسار بڑا انوکھا ہے، جب میں سنسار میں تھی تو میرا واسطہ بس پنڈت کیسر داس سے تھا اور وہ مجھے آکاش بانیاں سناتے تھے، دھرم کے بارے میں بتاتے تھے، منش کے بارے میں بتاتے تھے، میں سوچتی تھی کہ میرے جیسے ہی ہوں گے اور بچی بات یہ کہ جب بجرنگی بابا مجھے اس جنگل سے نکال کر انسانوں کی دنیا میں لائے تو مجھے یہ سب کچھ بہت اچھا لگا، میں نے سوچا کہ لو میں نے تو ایک بڑا حصہ جیون کا انسانوں سے دور گزارا ہے۔ پر دھیرے دھیرے پتہ یہ چلا کہ انسان بہت خطرناک ہیں، وہ ایک دوسرے کو ہی انہیں کھا جاتے ہیں، کبھی کبھی تو بھگوان کی سوگند مجھے ان انسانوں سے ڈر لگنے لگتا ہے، ہاں تم جیسی پریمیکا ئیں بھی ہیں، تم تینوں بہت اچھی ہو، مجھے اور بہت اچھی اچھی لڑکیاں مل کر بس مل کر دور ہو جاتی ہیں، وہ اور یادیں رہ جاتی ہیں، میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو اس کے لئے تیار کیا ہے کہ جو بیت گیا، اسے بھول جاؤں اور دیوں کو اپنے من سے نہ لگاؤں، بجرنگی بابا ایک بار کہہ گئے تھے، نجانے کیسے مجھے ملے، اب پھر کھو گئے ہیں، میں تمہیں سچ بتا رہی ہوں بڑا پریم ہے مجھے ان سے، میں نے جب آنکھ کھولی تو بجرنگی بابا کو ہی دیکھا۔"

"کہاں چلے گئے وہ...؟"

"یہ تو نہیں معلوم، بلکہ کچھیرو جی بھی ان کا پتہ نہیں دیتے۔" ست رانی کے لہجے میں ایک درد سا ابھر آیا۔

تینوں لڑکیاں خاموشی سے اس حسین عورت کو دیکھ رہی تھیں۔ کرن نے کہا۔ "ست رانی ایک بات بتانا چاہتی ہوں میں تمہیں؟"

"ہاں بولو، خواہ مخواہ میرا من میلا ہو گیا۔" ست رانی نے آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکتے ہوئے کہا۔

"ست رانی، تم نے میری بوا کے بارے میں جو کچھ کہا تھا!"

"یہی کہا تھا نا کہ اس نے تمہارے بھیا پہ جادو کرایا ہے اور اس کے من میں تمہارے لئے کرودھ ہے۔ وہ من کی اچھی نہیں ہے۔"

"ست رانی! بالکل ٹھیک کہا تھا تم نے۔ تم یہاں رہتی ہو۔ کیا تم نے کبھی اس چڑیل عورت کو دیکھا ہے؟"

"چڑیل عورت...؟"

"ہاں بھیا، تنک سا چہرہ ہے اس کا، بڑی بھدی ناک، چھوٹی چھوٹی آنکھیں، بکھرے ہوئے بال؟"

"ارے ہاں، دیکھا تو میں نے اُسے، ایک بار میں ایسے ہی دور نکل آئی تھی تو میں نے اسے اپنا پیچھا کرتے ہوئے دیکھا، وہ چھپ کر میرا پیچھا کر رہی تھی پھر پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئی، یہ اس دن کی بات ہے جب تم لوگ مجھے پہلی بار ملی تھیں۔"

"وہ بہت دور ایک منٹھ میں رہتی ہے۔"

"کہاں، کس طرف...؟" ست رانی نے سوال کیا تو پشپا نے اشارے سے وہ جگہ بتائی جہاں انہوں نے ساوتری دیوی کا پیچھا کیا تھا اور اس کا پیچھا کرتی ہوئی اس منٹھ تک پہنچی تھیں۔

"ہوں... میں نے دور سے یہ منٹھ دیکھے ہیں، کبھی ادھر گئی نہیں، میں نے بتایا تھا تمہیں کہ بہت دن ہوئے مجھے ادھر آئے ہوئے پھر بھی میں پربھو دیال جی سے پوچھ کر ہی کہیں جاتی ہوں، وہ بہت اچھے انسان ہیں، میں کوئی کام ان سے پوچھے بغیر نہیں کرتی۔"

"ادھر ہی رہتی ہے وہ... ست رانی! انہیں یقین ہو گیا ہے کہ ہماری بوا نے اس عورت کے ذریعے کشن بھیا پر جادو کرایا ہے، کشن بھیا کے بارے میں مختصر میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ پتا جی اور ساوتری دیوی اپنی بیٹی یوگیتا سے ان کا وواہ کرنا چاہتے تھے پر انہوں نے پردیس میں ملک شرلیکا نامی ایک لڑکی سے پھیرے کر لئے، وہ آگرے کی رہنے والی ہے، ابھی پندرہ دن ہی سے واپس آ

کشن بھیا کا گونا ہوگا پر بوا جی نے یہ بات من سے نہیں مانی، انہوں نے فوراً ہی عمل کر ڈالا اور اب یہ عمل اسی سے ختم ہوگا جب کشن بھیا سب کچھ بھول جائیں گے، تم نے بھی تو یہی کہا..."

"ہوں!" ست رانی نے کہا اور چند لمحوں کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ سب ست رانی کو دیکھ رہی تھیں پھر ست رانی نے آنکھیں کھولیں اور بولی۔ "چنتا مت کرو، ٹھیک ہو جائے گا، بتاؤں گی تمہیں کہ اب کیا کرنا ہے۔"

"ست رانی! میرے بھیا...!"

"ٹھیک ہو جائے گا، چنتا مت کرو۔" ست رانی نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا۔

☆ ☆ ☆

ساوتری دیوی نے دلارے کو بھیجا۔ دلارے متھرا کے بدمعاشوں میں شمار ہوتا تھا اور بہت سے بڑے بڑے کام کر چکا تھا جو پولیس کی نگاہوں میں کھٹکتے تھے لیکن چالاک آدمی تھا، ہمیشہ اپنے آپ کو بچائے رکھتا تھا۔ ساوتری دیوی کے بلانے پر وہ ان کے پاس پہنچ گیا۔

"سلام کرتے ہیں ستی ساوتری دیوی!" وہ ساوتری دیوی کو ہمیشہ ستی ساوتری کہتا تھا۔

"دلارے! بیٹھ جاؤ، مجھے تم سے ایک کام ہے۔"

"ہاں میں دیوی جی! دلارے کوئی اچھا آدمی نہیں ہے، جب کوئی اس سے کہتا ہے کہ اسے کوئی کام ہے تو دلارے ایک ہی بات سوچتا ہے کہ کسی کی ناک، چوٹی کٹوانی ہے، کسی کے پیٹ میں چھری اتارنی ہے یا کوئی اور بات... اب آپ ٹھہریں سیدھی سادی اور شریف، کیا کام ہے آپ کو؟"

"بکواس بند کرے گا یا نہیں؟" ساوتری دیوی نے کہا اور دلارے ہنسنے لگا۔

"اچھا بولئے، کیا بات ہے؟"

"دلارے... ایک بیاہ دشمن ہے میرا جو میرے پر کاٹ رہا ہے، مجھے نقصان پہنچا رہا ہے، چاہتی ہوں تو اس کے ہاتھ پاؤں توڑ دے۔"

"کون ہے وہ، ابھی دو ٹوٹ جائیں گے ہاتھ پاؤں اس کے!"

"لڑکی ہے وہ ایک اور بہت خوبصورت۔"

"ارے... خوبصورت لڑکی کے ہاتھ پاؤں توڑنے ہیں، ارے نہیں ستی ساوتری جی! آپ کے دھرم کے مطابق بھگوان کی دین ہوتی ہے۔"

"نہیں باز آئے گا تو دلارے! اگر میرا کام نہیں کرتا تو جا بھاگ جا، میں تو یہ سوچ رہی تھی

کہ تجھے ایک اچھی خاصی رقم دے دی جائے۔"

"تو اب کہی نا آپ نے کام کی بات، جب کوئی سودا ہوتا ہے نا کسی چیز کا تو پہلے خریدار ایک روپیہ نکال کر سامنے والے کو دیتا ہے، اس کے بعد سودے کی بات ہوتی ہے۔"

"بڑا ہی کمینہ انسان ہے تُو، یہ لے!" ساوتری دیوی نے یہ کہہ کر کئی بڑے بڑے نوٹ نکال کر دلارے کے سامنے رکھے۔

دلارے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ "ارے باپ رے باپ! ابولیں جلدی بولیں، یہ ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں؟"

"ہاں لے لے۔"

دلارے نے جلدی سے ساوتری دیوی کے ہاتھ سے نوٹ لے لئے تھے۔ "جی اب کام بتا ڈالئے، ہمارا تو سانس پھول رہا ہے۔"

"لڑکی ہے، سرتو اس مندر میں رہتی ہے، لوگ اسے ست رانی کہتے ہیں، بہت خوبصورت ہے پر میرے ایک بہت بڑے کام میں آڑے آ رہی ہے، میں چاہتی ہوں کہ اس کی صحیح طرح ٹھکائی کر دی جائے۔"

"کام بہت چھوٹا سا ہے لیکن بہت بڑا بھی ہے مندر کی ایک داسی آپ نے کہا ہے۔ مندر ہی میں رہتی ہے، ایک بات بتا دیں آپ کو، کہیں کسی کو کانوں کان بھنک بھی لگ گئی تو ہندو مسلم فساد ہو جائے گا۔"

"کچھ بھی ہو جائے دلارے! تم یہ کام ضرور کرو، رقم یہیں تک محدود نہیں ہے، میں تمہیں دس ہزار روپے اور دوں گی اس کے علاوہ۔"

"ان کے علاوہ... ؟" دلارے نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے نوٹ دیکھ کر کہا جو کم از کم ... ہزار روپے تھے۔

"ہاں! ان کے علاوہ۔"

"ہو جائے گا، ہم آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہ کام کریں گے، آپ چنتا مت کرو۔"

"تم ہوش و حواس کے عالم میں یہ کام کرو گے، سمجھے؟"

"پر ایک بات بتایئے، مندر میں گھس کر یہ کام کرنا تو بڑا مشکل ہے۔"

"نہیں، وہ مندر میں ہر وقت نہیں رہتی، تمہیں اس کا پیچھا کرنا پڑے گا، وہ باہر جاتی ہے، گھومتی ہے ادھر ادھر!"

"تب پھر ٹھیک ہے، کسی سنسان سی جگہ لے آتے ہیں اسے اور اس کے بعد کریا کر...

دیں گے اس کا!"

"جتنی جلدی ہو سکے، یہ کام کر دو۔"

"ٹھیک ہے جی! آپ چنتا نہ کریں۔" دلارے رخصت ہو گیا اور اس کے جانے کے بعد ساوتری دیوی نے یوگیتا کو بلایا۔

"چلو تیاریاں کرو، زیادہ وقت ہمیں یہاں گھر میں نہیں گزارنا چاہئے، بھائی جی سوچیں گے پتہ نہیں کیوں وہاں جا کر بیٹھ گئی، میرا خیال ہے دلارے یہ کام آسانی سے کر دے گا۔"

"چھنا ہوا بدمعاش ہے ماتا جی، ضرور کر دے گا، مجھے بھی ست رانی کے ٹوٹے ہوئے ہاتھ بہت اچھے لگیں گے۔" یوگیتا نے کہا اور دونوں ماں بیٹیاں ہنسنے لگیں۔

☆......☆......☆

شام ہوئی تو ست رانی اس طرف چل پڑی جہاں لڑکیوں سے ملاقات ہوا کرتی تھی۔ اسے اب ان لڑکیوں سے ملنے کی عادت پڑ گئی تھی اور اب وہ شوق سے ادھر جاتی تھی جبکہ سدھا، پشپا اور ... تو اس کی دیوانی ہو گئی تھیں۔ وہ اس سے پہلے ہی وہاں موجود تھیں۔ ست رانی مسکراتی ہوئی ان کے پاس پہنچ گئی۔

"کیسی ہو تم لوگ؟ میں تمہیں سچ بتاؤں، میں ترویدی مہاراج کے پاس رہتی تھی، ان کی ... مجھے بہت اچھی لگی تھیں اور پھر بڑی بات یہ ہے کہ سنسار میں سب سے پہلے میری سہیلیاں ... تھیں، پر بابا ترویدی مجھے لے کر کرشن سنگھ مہاراج کے پاس پہنچ گئے، کرشن سنگھ جی کے ... کی بہو کی تھی، میں نے وہ ٹھیک ہو گیا مگر کرشن سنگھ نے خود ہی اسے مروا دیا، میرا مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد میں نے کوئی سکھی نہیں بنائی، پھر نجانے کون کون میرے جیون میں آیا، پر ترویدی جی کا گھر آج تک یاد ہے، چلو چھوڑو تم لوگ بھی مجھے بہت اچھی لگتی ہو، جب تم چلی جاؤ گی یہاں سے تب مجھے بڑا دکھ ہو گا۔"

"ہم بھی تمہیں چھوڑ کر خوش نہیں رہیں گے ست رانی! پر تم ہماری سہاتا کرو، ہمارا بھیا ٹھیک ہو جائے۔"

"ہاں، وہ ٹھیک ہو جائے گا تم اس کی چنتا مت کرو۔"

"تم نے کچھ کیا ست رانی...؟"

"کہاں؟ ابھی تو مجھے اس کی ساری باتیں معلوم ہوئی ہیں، مجھے بتاؤ کہ وہ کون سا ہے، کہاں ہے وہ؟"

"ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں، چلو ہمارے ساتھ چلو گی نا؟"

"ہاں، کیوں نہیں، مجھے دور ہی سے دکھانا، پاس نہیں جاؤں گی میں!"

"بابا پاس تو ہم بھی نہیں جائیں گے، وہ عورت چڑیل لگتی ہے مجھے، پوری چڑیل!"

"میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں، میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ وہ کون ہے اور اس نے میرا پیچھا کیوں کیا تھا۔" ست رانی نے کہا۔

چاروں وہاں سے اٹھ گئیں۔ سدھا، پشپا اور کرن، ست رانی کو راستے بتاتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھیں۔

دوسری طرف دلارے اور اس کے آدمی سرنواس مندر سے ست رانی کا پیچھا کر رہے تھے۔ دلارے نے جب ان تینوں لڑکیوں کو دیکھا تو کسی قدر متفکر ہو گیا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "یار نندے! یہ تینوں لڑکیاں بھی ساتھ ہیں، اب کیا کریں؟"

"تو استاد ہم بھی تو چار ہیں، وہ چار ہو گئیں تو کیا، ایک ایک سنبھال لیں گے۔" اس کے ساتھی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو، تیس ہزار روپے کی رقم ہاتھ آ رہی ہے، بیس ہزار دے دیں، دس ہزار اور ملیں گے۔"

"ہمیں کتنے دو گے استاد... ؟" جیسے نندا کہا گیا تھا، اس نے اپنے غلیظ دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"نندے! تیرے بارے میں بہت کچھ سوچنا پڑے گا مجھے، پیسوں پر ہی مرتا رہتا ہے، کیا نہیں دیتا تجھے، کبھی تیرا حصہ رکھا ہے میں نے؟"

"سوری، سوری استاد!"

"سوری کا بچہ... میں کہہ رہا ہوں کریں کیا؟"

"استاد! کون سے ہمیں پہچاننے والے موجود ہیں، چہرہ منہ ڈھک لو، کھیل ختم ہو جائے گا، اس کو مارنا ہے، مار دیتے ہیں، ویسے ہے بڑی سندر... ایسی کسی لڑکی کو مارنا ہی دل گردے کا کام ہے، تم نے صحیح پیسے لئے ہیں استاد!" تیسرے آدمی نے کہا۔

"اچھا فضول باتیں مت کرو، چلو چہرے ڈھک لو، آگے جو جگہ آ رہی ہے، وہ ہمارے کام کی ہے، ہمیں پچھائی پلہ سنبھال کر ادھر پہنچ جانا چاہیے، باقی تینوں لڑکیوں کو ہاتھ مت لگانا، ویسے بھی ڈرپوک سی لگتی ہیں، صرف اپنا کام کرنا، چلو کم از کم اتنا تو ہے کہ وہ تینوں کی تینوں زخمی لڑکی کو اٹھا کر لے جائیں گی، بیچاری ہاتھوں، پیروں سے محروم ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے استاد!" انہوں نے اپنے چہرے نقابوں سے ڈھکے اور پھر فاسد ارادوں کے

تھا ایک لمبا چکر کاٹ کر ان لوگوں سے آگے نکلنے کی کوشش کرنے لگے۔

کلیانی کا منہ زیادہ دور نہیں تھا۔ اس سے تھوڑے پہلے ہی دلارے اور اس کے ساتھی چہرے چھپائے ہوئے لڑکیوں کے سامنے آ گئے۔ لڑکیاں اس کے حلیے دیکھ کر بری طرح خوفزدہ ہو گئیں۔ ست رانی انہیں غور سے دیکھ رہی تھی۔

"اے لڑکی! آگے آ!" دلارے نے ست رانی کو اشارہ کیا اور دو قدم آگے بڑھا۔

لڑکیوں کے منہ سے چیخیں نکل گئی تھیں۔ ان لوگوں کے ارادے صاف ظاہر تھے۔ ست رانی نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں۔ قرب و جوار میں مٹھوں اور مندروں کی عمارتوں پر بہت سے بندر بھاگتے دوڑتے نظر آ رہے تھے۔ ست رانی نے منہ پر ہاتھ رکھ کر بھونپو بنایا اور پھر اس کے منہ سے عجیب سی آوازیں نکلنے لگیں۔

دلارے ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔ ست رانی کا یہ عمل اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا لیکن لڑکیوں نے یہ ضرور دیکھ لیا کہ قرب و جوار میں دوڑتے بندر رک کر ادھر متوجہ ہو گئے تھے۔

دلارے یا اس کے ساتھیوں نے اس بات پر غور نہیں کیا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے رکے تھے لیکن اس کے بعد وہ پھر آگے بڑھے، پھر اس وقت ایک انوکھی بات ہوئی۔ بندروں کا غول بھرا مار کر آگے بڑھا اور ان لوگوں پر ٹوٹ پڑا۔ یہاں عام طور سے بندر انسانوں پر حملے کرتے تھے۔ یہ بات دلارے جانتا تھا۔

بندروں کے اس حملے نے چاروں ہی کو حواس باختہ کر دیا۔ بات یہیں تک محدود رہتی تو غنیمت تھا، انہوں نے پیچھے سے کچھ اور بندر آتے ہوئے دیکھے، ان کے ہاتھوں میں درختوں کی شاخیں تھیں جو اچھی خاصی موٹی اور مضبوط تھیں، ان ڈنڈے بردار بندروں نے چاروں نقاب پوشوں پر حملہ کر دیا اور دلارے اور اس کے ساتھیوں کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔

بندر انہیں نوچ کھسوٹ رہے تھے، کاٹ رہے تھے اور ڈنڈوں سے پٹائی کر رہے تھے۔ دلارے کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ست رانی نے لڑکیوں کی طرف دیکھا۔ لڑکیاں پہلے تو بہت خوفزدہ تھیں لیکن بندروں نے جس طرح ان نقاب پوشوں کی پٹائی کی اور جس طرح وہ چیختے ہوئے جوتے چھوڑ کر بھاگے، وہ بڑا مضحکہ خیز منظر تھا اور لڑکیوں کے بے اختیار قہقہے گونج اٹھے تھے۔ بندر جو تماشے کر رہے تھے، انہیں دیکھ کر لڑکیوں کو ہنسی پر قابو پانا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ پیٹ پکڑ پکڑ کر ہنس رہی تھیں۔

نقاب پوش گر رہے تھے، اٹھ رہے تھے، ان کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹ گئے تھے اور جسم کے کھلے حصوں سے خون بہتا نظر آ رہا تھا۔ وہ حشر کیا تھا بندروں نے نقاب پوشوں کا کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔

پھر مزید کچھ ہوا۔ بہت سارے بندر لڑکیوں کے گرد گھیرا باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ دوسرے بندر نقاب پوشوں کو بہت دور تک پہنچا آئے تھے۔ جن بندروں نے گھیرا ڈالا تھا، وہ دونوں پاؤں آگے کر کے جھکے اور انہوں نے اس طرح سر زمین پر لگایا جیسے ست رانی کو تعظیم دے رہے ہوں۔

آہستہ آہستہ بندر پیچھے ہٹے اور پھر سارے کے سارے غائب ہو گئے۔ اچانک ہی سدھا، پشپا اور کرن کو کچھ خیال آیا۔ ان کی ہنسی رک گئی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ست رانی کو دیکھنے لگیں۔

کرن کے منہ سے نکلا۔ "ہے بھگوان! یہ کیا تماشا تھا، یہ کیا ہوا ست رانی! کیا تم نے ان بندروں کو آواز دی تھی، ارے ہاں تم نے منہ کے آگے بھونپو بنا کر منہ سے آوازیں تو نکالی تھیں مگر یہ کیا کھیل تھا؟"

"ہماری ست رانی کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے، وہ سرنواس میں رہتی ہے اور بھگوان نے پتہ نہیں اسے کیا کیا تو تیں دی ہیں، تم لوگ اسے سمجھ نہیں پا رہیں۔" پشپا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سدھا اور کرن بھی ست رانی کی طرف دیکھنے لگی تھیں۔ "بتاؤ نا نہیں ست رانی! یہ سب کیا تھا؟"

"میں نے اپنے دشمنوں کو بھگا دیا، بات ختم ہو گئی۔" ست رانی لاپرواہی سے بولی۔

"مگر کیسے......؟ آخر یہ بندر کیسے تمہاری سہائتا کے لئے آ گئے؟"

"بس میری انسانوں سے زیادہ جانوروں سے دوستی ہے، تم جب بھی کہو گی، میں بہت سے جانوروں کو آواز دے کر اپنے پاس بلا سکتی ہوں۔"

تینوں لڑکیاں جو اس منظر کو دیکھ کر کافی قہقہے لگا چکی تھیں، اب حیران نگاہوں سے ست رانی کو دیکھ رہی تھیں۔ ان کے ذہن میں پہلے بھی یہی خیال تھا کہ ست رانی عام لڑکیوں سے ہٹ کر کوئی اور ہی ہستی ہے لیکن اب انہیں یقین ہو گیا تھا۔

سدھا نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا تم ہنومان جی کی داسی ہو؟"

"پتہ نہیں۔" ست رانی کا لہجہ کچھ خشک سا ہو گیا۔ شاید وہ سوالات برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ بولی۔

"آؤ چلو، وہ تو سب بھاگ گئے، پتہ نہیں کون تھے اور کیا چاہتے تھے؟ مجھے تم وہ مٹھ دکھاؤ جہاں وہ عورت رہتی ہے۔"

"ہاں چلو" لڑکیوں نے اب ہمت سے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا لیکن اچانک ہی کوئی مٹھ کے پیچھے جا کر انہیں جھانکنے لگا۔ بس کسی انسانی جسم کی ایک جھلک نظر آئی تھی۔

پشپا ایک دم بول پڑی۔ "ارے دیکھو وہ......وہ...... کوئی ہے۔"

ست رانی نے مٹھ کی جانب دوڑ لگائی اور کچھ ہی لمحوں کے بعد یہ سب مٹھ کے قریب

ہیں لیکن انہوں نے دیکھا کہ کافی فاصلے پر دوسرے کچھ مٹھوں کے درمیان ایک عورت بھاگی جا رہی ہے۔ وہ سفید رنگ کی دھوتی باندھے ہوئے تھی اور بھاگتے ہوئے اس کی دھوتی کا پلو پیچھے لہرا رہا تھا۔ چند ہی لمحوں کے بعد وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

سدھا نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ "بھگوان کی سوگند یہ وہی تھی، میں نے اس کی صورت دیکھی لیکن جتنا اسے دیکھا ہے، اس سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ وہی عورت تھی جس سے ملنے کے لئے بوا یہاں آئی تھی۔"

"ہوں...... بھاگ گئی اور یقیناً مجھے بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ وہی تھی جس سے ملنے کے لئے بوا یہاں آئی تھی۔"

"ہوں...... بھاگ گئی اور یقیناً مجھے بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا ہے کہ یہ وہی تھی جس نے دن میرا پیچھا کیا تھا، چلو بعد میں دیکھ لیں گے اسے، تم نے مجھے اس کا مٹھ تو دکھا ہی دیا ہے۔"

کرن کہنے لگی۔ "کیا خیال ہے کیوں نہ ہم مٹھ کے اندر جا کر دیکھیں؟"

"نہیں، یہ ٹھیک نہیں ہوگا، وہ اس کا گھر ہے اور کسی کے گھر میں گھسنا پاپ ہے، آؤ واپس چلیں" ست رانی نے کہا اور وہ چاروں کی چاروں وہاں سے واپس پلٹ پڑیں۔

حیرتوں کا طوفان اٹھ رہا تھا لیکن لڑکیوں کے دل میں ایک اطمینان بھی تھا کہ انہوں نے ست رانی جیسا سہارا حاصل ہو گیا ہے جو کافی طاقتور ہے، جسے پرندوں اور جانوروں کی حمایت حاصل ہے۔ وہ ان لمحوں پر غور کر رہی تھیں جب بندر ان چاروں کی پٹائی کر رہے تھے اور انہوں نے مار مار کر ان کا حلیہ خراب کر دیا تھا۔

☆......☆......☆

تینوں لڑکیاں بار بار مڑ کر پیچھے دیکھتی جا رہی تھیں، لیکن اب نہ وہاں بندر موجود تھے اور نہ وہ جن کی پٹائی ان بندروں نے کی تھی، لیکن وہ منظر یاد کر کے انہیں بڑی ہنسی آ رہی تھی۔ راستے میں سدھا کہنے لگی۔ "یہ ایک بات بتاؤ ست رانی۔ آخر وہ تھے کون؟ کیا وہ برے لوگ تھے جو ہم لڑکیوں کو اکیلا دیکھ کر ہمارے پیچھے لگ گئے تھے یا پھر کوئی اور بات تھی؟"

"مجھے یوں لگتا تھا جیسے وہ ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہوں۔ ایسا لگا جیسے وہ ہمیں مارنے کے لیے آئے ہوں۔ انہوں نے اپنے چہرے بھی تو چھپا رکھے تھے۔"

"بھگوان جانے کون تھے۔ پر بندروں نے ان کی خوب پٹائی کی۔"

ست رانی نے کچھ دیر کے بعد ان سے کہا۔ "تم لوگ اپنے ڈیرے پر جاؤ، میں مندر جا رہی ہوں۔"

سدھا نے کہنا چاہا کہ ست رانی ہمارے ساتھ ہمارے ڈیرے تک چلو۔ لیکن پھر اسے یاد آ گیا کہ اوت نارائن نے انہیں منع کیا تھا کہ دوبارہ ست رانی سے نہ ملا جائے چنانچہ وہ خاموش ہو گئیں۔

ست رانی اپنی منزل کی جانب چلی گئی اور لڑکیاں اپنے خیموں تک پہنچ گئیں، لیکن نجانے کتنی دیر تک وہ اس بارے میں باتیں کرتی رہی تھیں۔

☆......☆......☆

پربھودیال نے اس چڑیل نما بوڑھی عورت کو دیکھا جس کے بارے میں انہیں معلوم تھا کہ وہ کالا جادو کرتی ہے اور مندروں سے پیچھے دور ایک مٹھ میں رہتی ہے۔ اس عورت کا نام کلیانی تھا۔ کلیانی کے بارے میں بہت سی کہانیاں مشہور تھیں۔ وہ کبھی کبھی مندر میں بھی آ جاتی تھی، لیکن اسے پوجا پاٹھ کرتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تھا جبکہ وہ خود کو کالی کی داسی کہتی تھی۔ بہرحال لوگوں کے متضاد خیالات تھے کلیانی کے بارے میں۔ لیکن اسے مندر آنے جانے سے کوئی نہیں روکتا تھا۔ وہ سرنواس مندر کے دروازے پر پہنچی تو پربھودیال خود ہی اسے دیکھ کر باہر نکل آئے۔ کلیانی نے اپنے

دانت نکال دیئے تھے۔ "جے مہا کالی۔" اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر پربھودیال کو پرنام کیا۔

پربھودیال جی اسے دیکھنے لگے، پھر بولے۔ "کیا سرنواس میں پوجا کرنے آئی ہو کلیانی؟"

"ارے نہیں، ہمارے ایسے بھاگ کہاں؟"

"تو پھر ادھر کیسے نکل آئیں؟"

"آپ سے باتیں کرنے کو من چاہا تھا پربھودیال مہاراج۔" کلیانی نے کہا۔

"تو پھر آؤ ادھر چل کر بیٹھتے ہیں۔" پربھودیال نے کہا اور تھوڑے فاصلے پر پتھر کی بنی ہوئی بینچ پر جا کر بیٹھ گئے۔

کلیانی پربھودیال کے چرنوں میں زمین پر بیٹھ گئی۔

"ہو کلیانی کیا کام ہے ہم سے۔ کیسے آنا ہوا؟"

"ایک لڑکی کے بارے میں بات کرنی ہے آپ سے۔"

"کون لڑکی؟" پربھودیال نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مہاراج بڑی سندری ہے اور ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ آپ کے ساتھ آپ کے مندر میں ہے۔ پر مندر کی داسی نہیں ہے۔ اس نے اپنا ڈیرہ اینٹ کا مکان الگ ہی بنا رکھا ہے۔"

"سمجھ گیا میں تم کس کی بات کرتی ہو؟ ست رانی ہے اس کا نام۔ جمنا میں بہتی ہوئی آئی تھی اپنی یادداشت کھو بیٹھی ہے۔ پر ہے بڑی اچھی۔ آج تک کبھی کسی کو اس سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ پر کلیانی تمہیں اس کے بارے میں پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی؟"

"میرا اس سے سمبندھ کرا دیں مہاراج۔"

"کیا؟"

"ہاں مہاراج وہ میرے کام کی ہے۔ آپ کہتے ہو کہ وہ مندر کی داسی نہیں ہے۔ دیو کنیا نہیں ہے اور اتنے پر ہتی بھی نہیں ہے، جب وہ کچھ نہیں ہے مہاراج تو پھر اس سے میرا بندھن ہو۔"

"کلیانی... وہ ایک پوتر لڑکی ہے اور تم ٹھہری جادو ٹونے والی۔ تیرا اور اس کا کیا سمبندھ ہے۔"

"پر مہاراج میں اس کے بارے میں جاننا ضرور چاہتی ہوں۔ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے اور اگر اس کے بارے میں آپ کو نہیں پتہ تو آپ کو اس کے بارے میں سب کچھ بتا سکتی ہوں۔"

"تو...... وہ کیسے؟"

"آپ کے چرنوں کی یہ دھول تھوڑا بہت گیان رکھتی ہے مہاراج۔"

"پر ہم اسے تیرے حوالے نہیں کر سکتے۔ وہ مندر میں رہتی ہے اور بڑی پوتر لڑکی ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ ہمارا اس سے من کا رشتہ ہو گیا ہے۔ بہت اچھی ہے۔ سب سے پریم کرتی ہے۔ مجال ہے جو اس نے کبھی کسی کا دل دکھایا ہو۔"

"ہم بھی اس کا دل تھوڑی دکھائیں گے مہاراج۔ آپ سوچ لیں ہم آپ کو بتائیں گے کہ وہ کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے؟ البتہ ایک بات ہم آپ کو ضرور بتا دیں مہاراج۔ وہ گیانی ہے، انتر گیانی ہے۔"

عجیب سی بات ہے جو بات ہمیں آج تک نہیں معلوم ہو سکی وہ تجھے معلوم ہو گئی۔ یہ بات سن لے، اگر وہ خود تیرے پاس آنا چاہے گی بھی، تو دوسری بات ہے، مگر ہم اسے تیرے پاس نہیں بھیج سکتے۔"

"من توڑ دیا آپ نے مہاراج ہمارا۔ کبھی ہم سے کوئی بات کہہ کر دیکھئے۔"

"تجھ سے ہم کیا کہیں گے سوائے اس کے کلیانی کہ اپنے کلیان کی فکر کر۔ بھگوان سے لڑنا اچھی نہیں ہوتی، تُو بھگوان سے لڑ رہی ہے۔"

جواب میں کلیانی ہنستی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔ "بھگوان سے لڑائی بھی کوئی آسان بات نہیں ہوتی، پر بھو مہاراج ..... چلو ٹھیک ہے ہم خود ہی کوشش کر لیں گے۔" کلیانی وہاں سے آگے بڑھ گئی اور پر بھو دیال تشویش بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے رہے۔

☆.....☆.....☆

گنگوتری نے کتنی ہی بار بجرنگی کو اس غار میں جاتے ہوئے دیکھا تھا جہاں چندر رکھا کا مجسمہ موجود تھا، حالانکہ قبیلے کے کسی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں تھی کہ وہ اس غار کی طرف جائے۔ گنگوتری اپنے آنسو اور آہیں اپنے آپ تک ہی محدود رکھنا چاہتا تھا، لیکن نجانے کیوں وہ بجرنگی کو منع نہیں کرتا تھا۔ یہ بات آج تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ بجرنگی کا چندر رکھا سے کیا تعلق تھا۔ کھوئی ہوئی یادداشت کا یہ مریض اپنے آپ ہی میں الجھا ہوا تھا، لیکن اس کے الفاظ بڑے تاثر انگیز تھے جب اس نے کہا تھا کہ میں نہیں جانتا سردار گنگوتری کہ میرے من کے تار اس سے کیوں بندھے ہوئے ہیں۔ جس دن مجھے کوئی اپنا یاد آ گیا تو یہ بھی یاد آ جائے گا کہ اس سے میرا کیا سمبندھ تھا۔

نجانے کیوں گنگوتری اس دن کے بعد سے بجرنگی کے سلسلے میں کافی نرم ہو گیا تھا۔ اس نے لوگوں کو بھی ہدایت کر دی تھی کہ اس کھوئی ہوئی یادداشت کے مریض کو کوئی نقصان نہ پہنچے، پھر ایک

دن سردار گنگوتری غار کی جانب جا رہا تھا۔ اس کا کوئی دن یا وقت مقرر نہیں تھا۔ جب بھی اس کے من میں بیٹی کی آگ بھڑکتی تھی، وہ غار میں داخل ہو کر چندر رکھا کے مجسمے کے سامنے بیٹھ جاتا تھا اور آنسو بہاتا رہتا۔

اس دن اسے نہیں معلوم تھا کہ بجرنگی بھی غار کے اندر موجود ہے۔ وہ غار کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک اس نے اندر سے تیز چیخوں کی آوازیں سنیں اور بری طرح چونک پڑا۔ چند ہی لمحوں میں اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ آوازیں بجرنگی کی ہیں۔ وہ رو رہا تھا۔ چیخ چیخ کر رو رہا تھا اور بول رہا تھا۔

"میری بچی، میری بیٹی، میرے من کی رانی ست رانی۔ رانی یہ سب کیا ہو گیا۔ میں کہاں تھا؟ ست رانی یہ تُو پتھر کیسے بن گئی ہے۔ ہے بھگوان، کیا ہو گیا یہ؟"

گنگوتری اندر داخل ہو گیا اور حیرت سے بجرنگی کو دیکھنے لگا۔ بجرنگی بھی یہ احساس کر کے کہ کوئی اور بھی اس غار میں آیا ہے، چونک کر پلٹا۔ گنگوتری کو دیکھتا رہا اور پھر اس کے بعد شاید اسے سب کچھ یاد آ گیا کہ وہ کہاں ہے! وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھا۔ "میں نے اسے پہچان لیا ہے مہاراج۔ مجھے یاد آ گیا ہے کہ میرے من کے تار اس سے کیوں بندھے ہوئے ہیں! مہاراج۔ یہ میری رانی ہے ست رانی ہے مہاراج۔"

"کون ست رانی، تجھ پر پاگل پن کا دورہ پڑا ہے کیا؟ کون ست رانی۔ میں تجھے بتا چکا ہوں اس کے بارے میں کہ یہ میری چندر رکھا ہے۔"

"بھگوان کی سوگند مہاراج۔ بھگوان کی سا بچی مان کر کہہ رہا ہوں کہ یہ ست رانی ہے مہاراج۔"

"ست رانی نہیں چندر رکھا۔ اب تُو یہ بھی کہے گا کہ یہ تیری بیٹی ہے۔"

"نہیں مہاراج! ان دونوں کا آپس میں کوئی سمبندھ ضرور ہے۔ آپ کی چندر رکھا اور میری ست رانی بالکل ایک جیسی ہیں۔ آپ نے مجھے پہلے بھی چندر رکھا کے بارے میں بتایا تھا۔ اب میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں مہاراج۔ مجھے یہ بتائیے کہ چندر رکھا کو آپ سے دور ہوئے کتنا سمے بیت گیا۔ جب مجھے اپنی ست رانی یاد آ گئی ہے تو اور بھی بہت سی باتیں یاد آ گئی ہیں۔ بڑا عجیب سا لگ رہا ہے مجھے مہاراج۔"

"چندر رکھا میری بیٹی تھی۔ جان سے زیادہ چاہتا تھا میں اسے۔ بہت ہی چہیتی تھی میری۔ دیوا نام کا میرا سائیس تھا اسے چاہنے لگا۔ مگر قبیلے میں ذات کا پیوند نہیں لگتا۔ دیوا نے چھوٹے اپنی اوقات سے بڑھ کر بات کی تھی۔ میں نے اسے قید میں ڈال دیا اور اپنی چندر رکھا کا وواہ کر دیا میں نے ایک سردار کے لڑکے سے۔ پر وہ جیتا نہ رہ سکا۔ ہم لوگ ناگوں کا وِش نکال کر اسے شہروں میں بیچتے

ہیں۔ چندر رکھا کے پتی کو بھی ناگ نے ڈس لیا تھا۔ اس سے میری چندر رکھا کے ہاں اولاد ہونے والی تھی کہ دیوانا چھو قید سے نکل بھاگا۔ ایک خوفناک رات کو اس نے میرے گھر میں گھس کر جبکہ میں اپنے گھر میں موجود نہیں تھا، میری چندر رکھا کو اغوا کر لیا اور اسے گھوڑے پر بٹھا کر راتوں رات وہاں سے دور نکل گیا۔ اس کے من میں بدلے کی بھاؤنا تھی۔ پتہ نہیں کہاں لے گیا میرے کلیجے کے ٹکڑے کو۔ بس پھر مجھے اپنی چندر رکھا کا پتہ نہیں لگا۔"

"آگے کی کہانی میں آپ کو سناتا ہوں مہاراج۔" بجرنگی بولا۔

"کیا مطلب؟"

"جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ میرا نام بجرنگی ہے، لیکن اس سے پہلے میرا نام کچھ اور تھا۔ کچھ دشمنوں نے ہماری غربت سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور میرے پتا پر ایک الزام لگا کر جیل میں بند کرا دیا۔ میرا پتا ایک نیک آدمی تھا۔ جھوٹے الزام کا صدمہ برداشت نہ کر سکا اور اس نے آتم ہتھیا کر لی۔ میں اور میری بہن رادھیکا اکیلے رہ گئے۔ پھر ان دولت والوں نے میری رادھیکا کی عزت پر ہاتھ ڈالا اور جب مجھے پتہ چلا تو میں نے بدلہ لینے کی کوشش کی۔ میں نے اس عزت دار آدمی کے گھر پر حملہ کیا اور کئی بندے مار دیئے۔ پھر مجھے سزا ہو گئی اور میری رادھیکا نجانے کہاں کہاں ٹھوکریں کھاتی پھری۔ مہاراج جس طرح آپ کی چندر رکھا کھو گئی اسی طرح میری رادھیکا بھی مجھے نہیں ملی۔ مگر چندر رکھا کے بارے میں آپ کو مزید باتیں بتا سکتا ہوں۔"

گنگوتری کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور اس نے آگے بڑھ کر بجرنگی کا گریبان پکڑتے ہوئے کہا۔ "بتا بتا مجھے میری چندر رکھا کے بارے میں بتا۔ کیا جانتا ہے تو اس کے بارے میں۔ بتا دے مجھے میرے بھائی بتا دے۔" سردار کی آواز رندھ گئی اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا اور بجرنگی کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر کہہ رہا تھا۔ "مجھے بتا میرے بھائی، مجھے بتا بجرنگی آگے کیا ہوا؟"

"دیوانا چھو چندر رکھا کو لے کر دور نکل گیا۔ میں ان دنوں ایک ٹوٹے مندر میں شیش ناگ کو جگانے کی تپسیا کر رہا تھا۔ منتر پڑھ رہا تھا۔ اس دن میں پڑوس کی ایک بستی گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو میں نے دیکھا کہ ٹوٹے مندر کی ایک دیوار کے ساتھ ایک لڑکی کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس لڑکی نے ایک بچی کو جنم دیا تھا اور ناگوں نے ماں بیٹی کو بری طرح ڈس لیا تھا۔ بچی بھی نیلی ہو رہی تھی۔ بھگوان ہی جانتا ہے کہ اس ماحول میں اس کی پیدائش کیسے ہوئی۔ پر بچی جیتی تھی ماں مر چکی تھی۔ مہاراج میرا من تڑپ کر رہ گیا۔ میں کیا کر سکتا تھا۔ میں نے اس سندر لڑکی کی ... جلائی اور اس بچی کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اسی کو میں نے ست رانی کا نام دیا اور اس کی پرورش

... کی لے لی اور وہ شخص جو چندر رکھا کو لے کر وہاں پہنچا تھا، وہ ایک زہریلے پھل کا شکار ہو گیا۔ ... اور اس کے گھوڑے کی لاش مجھے تھوڑے سے فاصلے پر پڑی مل گئی تھی۔ بہرحال مہاراج ست رانی ... نے پروان چڑھایا۔ وہ جوان ہونے تک وہیں ٹوٹے مندر میں میرے ساتھ رہی اور پھر ... سنسار دکھانے کے لئے مندر سے دور لے آیا۔ مجھے اپنی رادھیکا کی بھی تلاش تھی۔ ... اس کے بعد بہت سے مرحلے آئے۔ ست رانی نے سنسار دیکھا۔ اس کے پورے شریر ... اترا ہوا تھا۔ اس کی نس نس میں زہر بھرا ہوا تھا اور جب بھی کسی ایسے شخص کا اس سے سامنا ... نے اس کے بارے میں برے انداز میں سوچا وہ اس کے وش کا شکار ہو گیا۔ مہاراج اس ... چلتے چلتے ہم دلی پہنچ گئے۔ دلی میں ہمیں کچھ لوگ ملے۔ کیرولین نامی ایک عورت نے ہماری ... بھال کی اور آخر کار ان کی کوششوں سے میری رادھیکا کا پتہ چل گیا۔ میں رادھیکا کی تلاش ... گیا تو وہاں ہمارا ایک ایسا دشمن جس کا بھائی ست رانی کے وش کا شکار ہو گیا تھا مجھے پانے ... ب ہو گیا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا۔ دھوکے سے بلایا تھا اس نے مجھے اور آخر کار غصے میں ... نے مجھے ایک کشتی سے سمندر میں پھینک دیا۔ بس مہاراج سمندر میں نجانے کتنا سمے گزارا ... اور آخر کار میرے دو رخ کی قوتیں ختم ہو گئیں اور پھر اس ساحل پر آ گیا جہاں گنگا دھرن ... تھا۔ وہ مجھے یہاں قبیلے میں لے آیا۔ یہ ہے میری کہانی۔ مہاراج! ست رانی بالکل اپنی ... جیسی ہے۔ آپ کی بیٹی بھگوان کے چرنوں میں پہنچ چکی ہے۔ یہ آپ کی نواسی ست رانی ... دلی میں موجود ہے۔" بجرنگی نے ساری کہانی سنا دی۔

گنگوتری بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر روتا رہا۔ "تو میری چندر رکھا ختم ہو گئی۔ پتہ نہیں ... کیا ٹھیک؟ دیوانا چھو، اگر جیتا ہوتا تو میں اس کے پورے بدن پر سانپ لپیٹ دیتا۔ ... نی کرتا۔ اس طرح کہ اس کی ہڈیاں بھی نہ بچتیں۔ پر سسرا مر گیا۔ میری بیٹی کو بھی ... میرے ... میں اپنی ست رانی سے ملنا چاہتا ہوں۔ اس کے روپ میں اپنی بیٹی چندر رکھا ... چاہتا ہوں۔ بجرنگی مجھے اپنے ساتھ لے چل۔"

"... سکتے ہیں مہاراج تو دلی چلئے۔ میرے من میں آج بھی اپنی بہن کی بھاؤنا ہے۔"

"... میری بیٹی، میری بچی اور میری ست رانی۔"

"... بیٹی میری بچی۔" گنگوتری نے فوراً ہی کہا اور ایک بار پھر آگے بڑھ کر بجرنگی سے

☆...☆...☆

... ست رانی کا پیچھا کر رہی تھی۔ ست رانی معمول کے مطابق اس طرف جا رہی تھی

جہاں راست مدھا، کرن اور پشپا سے ملتا تھا۔ یہ جگہ کافی دور اور کسی حد تک ویرانے میں تھی۔ ست رانی ہنستی کھیلتی اسی طرف بڑھ رہی تھی کہ اچانک کلیانی اس کے سامنے آ گئی۔

ست رانی اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔ کلیانی آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے سامنے پہنچ گئی۔ ست رانی کے چہرے پر خوف کی کوئی علامت نمودار نہیں ہوئی تھی بلکہ کچھ لمحوں کے بعد وہ مسکرائی اور اس نے کلیانی سے کہا۔

"کون ہو تم؟ کیا وہی نہیں جس نے اس دن میرا پیچھا کیا تھا، جب میں پشپا اور کرن سے ملی تھی، کیا تم وہی نہیں ہو جو کشن داس کو جادو کا شکار بنا رہی ہو، ہیں وہی ہو نا تم؟"

کلیانی منہ پھاڑ کر ہنس دی۔ "ٹھیک پہچانا تم نے۔ میں وہی ہوں مگر تم کون ہو؟ کیا تمہیں اپنے بارے میں کچھ معلوم ہے؟"

"میں ست رانی ہوں۔ سرنو اس مندر میں پرتھوی پال مہاراج کے پاس رہتی ہوں۔ وہ میرے چاچا مان ہیں۔"

"بہت اچھے منش ہیں وہ۔ پر ست رانی تم وہاں کیا کرتی ہو؟"

"رہتی ہوں وہاں۔ پوجا پاٹھ کرتی ہوں۔"

"مجھے ایک بات بتاؤ؟ کیا مہاراج پرتھوی پال نے تمہیں تمہارے بارے میں کچھ بتایا ہے۔"

"ہاں بس یہ بتایا ہے کہ ان کے لئے بیٹیوں جیسا مقام رکھتی ہوں۔"

"ست رانی آؤ میرے ساتھ مٹھ میں چلو۔ میں تمہیں تمہارے بارے میں بہت کچھ بتاؤں گی، وہ جو کسی نے تمہیں نہیں بتایا۔ آؤ میرے ساتھ۔"

"وہ میرے پاس آنے والی ہیں، میری سکھیاں۔"

"وہیں مٹھ میں آ جائیں گی۔ میں بلا لوں گی انہیں وہاں۔ تم چلو۔"

کلیانی نے کہا اور ست رانی شانے ہلا کر وہاں سے چل پڑی۔ اس کے انداز میں ذرا ذرا سا خوف نہیں تھا حالانکہ کلیانی چڑیل جیسی شکل کی مالک تھی لیکن اس کے سامنے جو لڑکی نجانے کون سا شکتی لے کر اس سنسار میں آئی تھی۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ اس مٹھ کے پاس پہنچ گئی۔ کلیانی پوری طرح ست رانی کو اپنے بس میں جکڑنا چاہتی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھ سامنے کئے تو سامنے ہی دو سنگھاسن آ گئے جو خوبصورت تھے۔

ست رانی نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا تو کلیانی بولی۔ "بیٹھو ست رانی! تم

رانی نہیں بلکہ مہارانی ہو۔ میں تو یہی سمجھتی ہوں کہ آج تک کسی نے تمہیں صحیح راستہ نہیں دکھایا۔ یہاں تم دیویوں کی طرح پوجی جا سکتی ہو۔ تمہیں وہ ملے گا جو تم نے کبھی سوچا بھی نہیں ہوگا۔ تمہارے بارے میں زیادہ نہیں جانتی پر اتنا ضرور جانتی ہوں کہ اس سنسار میں تم سچ مچ ست بن کر آئی ہو۔"

سنگھاسن پر بیٹھ کر ست رانی نے کلیانی کو دیکھا اور بولی۔ "مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"دیکھو، میں سب سے پہلے تم سے تمہارے بارے میں پوچھنا چاہتی ہوں۔"

"میرا من کہتا ہے کہ میں تمہیں اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتاؤں۔"

"تو میں تمہارے من سے ساری باتیں خود نکال لوں گی۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے، اگر ایسا ہو گیا تو پھر میں تمہاری داسی ضرور بن جاؤں گی۔ چلو میرے من سے جو نکال سکتی ہو نکال لو۔"

کلیانی مسکرائی۔ اس نے زمین سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی۔ اس پر پڑھ کر کچھ پھونکا اور آسمان پر اچھال دی۔ ست رانی مسکراتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔ تب کلیانی نے ست رانی کی آنکھوں میں جھانکا۔ ست رانی اسے دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً یوں لگا جیسے کسی نے کلیانی کو سنگھاسن سے نیچے پھینک دیا ہو۔ کلیانی بہت زور سے نیچے گری تھی۔ اتنی زور سے کہ ہڈیاں کڑکڑا گئیں۔ بری طرح خوفزدہ ہو کر ست رانی کو دیکھنے لگی اور ایک ہاتھ اٹھا کر پیچھے ہٹنے لگی۔

ست رانی اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھی۔ اس نے کلیانی کو سہارا دیا اور بولی۔ "اٹھو..... تم گر گئی ہو۔ تم نے وہ کیا جو تمہیں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس میں میرا دوش نہیں ہے۔"

کلیانی ایک ہاتھ سے اپنا منہ پونچھتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دوسری بار ست رانی کی آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا بلکہ کافی حد تک خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔

ست رانی پھر اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گئی اور بولی۔ "تم نے ان لڑکیوں کو نہیں بلایا۔"

"آ گئی ہیں وہ۔ دیکھو ان کے سامنے میرا اپمان مت کرنا" وہ بولی اور سنگھاسن پر بیٹھ گئی۔ سدھا، کرن اور پشپا اسی طرف آ رہی تھیں۔ وہ کلیانی کے مٹھ سے تھوڑے فاصلے پر جا کر رک گئیں۔ ست رانی انہیں دیکھ رہی تھی۔ جب وہ کئی منٹ تک وہاں سے آگے نہ بڑھیں تو اس نے حیرانی سے کہا۔ "یہ یہاں کیوں نہیں آ رہیں؟"

"میں نے انہیں وہیں روک دیا ہے کیونکہ ابھی مجھے تم سے باتیں کرنی ہیں۔"

"روک دیا ہے۔" ست رانی حیرت اور دلچسپی سے بولی۔ "یہ سب تم کیسے کر لیتی ہو کلیانی؟"

"تمہاری آنکھوں سے آنکھیں تو نہیں ملاؤں گی کیونکہ جو میرے ساتھ بیت چکی ہے وہ

میری عقل ٹھیک کرنے کے لیے کافی ہے۔ پر تم سوال کر رہی ہو تو مجھے بہت عجیب لگ رہا ہے۔ خیر جواب دینا میرے لئے ضروری ہے۔ میں کالا جادو جانتی ہوں اور اپنے کالے گیان سے سنسار کے کام کرتی ہوں۔"

"واہ! تم نے یہ سنگھاسن اس طرح منگوائے میں حیران ہوئی۔ تم نے کوشن واپس کر دیا۔ مجھے تعجب ہوا۔ تمہارے بارے میں اور بھی بہت کچھ جاننا چاہتی ہوں۔ کالے علم یا کالے گیان سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ لیکن سنسار کے بارے میں بہت کچھ جاننے کا من کرتا ہے اس لئے تم سے یہ ساری باتیں پوچھ رہی ہوں۔"

کلیانی نے واقعی ست رانی سے آنکھیں نہیں ملائی تھیں۔ پھر اس نے کہا۔ "ست رانی نے سچ مچ مجھے حیران کر دیا ہے۔ گیان دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک کالا گیان اور ایک دیوتاؤں کا گیان۔ میرے جیون کی کہانی بہت لمبی ہے اور مجھے حکم بھی نہیں ہے کالی ماتا کا کہ میں وہ کہانی کو سناؤں۔ اپنے بارے میں تو تمہیں نہیں بتا سکوں گی لیکن اتنا ضرور کہوں گی کہ دیوتاؤں کا گیان بڑا ہوتا ہے اور کالے گیان والے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ میں نہیں جانتی کہ یہ گیان تمہیں کہاں سے ملا؟ پر ایک بات ہے تمہارا گیان مجھ سے بڑا ہے۔ اگر تم نے دیوتاؤں کا گیان حاصل کیا ست رانی تو میں تمہیں تمہارے اسی گیان کی سوگند دے کر کہتی ہوں کہ مجھے اپنے بارے میں کچھ بتاؤ۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ اپنے کالے گیان سے تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کروں گی۔ ویسے مجھے تھوڑا سا یہ اندازہ ہو گیا ہے کہ میں تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اسی مہا شکتی اس طرح سنسار میں بکھری رہی ہے اور سنسار باسی اس سے بے خبر ہیں۔ کالی ماتا کی سوگند تم اگر چاہو تو تمہیں ایک دیوی کی طرح پوجا جا سکتا ہے۔"

ست رانی دلچسپی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے کہا:

"مگر مجھے ایک بات بتاؤ کلیانی۔ دیوی بن کے مجھے کیا ملے گا؟"

"دولت کے انبار، ہونا کی رانی ہوتی تم۔ سونے کے محل میں رہ سکتی ہو اگر تم چاہو تو۔ بڑا گیان تمہارے پاس ہے۔ اس سے تم نجانے کیا کیا حاصل کر سکتی ہو۔ دیکھو ست رانی میں ایک بات بتاؤں۔ یہ سنسار بڑا لوبھی ہے اور جس کے پاس مایا ہے وہ سنسار کا سب سے بڑا مان ہے۔ تمہیں حسن بھی ملا ہے اور گیان بھی۔ اتنی حسین ہو تم کہ اگر چاہو تو سارا سنسار تمہارے پیچھے پیچھے پھرے۔ جیون چار دن کا ہے ست رانی۔ چار دن کے اس جیون کو اگر سندر بنانے کا موقع ملتا ہے تو تم اسے کیوں چھوڑتی ہو؟"

ست رانی گہری سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ اسے یہ باتیں بڑی اچھی لگ رہی تھیں۔ اس

"تم مجھے بہت تجربہ کار دکھائی دیتی ہو کلیانی۔ بجرنگی بابا نے مجھے پہلے دن سے پروان چڑھایا پھر وہ مجھے سنسار دکھانے لے چلے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ سنسار بڑا الجھا ہوا ہے اور اسے سب سے مشکل کام ہے۔ کلیانی تم مجھے سنسار کے بارے میں بتاؤ۔ میں تمہیں اپنا گرو بنانے کو تیار ہوں۔ تمہارے پاس علم کالا ہے۔ وہ تمہاری مرضی ہے کہ تم اسے جیسے چاہو استعمال کرو۔ میرے پاس کوئی علم نہیں ہے۔ تم نے مجھے سوگند دی ہے کہ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاؤں۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتی ہوں اور ابھی تفصیل سے بتاتی ہوں۔ پر ایک شرط پر۔ تم مجھے سنسار کے بارے میں سب کچھ بتاؤ گی۔"

"ارے کیسی باتیں کرتی ہو۔ سنسار کے بارے میں تمہیں اتنا بتا دوں گی کہ تم سنسار کی سب سے سمجھدار عورت بن جاؤ گی۔ مان لو میری بات۔ جو میں کہہ رہی ہوں سمجھ لو۔ وہ تمہارے کام آئے گا۔"

"تو پھر ٹھیک ہے۔ میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتی ہوں کہ میں نے ایک مندر میں آنکھ کھولی۔ ٹوٹا پھوٹا مندر تھا جو سنسار کی آبادیوں سے بہت دور تھا۔" ست رانی نے اسے مختصر الفاظ میں اپنے بارے میں تفصیل بتائی اور پھر بولی۔ "اور میرا کوئی گیان نہیں ہے میں نہیں جانتی کہ بھگوان نے میرے اندر کیا کیا اتار دیا ہے۔ بس پنچھی پکھیرو میرے دوست رہے ہیں۔ سنسار میں رہنے والے کیڑے مکوڑے جو کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے یا معصومیت سے جیون بتانے والے۔ سب کے سب میرے دوست ہیں۔ جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو یہ پنچھی پکھیرو مجھے اس کا علاج بتاتے ہیں چونکہ یہ جنگل کی جڑی بوٹیوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ یہ میری طلب کردہ چیزیں مجھے لا کر بھی دیتے ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ یہ میرے ساتھی ہیں۔ باقی بھگوان نے میرے من میں جو کچھ اتار دیا ہے۔ یہ ساری چیزیں میرے ساتھ ہیں۔ میں تمہیں بتاؤں کہ میں وش کنیا ہوں۔ جسے بڑے ناگوں نے میرے شریر میں اتارا ہے۔ میرا جھوٹا پانی کبھی مت پینا۔ میں زہر کی پوٹ ہوں۔ سمجھ رہی ہو؟ میری نس نس میں زہر بھرا ہوا ہے۔" ست رانی نے کہا۔

کلیانی کا چہرہ سکڑ گیا۔ پھر وہ بولی۔ "تو کیا تمہارا جھوٹا پانی کسی کو نقصان پہنچا دیتا ہے؟"

"فوراً ختم کر دیتا ہے منش کو۔ اس کے بہت سے تجربے ہو چکے ہیں۔"

"ہے مہا کالی، ہے مہا کالی۔ پھر تو تم بہت بڑی ہو ست رانی۔ میں تمہارے چرنوں کی داسی ہوں۔"

"اب تم میری دوست بن چکی ہو۔ کیا سمجھیں؟"

"ہاں .... اور مجھے تمہاری دوستی پر ناز ہوگا۔ پر ست رانی میں یہ چاہتی ہوں کہ سنسار

اسیوں کے کام آیا جائے اور اپنے کام بھی آیا جائے۔"

"وہ کیسے؟"

"میں تمہیں اس کا تجربہ کراؤں گی۔ میرے پاس اتنی بہت سی ترکیبیں ہیں جن سے ہم دولت کے انبار لگا سکتے ہیں۔ تم اپنا کام کرنا میں اپنا کام کروں گی۔ تم مندر میں رہنا میں مندر میں رہوں گی۔ میں تمہیں دیوی بنا کر رہوں گی۔ پھر دیال جی تو کچھ بھی نہیں جانتے، کچھ بھی نہیں معلوم انہیں تمہارے بارے میں۔ وہ سب بیچارے ایک سیدھے سادے پجاری ہیں اور کچھ بھی نہیں۔ بس یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اچھے آدمی ہیں اور سنسار میں لوگوں کی بہتری چاہتے ہیں۔ چلو ہم دوست بن گئے۔ سب سے پہلے مجھے اپنا کوئی کام بتاؤ۔"

"کیا ساوتری دیوی نے تم سے کشن داس پر جادو کرایا ہے۔" ست رانی نے پوچھا۔

"ہاں اور اس نے مجھے بھاری رقمیں بھی دی ہیں۔"

"کشن داس کی شادی ہو چکی ہے۔ ساوتری دیوی اس کا من خراب کر کے اسے اپنی بیٹی کے ساتھ بیاہنا چاہتی ہیں جبکہ کشن داس اس لڑکی سے پھیرے کر چکا ہے جو دھرم ہے۔ کیسی دور ہے۔"

"ہاں ایسی ہی بات ہے۔"

"تو اب تم کیا کر رہی ہو؟"

"میں نے کہا نا میں اس کے لئے جاپ کر رہی ہوں۔ یہ کام اب تک ہو بھی چکا ہوتا۔ یہ سب سنسار والے صرف اپنے مطلب کی بات کرتے ہیں۔ میں ساوتری دیوی سے اس کی جیبیں خالی کرا رہی ہوں۔ جب وہ میرا منہ مانگا معاوضہ مجھے دے دے گی تو میں کشن داس کا دماغ بالکل الٹ دوں گی اور وہ بالکل ہی بھول جائے گا اس لڑکی کو جس سے اس نے پھیرے لئے ہیں۔"

"مگر میں چاہتی ہوں کہ ایسا نہ ہو؟"

"میں بہت آگے بڑھ چکی ہوں۔ تم اسے جانے دو آگے جو کام تم کہو گی میں وہ کروں گی۔"

"نہیں سدھا پشپا اور مرن سے میں نے وعدہ کر لیا ہے اب تم صرف اتنا کرو کہ کشن داس [illegible] ہوا ہے بند کر دو۔"

"تو پھر سنو۔ ساوتری دیوی کے پاس ایک بوتل میں پانی ہے۔ یہ وہی پانی ہے جو وہ چالاکی سے کشن داس کو پلا رہی ہے اور اس پانی پر میں نے کالی دیوی کا منتر پڑھا ہوا ہے۔ اسے وہ پانی پینے سے روک دو۔ ساوتری جب میرے پاس آئے گی تو میں اس سے اپنے پیسے ضرور لوں گی پر آگے کوئی کام نہیں کروں گی۔ یہ میرا وچن ہے۔"

[illegible] ٹھیک ہے [illegible]"

[illegible] تم [illegible]

"ہاں"

[illegible] مجھے بتاؤ کہ تم [illegible]

[illegible] ست رانی نے [illegible]

[illegible] دیر اسی طرح بیٹھے رہے۔ [illegible] بولی۔ "جاؤ [illegible] اب وہ تمہارا انتظار [illegible] میری طرف سے اطمینان رکھو تم سے دوستی رہے گی کسی طرح بعد [illegible] کام تمہیں۔"

[illegible] رانی مسکرا دی [illegible] پڑی۔

[illegible] وند داس کی چال کا [illegible] تھی [illegible] پھر اس نے جڑی بوٹی [illegible] کو پلایا تھا۔ بعد میں [illegible] اپنی دانست میں اس نے جڑی بوٹی [illegible] یہ الگ بات ہے [illegible] کہیں زیادہ طاقت ور [illegible] اپنی دانست میں اپنا کام [illegible] تھا۔ [illegible] قدرت کے قانون کے مطابق نہیں [illegible] سکون [illegible] تھی۔

[illegible] دیکھا تو بھائی کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا تھا۔ سب [illegible] افسوس کی بات تھی۔ بھائی ٹھیک ہو گیا تھا۔ [illegible] ہونے کے بعد وہ غیر قدرتی [illegible] سے بچا [illegible] تھا۔ بھائی سے محبت تو ہوتی ہے [illegible] اسے اپنے [illegible] حق تھا۔ اب وہ سب [illegible] منزل میں داخل ہو چکا تھا۔ زندگی [illegible] [illegible] کی جو سزا اب [illegible] تھی وہ اس کے لئے ناقابل برداشت ہو رہی تھی۔ بہرحال [illegible] سے تھوڑا بہت سکون ضرور ہوا تھا اور اس کے بعد وہ سہارن پور واپس آ گیا تھا۔

[illegible] کے خاص مہرے بیرم رام اور گووند داس اس کے ساتھی تھے [illegible] پنی جیبیں بھر پور [illegible] بھرتے رہتے تھے۔ انہیں اندازہ تھا کہ کس طرح [illegible] اپنے بھائی کے لئے تڑپ [illegible] حال سہارن پور آتے ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ [illegible] گیا۔ ایک دن [illegible] نے ان [illegible] پاس بلا لیا۔

[illegible] تمہارا کیا خیال ہے کیا میرے من کی آگ بجھ گئی۔ کیوں؟"

[illegible] مہاراج! جو پریم آپ کو اپنے بھائی سے ہے اس کو دیکھتے ہوئے تو کوئی بھی یہ سوچ سکتا

ہے۔ آپ کے من کی آگ کبھی نہیں بجھے گی۔" گووند داس نے کہا۔

"ایسا ہی ہے گووند داس۔ آنکھیں بند کرتا ہوں تو اس کی موہنی صورت آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے اور من بے چین ہو جاتا ہے۔ میں کیا کروں، مجھے بتاؤ میں کیا کروں۔" کرشن سنگھ نے کہا۔

گووند داس نے فوراً ہی موقع سے فائدہ اٹھایا۔ "مہاراج ہمارا منہ چھوٹا ہے، بڑی بات کہتے ہوئے من ڈرتا ہے۔"

"تمہیں میں نے دوستوں کا درجہ دیا ہے۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مہاراج! اصل تو خیر بجرنگی ہی تھا جسے موت کے گھاٹ اترنا تھا اور بدھائی ہو مہاراج کو مہاراج نے اس سے اپنا بدلہ لے لیا۔ پر وہ ناگن ابھی جیتی ہے۔ کیا آپ اس ناگن کو چھوڑ دیں گے؟"

"بھگوان کی سوگند ہرگز نہیں۔ میرے بھائی کی موت کا ذریعہ تو وہی بنی ہے۔ میرا جیون کیسے مرا ہوگا اس کے وش کو پی کر۔"

"جی مہاراج۔ تو پھر کیا حکم ہے اس کے لئے؟"

"مجھے بتاؤ کیا کیا جائے؟"

"مہاراج! اگر مناسب سمجھیں تو دلی چلیں جہاں سے وہ اشتہار چھپا تھا اور جہاں سے بجرنگی ہمارے پاس آیا تھا۔ ست رانی وہیں ہوگی۔ ہم دلی چل کر کسی ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں اور ست رانی کو تلاش کرتے ہیں۔ بس مہاراج اس کے بعد آپ کے ان داسوں کا کام ہے کہ وہ ست رانی کے ساتھ کیا سلوک کریں۔"

"میں اسے گولیوں سے چھلنی کر دوں گا۔ اتنے زخم لگاؤں گا اس کے شریر پر کہ گنے نہ جا سکیں۔ اس کے شریر کا سارا خون زمین پر بہا دوں گا۔" کرشن سنگھ کی آنکھیں خون اگلنے لگیں پھر اس نے کہا "تیاریاں کرو دلی چلنے کی۔"

کرشن سنگھ، گووند داس اور ہری رام کے ساتھ دلی آ گیا۔ دلی کے ایک ہوٹل میں قیام کرنے کے بعد تھوڑا سا بھیس بدل کر اس پتے پر پہنچ گیا جہاں کا پتہ اخبار میں چھپنے والی خبر میں دیا گیا تھا لیکن وہاں پہنچ کر اسے عجیب ہی کہانی معلوم ہوئی۔

اسے پتہ چلا کہ کسی نے کیرولین اور اس کے دست راست حسن شاہ کو قتل کر دیا اور ست رانی نامی سی لڑکی کا وہاں کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ ایک دکھ بھری خبر تھی لیکن یہ لوگ کیا کر سکتے تھے۔ ہر ممکن ذریعے سے انہوں نے پتہ لگایا۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ میں بھی ست رانی کے بارے

معلومات حاصل نہیں اور بڑی چالاکی سے ساری باتیں معلوم کر کے وہ کرشن کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے یہ دکھ بھری خبر کرشن کو دی کہ ست رانی کے بارے میں اب کسی کو کچھ نہیں معلوم کہ وہ کہاں ہے۔ کرشن ان دونوں کی صورت دیکھتا رہ گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم پیاسے کے پیاسے رہ گئے۔ ہم اپنے بھائی کی آتما کو کوئی شانتی نہیں پہنچا سکے۔"

گووند داس اور ہری رام نے گردن جھکا لی۔ پھر وہ لوگ مہارت پور واپس چل پڑے۔ لیکن کرشن کی بے چینی ختم نہ ہوئی۔ وہ بیمار ہو گیا تھا۔ آہستہ آہستہ اس کا وزن کم ہوتا جا رہا تھا۔ چہرے پر جھریاں پڑ گئی تھیں۔ ایسا روگ لگا تھا اسے کہ کسی طور دور نہیں ہو پا رہا تھا۔

گھر والے بھی سخت پریشان تھے۔ کچھ بزرگوں نے مشورہ دیا کہ وہ یاتراؤں کو نکل جائے۔ سنتوں اور جوگیوں سے رابطے کرے کہ وہ اس کے من کی شانتی کے لئے دعائیں کریں۔ بزرگوں کے مشوروں کو کرشن نے قبول کر لیا اور اس کے بعد کنیا کماری، [illegible] اور [illegible] کے مندروں میں جا جا کر پرارتھنائیں کی گئیں۔ پھر اس کے بعد اس کا رخ متھرا کی طرف ہو گیا۔

متھرا کے بعد اس کا ارادہ وِندراون جانے کا تھا۔ متھرا پہنچنے کے بعد اس نے جمنا کنارے ڈیرا ڈال دیا جہاں بہت سے یاتری اپنے اپنے خیمے لگائے یاترا کے لئے آئے ہوئے تھے۔

کرشن سنگھ بہت بڑا آدمی تھا۔ زندگی میں نجانے کیا کیا کچھ کر چکا تھا۔ بے شمار لوگ اس کے ظلم کا شکار ہوئے تھے لیکن آخر کار انسان پر ایک ایسا وقت ضرور آ جاتا ہے جب وہ خود بے بس ہو جاتا ہے جتنا بے بس وہ دوسروں کو کرتا ہے۔ کرشن سنگھ بھی اس وقت بے بس ہو رہا تھا۔

بھائی کی موت نے اس پر اتنا برا اثر ڈالا تھا کہ ایک طرف اس کی دیوانگی عروج پر پہنچی ہوئی تھی دوسری طرف اس کا دل سینے میں ہر وقت پھڑ پھڑاتا رہتا تھا اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دل بہلانے کے لیے کیا کرے؟ ہری رام اور گووند داس نے کرشن سے بہت دولت کمائی تھی اس کے ساتھ ساتھ ہی وہ اس سے مخلص بھی تھے اور چاہتے تھے کہ کرشن سنگھ کا غم دور ہو۔

بہر طور اس کے بعد مندروں کی یاترائیں شروع ہو گئیں۔ کرشن سنگھ کے ساتھ بہت سے لوگ تھے جن میں اس کے خاندان کی عورتیں بھی تھیں۔

بہر حال وہ اس خاندان کا سربراہ تھا اور سب ہی اس کے جیون کا سکھ چاہتے تھے۔ [illegible] جاتی رہیں۔ متھرا تو مندروں اور بندروں سے بھرا ہوا ہے۔ کئی مندروں کی

پتہ لگا لیں گے اس کے بعد آخر کار کرشن سنگھ معمول کے مطابق ایک مندر میں پہنچا اور وہاں پاٹھ کرنے لگا۔

آج درگا پوجا تھی اور پورے شہر کے مندروں میں اس دن خاص پوجا ہو کرتی تھی۔ کرشن سنگھ اداس چہرہ لئے ایک گوشے میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی نگاہ درگا مائی کے مجسمے کی جانب اٹھ گئی۔ اس کی نگاہوں میں بڑی حسرت و یاس تھی۔ درگا مائی کا قد آدم مجسمہ ایستادہ تھا اس کے ساتھ نہ جانے کیسے گلابی رنگ کی ساڑھی باندھے ایک دوشیزہ کھڑی ہوئی تھی۔ یہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ کرشن سنگھ نے پہلے تو اس پر توجہ نہیں دی۔ لیکن پھر اس کی نگاہ اس کے چہرے پر پڑی اور دوسرے لمحے اس کے پورے بدن کو شدید جھٹکا لگا۔ یہ دوشیزہ تو اس کی جانی پہچانی ہے۔

☆...☆...☆

سدھا، کرن اور پشپا تینوں ست رانی کا انتظار کر رہی تھیں۔ انہوں نے دور سے ست رانی کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہی مست چال، وہی دلکش انداز، مسکراتی ہوئی چلی آ رہی تھی اور تھوڑی دیر کے بعد وہ ان کے پاس آ پہنچی۔

"خیر تو ہے ست رانی! آج کچھ دیر ہو گئی تمہیں!" سدھا بولی۔

"ہاں۔ میں تو سب سے پہلے آ گئی تھی۔ تم لوگ ہی یہاں موجود نہیں تھیں۔ میں تمہیں ڈھونڈتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔"

"ارے نہیں۔ ہم تو ابھی ابھی یہاں پہنچے ہیں۔ تم کہاں سے آگے بڑھ گئیں۔ تم خود دیر سے آ گئی ہو گی۔"

"ہاں شاید ایسا ہو سکتا ہے۔"

"تم چلی گئی تھیں؟"

"ہاں ... آگے چلی گئی تھی۔ کلیانی کے مٹھ کے پاس۔"

"کلیانی کے مٹھ کے پاس؟" تینوں لڑکیاں خوفزدہ لہجے میں بولیں۔

"ہاں کیوں؟ وہ کوئی چیتا ہے جو مجھے کھا جائے گی۔"

"نن ... نہیں۔ وہ جگہ تو بڑی خوفناک ہے۔ وہاں جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ تم وہاں چلی گئی تھیں؟"

"میں نے تمہیں وچن دیا تھا نا کہ کلیانی، کرشن داس پر آئندہ اپنا جادو نہیں چلا سکے گی۔ اسے شکست ماننی پڑے گی۔"

"تو پھر؟" کرن جلدی سے بولی۔

"پھر کیا۔ جو میں چاہتی تھی وہ ہو گیا۔"

"ست رانی! تمہیں بھگوان کی سوگند جلدی بتاؤ۔ تم جانتی ہو کہ میں کرشن بھیا سے کتنا پیار ہے اور ہم اس سے بڑے پریشان ہو گئے ہیں۔ پتا جی بھی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔"

"مان جائیں گے۔ اب سب کچھ مان جائیں گے۔ میری ایک بات سنو۔ ساوتری دیوی کے خیمے میں پانی کی ایک بوتل ہے جس میں پڑھا ہوا پانی موجود ہے۔ یوگیتا یہ پانی کرشن داس کو پلاتی ہے اور کرشن داس جادو سے یہ اثر آتا جا رہا ہے۔ تمہیں یہ کام کرنا ہو گا۔ میں تمہیں اس کا طریقہ بتاتی ہوں۔ کسی بھی طرح یوگیتا اور ساوتری دیوی کو ان کے خیمے سے نکال لاؤ، پھر وہ پانی کہیں لے جا کر خالی کر دو اور اس کی جگہ اتنا ہی سادہ پانی بھر دو۔ اس طرح کہ یوگیتا کو پتہ نہ چلے۔ پانی کے ضائع ہونے سے سارے اثرات ختم ہو جائیں گے اور کرشن کی حالت بہتر ہو جائے گی۔"

"ہم کر دیں گے۔ یہ کام مشکل نہیں ہو گا۔ پر میں تو یہ چاہتی ہوں کہ ساوتری دیوی کسی طرح پتا جی کی نگاہوں میں آ جائیں۔ وہ جو کچھ کر رہی ہیں اس کا پتا جی کو پتہ چل جائے۔"

"تم ایک کام کرو ساوتری دیوی کے بارے میں ایک بار پھر اوت نارائن جی کو بتاؤ اور جو نتیجہ نکلے وہ مجھے بتاؤ۔ پھر میں سوچتی ہوں کہ میں کیا کر سکتی ہوں بلکہ ایک اور کام کرو۔ تم اوت نارائن جی کو بتاؤ کہ رات کی تاریکی میں ساوتری دیوی ایک کالے جادو کے ماہر کے پاس جاتی ہے اور کرشن داس پر کالا جادو کرا رہی ہے۔ وہ اس کا پیچھا کریں تو سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ پھر بھی انہیں اگر یقین نہ آئے تو وہ جانیں اور ان کا کام۔"

پشپا گھبرا کر سدھا کی طرف دیکھنے لگی، لیکن کرن بولی۔ "یہ کام میں کروں گی۔ آخر میرا بھائی ہے وہ۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔"

"اگر یہ کام ہو جائے ست رانی تو ہم جیون بھر تمہیں دعائیں دیں گے۔"

"ہو جائے گا جیسا میں نے تم سے کہا یہ کام ہو جائے گا۔" ست رانی نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا۔ کافی دیر تک باتیں کرتے رہنے کے بعد وہ سب وہاں سے اٹھ گئی تھیں۔

یوں تو کرشن داس سب کا چہیتا تھا لیکن کرن نے کچھ جانتی تھی کہ سب سے زیادہ تھی۔ وہ خود کو باز نہ رکھ سکی اور باپ کے پاس پہنچ گئی۔

"پتاجی۔ آپ نے دشمن بھیا کے لئے کچھ کیا؟"

"کیا مطلب؟" ادت نارائن نے کہا۔

"میں نے آپ کو بواجی کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ اپنا کام مسلسل کر رہی ہیں۔" کرن نے کہا۔

نارائن غصے سے کرن کو دیکھنے لگا پھر بولا۔ "میں نہیں جانتا تمہیں اچانک ساوتری سے اتنی دشمنی کیوں ہوگئی ہے۔ کیا تم پھر اس لڑکی سے ملی تھیں؟"

"پتاجی۔ بواجی کی میں اب بھی عزت کرتی ہوں لیکن وہ اپنے مقصد کے لئے میرے بھائی کی دشمن بن گئی ہیں۔ میں انہیں اس دشمنی میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ چاہے آپ کچھ بھی کر لیں۔ بس اب جو مجھ سے ہو سکے گا میں کروں گی۔" یہ کہہ کر وہ خیمے سے نکل گئی۔

ادت نارائن پریشان ہو گیا تھا۔ وہ اس بات کی گہرائی تک جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

دوسری طرف کرن، مدھا اور پشپا کی مدد سے اپنا کام کر رہی تھی۔ جیسے ہی موقع ملا انہوں نے پانی کی بوتل میں پانی بدل دیا۔

شام کو وہ ست رانی کے پاس گئیں اور اسے ساری بات بتائی۔ ست رانی نے آنکھیں بند کر لیں تھیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ آنکھیں کھول کر ان تینوں کو دیکھنے لگی۔ پھر پراسرار لہجے میں بولی۔ "رات کو ساوتری، کھیانی کے پاس جانے گی۔ تم ادت نارائن جی کو اس کا پیچھا کرنے پر مجبور کر دینا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

لیکن لڑکیوں کو کچھ کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ ادت نارائن بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ رات کو اسے نیند نہ آئی اور جب ساوتری اندھیرا ہونے کے بعد پراسرار طریقے سے چھپتی چھپاتی خیمے سے نکل کر کھیانی سے ملنے چلی تو ادت نارائن بھی خاموشی سے اس کا پیچھا کرنے لگا۔

☆ ☆ ☆

وہ ساوتری دیوی کا پیچھا کرتا رہا۔ روشنیاں پیچھے رہ گئی تھیں۔ مندروں کی روشنیاں ویسے بھی کم تھیں۔ دور جمنا کنارے مٹھ چھپے ہوئے تھے اور ان مٹھوں کے درمیان ایسا بھیانک ماحول تھا کہ دل دہشت سے کانپ اٹھے۔ آخرکار ساوتری دیوی ایک ایسے مٹھ کے سامنے رک گئی، جس کے اوپری حصے میں دیا روشن تھا۔ اس نے مٹھ کے دروازے پر پہنچ کر آواز دی۔ "کھیانی، ..... باہر آؤ کیا تم جاگ رہی ہو؟"

ادت نارائن نے ایک مٹھ کے پیچھے اپنے آپ کو چھپا لیا تھا جہاں ساوتری دیوی کھڑی تھی، وہاں اس مٹھ کا فاصلہ چند گز سے زیادہ نہیں تھا۔ وہ تمام آوازیں آسانی سے سن سکتا تھا۔ اس کے بعد اندر کچھ آہٹیں ہوئیں اور پھر مٹھ کے چھوٹے سے دروازے سے ایک بھیانک عورت باہر نکل آئی۔ اس کے ہاتھ میں دیا تھا جسے وہ اپنے چہرے کے قریب کئے ہوئے تھی۔ اس نے ساوتری کو دیکھا اور بولی۔

"جب تمہارا دل چاہتا ہے منہ اٹھا کر چلی آتی ہو، کم از کم آنے کی خبر تو دی ہوتی۔"

"میں تمہارے پاس بہت ضروری کام سے آئی ہوں کھیانی۔"

"ہاں بولو۔"

"بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے..... پہلے تم یہ پیسے سنبھالو۔ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ تمہیں بقایا رقم ادا کر دوں گی۔"

"احسان مت کرو مجھ پر، بتاؤ مشکل کیا پیش آئی ہے؟"

"تم ست رانی کو جانتی ہو؟"

"میں نہیں جانتی بس یوں سمجھو کہ تھوڑے دن سے پہلے میں نے اس کا نام سنا ہے۔"

"وہ مجھے کافی خراب لڑکی لگتی ہے۔ اس نے کچھ ایسا چکر چلا رکھا ہے کہ میں بھی چکرا کر رہ گئی۔"

"اب میں تمہیں بتاؤں ست رانی کے بارے میں، مندروں کی داسی ہے۔ . . ."

پوجا دیال اس سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ بھی کرتا اسے منظور ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے کہ۔" ساوتری نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں... میں اس سے زیادہ تمہاری اور کوئی مدد نہیں کر سکتی، اب تمہیں اپنے معاملات دیکھنا ہوں گے۔"

"لیکن کلیانی تم نے کہا تھا کہ جب تک کشن داس کے ذہن سے وہ لڑکی نہیں نکل جاتی میری مدد کرتی رہو گی، یہاں تک کہ وہ میری یوگیتا سے شادی کر لے گا۔"

"ارے بابا! ایسے معاملات میں تو کالی دیوی بھی کچھ نہیں کر سکتی، کیا سمجھیں تم؟"

"تم کالی کی داسی ہو۔"

"میں کالی کی داسی ہوں، کالی کی ماں نہیں ہوں کیا سمجھیں تم؟" کلیانی نے گرجدار لہجے میں کہا اور ساوتری کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا۔

"کلیانی! کیا تمہارے اندر کوئی تبدیلی تو نہیں پیدا ہو گئی ہے؟"

"ہاں ہو گئی ہے، پھر۔"

"میری جو تم سے بات ہوئی تھی۔"

"اب تو جا ورنہ تیرے حق میں اچھا نہیں ہو گا اور میں تمہیں بتاؤں تیرا بھائی تیرے پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے اسے کچھ نہیں بتایا تو نے خود ہی اپنی رام کہانی اُسے سنا دی ہے۔ جا ساوتری جا اور اس کے بعد میرے پاس کبھی مت آنا۔" یہ کہہ کر کلیانی واپس اپنے خیمے میں چلی گئی۔

لیکن ساوتری کے لئے یہ الفاظ بم کے دھماکے سے کم نہیں تھے جو کلیانی نے کہے۔ اس نے پلٹ کر خوفزدہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا، اور پھر آواز دی۔ "بھیا جی۔ بھیا جی تم یہاں ہو؟"

ادت نارائن خیمے کے پیچھے سے نکل آیا اور پھر اس نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں میں یہاں ہوں، کاش میں یہاں نہ ہوتا، بھگوان نے جو کچھ مجھے سنایا ہے کیوں سنایا ہے، آؤ ساوتری، واپس چلتے ہیں، آج میں نے اپنا بہت کچھ کھو دیا ہے یہاں، بہت کھو دیا ہے یہاں، اپنی بہن کھو دی ہے، تو میری بہن کہاں ہے ساوتری، تو نے میرے بیٹے کو پھر اکھو دیا ہے، مرتے دم تک میں اس کی تکلیف سے نجات نہیں حاصل کر پاؤں گا۔ مان لو، سنسار میں اکیلا رہ گیا ہوں ساوتری۔"

"بھیا... بھیا جی ہم... میں نے... میں نے کیا کیا ہے؟"

"اب بھی مجھ سے یہ پوچھ رہی ہے ساوتری کمال ہے۔" ادت نارائن نے کہا، وہ واپس

ساوتری بھی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔

"میری بات تو سنو بھیا جی۔"

"میرے کشن کا کیا حال کر دیا تو نے، مجھے دھوکا دے کر اپنے ساتھ ساتھ لئے پھرتی رہی۔ مجھ سے ہمدردی کا اظہار کرتی رہی۔ ارے دشٹ تو تو ہی دے رہی تھی اُسے ساوتری۔ یوگیتا میری بھی بیٹی تھی۔ اب تم دونوں میری کچھ نہیں رہیں، اس لئے تھی کا لفظ استعمال کر رہا ہوں۔ میں بھی اس کے لئے پریشان تھا۔ میرے من میں بھی یہی آشا تھی کہ یوگیتا میرے گھر میں بہو بن کر آ سکے۔ ساوتری کیا کیا تو نے... کیا حال ہو گیا ہے میرے بیٹے کا۔ تو نے اس کا دماغ ہی الٹ دیا۔ میں کتنا پریشان تھا تیری بچی کے لئے۔ میں بھی اسے چاہتا تھا مگر کیا کروں تم نے میرا مان ہی نہیں، من بھی توڑ دیا، بھگوان تمہیں سکھی رکھے، ساوتری ایک بات کر لوں تم سے، مجھے اور شرمندہ مت کرنا۔ صبح کو تم اپنے خیمے سے گھر چلی جانا یوگیتا کو لے کر اور پھر میرے پاس مت آنا۔ میں بچوں سے کوئی بہانہ بنا دوں گا۔ میں خود بھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اب میں یہاں رہ کر کیا کروں گا۔ گھر جا کر میں کیا کروں گا۔" ادت نارائن کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ اس نے آنسو پونچھے۔

ساوتری اس سے کچھ نہیں کہہ سکی تھی۔ دوسری صبح وہ خاموشی سے یوگیتا کو لے کر وہاں سے چلی گئی تھی۔ ادت نارائن بھی اپنے خیمے سے باہر نہیں نکلا تھا۔ صبح کرن اور پشپا کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ساوتری دیوی اپنا سامان اٹھا کر منہ اندھیرے چلی گئی ہیں، لیکن لڑکیوں نے کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ دوسری طرف حیرت انگیز طور پر کشن داس کچھ بہتر نظر آ رہا تھا۔ لیکن حیران کن بات یہ ہوئی کہ ست رانی بغیر کسی اطلاع کے وہاں آ گئی۔ اس کے چہرے پر پُراسرار تاثرات تھے۔ لڑکیاں اسے دیکھ کر خوش ہو گئیں۔ لیکن انہیں خوف ہوا کہ کہیں ادت نارائن اس کے خلاف کوئی بات نہ کہیں۔

یہ چاروں لڑکیاں خیموں سے تھوڑے فاصلے پر ایک جگہ بیٹھیں تو کشن داس وہاں پہنچ گیا، حالانکہ وہ اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ اب تیز رفتاری سے چل پھر نہیں سکتا تھا، لیکن اس وقت وہ بالکل درست نظر آ رہا تھا۔ وہ ان کے پاس پہنچ گیا اور مسکرا کر بولا۔

"کیا مشغلیں ہو رہی ہیں لڑکیو!"

"بھیا جی آپ کیسے ہیں؟ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟"

"ہاں یار سچ تو یہ ہے کہ آج طبیعت حیرت انگیز طور پر ٹھیک ہو گئی ہے یہ کون ہیں؟" کشن داس نے ست رانی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ لیکن اچانک ہی اس نے کرنے سے

بچنے کے لیے سدھا کا سہارا لیا۔ اس کی آنکھیں ست رانی کی آنکھوں میں پیوست ہو کر رہ گئی تھیں اور ست رانی اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

کچھ دیر تک وہ اسے دیکھتی رہی اور اس کے بعد ایک دم اس نے نگاہیں ہٹا لیں۔ کشن داس بھی بری طرح چونک پڑا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کر کے کئی بار گردن جھٹکی اور بولا۔

''یہ... یہ کون ہیں؟''

''بھیا جی یہ ست رانی ہیں، ہماری دوست ہماری محسن۔''

''پتہ نہیں کیا ہو گیا مجھے، میں چلتا ہوں تم لوگ باتیں کرو۔'' کشن داس نے کہا اور واپسی کے لیے پلٹ گیا۔

ست رانی مسکرا رہی تھی۔ اس نے کرن، سدھا اور پشپا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''بدھائی ہو تمہیں، تمہارے کشن بھیا ٹھیک ہو گئے۔ اب اگر چاہتی ہو کہ ساوتری دیوی کوئی اور کھیل نہ کھیلیں تو جلدی سے ان کا ''دواہ'' کرا دو۔''

''ہم لوگ کشن بھیا کو لے کر کاشی تک ضرور جائیں گے کبھار کہاں، پھر سے پر متھرا میں ہمارا کام ہو گیا۔ بھگوان تمہیں سکھی رکھے ست رانی۔''

دو تین دن کے بعد اوت نارائن اپنے پریوار کو لے کر متھرا سے چلے گئے تھے۔

☆......☆......☆

بات بہت پرانی تھی، لیکن گر بچن کی بینائی اور عقل دونوں ٹھیک تھیں۔ اس نے جرنگی کی بہن رادھیکا کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ رادھیکا کی عمر بے شک آگے بڑھ گئی تھی، لیکن خوبصورتی میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ اس وقت بھی وہ جوان اور سندر لگ رہی تھی۔ گر بچن کے ذہن میں ریل سی چل رہی تھی۔ بے شک جرنگی مر چکا تھا لیکن یہ اس کے بدترین دشمن کی بہن تھی اور اس کے من کی آگ کسی طور بجھ نہیں رہی تھی۔ اس وقت گووندا اس پاس موجود تھا، اس نے غصے کے عالم میں کہا۔

''گووندے.... اس دیوکنیا کو دیکھ رہا ہے وہ جو مورتی سے لگی کھڑی ہے۔''

''جی مہاراج، کیوں نا؟'' گووندداس نے تیکھی نگاہوں سے گر بچن کو دیکھ کر کہا۔

''جانتا ہے یہ کون ہے؟'' گر بچن سنگھ سانپ کی طرح پھنکارا۔

''بس اتنا جانتا ہوں مالک کہ وہ دیوداسی ہے۔''

''میرے جیون کی آگ ہے وہ۔ اسی کی وجہ سے سارے کھیل شروع ہوئے تھے، یہ جرنگی کی بہن رادھیکا ہے، سمجھا میرے دشمن کی بہن ہے۔''

''اوہ!'' گووندداس کے منہ سے آہستہ سے نکلا۔

''مجھے یہ عورت چاہیے گووندداس، میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اسے کتیا بنا کر رکھوں گا۔ اس کے گلے میں پٹہ ڈال کر اسے اپنے کمرے کے دروازے پر باندھوں گا تاکہ جرنگی کی آتما تڑپ تڑپ کر رہ جائے۔ تو نہیں جانتا میرے من میں کیسی آگ سلگ رہی ہے۔ وہ کمبخت پتہ نہیں کہاں راکھ ہو گئی ہے۔ جیتا رہوں گا میں اس سے تک۔ جب تک مجھے ست رانی کا پتہ نہیں ملے، جیتا جلاؤں گا اس کو۔ سارا وش دھرے کا دھرا رہ جائے گا، ایسا ماروں گا اسے گووندداس کہ اس کی آتما شانت ہو جائے اور میرا بھائی خوش ہو جائے۔''

''جی مہاراج۔''

''تو سمجھ لے گووندداس یہ کام تجھے کرنا ہے، اس مندر کا نام کیا ہے؟''

''رام کلی مندر کہلاتا ہے مہاراج۔''

''ہری رام کے ساتھ بیٹھ کر بات کر، بلکہ تھوڑی دیر کے بعد ہم تینوں یہ مشورہ کریں گے کہ کس طرح اسے یہاں سے سہارن پور لے جایا جا سکتا ہے۔''

رات کو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد گووندداس، ہری رام اور گر بچن سنگھ سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

ہری رام نے کہا۔ ''مہاراج! دیوکنیا ئیں بڑی پوتر ہوتی ہیں۔ ان کا احترام کرنا پڑتا ہے اگر کبھی کسی کو پتہ چل جائے کہ کسی نے کسی دیوکنیا پر بری نگاہ ڈالی ہے تو دیوتاؤں کا شراپ تو ملتا ہے پر ساتھ ہی پجاری بھی جیتا نہیں چھوڑتے۔ ایسے بہت سے واقعات ہو چکے ہیں مہاراج۔''

''کسی بھی قیمت پر یہ کام کرنا ہے ہری رام، سمجھ لے یہ بہت ضروری ہے، اگر تم لوگ میرا بھلا چاہتے ہو تو یہ کام کرو۔''

''ٹھیک ہے مہاراج میں دیکھتا ہوں۔''

ہری رام نے تین دن تک گووندداس کے ساتھ رام کلی مندر میں پوجا پاٹھ کی تھی اور اس کے بعد بھی آدھی رات تک یہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی کہ مندر میں رہنے والی دیوکنیا ئیں کہاں رہتی ہیں، کہاں اٹھتی بیٹھتی ہیں۔ صبح کو جب وہ اشنان کرنے جمنا کنارے جاتی ہیں تب بھی اتنا پہرہ ہوتا ہے کہ ان کے پاس پرندہ بھی پر نہ مار سکے۔

تین دن تک کوشش کرنے کے بعد ہری رام نے گر بچن سے کہا۔

''مہاراج! ہم اکیلے کوئی کام نہیں کر سکتے، اتنا سخت پہرہ ہوتا ہے کہ کسی دیوکنیا کو نکالنے کی کوئی ترکیب نظر نہیں آتی۔ میرے من میں ایک بات ہے مہاراج۔ دلی جانا ہوگا، وہاں ہمارے ایسے بندے موجود ہیں جو ہمارے لئے بندوبست کر سکتے ہیں۔ وہ

دوا دلی ہمیں وہاں سے لانے ہوں گے جو پجاری لگیں گے، پر مہاراج وہ پجاری نہیں ہوں گے بلکہ ایسے لوگ ہوں گے جن کے من میں دیویوں اور دیوتاؤں کا کوئی خوف نہ ہو۔ وہی یہ کام کر سکتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے، روپے پیسے کی چنتا مت کرنا، جتنا بھی خرچ ہو جائے میں دوں گا۔ پر اس دشمن کی بہن میرے جوتوں میں ہونی چاہئے۔"

"ٹھیک ہے مہاراج! آپ جو حکم دیں گے میں اس کا پالن کروں گا۔" ہری رام نے جواب دیا۔

☆...☆...☆

گنگوتری تیاریاں کر رہا تھا۔ اس سلسلے میں گنگا دھرن اس کا دست راست تھا۔ سب سے زیادہ ہوشیار اور سب سے اعلیٰ کارکردگی کا مالک تھا گنگا دھرن اور گنگوتری اس پر بہت اعتبار کرتا تھا۔ پہلے تو یہ سوچا گیا کہ زیادہ لوگوں کو ساتھ لے کر دلی چلا جائے پھر یہ فیصلہ ملتوی کر دیا گیا اور یہ طے کیا گیا کہ سپیروں کے روپ میں گنگوتری، بجرنگی اور گنگا دھرن دلی جائیں اور ست رانی کو حاصل کر لیں۔ گنگا دھرن ایک دو بار زہر بیچنے کے لئے دلی جا چکا تھا، اس لئے اسے راستوں وغیرہ کی معلومات تھیں۔ آخرکار تیاریاں مکمل ہوئیں اور یہ لوگ ریل میں بیٹھ کر چل پڑے، مختلف راستے اختیار کئے گئے تھے یہاں تک کہ وہ دلی پہنچ گئے۔

بجرنگی کا دل دھاڑ دھاڑ کر رہا تھا، دھڑکتے دل کے ساتھ وہ کیرولین کے ٹھکانے پر پہنچا تھا مگر یہ دیکھ کر اس کا دل ڈوبنے لگا کہ کیرولین کا بنگلہ ویران نظر آ رہا تھا اور بڑے گیٹ پر تالا پڑا ہوا تھا۔ دوسرا ٹھکانہ حسن شاہ کا اسٹوڈیو تھا لیکن اسٹوڈیو پر بھی تالا نظر آیا تو اس نے آس پاس کے لوگوں سے رابطہ کیا۔ کافی دن یہاں رہ چکا تھا اس لئے کچھ تعلقات بھی ہو گئے تھے۔ ایک بنگلے کے چوکیدار سے ملا تو چوکیدار نے کہا۔

"ارے بابو صاحب! آپ کہاں چلے گئے تھے۔ بیچاری کیرولین اور حسن شاہ کا تو خون کر دیا گیا۔ ڈاکہ پڑا تھا ان کے گھر میں۔ ڈاکوؤں نے مال بھی لوٹا اور انہیں قتل بھی کر دیا۔"

بجرنگی پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ گنگوتری اور گنگا دھرن ساتھ ہی تھے، بمشکل تمام بجرنگی نے خود کو سنبھالا اور بولا.....

"اور بنگلے کے نوکر چاکر کہاں گئے؟"

"تو جب مالکن ہی نہ رہیں تو نوکر چاکر بیچارے کیا کرتے؟"

"نہیں، میرا مطلب ہے ایک لڑکی بھی تو یہاں رہتی تھی، ست رانی تھا اس کا نام۔"

"ہاں جی وہ بھی یہاں سے چلی گئی، مجھے پتہ نہیں ہے اس سے زیادہ۔"

بجرنگی پاگلوں کی طرح گنگوتری کو دیکھنے لگا گنگوتری کا چہرہ بھی غمزدہ ہو گیا تھا۔ پھر بجرنگی نے ... کیا، ست رانی بہر طور زندہ تھی اور ہو سکتا ہے وہ دلی میں ہی کہیں مل جائے۔ اپنے طور پر وہ ... حاصل کرتا رہا۔ ایک ایک جگہ سے پوچھ گچھ کی۔ ایک ایک جگہ ان لوگوں نے اپنا سراغ لگایا تھا ... بدوش کبھی کبھی آ کر ٹھہر جاتے تھے اور پھر وہ دلی کی خاک چھاننے لگے۔ گنگوتری اور گنگا ... الگ الگ ست رانی کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔

پھر اچانک ہی ایک دن اسے ہری رام نظر آ گیا۔ ہری رام کو وہ اچھی طرح پہچانتا تھا ... ساتھی تھا اور اس سے بھی وہ وہیں موجود تھا، جب کرشن نے بجرنگی کو سمندر میں پھینکا تھا۔ ... کو دیکھ کر بجرنگی کی آنکھوں میں خون اتر آیا چونکہ وہ سپیرے کے روپ میں تھا، اس لئے ... تھا کہ ہری رام آسانی سے نہیں پہچان سکے گا۔ ویسے بھی قبیلے کو تو سری میں رہ کر بجرنگی ... کافی بدل چکا تھا۔

بجرنگی احتیاط سے ہری رام کا پیچھا کرتا رہا، ہری رام پتہ نہیں کس چکر میں پھر رہا تھا۔ پھر وہ ... راستے سے ہوٹل میں داخل ہو گیا اور بجرنگی کو پتہ چلا کہ وہ اسی ہوٹل کی پہلی منزل پر ... میں مقیم ہے۔ بجرنگی کے دل میں طرح طرح کے منصوبے بننے لگے۔ پھر اس نے ... گنگوتری اور گنگا دھرن کو ہری رام کے بارے میں خبر دی۔

"... بات کے امکانات ہیں کہ ہری رام سے ست رانی کا کچھ پتہ چل سکے، ہمیں اس کے ... ہوگا۔"

... جگہ جہاں ان لوگوں نے ڈیرے ڈالے تھے کافی سنسان تھی۔ آس پاس کچھ بھی نہیں ... نہوں نے اپنا ایک ایسا ٹھکانہ بنایا تھا جہاں وہ رات گزار سکیں، پہلے انہوں نے اس ... اس قابل بنایا کہ اگر کسی کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے تو دقت نہ ہو اور اس کے بعد وہ اس ... گئے جہاں ہری رام مقیم تھا۔

... وقت شام کے جھٹپٹے فضاؤں میں اترے ہوئے تھے، جب ہری رام اپنے ہوٹل سے باہر ... ل ہی ایک طرف چل پڑا، یہ تینوں اس کے پیچھے تھے۔ منصوبہ بنایا گیا تھا کہ ہری رام کو ... کرنا ہے۔ گنگا دھرن اس منصوبے میں پیش پیش تھا۔ اپنے ساتھ وہ طرح طرح کے ... لایا تھا تاکہ سپیروں کا روپ برقرار رہ سکے۔ پھر جب ایک ایسی سنسان جگہ نظر آئی ... دور تک کوئی نہیں تھا تو گنگا دھرن اور گنگوتری آگے بڑھ کر ہری رام کے سامنے پہنچ گئے۔ ... کر روک لیا۔

"... ہے مہاراج کہ آپ کا نام ہری رام ہے نا؟" ہری رام نے چونک کر ان سپیروں کو

دیکھا جن کے پاس ٹوکریاں تھیں اور وہ مکمل سپیرے نظر آ رہے تھے۔ اسے حیرت ہوئی کہ ان سپیروں کو اس کا نام کیسے معلوم ہوا۔

''ہاں ہے، مگر کیا بات ہے؟''

''مہاراج! ہم اپنی زبان میں نہیں بولتے ناگوں کی زبان میں بولتے ہیں، یہ دیکھئے ناگ آپ کو کچھ دینا چاہتے ہیں۔'' یہ کہہ کر گنگا دھرن نے اپنی جھولی سے ایک کوڑیالہ کالا سانپ نکال لیا اور ہری رام دہشت زدہ ہو کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''تم کیا چاہتے ہو، کیا تم مجھے لوٹنا چاہتے ہو؟''

''نہیں مہاراج، ہم تو ناگوں کی اچھا پر آپ کے پاس آئے ہیں۔ آیئے ذرا ہمارے ساتھ چلئے ہم آپ کو وہ دیں گے جو جیون میں کبھی آپ کو نہ ملا ہوگا۔ سونے چاندی کے انبار۔ ایک ایسا تعویذ جو آپ کو راجہ بنا دے۔ آیئے، ناگ یہی چاہتے ہیں۔'' یہ کہہ کر گنگا دھرن نے کوڑیالہ کالا سانپ زمین پر چھوڑ دیا اور سانپ ہری رام کی طرف لپکا۔

''ارے پکڑو اسے۔ ارے یہ کہیں مجھے کاٹ نہ لے۔''

''ضرور کاٹ لے گا مہاراج، آپ ہمارے پیچھے پیچھے چلے آیئے۔ آپ نے ایک قدم بھی ادھر ادھر رکھنے کی کوشش کی تو یہ آپ کو جیتا نہیں چھوڑے گا۔''

ہری رام نے حیرت سے سانپ کو دیکھا۔ وہ کوئی ایک گز کے فاصلے پر ہری رام کے پیچھے پھن اٹھائے کھڑا تھا۔ بجرنگی کافی پیچھے تھا اور اس دلچسپ کھیل کو دیکھ رہا تھا۔ گنگا دھرن اور [illegible] آگے بڑھے تو سانپ نے ایک پھنکار ماری اور ہری رام نے آگے کی طرف چھلانگ لگا دی۔

''ارے پکڑو، تمہیں بھگوان کا واسطہ اسے پکڑو، کہیں یہ مجھے کاٹ نہ لے۔''

''آپ ہمارے پیچھے پیچھے چلے آیئے مہاراج، یہ آپ کا بال تک بیکا نہیں کرے گا، پر جو آپ نے ادھر ادھر بھاگنے کی کوشش کی تو سمجھ لیجئے یہ آگے بڑھ کر آپ کی پنڈلی میں کاٹ لے گا۔''

ہری رام کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ ان سپیروں کا پیچھا کرے۔ عجیب مصیبت میں گرفتار ہو گیا تھا، یہاں آنے کے بعد اس نے رادھیکا کے اغوا کی تیاریاں شروع کر دی تھیں اور اس کا کام ایک دو دن میں مکمل ہونے والا تھا مگر اس وقت یہ انوکھی اُلجھن پڑ گئی، نجانے اس کا کیا نتیجہ نکلنے والا تھا۔ سب سے پریشانی کی بات یہ تھی کہ اسے ان سپیروں کا مقصد نہیں معلوم ہو سکا تھا، اگر وہ اسے لوٹنا چاہتے ہیں تو یہاں بھی جو کچھ اس کے پاس تھا اس سے چھین سکتے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد سپیرے اُسے لئے ہوئے اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہوں نے اپنا

[illegible] وہاں پہنچنے کے بعد گنگا دھرن نے کہا۔

''اگر جینا چاہتا ہے تو جیسا ہم کہہ رہے ہیں ویسے ہی کرنا، کوئی ایسا کام نہ کرنا جس سے تیری موت واقع ہو جائے۔ یہ سانپ تیرا چوکیدار ہے اور تجھے ایک پل نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دے گا۔''

''مگر مہاراج، مجھے اتنا تو بتا دو کہ آخر تم لوگ کیا چاہتے ہو؟'' ہری رام نے پریشانی سے کہا۔ اتنی دیر میں بجرنگی بھی ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔ ہری رام اسے پہچان نہ سکا، اسے اس تیسرے آدمی کے آ جانے پر حیرت ہوئی تھی جو خود بھی سپیرا ہی لگ رہا تھا۔

کوڑیالہ سانپ بیچ میں کسی چوکیدار کی طرح تھوڑے فاصلے پر جا کر کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ بجرنگی ہری رام کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا اور ہری رام کو یوں لگ رہا تھا جیسے اس چہرے سے اس کی بہت شناسائی ہو، وہ اسے غور سے دیکھتا رہا تب بجرنگی نے کہا۔

''مجھے پہچانا ہری رام۔''

''ارے باپ رے... تو بجرنگی ہے نا؟'' ہری رام کے حلق سے حیرانی کے لہجے میں نکلا۔

''دیر سے پہچانا ہری رام اور پہچانا بھی کیسے تو، تم لوگ تو میرا کریا کرم کر چکے تھے، اب تم بتاؤ گے ہری رام کہ تم لوگوں نے ایسا کیوں کیا میرے ساتھ؟''

''پر اس سے پہلے اتنا تو بتا دے کہ تو جیتا کیسے ہے؟''

''تمہاری موت سے پہلے میرا مرنا کیسے ممکن ہو سکتا تھا، تو مجھے ساری باتیں بتائے گا ہری رام۔'' بجرنگی نے کہا۔

''یہ چکر کیا چلایا ہے تو نے بجرنگی، ان سپیروں سے تیرا سمبندھ کیسے ہو گیا؟''

''اتنا مجھ سے سوالات کر رہا ہے تو، دیکھو گنگا دھرن اسے، یہ ضرورت سے زیادہ چالاکی کی کوشش کر رہا ہے۔'' گنگا دھرن نے اپنی جھولی سے دو چھوٹے سانپ نکالے اور ان میں سے ایک ہری رام کی طرف اچھال دیا۔

ہری رام سانپ سے بچنے کے لیے پیچھے ہٹا اور گرتے گرتے بچا، اس کا پیر دوسرے والے سانپ نے ایک پھنکار ماری تھی، جس سے ہری رام اپنی اوقات میں آ گیا۔ دوسری طرف گنگا دھرن نے وہ سانپ پھینکا تھا وہ ہری رام کے گلے سے لپٹ گیا اور ہری رام کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔

گنگا دھرن بولا۔ ''جب تک تیرے منہ سے آواز نکل سکتی ہے چیختا رہ، پہلی بات تو یہ کہ یہاں دور دور تک کسی انسان کا کوئی پتہ نہیں ہے، دوسری بات یہ کہ جب تیری چیخیں اس

دھنک پوری کی برداشت سے باہر ہو جائیں گی، یہ تجھے ڈس لے گا۔"

"ارے تمہیں بھگوان کا واسطہ اسے میری گردن سے نکالو۔"

"ایک شرط پر ہری رام، اب تو آرام سے بیٹھے گا اور بیکار باتیں کرنے کے بجائے صرف وہ باتیں کرے گا جو بجرنگی تجھ سے پوچھے گا۔ بھگوان کی سوگند اگر تو نے اس سے الگ کیا تو پھر میں بھی ان دونوں ناگوں کو نہیں روک سکوں گا یہ تیرے شریر کو ڈس لیں گے اور تو پانی ہو کر بہہ جائے گا۔

گنگادھرن کے الفاظ اتنے خوفناک تھے کہ ہری رام کا بدن پسینہ پسینہ ہو گیا، اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بجرنگی عجیب و غریب پُراسرار قوتیں حاصل کر چکا ہے۔ پہلی بات تو یہی اس کے لیے حیران کن تھی کہ بجرنگی کو کھلے سمندر میں پھینکا گیا تھا، جہاں کسی کے جیتا بچ جانے کا کوئی امکان نہیں تھا، پر وہ جیتا جاگتا اس کے سامنے موجود تھا، حلیہ بے شک بدل گیا تھا، پر ویسے کا ویسا ہی تھا، لیکن یہ پُراسرار بھید سے مزید کچھ سوچنے کا موقع نہیں دے رہے تھے۔ ہری رام نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری تو بجرنگی نے کہا۔

"پہلے مجھے یہ بتا ہری رام کہ مجھے بمبئی بلانے کی سازش کیا تھی؟"

ہری رام نے خوفزدہ نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھا، وہ سانپ ابھی تک اس کی گردن سے لپٹا ہوا تھا، اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔ "بھگوان کی سوگند! سب کچھ سچ سچ بتا دوں گا، مجھے اس سانپ سے نجات دلا دو۔"

اس سے پہلے کہ بجرنگی کچھ بولتا گنگوتری نے کہا۔ "تجھے جیون بھی مل سکتا ہے ہری رام اسی شکل میں جب تو ہر بات سچائی سے بتا دے۔"

"بتا دوں گا مہاراج اوش بتا دوں گا۔" ہری رام نے کہا۔ گنگادھرن نے منہ سے ایک آواز نکالی اور سانپ ہری رام کی گردن سے نکل کر گنگادھرن کے کندھوں پر چڑھ گیا۔ دوسرے سانپ نے بھی اپنی جگہ سنبھال لی تھی۔

ہری رام کی قوتیں اب جواب دے گئی تھیں۔ اس نے کہا۔ "جی مہاراج، اخبار میں رادھیکا کی تصویر چھپی تھی، کرپچن مہاراج نے دیکھ لی، پھر ان کے کہنے پر گووندداس اور میں بمبئی پہنچے۔ مطلب تمہیں مارنا تھا، کرپچن سنگھ مہاراج نے اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لیے تمہیں سمندر میں پھینک دیا۔"

"ہوں پھر اس کے بعد کی بات بتاؤ تم لوگوں نے ست رانی کے ساتھ کیا سلوک کیا؟"

"بھگوان کی سوگند کچھ نہیں کیا، وہ ہمیں ملی ہی نہیں۔"

"کیا کیرولین اور حسن شاہ کا خون تم نے نہیں کیا؟"

"ارے نہیں ہمیں اس بارے میں بالکل نہیں معلوم، ہم تو خود ست رانی کی تلاش میں رسے پھر رہے تھے وہ تو خود ہی مارے گئے اور ست رانی غائب ہو گئی، کرپچن سنگھ مہاراج تھے، ان سے اپنے بھائی کی موت برداشت نہیں ہو پا رہی تھی، انہیں مندروں کی یاترا پھر رہے ہیں اور ہم اسی یاترا کے دوران ..." ہری رام خاموش ہوا۔

دلوگ اس کے آگے بولنے کا انتظار کر رہے تھے، جب ہری رام نے منہ سے کچھ نہ کہا تو بولا۔

"آگے نہیں بتاؤ گے ہری رام؟"

"ہم... مہاراج بس اتنی ہی کہانی تھی۔"

تک ہی گنگادھرن کے کندھوں پر بیٹھے ہوئے دونوں سانپ نیچے اُترنے لگے تو نے مسکرا کر کہا۔ "ہم سے زیادہ یہ تمہارے جھوٹ کے بارے میں جانتے ہیں، پر اس معاف نہیں کریں گے۔ مجبوری ہے، جو کچھ تمہارے من میں ہے صاف صاف بول دو، ل دو، بچ جاؤ گے، ورنہ یہ تمہیں جیتا نہیں چھوڑیں گے۔"

"ہے بھگوان کس مصیبت میں ڈال دیا مجھے، ادھر یہ نہیں چھوڑیں گے ادھر کرپچن مہاراج کو ل گیا تو وہ مجھے جیتا نہیں چھوڑیں گے۔"

"دیکھو ابھی مرنا چاہتے ہو یا تھوڑی دیر کے بعد۔"

"ان دنوں کرپچن مہاراج متھرا میں ہیں، وہ متھرا کو گئے تھے لیکن وہاں ایک ایسا کام ہو گیا لگ تھا۔"

"کیا؟" بجرنگی نے پوچھا۔

"وہاں رادھیکا مل گئی۔" ہری رام نے کہا اور بجرنگی کے دماغ میں بم پھٹ گیا۔ اس کا پورا دو گیا تھا۔

رنگی اور گنگادھرن اس کی کیفیت سے واقف تھے، گنگادھرن نے کہا۔ "آگے بول، رام خاموش مت رہو۔"

رادھیکا اس وقت رام کلی مندر میں ایک داسی کی حیثیت سے رہ رہی ہے۔ کرپچن سنگھ جی کے خون کے بدلے کی بھاؤنا میں پاگل ہو رہے ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ رادھیکا کو اوم کر کے سہارن پور لے جائیں گے اور اس کی بے عزتی کریں گے، اسے دروازے پٹ ڈال کر باندھ دیں گے لیکن رادھیکا رام کلی مندر میں ایک عزت دار دیو کنیاؤں کی

حیثیت حاصل ہے۔ اسے وہاں سے نکالنا آسان کام نہیں ہے کیونکہ دیوتاؤں کی بھی حفاظت ہوتی ہے۔ میں یہاں اسی لیے آیا تھا۔ ایسے لوگوں کو ساتھ لے جانے کے لئے جو رادھیکا کو اغوا کرنے میں ہماری مدد کرسکیں۔"

بجرنگی کا پورا جسم بدستور کانپ رہا تھا، گنگوتری نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "شانت ہو جاؤ بجرنگی۔ دیوتاؤں نے جب ہمیں رادھیکا کا پتہ دیا ہے تو اس سپاتا کرنے کی شکتی بھی دیں گے۔ شانت کرواپنے آپ کو، بدھائی دیتا ہوں تمہیں کہ تمہاری بہن کا پتہ چل گیا، اب اسے متھرا جا کر حاصل کرنا مشکل کام نہیں ہوگا خود کو شانت کرو بجرنگی خود کو شانت کرو۔"

بجرنگی روتا ہوا گنگوتری سے لپٹ گیا۔ "آخرکار میری بہن کا پتہ چل ہی گیا۔ بھگوان لوگوں کو جیون کی ہر خوشی دے، بھگوان تمہارے من کی آگ بھی ٹھنڈی کردے، گنگوتری مہاراج۔"

"ہاں ست راف کہاں ہے، ہری رام ست راف کہاں ہے؟" اس بار گنگوتری نے سخت راست ہری رام سے سوال کیا تھا۔

"بھگوان کی سوگند وہ ہمیں نہیں ملی، ہم نے خود اسے دل میں تلاش کیا، وہ ہمیں نہیں ملی، سے ہمیں اس کا پتہ ہی نہیں چلا۔" ہری رام نے جواب دیا اور خوفزدہ نگاہوں سے گنگا دھرن سے شانوں پر براجمان ناگوں کو دیکھنے لگا، ناگ پرسکون تھے اس کا مطلب یہ تھا کہ ہری رام سچ بول رہا ہے۔

"ٹھیک ہے، اب ہم تیرے ساتھ متھرا چلیں گے، تو مجھے کرپچن سنگھ تک پہنچائے گا اور کرپچن سنگھ سے بدلہ لوں گا، سمجھا۔" بجرنگی نے کہا۔

"اب تو میں نے آپ کو سب کچھ سچ سچ بتادیا ہے مہاراج، یہ بھی بتادیا ہے کہ رادھیکا کالی مندر میں دیوداسی کی حیثیت سے موجود ہے۔ اب تو مجھے چھوڑ دیجئے۔"

"تو زیادہ دوڑا دوڑا متھرا جائے اور وہاں جا کر کرپچن سنگھ کو سب کچھ بتادے، دیکھ ہری رام، میں تیرے ساتھ متھرا چلوں گا، تیرا مجھ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے لیکن کرپچن سنگھ کو میں اب نہیں چھوڑوں گا، اپنی ناگوں سے اسے ڈسوا دوں گا۔" بجرنگی نے کہا۔

"مہاراج! مجھے جانے دو۔"

"کیوں نہ ہم اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیں؟" بجرنگی نے کہا۔

"نہیں بجرنگی! مجھے ان ناگوں پر پورا بھروسہ ہے، یہ اسے کہیں جانے نہیں دیں گے، ہری رام کو اسی طرح رہنے دو وہ یہاں سے بھاگ نہیں سکے گا۔ میرا وعدہ ہے تم سے۔"

ا۔

بجرنگی خاموش ہو گیا۔ رات گہری ہو گئی تھی، بھیروں نے کچھ کھایا پیا اور تھوڑا سا ہری رام کو دیا۔ ہری رام بار بار خوفزدہ نگاہوں سے سانپوں کو دیکھ لیتا تھا پھر گنگا دھرن وہاں سے ہٹ گیا، سانپ بھی ہٹ گئے تھے صرف وہ ایک کوڑیالا سانپ کنڈلی مارے پیچھے ہوشیار بیٹھا ہوا تھا۔ یہ قریب چوکیدار تھا۔

ہری رام کے اندر جھنجھلاہٹ پیدا ہو رہی تھی۔ وہ کافی خطرناک آدمی تھا۔ یہاں وہ کئی کا انتظام کرچکا تھا اور دوسرے کچھ ایسے کام بھی جن کی مدد سے رادھیکا کو رام کلی مندر سے لت اٹھا کر یہاں سے دور نکال سکتا تھا، لیکن یہ جو کچھ ہو گیا تھا وہ اس کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا، پھر وہ لوگ سونے کے لیے لیٹ گئے۔ کھلی جگہ، کھلا علاقہ تھا۔ چاروں طرف ویرانہ پھیلا ہوا تھا۔ دور دور تک کسی انسانی وجود کا پتہ نہیں تھا۔ صرف وہ ایک خطرناک کوڑیالا سانپ تھا جس نے طرف سے ہری رام کو خوفزدہ کر دیا گیا تھا اور اب اتنی رات گئے وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کالا سانپ کیا اسے نقصان پہنچا سکے گا۔

دوسری طرف اس کے ذہن میں بجرنگی کے خلاف ایک لاوا پک رہا تھا۔ اس بجرنگی کو ختم کر کے ہی یہاں سے بھاگنا چاہئے، طریقہ کیا ہو۔ اس کی نگاہیں چاروں طرف بھٹکنے لگیں، پھر رات تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی وہ ثابت پرانی اینٹ نظر آ گئی جسے وہ ہاتھ بڑھا کر اٹھا سکتا تھا۔

اینٹ کو دیکھتے ہی اس کے ذہن میں منصوبے بننے لگے۔ یہ اینٹ اٹھا کر تاک کر کوڑیالے پر ماری جائے تو بجرنگی بھاگ جائے گا اور وہ بھی جو بڑا سیدھا معصوم ہوتا ہے یعنی گنگا دھرن اور پاس وہ دوسرے سانپ موجود تھے جو انسان سے سچائی اگلوا لیتے تھے۔ دونوں میں سے کون سے، یا تو یہ اینٹ لے کر بجرنگی ہی کا بھیجا پاش پاش کر دے جو اس سے چند گز کے فاصلے پر ہے، زمین پر لیٹا سو رہا تھا، یا سانپ کو مار کر یہاں سے بھاگنے کی کوشش کی جائے۔ آخرکار فیصلہ کیا کہ بجرنگی کو ہلاک کردے اور اس کے بعد یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرے جو ہوگا جائے گا۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اینٹ اٹھائی اور پھر اسے مضبوطی سے اپنی گرفت میں لے کر بلند کیا اور پوری قوت سے بجرنگی کے سر پر مارنے کی کوشش کی لیکن اس کے خواب وخیال میں نہ تھا کہ ایسا ہو جائے گا۔

اچانک ہی پیچھے بیٹھے ہوئے خوفناک سانپ نے فضا میں اڑ کر ہری رام کے ہاتھ کو گرفت میں لے لیا اور پھر ہاتھ پر اپنے بدن کو لپیٹتے ہی اس نے ہری رام کی آنکھ کے نیچے پھن مارا۔ ہری رام کے حلق سے دلخراش چیخ نکل گئی تھی۔ اینٹ اس کے ہاتھ سے گر

ی اور سوئے وانت تینوں اکھڑ کر جاگ گئے۔ ہری رام بری طرح سانپ کو اپنے چہرے سے الگ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ سانپ نے زخم کرنے کے بعد اس کی گردن پر پھن مارا اور کے بعد سینے پر۔

کنگوتری، گنگا دھرن اور بجرنگی کھڑے ہو گئے اور ہری رام کو زمین پر تڑپتے ہوئے دیکھ رہے، پھر کنگوتری نے کہا۔

"ختم ہو گیا۔ یہ ختم ہو گیا۔"

بجرنگی یا گنگا دھرن نے کنگوتری کی بات پر کوئی تبصرہ نہیں کیا تھا۔ ساری صورتحال ان کے سامنے تھی۔ بہت دیر کے بعد وہ سنبھلے، گنگا دھرن نے جھک کر ہری رام کو دیکھا پھر بولا۔ "اب کیا کریں مہاراج؟"

"کرنا کیا ہے، اسے یہیں پڑا رہنے دو، ہمیں کس نے یہاں دیکھا ہے اور ہمیں کون جانتا ہے۔ لوگ یہی سمجھیں گے کہ اسے کسی سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

"اس کی جیبیں تلاش کرو....." بجرنگی بولا۔

"ہمیں اس کی جیبوں سے کیا لینا ہے۔ چھوڑ دو۔ آخر ہمیں یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔"

"اب کہاں جائیں گے؟"

"سیدھے متھرا....." کنگوتری بولا۔

"اور ست رانی.....؟" گنگا دھرن نے کہا۔

"کسی کو معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے؟ ہمارے بھاگوں میں ہو گا تو ہمیں مل جائے گی۔ دیوتاؤں نے بجرنگی کی بہن کا پتہ بتایا ہے۔ ہمیں دیوتاؤں پر وشواس رکھنا چاہئے۔ وہ میرے من کی منوکامنا اوش پوری کریں گے۔ میری چندر رکھا کی بیٹی جسے بھگوان نے چندر رکھا ہی کا روپ دیا ہے مجھے مل جائے۔ اس کے سوا جیون میں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ آؤ چلتے ہیں۔ باقی وقت ریلوے اسٹیشن پر گزاریں گے۔ جیسے ہی متھرا کی ریل آئے گی ہم چل پڑیں گے۔"

"ٹھیک ہے مہاراج۔" گنگا دھرن نے کہا۔ اپنے سانپ کو اس نے ٹوکری میں بند کر لیا تھا اور اس کے بعد وہ ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔

* * *

ادھر متھرا میں کرشن سنگھ اور گووندا [illegible] رہے تھے۔ ہری رام کو خاصا وقت لگ گیا تھا اور [illegible] تھا کہ غصے میں [illegible] گووندا [illegible] سے کہہ رہا تھا۔

"یہ ہری رام بھی بس نکما ہو کر رہ گیا ہے۔ [illegible]

وہاں بیٹھے اور اسے [illegible] کر اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کر لیتے تو یہ کون سی بڑی بات تھی؟"

"کام بہت مشکل ہے مہاراج! آپ کے حکم پر میں برابر رام کلی مندر کے دروازے پر جا رہا ہوں، کوئی ایسی ترکیب نہیں ہے کہ کسی دیو کنیا سے اکیلے میں ملا جا سکے، بس پوجا کے سمے کسی ایسے سمے جب دیو کنیائیں مورتیوں کے سامنے رقص کر رہی ہوتی ہیں، اسے دیکھا جا سکتا ہے۔ دیو کنیاؤں کے معاملے میں یہ پجاری بڑے چوکس رہتے ہیں اور اس کی طرف بری نظر ڈالنے والے کو کبھی نہیں چھوڑتے، مہاراج اتنا آسان کام نہیں ہے، آپ تھوڑا سا دھیرج رکھیں۔ ہری رام معمولی بندہ نہیں ہے، کوئی بڑا ہی کام کر کے آئے گا۔ پر ایک سوال میرے من میں اٹھتا ہے، اگر آپ کو برا نہ لگے تو پوچھ لوں۔"

"ہاں بول کیا سوال ہے؟"

"مہاراج میں نے جیون کا بڑا حصہ آپ کے ساتھ گزارا ہے۔ آپ شیروں کے شیر ہیں، آپ نے اپنے من پر کوئی بوجھ نہیں رکھا، پر عجیب سی بات ہے آپ نے اپنے من کو اتنا گھیر لیا ہے۔ اپنی ان شکتیوں سے کام لیجئے جنہوں نے آپ کو شیر بنا رکھا تھا۔"

"تو ٹھیک کہہ رہا ہے گووندا، پر بھگوان کی سوگند مجھے یوں لگتا ہے جیسے میں اور میرا بھائی دونوں مل کر ایک بنتے تھے اور اب میرے شریر سے میرا بھائی نکل گیا ہے، میری آتما میرا بھائی کو ہر جگہ اسے تلاش کرتی ہے۔ بہن بھائیوں کے رشتے بڑے مضبوط ہوتے ہیں، پر اس جیسا بھائی کا دیوانہ کوئی نہیں ہوتا، میں خود بھی اپنے من کو سمجھاتا ہوں کہ اس کی جگہ میں بھی ہوتا تھا۔"

"آپ کو جگن راج کو بھولنا ہی پڑے گا۔ اس کے سوا اب چارہ کار کیا ہے، رادھیکا بجرنگی کی بہن ہے جسے وہ جیون بھر تلاش کرتا رہا ہے۔ اب اگر وہ آپ کے ہاتھ لگ بھی جائے تو فائدہ کیا، بجرنگی تو اس سنسار میں نہیں کہ رادھیکا کو آپ کے شکنجے میں دیکھ کر اسے دکھ ہو۔"

"بس طرح میرا من اپنے بھائی کو تڑپ رہا ہے گووندا، اس میں چاہتا ہوں کہ بجرنگی کی آتما بھی اپنی بہن کے لئے اسی طرح تڑپے، بھگوان کی سوگند میرے من میں کوئی اور بات نہیں ہے۔ بس رادھیکا کو اتنے برے حال میں رکھنا چاہتا ہوں کہ بجرنگی کی آتما چتا پر سلگتی رہے، وہ آتما آنکھوں سے بہن کا حال دیکھے اور تڑپتا رہے، تو دیکھنا گووندا کہ رادھیکا کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہوں اور اگر ست رانی بھی مجھے مل جائے تو سمجھ لے گووندا، یہ سمجھ لے کہ میں بالکل پہلے جیسا ہی بن جاؤں گا۔ بھول جاؤں گا میں اپنے بھائی [illegible] کو میں زندہ جلاؤں گا، تو دیکھنا میرے من میں جو کچھ ہے میں اسے کر کے ماؤں گا، پھر یہ ہری

رام... جگوان اس کا ناس کرے جا کر بیٹھ گیا ہے۔ وہ کہاں ہے پتہ نہیں ہے۔ مجھے تو یہاں مندروں میں بھی سکون نہیں مل رہا۔"

اس دوران کرشن نے گوونداس کی ڈیوٹی لگا دی تھی کہ وہ رام کلی مندر کے آس پاس رہے تاکہ رادھیکا نہیں اور نہ چلی جائے۔ گوونداس رادھیکا کے سلسلے میں مکمل معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اسے پتہ چل گیا تھا کہ رادھیکا بہرحال سے اس مندر میں ہے اور یہاں کی بڑی دیولیا مانی جاتی ہے۔ وہ مندر میں رہنے والی دوسری دیویوں کی نگرانی بھی کرتی ہے اور انہیں دیوتاؤں کے سامنے رقص کی تربیت بھی دیتی ہے۔ ایک طرح سے وہ رام کلی مندر میں بڑے پجاری وشرمانند کے بعد بڑی پجارن بھی جانی تھی۔ یہ ساری معلومات گوونداس نے حاصل کی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی یہاں اس کی اچھی خاصی واقفیت ہوگئی تھی اور وہ متھرا کے آس پاس کے مندروں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر رہا تھا۔

پھر اسے کلیانی کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئیں۔ کلیانی کے بارے میں یہاں طرح طرح کے خیالات تھے۔ کچھ لوگ اسے کالے علم کی ماہر کہتے تھے۔ مندروں میں اس کا داخلہ بند تھا۔ ہاں مندروں کے آس پاس وہ جھلکتی نظر آجاتی تھی۔ اس کے بارے میں یہی سنا گیا تھا کہ وہ پیسے لے کر کالے کام بھی کر دیا کرتی ہے، بہت سی تمام معلومات کرنے کے بعد گوونداس نے ایک شام کرشن کو اس بارے میں بتایا۔

"مہاراج! یہاں ایک کالے جادو کی ماہر عورت بھی رہتی ہے جس سے بہت سے لوگ اپنا کام کراتے ہیں۔ کیا خیال ہے کیوں نہ ہم اس سے ملیں۔ آپ ست رانی کے بارے میں اس سے معلومات کریں، ہوسکتا ہے وہ آپ کے کام آجائے۔"

"چل چلتے ہیں، کہیں تو من کو شانتی ملے۔"

گوونداس نے کلیانی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیں تو اسے کلیانی کے ٹھکانے کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ دو کرشن سنگھ کو ساتھ لے کر چل پڑا۔ فاصلہ خاصا طویل تھا لیکن وہ کسی منھ کے پاس پہنچ ہی گئے۔ ابھی وہ منھ کے سامنے پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے اس بدصورت چڑیل نما عورت کو منھ کے دروازے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ دونوں دونوں کو دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔

گوونداس آگے بڑھا اور اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "جے مہا کالی۔"

کلیانی نے بھی دونوں ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔

"کون ہو تم، کیا میرے پاس آئے ہو؟"

"ہاں، تم کلیانی ہو؟"

"ہاں ہوں، کون نہیں جانتا مجھے۔"

"ہمیں تجھی سے کام ہے کلیانی دیوی۔"

"بیٹھ جاؤ، میرے پاس ان پتھروں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے جن پر میں اپنے مہمانوں کو بٹھاتی ہوں۔"

کرشن سنگھ اور گوونداس منھ کے سامنے پڑے ہوئے پتھروں پر بیٹھ گئے۔ کلیانی ان کے سامنے زمین پر براجمان ہوگئی تھی۔

"ہاں بولو۔"

"ایک بات صاف صاف بتاؤ کیا تم کالا جادو کرتی ہو؟"

"کالی کے داس، کالے منتروں کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں؟"

"ہمیں ایک لڑکی کا پتہ چاہئے، ہمیں من کی شانتی چاہیے کلیانی دیوی۔"

"پتہ چل جائے گا، لیکن سنسار میں ایک بہت بڑی چیز نے اپنا اثر جما رکھا ہے اور وہ ہے جس کے پاس دولت ہے تو ہر طرح کا جادو اس کے لئے ہے اور جس کے پاس دولت نہیں ہے اسے کچھ نہیں ملتا۔ تم من کی شانتی چاہتے ہو تو بتاؤ کتنا مال ہے تمہارے پاس۔"

"کلیانی! جتنا چاہیئے تو خود بتا دے۔ لیکن کام ہونا چاہئے، کام نہ ہوا تو تجھے کچھ نہیں ملے گا۔"

"ٹھیک ہے، پر یہ بتاؤ تو بالی کتنی خرچ کرو گے یا بس تھوڑی اور کنجوسی کرو گے۔"

"یہ کرشن مہاراج ہیں، مہارن پور کے سب سے بڑے زمیندار، جاگیردار، دولت کی کوئی کمی نہیں ہے ان کے پاس۔"

"تب پھر تم سے ایک بات کہوں، اگر من کو شانتی مل جائے تو کالی دیوی کے نام پر ایک مندر بنوا دو، چاہے چھوٹا سا ہی سہی۔" کلیانی نے بہت بڑی بات کر دی۔

گوونداس نے منہ کھول کر کرشن سنگھ کو دیکھا تو کرشن سنگھ نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"مجھے اگر من کی شانتی مل جائے کلیانی تو میں کالی کا مندر بھی بنوا دوں گا۔ میرا وچن ہے تجھے۔"

"اور جب کوئی کالی کا وچن توڑتا ہے تو کال ہی کال ہوتا ہے اس کے لئے، یہ بات معلوم ہے۔"

"ہاں معلوم ہے، لیکن تجھے بھی اپنا کوئی چمتکار دکھانا ہوگا۔"

"گویا تم نے وچن دے دیا کالی کا مندر بنوانے کیلئے۔"

"کہا نا تجھ سے، جہاں تو کہے گی وہاں تیرے لئے کالی کا مندر بنوا دوں گا۔"

"ٹھیک ہے۔" کلیانی نے کہا اور پھر اپنے گیان سے کام لینے لگی۔

گربچن سنگھ اسے دیکھ رہا تھا، کچھ ہی لمحوں کے بعد کلیانی بری طرح چونک پڑی۔ اسے
گیان سے اس نے جو کچھ معلوم کیا تھا وہ بڑا سنسنی خیز تھا۔ اس شخص کو ست رانی کی تلاش تھی، لیکن
کلیانی کا گیان اتنا نہیں تھا کہ وہ یہ پتہ چلا سکتی کہ اسے ست رانی کی تلاش کیوں ہے؟ وہ پریشان سی
ہو گئی۔ اس نے دونوں ہاتھ سامنے رکھے اور بولی۔

"وہ آ جائے گی، وہ بے شک آ جائے گی، پر تجھے یہ بتانا پڑے گا کہ تُو ست رانی کو کیوں
تلاش کرنا چاہتا ہے؟"

"کلیانی، ہر کام تیری مرضی سے نہیں ہو سکتا، پہلے تو ست رانی کو بلا یا مجھے بتا کہ وہ
کب اور کہاں مل سکتی ہے، اس کے بعد میں تجھے اس کے بارے میں بتاؤں گا۔" گربچن سنگھ نے
کسی قدر ناخوشگوار لہجے میں کہا اور کلیانی پرخیال انداز میں گردن ہلانے لگی۔

☆......☆......☆

کلیانی تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بولی۔ "ٹھیک ہے تم دونوں کل تین بجے کے
قریب میرے پاس آ جانا، میں تمہیں بتا دوں گی کہ وہ لڑکی جسے تم تلاش کر رہے ہو کہاں مل سکتی ہے
اور اگر میرے گیان نے صحیح کام کیا تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں اسے بلوا ہی لوں۔"

"کیا وہ مندر ابھی موجود ہے؟" گووند داس نے حیرانی سے سوال کیا۔

کلیانی اسے تیکھی نظروں سے دیکھنے لگی۔ "یا تو تُو پاگل ہے یا پھر ضرورت سے زیادہ
چالاک بننے کی کوشش کر رہا ہے، جو بھاگ جا وچن دے چکا ہے اور میں نے بھی وچن دیا ہے،
میں بھی اپنے وچن کا پالن کروں گی اور تُو بھی ایسا ہی کرنا، مگر مجھے یہ بتا کہ تُو اپنے وچن کا پالن
کرے گا؟"

"تُو نے ایک مندر بنانے کی بات کی ہے، مجھے بھگوان نے بہت کچھ دیا ہے، میں نے
وچن دیا ہے اُسے پورا کروں گا تو چنتا مت کر۔ اب ہم چلتے ہیں کل تین بجے تیرے پاس
آ جائیں گے۔"

کلیانی نے گردن جھٹکی اور واپس مٹھ میں چلی گئی۔ گربچن اور گووند داس تھوڑی دیر تک وہاں
کھڑے رہے۔ پھر انہوں نے بھی واپسی کے لئے قدم بڑھا دیے۔

☆......☆......☆

ست رانی ذرا الگ مزاج کی لڑکی تھی۔ ہر طرح کے ماحول میں ضم ہو جانا اس کی فطرت
کا حصہ تھا، لیکن آج کل وہ اداس تھی، کرن وغیرہ بھی چلی گئی تھیں۔ ویسے تو سبھی اس کا
خیال رکھتے تھے اور اس سے پیار بھی کرتے تھے۔ اس کی موہنی صورت اور ہر ایک کے ساتھ اس
کا انداز سبھی کو پسند تھا اور پھر وہ اس مندر میں اسے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ پوجا
پاٹ سے اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ اس کے من میں بھی کسی دیوی یا دیوتا کے لئے کوئی خاص
احساس جاگا تھا۔

لے دے کے کلیانی رہ گئی تھی جو دنیا جہاں کی باتیں بتا رہی تھی۔ یوں تو بہت سے ہے

ست رانی کو ہو چکے تھے لیکن کلیانی نے اسے سنسار کی جو صورت دکھائی تھی وہ بڑی انوکھی تھی۔ ست رانی کو پتہ چل گیا تھا کہ اس سنسار میں انسان، انسان پر اپنی بڑائی قائم کرنے کے لئے کیسی کیسی کوششیں کرتا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ دولت اس سنسار کی وہ ہے جس کے سامنے دیوی دیوتا اس کے سامنے نیچے ہیں، جس کے پاس دولت کے انبار وہی سب سے مہان۔ کلیانی کہتی تھی کہ اس سنسار میں دولت کا حصول ہی سب سے بڑا کام ہوتا ہے۔ ست رانی بھی اس انوکھی چیز کے بارے میں سوچتی رہتی تھی۔ لے دے کر اسے کسی کی یاد آتی تھی تو وہ بجرنگی تھا۔ ہوش کے پہلے دن سے بجرنگی اس کی نگاہوں کے سامنے تھا اور وہ اس کے سینے سے لگ کر اپنے آپ کو اس سنسار میں سب سے زیادہ محفوظ سمجھتی تھی۔ اس کے بعد پنکھ پکھیرو تھے، کیڑے مکوڑے تھے، ناگ تھے جو اس کے بچپن کے ساتھی تھے لیکن اب ان سے ذرا کم ہی ملاقات ہوتی تھی۔ ہاں اس کی آواز پر یہ سب دوڑ پڑتے تھے اور اس کا تجربہ اس دن بندروں سے ہو گیا تھا جنہوں نے اس کے دشمنوں کو اس طرح دوڑایا تھا کہ جیون بھر وہ اس بات کو یاد رکھیں گے، جب بھی کبھی ست رانی اس کے بارے میں سوچتی اسے ہنسی آ جاتی تھی۔

اس وقت وہ کلیانی کی جانب جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کلیانی کے پاس پہنچ گئی۔ کلیانی نے اپنی مخصوص پراسرار مسکراہٹ سے اس کا سواگت کیا۔

"دیوی ست رانی، جے مہا ست رانی۔ ست رانی کل کے دن یہ آواز نہ جانے کتنے سال ہوں گی۔"

"تم عجیب باتیں کرتی ہو کلیانی۔ جب میں تمہاری باتوں کے بارے میں سوچتی ہوں تو مجھے بہت ہنسی آتی ہے۔"

"اور جب تو وہ بن جائے گی جو میں چاہتی ہوں تو پھر تیری خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں ہوگا۔ آ بڑا اچھا لگا تو سن۔ میں تجھے ایک عجیب بات بتانا چاہتی ہوں۔" دونوں مندر کے سامنے پڑے ہوئے پتھروں پر بیٹھ گئیں۔ ست رانی مسکراتی نگاہوں سے کلیانی کو دیکھ رہی تھی، جب بھی وہ کلیانی کے سامنے آتی اسے لطف آنے لگتا تھا۔ کلیانی نے کہا۔ "جیسا کہ میں نے تجھ سے کہا کہ مجھے دولت کی ضرورت ہے تاکہ میں کالی کا مندر بنا سکوں اور کالی کے مندر کی دیوی ہو گی ست رانی، مہا ست رانی جس کے سر پر کالی دیوی کا ہاتھ ہوگا۔ وہ جو کہے گی وہ پورا ہو جائے گا اور سنسار تیرے تلے۔ میں ہندوستان کی بات نہیں کر رہی، تو دیکھنا ہندوستان سے باہر بھی لوگ تیرے درشن کرنے آیا کریں گے۔"

"کیسا لگے گا مجھے؟" ست رانی نے مسکرا کر کہا۔

"تو دیکھ تو سہی، اچھا چل چھوڑ ایک انوکھی بات بتاؤں تجھے۔ میرے پاس کل دو آدمی آئے تھے، انہوں نے مجھے بڑی دولت کی پیشکش کی تھی۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ انہیں ایک لڑکی کی تلاش ہے، اگر اس لڑکی کا پتہ چل جائے تو وہ سب کچھ کرنے کو تیار ہیں۔ اس کے لئے وہ کالے جادو کا سہارا لینا چاہتے تھے۔ میں نے ان سے کہا میں ان کی منوکامنا پوری کر دوں گی۔ اپنے گیان سے کام لے کر اس لڑکی کا پتہ چلا لوں گی کہ وہ کہاں ہے۔ پر انہیں اس کے بدلے میں کالی دیوی کا مندر بنوانا ہوگا اور وہ آدمی تیار ہو گیا، وہ کوئی بہت ہی دولت مند آدمی ہے، وہ سہارن پور کا بہت بڑا جاگیردار ہے، کرپچن سنگھ نام ہے اس کا۔"

کلیانی نے کہا اور ست رانی چونک پڑی۔

"کیا نام بتایا تم نے اس کا؟"

"کرپچن سنگھ۔"

"اور اس کی نگری کا کیا نام ہے؟"

"سہارن پور۔۔۔ کیوں؟"

"میں اسے جانتی ہوں۔" ست رانی نے کہا۔

"جانتی ہے؟" کلیانی بولی۔

"ہاں۔"

"مجھے اندازہ ہو گیا تھا، میں سمجھ گئی تھی کہ اس کا تجھ سے ضرور کوئی سمبندھ ہے۔ وہ جس لڑکی کو تلاش کرنا چاہتا تھا وہ تو ہے تو۔"

"ہیں۔" ست رانی حیرانی سے کلیانی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اچھا یہ بتا کہ تو اسے کیسے جانتی ہے؟"

"بس جانتی ہوں یہ سوال مت کر مجھ سے، وہ میری تلاش میں ہے چل ٹھیک ہے میں اس سے نمٹ لوں گی۔"

"ایک بات بتا، کیا وہ تجھ سے پریم کرتا ہے، کیا وہ تیرا پریمی ہے، ویسے تو بوڑھا ہے۔ پر اس کی عمر کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ ست رانی تو اتنی ہی سندر ہے کہ انسان تیرے لئے اپنی عمر بھول جائے۔"

"میں تمہیں ایک بات بتاؤں کلیانی، مجھے سنسار میں صرف ایک شخص سے پریم ہے اور وہ بجرنگی بابا۔ اس کے سوا مجھے کسی سے کوئی پریم نہیں ہے۔ کرپچن سنگھ مجھے تلاش کرتا ہوا یہاں تک کیوں آیا ہے، میں نہیں جانتی۔"

"وہ آنے والا ہے۔ اچھا ہوا تو آ گئی، ہم ایسا کریں گے کہ تو میرے منہ میں چلی جانا۔ میں اسے بیوقوف بنا کر اس سے رقم وصول کروں گی اور اس سے کہوں گی کہ ست رانی اسے اسی وقت نظر آ سکتی ہے اور میرا گیان اتنا ہی بڑا ہے کہ میں اسے جادو کے زور سے کھینچ بلایا۔ کیا کہتی ہے تو؟"

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتی۔" ست رانی نے غیر متوقع جواب دیا اور کلیانی عجیب سی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"کیا تیرا من بدل رہا ہے ست رانی؟"

"صرف اتنی بات کرو مجھ سے کلیانی جتنی میں کہوں، مجبوری ہو تو۔ میرا من بدلا تو تم اسے روک تو نہیں سکو گی، میں جاننا چاہتی ہوں کہ بچن میرے پاس کیوں آ رہا ہے، یہ جاننا ضروری ہے۔" ست رانی نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

"جا رہی ہو تم؟"

"نہیں، مجھے کچھ کام کرنا ہے۔" ست رانی بولی اور اٹھ کر مٹھ کے پچھلے حصے کی جانب چل پڑی۔ کلیانی کچھ دیر تو حیران حیران بیٹھی رہی، اس کے بعد وہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔

☆......☆......☆

بجرنگی متھرا پہنچ گیا، اس کے دل میں آگ لگی ہوئی تھی۔ اگر کوئی اس سے اس کی کیفیت کے بارے میں معلوم کرتا تو وہ صحیح الفاظ میں جواب نہیں دے سکتا تھا۔ ایسا ہی دیوانہ ہو رہا تھا وہ بہن کی صورت دیکھنے کے لئے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ گنگوتری اور گنگا دھرن اس کے ساتھ بہترین تعاون کر رہے تھے۔ گنگوتری اپنے جگر گوشے کی تلاش میں نکلا تھا، لیکن اس نے بہت بڑا ہونے کا ثبوت دیا تھا، یہ معلوم ہونے کے بعد کہ رادھیکا متھرا میں موجود ہے، اس نے ست رانی کی تلاش کا ارادہ فوری طور پر ملتوی کر دیا تھا اور بڑے خلوص سے کہا تھا کہ بھگوان نے جب رادھیکا کا پتہ بتا دیا ہے جو برسوں سے بچھڑی ہوئی ہے تو اسے اپنی نواسی ست رانی کا پتہ بھی چل جائے گا، جس کے بارے میں بجرنگی نے کہا تھا کہ وہ چندر لکھا کی ہمشکل ہے بلکہ چندر لکھا کا دوسرا روپ تھی ہے۔ اس وقت گنگوتری کے دل میں ست رانی کو دیکھنے کا جوالا مکھی پھٹ رہا تھا۔

بہرحال متھرا کے اسٹیشن پر اترنے کے بعد وہ مندروں کی جانب چل پڑے۔ جمنا کنارے ایک جگہ استھان بنا کر گنگوتری نے بجرنگی سے کہا۔ "دیکھ بجرنگی تجھے ایک بات بتا دوں۔ جلد بازی سنسار کی سب سے بڑی بھول ہوتی ہے۔ بھگوان نے تجھے تیری بہن کا پتہ بتایا ہے تو وہی تیری رہنمائی بھی کرے گا۔ میں تجھ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ فوراً رادھیکا کے سامنے مت آ جانا۔ ذرا سا دھیرج رکھنا۔ اتنے عرصے وہ تجھ سے بچھڑی ہوئی ہے۔ وہ تجھے مشکل سے پہچانے گی۔ ذرا احتیاط

ویسے بھی تیرا حلیہ بدلا ہوا ہے۔"

"میں جانتا ہوں مہاراج اچھی طرح جانتا ہوں، آپ چنتا نہ کریں، میں پورا پورا خیال رکھوں گا۔" بجرنگی نے جواب دیا۔

بہرحال پہلی رات بتائی گئی، جگہ جگہ بے شمار یاتریوں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے۔ دوسرے دن رام کلی مندر کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں اور پھر اسی شام تینوں پوجا کرنے کے لیے رام کلی مندر چل پڑے اور مندر میں داخل ہو گئے۔

بہت سے یاتری اپنے اپنے طور پر پوجا پاٹھ کر رہے تھے، سے آنے پر مندر کے بوڑھے پجاری نے پوجا کرائی اور اس کے بعد چاروں طرف دیپ جل اٹھے۔ بڑے ہال میں ایک ایک کر کے چھ دیو کنیائیں داخل ہوئیں۔ بجرنگی کی ترستی ہوئی نگاہوں نے رادھیکا کو دیکھا اور بجرنگی کا دل چاہا کہ جا کر بہن کو گلے لگا لے۔ سارے ریت رواج توڑ دے، زیادہ سے زیادہ لوگ کیا کریں گے، اسے ماریں گے، پر جب رادھیکا کو پتہ چلے گا کہ وہ اس کا بھائی ارجن سنگھ ہے تو وہ اس سے لپٹ جائے گی اور چیخ چیخ کر لوگوں سے کہے گی کہ لوگو! یہ میرا بھائی ہے۔ بجرنگی کے من میں طوفان اٹھ رہے تھے اور اس کے اعصاب کشیدہ ہوتے جا رہے تھے۔

اسی وقت پاس بیٹھے ہوئے گنگوتری نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔ "نہیں بجرنگی، یہ اصول کے خلاف ہے۔ ہمارے تمہارے بیچ بات ہو چکی ہے اس وقت تمہیں ابھی اپنے آپ کو قابو میں رکھنا ہے، سمجھ رہے ہو نا میری بات۔"

بجرنگی کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس نے گردن ہلائی اور محبت بھری نگاہوں سے رادھیکا کو دیکھنے لگا جو اس بات سے بالکل بے خبر تھی کہ اس کا بھائی اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر موجود ہے۔ شاید اس نے بھی اپنے بھائی کو زندگی کی آخری سانس تک تلاش کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اسی لئے تڑپ رہی تھی۔

پوجا ختم ہوئی دیو کنیائیں ایک ایک کر کے اپنی رہائش گاہوں میں چلی گئیں۔ گنگوتری نے بجرنگی کو اٹھایا اور اس کے بعد وہ اپنے ڈیرے پر واپس آ گئے۔ بجرنگی مسلسل روئے جا رہا تھا۔

"کتنی سندر لگ رہی ہے وہ۔ کتنی سندر لگ رہی ہے، میں نے تو سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ کسی مندر میں ایک عزت دار لڑکی کی حیثیت سے جیون بتا رہی ہوگی۔ تو نے وہ کام کیا ہے بھگوان جو کسی اچھے کرموں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا جیون میں، میں نے کبھی کوئی اچھا کرم کیا ہے، پر تو نے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہے۔"

"تمہیں رادھیکا سے ملنے سے روکنے کا ایک اور بھی کارن تھا، تم نے جذبات میں آ کر اس

بات پر غور نہیں کیا۔" تنتو تری نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور بجرنگی سوالیہ نگاہوں سے تنتو تری کو دیکھنے لگا۔

"میں جانتا ہوں برسوں کے بعد بہن کو جیتا جاگتا دیکھ کر تمہارے من میں جو آگ لگی ہوگی وہ سنسار کی ہر سوچ کو بھسم کرنے کے لئے کافی ہوگی۔ لیکن میں تمہارے ساتھ ہوں۔ بجرنگی میرا من جو کچھ ہے وہ عمر بھر کے تجربے کا نچوڑ ہے۔"

"مانتا ہوں گنگوتری مہاراج۔ اچھی طرح مانتا ہوں۔" بجرنگی نے گردن جھکا کر کہا۔

"تم بھول گئے ہرن رام اس نے دن آیا تھا کہ کچھ لوگوں کا بندوبست کر کے تم اب اور ایک دیوکنیا کو اغوا کرنے کا بندوبست کر کے آئے۔ اس کا مطلب ہے کہ کرپچن بھی مندر کے آس پاس ہوگا اور تم دونوں ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچانتے ہو۔ کیا تم جان لینے کی کوشش کرنے والے دشمن کو ایسے ہی چھوڑ دو گے۔ دوسری بات یہ کہ وہ ابھی رادھیکا کو لے جانے کے چکر میں ہے۔ تم کوئی اندھا قدم اٹھاؤ گے تو اس کے نقصانات بھی ہو سکتے ہیں۔ رادھیکا تو مندر میں محفوظ ہے اور تم دیکھ چکے ہو کہ آسانی سے اس پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ پجاری اتنے بے بس نہیں ہوتے کہ ان حسین دیوکنیاؤں کو دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔ وہ ان کی بھرپور حفاظت کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں رادھیکا کو کرپچن سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن کرپچن تنہا اگر اس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے تو تم ضرور اس کی نگاہوں میں آ جاؤ گے۔"

"سچ ہو مہاراج کی۔ سچ ہے، میں نے اس بارے میں نہیں سوچا۔ آپ کی سوچ تجربے سے بھری ہوئی ہے۔"

"شکریہ بجرنگی، ہمیں سوچ سمجھ کر کام کرنا ہوگا۔ ہمارے روپ تو بدلے ہوئے ہیں۔ کرپچن تنہا آسانی سے ہمیں نہیں پہچان سکے گا۔ لیکن ہم اسے مندر کے آس پاس ضرور تلاش کریں گے اور پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تمہیں اپنے دشمن کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔"

"جو حکم مہاراج۔" بجرنگی نے سر جھکا دیا تھا۔

☆ ☆ ☆

کلیانی اس طرف پہنچ گئی جہاں ست رانی گئی تھی۔ کلیانی کو اب یہ بھرپور طریقے سے احساس ہو چکا تھا کہ جس لڑکی کو وہ صرف ایک سیدھی سادی لڑکی سمجھتی ہے، وہ در حقیقت زیادہ پراسرار ہے۔ اس کے پاس کون سی قوتیں ہیں، کلیانی جیسی کمزور عورت کو کچھ نہیں پتہ چل سکا تھا۔

ست رانی ایک پتھر پر بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد پرندے بکھرے ہوئے تھے۔ ایک عمر رسیدہ گدھ بھی ست رانی کے بالکل سامنے اس طرح گردن جھکائے ہوئے بیٹھا تھا جیسے پوجا

کلیانی یہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گئی تھی۔ ست رانی کی آنکھیں بند تھیں اور وہ کسی گہری

لمحوں کے بعد اس نے اس انداز میں گردن ہلائی جیسے کسی کی بات کو سمجھ رہی ہو اور اس کا اظہار کر رہی ہو کہ وہ اس کی بات سمجھ گئی ہے۔ اس نے گردن اٹھائی تو گدھ نے بھی اپنی جھکی گردن سیدھی کر لی اور پھر الٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگا۔

کلیانی عجیب سے احساس کا شکار ہو گئی، گدھ تھوڑا سا پیچھے ہٹا، اس کے بعد اس نے رخ بدلا، پنجے زمین پر دبا کر فضا میں چھلانگ لگا دی۔ کچھ لمحوں کے بعد وہ اڑتا ہوا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

ست رانی نے ہنستے ہوئے دوسرے پرندوں کو بھی اڑایا اور تھوڑی دیر کے بعد سارے پرندے فضا میں پرواز کر گئے۔ تب ست رانی نے گردن جھٹکی اور پھر اس کی نگاہیں ایک دم کلیانی پر پڑیں جو درخت کے پاس کھڑی تھی۔ ست رانی کی مترنم ہنسی ابھری اور کلیانی چونک پڑی۔ ست رانی کا انداز دیکھ کر کلیانی کی ہمت بڑھ گئی اور وہ آگے بڑھ گئی۔

"وہاں کیوں کھڑی تھیں کلیانی میرے پاس آ جاتیں؟"

"کیسے ہمت کرتی ست رانی، تمہیں دیکھ کر تو میرے ہوش و حواس ہی گم ہو گئے تھے۔ یہ پرندے تمہارے پاس کیا کر رہے تھے؟"

"باتیں کر رہے تھے، یہی تو میرے دوست ہیں، یہی تو ہر جگہ میرا من بہلاتے ہیں۔ میرا ان سے بڑا پریم ہے، یہ مجھے ساری باتیں بتاتے ہیں اور انہوں نے مجھے کرپچن کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ تمہارے پاس میری تلاش میں آیا تھا۔"

"پرندے تمہیں یہ بات بتاتے ہیں؟"

"ہاں۔"

"تو انہوں نے تمہیں یہ بھی بتایا ہوگا کہ کرپچن تمہیں کیوں تلاش کر رہا ہے، کیا وہ تم سے پریم کرتا ہے؟" کلیانی نے کہا۔

ست رانی پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ "ہاں ایسا پریم جو خاص ہی لوگ سنسار میں کسی سے کرتے ہیں۔ وہ مجھے مار دینا چاہتا ہے۔"

"کیا؟" کلیانی چونک پڑی۔

"دشمن ہے وہ میرا اور اس کی کچھ وجہ ہے۔"

"مجھے نہیں بتاؤ گی؟"

''نہیں۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کلیانی جو کسی کو بتانے کے لئے نہیں ہوتیں۔ ٹھیک ہے میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی، پر کیا تم مجھے اتنا بتاؤ گی کہ تم اس کے سامنے پسند کرو گی یا نہیں۔''

''جیسے تم کہو گی ویسے کروں گی۔ اب تو تم میری گہری دوست ہو۔ اگر تمہیں میری وجہ سے کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو میں اس کے لئے تمہیں کبھی انکار نہیں کروں گی۔''

''بہت پیاری سکھی بن گئی ہو تم میری، پر اب یہ بتاؤ کریں کیا؟''

''وہ کل آئے گا؟''

''ہاں۔''

''تو پھر تم ایک کام کرو، اسے کل بلاؤ، ہم اس کے ساتھ کوئی کھیل کھیلتے ہیں۔ وہ مجھے دیکھے بغیر چین تو نہیں پڑے گا، کچھ بندوبست کر لیں گے ہم اس کا۔ بس جیسا کہ تم نے کہا ہے کہ تم اسے کیان سے مجھے ملا دو گی اور میری ایک جھلک اسے دکھاؤ گی وہ تمہیں تمہاری ضرورت کی چیز دے دے گا یعنی وہ دولت جس کے لئے تم نے اس سے کہا ہے۔ ایسا کریں گے کل میں یہ موجود یال سے کہہ دوں گی کہ میں رات کو سیر کے لئے نکلوں گی اور جمنا کنارے دور تک جاؤں گی۔ وہ مجھ سے بہت پریم کرنے لگے ہیں۔ بڑا دھیان رکھتے ہیں میرا۔ اس لئے میں ضروری سمجھتی ہوں انہیں بتا کر آؤں ورنہ میں آج ہی تم سے کہہ دیتی کہ انہیں بلا لو اور میرا سامنا کرا دو۔ پر اب کھیل کھیلتے ہیں کل رات جب آسمان پر چندرما نکلے گا تو میں مندر سے کچھ دور ایک جگہ جاؤں گی اور تم انہیں میری جھلک دکھا دینا میں وہاں سے غائب ہو جاؤں گی اور اگر وہ تم سے پوچھیں کہ اب میں انہیں کہاں ملوں گی تو تم بتا دینا کہ میں اسی جگہ تم میرا ہاتھ پکڑ کر اس کے ہاتھ میں دے دوں۔''

کلیانی کسی سوچ میں ڈوب گئی، ست رانی کی باتوں کا مطلب وہ اچھی طرح سمجھ رہی تھی پھر بھی وہ ہنس پڑی۔ ''یہ تو تم نے خوب سوچا ست رانی! اچھا ایسا ہی کروں گی۔''

ست رانی نے گردن جھکا دی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی شرارت کھیل رہی تھی۔ بہر حال یہ نظر آب کچھ اور دلچسپیاں اختیار کرنے والے تھے۔

☆......☆......☆

اور یہی ہوا، گربچن سنگھ رادھیکا کو تو پا ہی چکا تھا۔ اسے ہری رام کی آمد کا انتظار تھا اور اس کے بعد وہ رادھیکا کو لے کر وہاں سے سہارن پور چل پڑتا۔ بعد میں جو کچھ بھی ہوتا دیکھا جاتا۔ اب اسے ست رانی کے ملنے کی آس بھی ہو گئی تھی۔ ہری رام پر وہ بہت زیادہ غصہ کر رہا تھا۔

''میں نے اس کو خود ہی ضرورت سے زیادہ منہ لگایا ہے۔ اب دلی جا کر بیٹھ گیا ہے کمینہ کہیں راج رنگ میں مست ہو گا۔ بدکردار آدمی ہے، نمک کے حق ادا کرنے کا کون پاس کرتا ہے آج کل۔ میں نے دیکھ لوں گا اس کو، چلو کوئی بات نہیں، اس کلیانی سے مل لیں۔ میں نے خاصی بڑی رقم لے لی اپنے ساتھ۔ رقم کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں اپنے ایک رشتہ دار کو بھیج کر مزید رقم منگوا لیتا ہوں۔'' گربچن نے کہا۔ یہاں اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ آئے تھے جو گربچن نے الگ خیموں میں بسا دیئے تھے۔ آیا تو وہ یہاں یاترا کے لئے تھا، لیکن رادھیکا کو دیکھ کر ایک بار پھر اس کی فطرت ابھر آئی تھی اور اب اسے ست رانی کو مل جانے کی بھی کچھ امید بندھ گئی تھی۔ وعدے کے مطابق کلیانی کی جانب چل پڑا اور لمبے فاصلے طے کر کے آخر کار کلیانی کے مٹھ کے سامنے پہنچ گیا۔ کلیانی کو اس کا انتظار تھا، ایک آواز میں وہ باہر نکل آئی۔

''آؤ گربچن سنگھ مہاراج! پہلے یہ بتاؤ میری دکشنا لائے ہو؟''

''ہاں کلیانی، میرے پاس موجود ہے اور اب تم مجھے بتاؤ کہ تم اپنے مقصد میں کسی حد تک کامیاب ہوئیں یا نہیں۔''

کلیانی نے شعلہ بار نگاہوں سے گربچن کو دیکھا اور بولی۔

''کیا تم میرا اپمان کرنے آئے ہو گربچن سنگھ۔ میں ایسی دولت پر لعنت بھیجتی ہوں جو اپمان کے نتیجے میں ملے۔''

''کیا پوچھا ہے تم نے مجھ سے، یہی نا کہ میں اپنے کام میں کامیاب ہوئی یا نہیں، کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں کالی کی داسی اتنی کچی ہوں کہ کوئی کام پورا نہ کر سکوں۔''

''تمہاری مہربانی کلیانی، اگر میری باتوں سے تمہیں اپمان محسوس ہوا ہے تو میں تم سے شما چاہتا ہوں، اب تم مجھے یہ خوشخبری سناؤ کہاں ہے ست رانی؟''

''کل.... کل رات وہ اسی سمے میرے پاس پہنچا جب چندرما نکلنے والا ہو تو میں تمہیں ست رانی کی ایک جھلک دکھا دوں گی۔ پہچان لینا کہ وہی ہے یا نہیں اور یہ کتنی رقم لائے ہو تم۔ مندر بنانے کے لئے کیا کچھ چاہئے ہوگا تمہیں اس کا اندازہ ہے؟''

دیکھو کلیانی جب میں نے کالی کے نام کا مندر بنوانے کا وعدہ کر لیا ہے تو سمجھ لو کہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وچن پورا نہ کرنے پر مجھے مہا کالی کا کشٹ بھگتنا پڑے گا۔ اس لئے تم اس بات کی چنتا نہ کرو، یہ بہت بڑی رقم ہے اور دو چار دن کے بعد میرا آدمی اور رقم لے کر آئے گا وہ میں تمہیں دے جاؤں گا۔ تم بالکل چنتا مت کرو، اگر میں اپنے گھر واپس پہنچ گیا تب بھی اپنے آدمی بھیج کر اس کالی دیوی کے مندر کی تکمیل کراؤں گا اور اس کے لئے میں کالی دیوی کی ہی قسم کھا کر کہتا ہوں

کہ میں کوئی وچن کے بارے میں نہیں کروں گا۔"

"ٹھیک ہے، پھر کل آ جاؤ۔ تم ست رانی کی ایک جھلک دیکھ لو گے۔ بعد کی باتیں بعد میں کریں گے۔" کلیانی نے کہا اور واپسی کے لئے مڑ گئی۔

کرپچن اور گووندداس کچھ دیر وہاں خاموش کھڑے رہے تھے۔ پھر کرپچن نے گووندداس سے واپسی کے لئے کہا اور دونوں وہاں سے چل پڑے۔

"مہاراج! میں تو بڑی عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا ہوں۔" گووندداس نے کہا اور کرپچن چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"کیا؟"

مہاراج کتنے کمزور ہو گئے ہیں اس کا آپ کو اندازہ نہیں ہے۔ آپ زیادہ پریشان نہ ہوں، جو بھگوان کی مرضی ہوگی وہی ہوگا، ہم اس میں کوئی ترمیم تو نہیں کر سکتے۔"

"تو کہنا کیا چاہتا ہے گووندداس؟"

"مہاراج کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ کیا آپ کو اس عورت پر بھروسہ ہے؟"

"یار مجھے یہ بتا کس پر بھروسا کروں اور کس پر نہ کروں۔ ہے کوئی ایسی ترکیب جو کسی پر بھروسہ کروں۔" کرپچن نے مایوس لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے مہاراج! یہ عورت جو کچھ کہہ رہی ہے کر کے دکھا دے گی، یہ خود بھی تو کافی کی بہاری ہے، اگر کانی کے دام پر ہمیں دھوکہ دے گی تو اسے خود بھی نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"ہاں ایک بات بتائیے مہاراج۔ اگر ست رانی کا پتہ چل جائے تو آپ کیا کریں گے؟"

"اس کا پیچھا کروں گا، یہ معلوم کروں گا کہ وہ یہاں ٹھہر کہاں رہتی ہے اور جب وہ کمینہ بری رام آدمیوں کو لے کر آ جائے تو دونوں کام ایک ساتھ ہی کر لئے جائیں گے۔ ست رانی کو میں یہیں ختم کر سکتا ہے من کی پیاس بجھاؤں گا یا پھر اسے اغوا کر کے اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

"یہ خطرہ بھی مول نہ لیں مہاراج۔ آپ کو پتہ ہے کہ وہ ایک زہریلی ناگن ہے، جس کی نس نس میں زہر بھرا ہوا ہے، اسے یہیں ختم کر دیں تو اچھا ہوگا۔"

"نظر تو آ جانے میں اسی سے فیصلہ کروں گا کہ آگے مجھے کیا کرنا ہے۔" کرپچن سنگھ نے کہا اور گووندداس گردن ہلانے لگا۔

☆.....☆.....☆

گنگوتری کا کہنا بالکل سچ نکلا۔ اس شام بھی دو رام کلی مندر کے سامنے ہی موجود تھے۔ بھی دیوکنیاؤں کا رقص ہوا تھا اور رادھیکا بھی اپنی ان سج دھج میں نظر آئی تھی۔ ایک خاص

اہٹ رادھیکا کے ہونٹوں پر کھیل رہی تھی، لیکن یہ بات بجرنگی ہی محسوس کر سکتا تھا کہ رادھیکا نہیں ہے۔ اس کی مسکراہٹ میں بھی ایک کرب نمایاں تھا۔ بہرحال رادھیکا کو دیکھ کر بجرنگی کی ں میں سکون اترنے لگا تھا۔ گنگوتری کے کہنے کے مطابق وہ صبر کئے ہوئے تھا، ورنہ دل تو چاہتا تھا کہ دوڑ کر رادھیکا سے لپٹ جائے، لیکن حالات کا علم ہونے کے بعد گنگوتری نے صبر ہدایت کی تھی اور صبر کا پھل آخر نتیجہ نکل ہی آیا۔

بجرنگی نے کرپچن اور گووندداس کو پہچانا تھا، پوجا کے بعد دونوں باہر نکلے تھے۔ مندر کے طے کے باہر اندھیرا پھیلا ہوا تھا، لیکن احاطے میں ہی بجرنگی نے کرپچن سنگھ کو دیکھ لیا تھا اور ساتھ ندداس کو بھی۔ پاس کھڑے ہوئے گنگادھرن کا شانہ دبا کر اس نے کہا۔

"گنگا! وہ کرپچن سنگھ ہے۔"

گنگادھرن جو اس سارے معاملات میں پوری طرح دلچسپی لے رہا تھا، ایک دم چونک کر طرف دیکھنے لگا۔

"کون سا؟"

"وہ جو دھوتی کرتے میں ہے اور اس نے گلے میں چمندار ہار ڈال رکھا ہے۔"

"دیکھ لیا میں نے اور اس کے ساتھ یقیناً گووندداس ہوگا، جس کا ذکر بری رام نے کیا ہے۔"

گنگوتری بھی ان دونوں کو کھسر پھسر کرتے دیکھ کر ان کی جانب متوجہ ہو گیا اور کھنک کر بولا۔

"کیا بات ہے؟"

"مہاراج وہ۔ وہ کرپچن اور اس کا ساتھی گووندداس۔"

"ہوں۔ وہ سفید دھوتی کرتے والا۔"

"ہاں۔"

"ٹھیک کہا تھا میں نے کہ وہ تمہیں رام کلی کے آس پاس ہی ملے گا۔"

"جی مہاراج۔"

"ذرا ہوشیار ہو جاؤ۔ بے شک تمہارا حلیہ بدلا ہوا ہے، لیکن مجھے وہ چہرے سے چالاک م ہوتا ہے، تمہیں پہچان لے گا۔"

"اب ہم کیا کریں مہاراج؟"

"اس کا پیچھا کرو۔ اس نے یقیناً کچھ منصوبے بھی بنائے ہوں گے، اس کے ساتھیوں میں ن ہے، ہر چیز کا بھرپور طریقے سے جائزہ لو۔"

"ٹھیک ہے مہاراج۔" بجرنگی نے کہا اور وہ کرپچن سنگھ کی تاک میں لگ گئے۔

گربچن سنگھ نے جب سے راجہ کو دیکھا تھا اس کے منصوبے بگڑ بگڑ کے بن رہے تھے۔ لے دے کر انتظار تھا اس کنیت بری رام کا جو دل چاند بیٹھ لیا اور ابھی تک نہیں آیا تھا۔ گربچن سنگھ ہر گھنٹے کے بعد اس پر دانت پیستا تھا۔ بہرحال ان کلی مندر سے فراغت حاصل کرنے کے بعد وہ خیموں کی طرف چل دیا تھا۔ کلیانی نے پوری پابندی سے جگہ جگہ تھی۔ خیمے میں جا کر وہ سفر کی تھکن سے فارغ ہونے لگا تو گنگا دھرن نے کہا۔ "مہاراج! اب چلیں مہاراج! پتہ چل گیا کہ وہ اپنے پجاری کے ساتھ یہاں ہوتا ہے اور بری رام کی بات کا انتظار کر رہا ہے۔"

"نجانے کیوں میرا من کہتا ہے کہ ہمیں یہاں رکنا چاہئے گنگا دھرن۔ ہمیں اس وقت تک یہاں رکنا چاہئے جب تک وہ سو نہیں جاتا۔" گنگو تری بولا۔

"ٹھیک ہے مہاراج۔" گنگا دھرن نے کہا۔

بجرنگی نے بھی دل میں یہی خیال کیا تھا کہ وہ اپنے ان خیموں میں آرام کرے گا۔ لیکن یہاں وہ چھوٹو اور رتن وغیرہ کو بھی لے کر چلا تھا لیکن رات گئے جب اس نے گووند داس اور گربچن کو باہر نکلتے دیکھا تو چونک پڑا۔ گنگا دھرن اور گنگو تری بھی ادھر ہی دیکھ رہے تھے۔ اندازہ یہ ہو رہا تھا کہ گربچن سنگھ کہیں دور جانے کے لیے نکلا ہے۔ وہ اور گووند داس ایک طرف چل پڑے تو گنگو تری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا نا جب کبھی میرا من کسی خاص بات کے لئے کہتا ہے تو وہ بات خاص ہی ہوتی ہے۔ اتنی رات گئے دیکھیں وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔" یہ تینوں احتیاط کے ساتھ گربچن اور گووند داس کا پیچھا کرنے لگے۔

گربچن سنگھ نے ایک لمبا سفر کیا تھا۔ مندروں سے دور مٹھوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تو گنگا دھرن حیرت سے بولا۔

"یہ کہاں مرنے جا رہا ہے؟"

"بھگوان جانے لیکن جہاں بھی جا رہا ہے وہاں جانے کی کوئی خاص وجہ ضرور ہوگی۔" گنگو تری بولا۔

"یہ تو ہے۔"

وہ صبر و سکون کے ساتھ پوری احتیاط سے گربچن کا پیچھا کرتے رہے۔ آخر کار ان کا سفر ختم ہوا۔ وہ ایک مٹھ کے سامنے رک گئے تھے۔ گنگو تری وغیرہ نے فوراً ہی ایک قریبی مٹھ کی آڑ لی اور دوسری طرف جھانکنے لگے۔

گربچن نے کسی کو آواز دی تھی اور مٹھ سے کوئی باہر نکلا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے باہر

نکلنے والے کی صورت نہیں نظر آئی تھی، بس یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے۔ باہر آ کر اس نے کہا۔

"آ گئے گربچن سنگھ۔"

"ہاں کلیانی۔ تم بتاؤ کیا تم اپنا وچن پورا کر رہی ہو؟"

"تم وہ لے آئے جس کا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔"

"ہاں، لایا ہوں یہ دیکھو۔" گربچن نے کچھ سامنے کیا۔

کلیانی نے ہاتھ بڑھا کر اسے دیکھا پھر بولی۔

"لاؤ یہ مجھے دے دو۔"

"ایسے نہیں کلیانی، لایا تو ہوں نا اور تمہیں دینے کے لئے ہی لایا ہوں۔ وہ کہاں ہے؟"

"ارے! یہ نہیں دیکھا تم نے کہ ابھی چندرما نہیں نکلا ہے۔"

گربچن کا چہرہ آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔ چاند آہستہ آہستہ ابھر رہا تھا، یہ لوگ بھی منہ سے عورت اور گربچن کی باتیں سن رہے تھے۔ پر سمجھ میں کسی کی کچھ نہیں آیا تھا۔ البتہ پھر انہوں نے دیکھتے ہوئے دیکھا تھا، جیسے ہی اس نے بدلیوں سے منہ نکالا قرب و جوار روشن ہو گئے۔

"چندرما نکل آیا ہے کلیانی۔" گربچن بولا۔

"تو اپنے بائیں سمت دیکھو، تمہارا چندرما بھی نکل آیا ہے۔" کلیانی کی آواز ابھری اور جیسے ہی گردن گھمائی، کلیانی نے جھپٹا مار کر اس کے ہاتھ سے وہ رومال چھین لیا جس میں رقم تھی لیکن گربچن نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ وہ پتھر پر بیٹھی ہوئی ست رانی کو دیکھ رہا تھا جو ہر شے سے بے تعلق آسمان کی جانب منہ اٹھائے بیٹھی تھی اور چاندنی میں ایسی یوں لگ رہی تھی جیسے چاندنی نے سمٹ کر انسانی روپ دھار لیا ہو۔

ادھر گربچن اور گووند داس بے خودی کے عالم میں ست رانی کو دیکھ رہے تھے اور گنگو تری اور گنگا دھرن بھی ادھر ہی دیکھنے لگے تھے، سب کا الگ الگ ردعمل تھا۔ بجرنگی حیرت سے رانی کو دیکھ رہا تھا اور شاید یہ یقین کرنے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ سچ مچ ست رانی ہے یا پھر کوئی چھلاوہ۔

گنگو تری کا دل خون ہو رہا تھا۔ طویل عرصے کے بعد وہ اپنی چندرمکھی کو دیکھ رہا تھا جو برسوں سے بچھڑ گئی تھی۔ بالکل ویسی کی ویسی چاندنی کی طرح چمکتی ہوئی۔ بہت سے ایسے مناظر اس کی آنکھوں میں گھوم رہے تھے جن میں اس نے چندرمکھی کو اسی شکل میں دیکھا تھا۔ وہ بے چین ہو رہا تھا۔ ادھر گنگا دھرن کی کیفیت کچھ اور تھی۔ اسے یوں لگا جیسے اس کے پہلوں میں

آنے والی ایک بے نام سی عورت انسانی شکل و صورت اختیار کر گئی ہو۔ اچانک ہی کرپچن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کلیانی میں اسے اپنے ساتھ لے جاؤں گا، بھگوان کی سوگند میں اتنی دولت دوں گا کہ تیرے سارے ارمان پورے ہو جائیں گے۔ ایک مندر کیا تو اس دولت سے چھ مندر بنوا سکے۔ اسے میرے حوالے کر دے، اسے میرے حوالے کر دے کلیانی۔"

"کرپچن میں وعدوں پر نہیں جیتی، جب تو اتنی دولت مجھے دے دے گا تو میں اس کا ہاتھ پکڑ کر تیرے ہاتھ میں دے دوں گی۔"

"میں تجھے وچن دیتا ہوں کہ..." کرپچن اپنی جگہ سے اٹھ کر ست رانی کی جانب لپکا۔ اچانک ہی کلیانی آگے بڑھی۔ اس نے اپنی مٹھی میں پکڑی ہوئی کوئی چیز زمین پر دے ماری، ایک تڑاخا ہوا اور فضا میں دھوئیں کا گہرا سفید بادل چھا گیا۔ یہ بادل کرپچن اور ست رانی کے درمیان حائل ہوا تھا، کنگوتری، بجرنگی اور گنگا دھرن بھی چونک کر سنبھل گئے تھے۔

ادھر کرپچن اس تڑاخے کے خوف سے پیچھے ہٹ گیا تھا، کلیانی تھوڑے فاصلے پر کھڑی غضب ناک نگاہوں سے کرپچن کو گھور رہی تھی، آہستہ آہستہ دھوئیں کا بادل چھٹا تو وہاں اس جگہ جہاں ست رانی بیٹھی ہوئی تھی، کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔

"گووند، دیکھ اسے کدھر گئی وہ؟" کرپچن سنگھ دھاڑا اور گووند داس ادھر ادھر کرپچن گھمانے لگا۔ اس کی ہمت آگے بڑھنے کی نہیں ہوئی تھی۔

تبھی کلیانی کی غضب ناک آواز ابھری۔

"یہ میرا گپت منڈل ہے کرپچن، کوئی ایسا کام مت کرنا کہ جیون بھر کو پچھتاوا لے۔ تیرے پورے بدن کو مٹی کا ڈھیر بھی بنا سکتی ہوں، ایسا کر سکتی ہوں کہ تو اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکے۔ کیا سمجھتا ہے تو، میں نے جو کچھ کیا ہے وہ کافی نہیں تھا تیرے لئے؟ تیرا سپنا پورا کر دیا ہے میں نے اور وچن بھی دیا ہے کہ اگر تو میرا سپنا پورا کرے گا تو میں بھی تیرا سپنا پورا کر دوں گی، کیا سمجھا۔"

"میں تیری ہر خوشی پوری کر دوں گا کلیانی، تو جس طرح چاہے مجھ پر وشواس کرنے کا وقت دے دے مجھے۔ میں تیرے سامنے دولت کا ڈھیر لگا دوں گا۔ بہت دکھ سہے میرے پاپی دل نے، دے دے اسے میرے حوالے کر دے۔"

"کہا نا ہو جائے گی وہ تیرے حوالے، دے دوں گی میں تجھے۔ پر اس سے پہلے نہیں جب تک تو اپنا کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کر دے۔"

"ارے بیوقوف! مندر ایک رات میں تو نہیں بن جاتے، سمے چاہئے ہوتا ہے ان..."

لئے۔ میں تجھے تیری منہ مانگی دولت دے دوں گا، وعدہ کیا ہے میں نے تجھ سے۔"

"تو میں نے بھی تجھ سے وعدہ کیا ہے کرپچن کہ جب تو وہ دولت میرے حوالے کر دے گا اور میں مندر کے لئے جگہ لے لوں گی تو ست رانی تجھے مل جائے گی، جا اب یہاں سے چلا جا ورنہ میرا غصہ تیز ہوتا جا رہا ہے۔"

"تو اچھا نہیں کر رہی کلیانی۔"

"دیکھ، میں تجھے بتائے دیتا ہوں اگر میں نے اپنے بیروں کو آواز دے لی تو پھر میں خود بھی تجھے بچا نہیں سکوں گی ان سے۔"

جو منظر کرپچن نے دیکھا تھا اور ست رانی جس طرح غائب ہوئی تھی اس سے اس نے یہ اندازہ تو لگا لیا تھا کہ کالے جادو کی ماہر یہ عورت جو ست رانی کو اس طرح یہاں لا سکتی ہے اور بھی بہت کچھ کر سکتی ہے۔

ادھر گووند داس جو کرپچن سنگھ کا مشیر خاص تھا، کرپچن سنگھ کا شانہ دبا کر بولا۔

"اچھا نہیں ہوگا مہاراج، یہ سب کچھ اچھا نہیں ہوگا، ایسا نہ کریں، اعتبار کریں اس پر جو عورت ست رانی کو اس طرح لا سکتی ہے وہ......"

"تو ٹھیک کہہ رہا ہے گووند داس، لیکن کہیں یہ اس کا کوئی جادوئی چمتکار نہ ہو۔"

"جو کچھ بھی ہے مہاراج ہمیں اس پر بھروسہ تو کرنا ہی ہوگا۔"

کرپچن سنگھ آہستہ آہستہ اعتدال پر آتا چلا گیا، اس نے کہا۔

"کلیانی! صرف دو دن کا سمے دے دے، میں کل سے تیرے لئے کالی کے مندر کا بندوبست کرنا شروع کرتا ہوں، کہاں بنوائے گی کالی کا مندر؟"

"یہیں اسی جگہ جہاں میرا استھان ہے، یہ میرا بہت پرانا سپنا ہے، اگر تو نے اسے پورا کر دیا تو میں تیرے سارے سپنے پورے کر دوں گی۔"

"ٹھیک ہے، بس دو دن کا سمے، تیسرے دن تجھے سب کچھ مل جائے گا۔"

"اور تجھے ست رانی۔" کلیانی نے کہا، تب گووند داس اپنے ہاتھوں میں دبائے ہوئے تھی جو روئی تھی اور رومال میں بندھی ہوئی تھی۔

کرپچن سنگھ نے گووند داس سے کہا۔

"چلیں گووند داس؟"

"اوش مہاراج اوش۔" گووند داس بولا اور وہ دونوں وہاں سے واپس چل پڑے۔

ادھر کنگوتری کی آنکھوں میں آنسوؤں کی دھارا بہہ رہی تھی، وہ چونکہ یہاں سے زیادہ

قریب تھا اس لئے بجرنگی نے عقل سے کام لیا اور سنتوں کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے وہ اس منہ سے تھوڑی دور نکل آئے۔ یہ تو وہ دیکھ ہی چکے تھے کہ ست رانی اپنی جگہ سے غائب ہو چکی ہے۔ کنکوتری کے بارے میں بھی تھوڑا بہت اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ کالے علم کی ماہر عورت ہے۔ جس جگہ یہ لوگ کھڑے تھے وہاں سے گربچن اور گووند داس دور جاتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

گربچن کو دیکھ کر بجرنگی کے دل میں نفرت کا طوفان اُمڈ رہا تھا۔ اس شخص نے بڑی بے دردی سے اسے سمندر میں پھینک دیا تھا۔ اس شخص سے انتقام لینے کا تصور بجرنگی کے ذہن میں تھا۔ اس نے سرد لہجے میں کہا۔

"سردار کنکوتری! میں آپ کو اس کے بارے میں بتا چکا ہوں، یہ وہی گربچن ہے جس نے مجھے بے دردی سے سمندر میں پھینک دیا تھا، وہ تو جیون باقی تھا کہ میں ساحل پر جا لگا۔ میرے من میں بدلے کی آگ سُلگ رہی ہے اور پھر آپ نے یہ بھی سن لیا کہ وہ ست رانی کو حاصل کرنے کے لئے کالے جادو کا سہارا لے رہا ہے۔ اگر آپ آگیا دو تو اس کا کریا کرم میں راستے میں کر دوں۔"

کنکوتری نے آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

"تم سے بس ایک بات کہوں گا بجرنگی۔ ہمیں گربچن سنگھ کا ٹھکانہ معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ ست رانی کو حاصل کرنے کے لئے اس عورت کے پاس آتا ہے اور اسے بھاری رقمیں دے رہا ہے، وہ ہماری نگاہوں سے دور نہیں ہے تم بدلے کی بھاؤنا پوری کر سکتے ہو، پر اگر تھوڑا صبر کرو تو کوئی حرج نہیں ہے میں اس وقت بالکل نڈھال ہو رہا ہوں۔ میں نے برسوں کے بعد اپنی چندر رکھا کو دیکھا ہے، تم یقین نہیں کر سکتے کہ میرے دل میں کیا کیا اُبھر رہا ہے۔ آہ کیسی عجیب بات ہے، میری چندر رکھا دوبارہ جی اُٹھی ہے۔ اس نے اپنی بیٹی کے روپ میں جنم لے لیا ہے، میرے من میں کیا کیا ہے بجرنگی۔ بھگوان کے لئے اس سے میری مدد کرو، میں تمہارا یہ احسان جیون بھر نہیں بھولوں گا، میں کہیں بیٹھنا چاہتا ہوں۔"

بجرنگی کو کنکوتری کی کیفیت کا پورا احساس ہو گیا تھا، اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

"آیئے مہاراج اِدھر بیٹھتے ہیں۔"

اس کا اشارہ وہاں سے کافی فاصلے پر ایک ایسی جگہ پر تھا جہاں کسی قدیم مندر کے کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے۔ یہ تینوں اس طرف چل پڑے اور کھنڈر کے ایک گوشے میں ٹوٹی ہوئی اینٹوں کے ایک ڈھیر پر جا بیٹھے۔

کنکوتری نے کہا۔

"ہے بھگوان! میں تو سپنے میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا کہ کبھی اس طرح میری چندر رکھا کے درشن ہو سکتے ہیں، ست رانی ہے اس کا نام، پر میں تو اسے چندر رکھا ہی کہہ کر پکاروں گا۔ ایک بات بجرنگی تمہارے خیال میں یہ عورت کون ہو سکتی ہے۔ کیا اس نے ست رانی کی جو جھلک دکھائی وہ اپنے گیان سے دکھائی ہے یا پھر سچ ست رانی کے بارے میں اسی طرح جانتی ہے۔"

بجرنگی کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔ "نہیں مہاراج! ست رانی کہیں نہ کہیں آس پاس موجود ہے۔"

"ہم اسے تلاش کریں یا چلیں اس عورت کے پاس۔"

"ویسے تو مہاراج کی سمجھ ہم سب سے زیادہ ہے، پر میرا خیال ہے اس کے لئے اگر دن کا انتظار کر لیا جائے تو اچھا ہے۔"

"کیسے چکر میں پڑ گئے ہم لوگ، ایک طرف تمہیں تمہاری رادھیکا مل گئی ہے تو دوسری طرف مجھے میری ست رانی۔ کیسا اچھا لگے گا مجھے اس کے پاس جا کر اور وہ پہچانے گی بھی نہیں مجھے، کیا سوچے گی، کیا نہیں، تم کیا کہتے ہو بجرنگی؟"

"صرف ایک بات کنکوتری مہاراج، بجرنگی اس سے جو کچھ بھی کہے گا وہ آنکھیں بند کر کے مان لے گی۔ آپ اس بات پر وشواس کریں جتنا مجھے رادھیکا کے مل جانے سے خوشی ہے اتنی ہی ست رانی کے یہاں موجود ہونے سے۔ یوں لگتا ہے جیسے بھگوان نے ہمارے سارے کشٹ دور کئے ہیں۔ ایک طرف رادھیکا کا سر میرے سینے سے لگا ہوگا تو دوسری طرف ست رانی آپ سے لگی ہوگی۔ ہم دونوں کو بھگوان نے خوشیوں سے بھر دیا ہے۔" بجرنگی کی آواز لرز رہی تھی کنکوتری بھی اس کے جذبات کو محسوس کر رہا تھا۔

☆......☆......☆

کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی تھی۔ رات آہستہ آہستہ آگے کا سفر کر رہی تھی۔ ایک طرف گنگوتری جذبات میں ڈوبا ہوا تھا تو دوسری طرف بجرنگی بھی ایسی ہی کیفیات کا شکار تھا بلکہ اسے دوہری خوشی تھی۔ رادھیکا کی تلاش میں اس نے ایک عمر بتا دی تھی، شیش ناگ تو نہیں جاگے تھے لیکن رادھیکا مل گئی تھی۔

وہ بے حد خوش تھا کہ آخرکار اس کی بہن اس کے پاس آنے والی ہے۔ رادھیکا اگر خود یہ بات کہہ دے کہ اس کا کھویا ہوا بھائی مل گیا ہے تو پھر مندر والے بھی اسے نہیں روک سکتے۔ ابھی وہ انہی سوچوں میں گم تھے کہ اچانک انہوں نے دور سے ایک سائے کو آتے ہوئے دیکھا۔ یہ سایہ مشرق کی جانب سے نمودار ہوا تھا اور ستاروں کی مدھم روشنی میں انہیں اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ یہ کوئی نسوانی وجود ہے۔ کیا ست رانی ہے... بجرنگی اور گنگوتری کے دل میں یہی ایک خیال ابھرا اور کچھ ہی لمحوں کے بعد بجرنگی نے اس خیال کی تصدیق بھی کر دی۔

"ست رانی آ رہی ہے مہاراج وہ ست رانی ہی ہے، میں اس کے چلنے کے انداز کو پہچانتا ہوں۔"

گنگوتری کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔ "کیا کریں اب ہم کیا کریں، کیا ہم اسے روک سکتے ہیں۔"

"نہیں مہاراج! اگر آپ آگیا دیں تو میں کچھ بولوں۔" گنگا دھرن اپنی سوچ کے مطابق بولا۔

"ہاں کہو۔"

"میرا خیال ہے ہم خاموشی سے اس کا پیچھا کرتے ہیں۔ دیکھیں تو سہی کہاں جاتی ہے۔"

"مگر کیوں؟" گنگوتری نے سوال کیا۔

"اس طرح اچانک ہم اس سے ملیں گے مہاراج تو اس پر نجانے کیا اثر ہو۔ تھوڑا سا انتظار اور کر لیجئے۔"

"گنگا دھرن ٹھیک کہہ رہا ہے مہاراج! ہم خاموشی سے اس کا پیچھا کرتے ہیں۔" بجرنگی نے

گنگا دھرن کی بات کی تائید کی۔

ست رانی ان سے کافی فاصلے سے گزرتی گئی، کیونکہ کھنڈر اس راستے سے ہٹ کر تھا جو کنارے سے بنے ہوئے مندروں کی طرف جاتا تھا، جب وہ آگے نکل گئی تو وہ لوگ احتیاط سے اس کا پیچھا کرنے لگے اور پھر انہوں نے اسے سرنواس مندر میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔

مندر میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پجاری آرام کرنے لیٹ گئے تھے۔ ست رانی جب داخل ہو گئی تو گنگوتری، گنگا دھرن اور بجرنگی مندر سے کچھ فاصلے پر ہی رک گئے۔

"ایک بات کہوں بجرنگی؟" گنگوتری بولا۔

"جی مہاراج کہیے۔"

"میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا، ہو سکتا ہے رات کے کسی سمے وہ یہاں سے نکل کر اور چلی جائے، اب میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔"

بجرنگی نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلائی اور بولا۔ "کھونا تو میں بھی نہیں چاہتا مہاراج، آپ کی مرضی۔"

"نہیں تم دونوں جاؤ آرام کرو۔ میں صبح کو تمہارا انتظار کروں گا۔"

"کیسی باتیں کرتے ہیں مہاراج میں نے اسے اس سمے سے پالا ہے جب اس کی عمر چند ... سے زیادہ نہیں تھی۔ اگر میں اپنی بہن کو اپنی اولاد کی طرح چاہتا ہوں تو ست رانی بھی اس ... ہے۔ میں بھی آپ کے ساتھ یہیں رہوں گا۔"

پھر ان لوگوں نے مندر سے کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈال دیا۔ یہاں تو جگہ جگہ یاتری ایسے ہی ... پڑے ہوئے تھے۔ کچھ نے خیمے لگائے ہوئے تھے۔ کچھ کھلے آسمان کے نیچے پڑے ... انہوں نے بھی سرنواس مندر سے تھوڑے فاصلے پر ایک درخت کے نیچے پڑاؤ ڈال لیا تھا اور ... کسی کی آنکھوں میں آ گئی۔ صبح سورج نکلنے سے پہلے جب پجاریوں نے پوجا شروع ... یاتری بھی اٹھ کر مندر میں پوجا کے لئے جانے لگے تو گنگوتری نے کہا۔ "میں بھی پوجا ... جاؤں۔ ذرا معلوم تو کریں ہم کہ ست رانی یہاں کہاں رہتی ہے۔"

"آپ اور گنگا دھرن چلے جائیے مہاراج، وہ میری بو سونگھ کر مجھے تلاش کر لیتی ہے، بس ... چل جائے کہ وہ اس مندر میں رہتی ہے یا نہیں۔"

گنگا دھرن اور گنگوتری نے آخرکار یہ پتہ لگا لیا کہ ست رانی اسی مندر کی داسی ہے اور یہیں مہاراج کے چرنوں میں رہتی ہے۔ اس طرح انہیں اطمینان ہو گیا تھا۔

☆ … ☆ … ☆

ست رانی کو اس طرح کے کھیلوں میں مزہ آتا تھا۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ کسی بھی شخص سے اس کے دل میں خوف کا کوئی تاثر نہیں پیدا ہوتا تھا۔ گر بچن اس کی تلاش میں تھا اور کلیانی گر بچن کو اس کے حوالے سے بیوقوف بنا رہی تھی۔ ست رانی سب کچھ سمجھ رہی تھی لیکن اسے بس اس بات کا لطف آ رہا تھا کہ گر بچن بیوقوف بن رہا ہے وہ کیا چاہتا ہے اور اسے کیا کرنا چاہئے اس بارے میں اس نے نہیں سوچا تھا۔ اس وقت بھی کلیانی کے منصوبے کے مطابق، چاند تلے وہ گر بچن کے سامنے آئی تھی اور پھر وہاں سے اس خالی مٹھ میں چلی گئی تھی جس کا انتخاب کلیانی نے پہلے ہی کر لیا تھا۔

پھونس کی دیوار کے پیچھے گر بچن یا گووند اس کو یہ پتہ نہیں چل سکا تھا کہ ست رانی وہاں سے اٹھ کر لباس لے گئی ہے اور یہ گویا کلیانی کے جادو کی تصدیق تھی۔ جب تمام امور سے فارغ ہونے کے بعد گر بچن اور گووند اس کلیانی کو تیسرے دن بڑی رقم دینے کا وعدہ کر کے چلے گئے اور کلیانی نے دیکھ لیا کہ وہ دور نکل گئے ہیں تو اس نے ست رانی کو آواز دے دی۔

"آ جاؤ رانی وہ لوگ چلے گئے۔"

ست رانی فوراً مٹھ سے باہر نکل آئی تھی۔ کلیانی نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی مشکل تو نہیں پیش آئی تمہیں؟"

"لو.... سارے کام تو تم خود کر رہی ہو کلیانی۔ مجھے بھلا کیا مشکل پیش آئی؟"

"میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو کچھ میں کر رہی ہوں تم اس سے متفق ہو یا نہیں"

"جب میں نے تمہارے ساتھ دوستی کر لی ہے تو متفق ہونے یا نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے"

"آخر یہ گر بچن چاہتا کیا ہے۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔"

"کلیانی، مجھے یقین ہے کہ جب میں اس کے قریب جاؤں گی تو وہ مجھے لے جانے کی کوشش کرے گا۔"

"کیا تم یہ بھی کہہ چکی ہو کہ وہ تمہیں ایک لڑکی کی حیثیت سے پسند کرتا ہے اور نہ ہی ایسی بات تمہارے سامنے ہے جس کی وجہ سے گر بچن تمہیں لے جانا چاہتا ہے۔"

"بتا تو چکی ہوں، تمہیں کہ وہ اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینے کے لئے در بدر پھر رہا"

"ارے ہاں، تم نے بتایا تھا، خیر چھوڑو اب یہ بتاؤ کرنا کیا ہے، کیا تم اس سے ڈر رہی ہو"

ست رانی کسی سوچ میں ڈوب گئی، پھر اس نے کہا۔ "ایک بار اس سنسار سے پیچھا

ہے بے ہوش کر کے کہیں پہنچا دیا تھا۔ ستیہ جیت نے مجھے وہاں سے رہائی دلائی تھی۔ میں یہ سوچتی ہوں کہ وہ کیا کوئی طریقہ استعمال کریں۔ ویسے من تو میرا بھی چاہتا ہے کہ اس سے معلوم کروں کہ آخر وہ چاہتا کیا ہے؟"

"اس کی بات چھوڑو۔ تم کیا چاہتی ہو، مجھے یہ بتاؤ؟"

"میں کچھ نہیں۔ تم مجھے اس کے حوالے کر دینا، میں خود دیکھ لوں گی۔" ست رانی سوچ کر بولی۔

"اور اگر اس نے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو؟"

"اس کی ذمہ داری میں خود لیتی ہوں وہ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

"نہیں ست رانی، یہ غلط ہوگا۔ بھلا میں تمہیں اس کے حوالے کیوں کروں، کوئی اچھی نیت تو نہیں ہوگی اس کی۔"

"کہہ تو تم سے اور جو کچھ میں کہتی ہوں بس اس میں کم ہمت کیا کرو۔ یہی چیز مجھے ناپسند ہے۔" ست رانی نے خشک لہجے میں کہا۔ یہ اس کا مخصوص انداز تھا۔ "مہاراج پربھو دیال نے ابھی تک مجھ سے ایسا کوئی سوال نہیں کیا کہ میں اپنی مرضی سے کہاں چلی جاتی ہوں۔ بہت بڑے انسان ہیں وہ، اتنا ہی بڑا ان کا دل بھی ہے۔ مجھ پر مکمل اعتبار کرتے ہیں۔ اس لئے میں بہت زیادہ دیر [یہاں] نہیں رک سکوں گی، چلتی ہوں۔" ست رانی نے کہا اور کلیانی کے جواب کا انتظار کئے بغیر وہاں سے آگے بڑھ گئی۔

کلیانی نے جلدی سے دو قدم اس کا پیچھا کیا اور کہنے لگی۔ "تو پھر میں نے اسے جب بلایا ہے ابھی تمہیں آنا ہے اور یہ مجھے بتانا ہے کہ تم نے ان سے بچاؤ کا کیا طریقہ سوچا؟"

"میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں خود اپنے آپ کو بچا لوں گی تمہیں کچھ نہیں کرنا پڑے گا۔ بس تم مجھے اس کے حوالے کر دینا کیا سمجھیں؟"

"ہوں۔" کلیانی نے پر خیال انداز میں گردن ہلا کر کہا۔

"چلتی ہوں۔" ست رانی بولی اور وہاں سے واپسی کے لئے چل پڑی، یہی وہ وقت تھا جب بجرنگی، کشور تری اور ننگا بھرن نے اس کا پیچھا کیا تھا۔

☆.... ☆.... ☆

کشور تری نے گہری نگاہوں سے بجرنگی کو دیکھا اور بولا۔ "مجھے آخری بار بتاؤ بجرنگی تم گر بچن سنگھ کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہو؟"

"مہاراج! آپ کو پوری کہانی سنا چکا ہوں، بدلے کی بھاؤنا میرے من میں ہے۔ اس

نے مجھ سے میرا جیون چھین لیا تھا، رادھیکا کس طرح اس مندر تک پہنچی میں نہیں جانتا، پر مہاراج میرے من میں اس کے لئے اتنا غصہ ہے کہ میں اس کا جیون چھین لینا چاہتا ہوں۔"

"سوچ لو ایسا کرنا ٹھیک بھی رہے گا یا نہیں۔"

"مہاراج! یہ کمینہ اگر جیتا رہا تو ہمیں بھی چین سے نہیں رہنے دے گا۔ وہ رادھیکا کو ہی نہیں ست رانی کو بھی اپنے چنگل میں لینا چاہتا ہے۔ آپ بتایئے کیا اس کا جیون ہمارے لئے ٹھیک رہے گا۔"

گنگوتری نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر بولا۔ "خیر تمہارا اس کا بہت پرانا ادھار چل رہا ہے۔ میں تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق ہی کام کرنے دوں گا۔ پھر یوں کرتے ہیں کہ کر بچن جوانی سے دیکھیں گے جب وہ ست رانی کو حاصل کرنے کے لیے اس بوڑھی عورت کے پاس جائے گا۔"

"ٹھیک ہے مہاراج لیکن ہمیں ست رانی پر بھی نگاہ رکھنا ہوگی۔"

"وہ تمہارا نہیں میرا کام ہے۔" گنگوتری نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور پھر گنگا دھرن کی طرف دیکھ کر بولا۔

"انتظار میں بہت مزہ ہے گنگا، میری چندر مکھ مجھے واپس مل رہی ہے۔ انتظار کر لیں گے اور جس کی نیڑھی نگاہ چندر مکھ کے لئے ہو، اس کے ساتھ بھلا رعایت اور ہمدردی کیسے کی جا سکتی ہے؟"

گنگا دھرن نے گردن ہلا دی تھی۔

☆.....☆.....☆

اس دوران کر بچن کچھ انتظامات کرتا رہا تھا۔ اپنے آدمیوں سے اس نے کافی رقم منگوائی تھی۔ تیسرے ہی دن صبح دس بجے کے قریب کچھ لوگ اس کے پاس پہنچے تھے۔

چونکہ یہ لوگ مسلسل کر بچن سنگھ کی نگرانی کر رہے تھے، اس لئے انہوں نے بھی آنے والوں کو دیکھ لیا تھا، البتہ یہ اندازہ نہیں ہو سکا تھا کہ وہ کون تھے اور کیوں آئے تھے۔

پھر آخر کار کر بچن تیار ہو کر چل پڑا۔ آج اسے کلیانی سے مل کر ست رانی کے بارے میں فیصلہ کن بات کرنی تھی۔ ست رانی کا حصول بھی اس کی زندگی کا بہت بڑا مرحلہ تھا اور وہ یہ سوچتا تھا کہ بجرنگی کی موت کے بعد اگر ست رانی اس کے ہاتھ آ جائے تو وہ اسے بھی موت کے گھاٹ اتار کر اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لے گا۔ ممکن ہے اسے سکون مل جائے اور اب ست رانی کا حصول اس کے لئے ممکن ہو گیا تھا۔ دولت کی اول تو کوئی کمی نہیں تھی۔ ست رانی کی ہر قیمت وہ ادا کر سکتا تھا۔ چنانچہ تمام تر تیاریاں کرنے کے بعد وہ مقررہ وقت پر کلیانی کے مٹھ کی جانب چل پڑا تھا۔

...بھی اس کے ساتھ تھا۔ اسے اس بات کا علم نہیں تھا کہ کچھ ایسے لوگ اس کا تعاقب ...ہے ہیں جن کے ہاتھوں اس کی زندگی کی شام ہونے کو ہے۔

آخر کار یہ سفر ختم ہوا۔ کر بچن رقم کا تھیلا لیئے ہوئے تھا اور خاصا تجسس محسوس ہو رہا تھا۔ ...رانی کے بارے میں اسے علم تھا کہ وہ ایک زہریلی لڑکی ہے، اپنی دانست میں اس نے ...انی کو کلیانی سے خرید لیا تھا اور اب وہ کچھ دیر بعد اس کا مالک بننے والا تھا۔

کچھ ہی دیر کے بعد وہ کلیانی کے مٹھ کے سامنے پہنچ گیا اور اس نے آواز دی۔ "کلیانی میں ...ہوں، باہر نکلو اور مجھ سے بات کرو۔"

کچھ ہی لمحوں کے بعد کلیانی باہر نکل آئی۔ ست رانی سے اسے کوئی خطرہ تو نہیں ہے، ورنہ ...بندوبست بھی کیا جائے، تب ست رانی نے جواب دیا تھا کہ میں صرف ایک بار جو کچھ کہتا ہو ...ہوں، بار بار یہ سوال کر کے میرا دماغ مت خراب کرو۔

کلیانی کو اس بگڑے دماغ کی لڑکی کا اچھی طرح احساس تھا، البتہ وہ اس بات کی خواہش ...کہ کالی کا مندر بنا کر ست رانی کو مہا کالی کا روپ ثابت کر سکے اور اس کے بعد وہ جانتی تھی کہ ...ہندوستان اس کے دروازے پر ہوگا اور وہ دولت کے انبار جمع کر لے گی۔ بہر حال ست رانی ...اسے اطمینان دلایا تھا کہ وہ چنتا نہ کرے۔ اپنا کھیل وہ خود کھیلے گی، تب، کچھ ہی لمحوں کے بعد وہ ...گئے اور کلیانی ان کے آواز دینے پر باہر نکل آئی۔

"میں آ گیا ہوں کلیانی دیوی اور اتنی دولت لایا ہوں کہ تو اپنا مندر بنانا شروع کر دے، یہ ...جو کچھ تجھے دے چکا ہوں، بھگوان کی سوگند وہ بھی میرے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ...جو کچھ لایا ہوں وہ تیری تمام خواہشوں کی تکمیل کر دے گا۔ بتا ست رانی کہاں ہے، تو نے ...مجھے اس کی ایک جھلک دکھائی مگر وہ صرف تیرا گیان ہو سکتا تھا۔ آج مجھے ست رانی ...، کیا تو اسے میرے حوالے کر سکتی ہے؟"

کلیانی نے ست رانی سے طے شدہ منصوبے کے مطابق تھوڑی سی اداکاری کی۔ دونوں ...فضا میں بلند کئے اور منہ میں کچھ بدبدا کر انہیں نیچے جھٹکا یا تو ایک ہلکی سی آواز ہوئی۔ ساتھ ہی ...کا ایک بادل اُمڈا اور اس کے بعد ست رانی مٹھ کے دروازے سے نکل کر اس جگہ آ کھڑی ...یہاں دھوئیں کا بادل آہستہ آہستہ نیچے بیٹھتا جا رہا تھا۔

کر بچن اور گووندا اس کے ساتھ ہی تھوڑے فاصلے پر ایک مٹھ کے پیچھے چھپے ہوئے ...اور گنگوتری نے بھی ست رانی کو دیکھا۔ کر بچن کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

"اب بول ست رانی، کہاں جائے گی تو اب؟ میرے بھائی کو موت کے گھاٹ اتار کے بعد کیا تو میرے ہاتھ سے بچ سکتی تھی؟"

"گرچن مہاراج! مجھے بتائیں میں کیا کروں؟"

"گووندداس" گرچن نے گووندداس کی طرف دیکھا اور گووندداس نے بھرا ہوا پستول گرچن کے حوالے کر دیا۔

"مجھے صرف اپنے بھائی کی موت کا بدلہ لینا تھا، ست رانی اور آج بھگوان نے میری منوکامنا پوری کر دی ہے، میں بے چین ہو چکا ہوں اور اب چین حاصل کرنا چاہتا ہوں، میں نے تیری قیمت ادا کر دی ہے، میں، میں... "

گرچن نے پستول سیدھا کیا اور ست رانی کے سینے کا نشانہ لے لیا۔ ست رانی تو شاید صورتحال سے واقف نہیں تھی، مگر کلیانی کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ گرچن پستول کا ٹریگر دبانا چاہتا تھا کہ گنگا دھرن نے صورتحال کو بھانپ کر اپنا سانپ گرچن پر اچھال دیا۔

سانپ نے پستول والے ہاتھ پر منہ مارا اور گرچن سنگھ کی کلائی پر کاٹ لیا۔ شدید زہریلا سانپ تھا۔ گرچن سنگھ کا نشانہ غلط ہو گیا اور گولی کلیانی کی پیشانی میں لگی، جس کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکلی تھی۔ دوسری چیخ گرچن کے منہ سے نکلی تھی چونکہ سانپ کے زہر نے اس کے پورے شریر کو انگارہ بنا دیا تھا۔ گووندداس نے بھاگنے کی کوشش کی لیکن دوسرا سانپ اس کے اوپر پڑا اور اس نے گووندداس کی گردن میں کاٹ لیا۔ گرچن سنگھ کی کلائی پر گرنے والے سانپ نے دوبارہ گرچن سنگھ پر حملہ کیا اور اس بار اس کی ران میں کاٹ لیا۔ گرچن سنگھ ہائے رام ہائے رام چیختا نیچے زمین پر بیٹھ گیا تھا۔

ادھر ست رانی ونگ تھی اس کی ساری صلاحیتیں اس وقت بے اثر ہو گئی تھیں اور وہ حیرت سے منہ کھولے گرچن اور گووندداس کو دیکھ رہی تھی جبکہ اس کی نگاہ ابھی گنگوتری، گنگا دھرن یا بجرنگی پر نہیں پڑی تھی۔ کلیانی تو ایک لمحے کے اندر ہی اندر ٹھنڈی ہو گئی۔ گرچن پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس طرف دیکھنے لگا۔ جدھر سے سانپ اس پر پھینکے گئے تھے۔

تبھی بجرنگی آگے آیا اور اس نے کہا۔ "میں جیتا ہوں گرچن! تو نے اپنی دانست میں مجھے سمندر میں پھینک کر ختم کر دیا تھا۔ پر دیکھ لے میں جیتا ہوں اور تیرا کیا انجام ہو رہا ہے۔ ست رانی کو مارنے آیا تھا تو..."

بجرنگی آگے بڑھا تب ہی گرچن کے منہ سے کالا کالا خون بہہ نکلا۔ اس نے ہچکی لی

کی لیکن خون کی نہر اس کے منہ سے پھوٹی اور دوسرے لمحے اس کی گردن ٹیڑھی ہو گئی۔

ادھر ست رانی نے بجرنگی کی آواز پہچان لی تھی۔ اس کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور وہ بابا کہتی ہوئی آگے بڑھ کر اس سے لپٹ گئی۔

گنگوتری اپنی چندر مکھ کو دیکھ رہا تھا اور کسی پتھر کی طرح ساکت ہو گیا تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ ست رانی کس طرح بجرنگی کو چاہتی ہے اور یہ بھی سوچ رہا تھا وہ کہ اس نے بجرنگی کے ساتھ سلوک کر کے خود اپنے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا ہے، ست رانی کبھی روتی نہیں تھی لیکن اس وقت اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی لڑی تھی اور وہ بجرنگی کے سینے سے بڑے پیار سے لپٹی ہوئی تھی۔

اس کے منہ سے نکل رہا تھا۔

"تم مل گئے بجرنگی بابا... تم مل گئے۔ مجھے سنسار میں تمہارے سوا اور کچھ نہیں چاہیے، تم سب کچھ ہو بجرنگی بابا، اس طرح گم نہ ہو جایا کرو۔ اس طرح کھو نہ جایا کرو۔"

بجرنگی بھی رو رہا تھا اور ست رانی کو بچی کی طرح لپٹائے ہوئے تھے۔ ادھر کلیانی کا کلیان ہو گیا گرچن سنگھ اور گووندداس بھی ختم ہو گئے تھے۔

بجرنگی نے ست رانی سے کہا۔ "ست رانی! یہ جگہ ساری باتیں بتانے کے لیے اچھی نہیں آؤ چلیں میرے ساتھ چلو۔"

"یہ یہ... اسے کیا ہو گیا؟" ست رانی نے کلیانی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"یہ بھی اپنا کھیل ختم کر چکی ہے، جیون کا کھیل ایسے ہی ختم ہو جاتا ہے ست رانی آؤ۔"

"یہ دونوں کون ہیں؟"

"آؤ میں تمہیں ان کے بارے میں بتاتا ہوں۔"

ست رانی، بجرنگی کے مل جانے سے خوشی سے پاگل ہو رہی تھی، بجرنگی اسے وہاں سے لے چلا تو اس نے اپنا سارا بوجھ بجرنگی پر ہی ڈال دیا تھا اور گنگوتری حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ گنگا دھرن نے اپنے دونوں سانپ اپنے قبضے میں کر لئے تھے۔ درحقیقت یہ سانپ اس کے کارآمد ہتھیار تھے اور وہ اپنے سارے کام ان کے ذریعے کر لیا کرتا تھا۔ رات کی تاریکی میں اس نے سانپوں سے جو کام لیا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔

طویل فاصلہ طے کر کے یہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے جہاں انہوں نے اپنا پڑاؤ ڈالا ہوا تھا۔ ست رانی خوشی سے سرشار تھی، چنانچہ سرتواس اور پر بھو دیال کو بھی بھول گئی تھی۔ ادھر گنگوتری اور گنگا دھرن بھی خوش تھے، گنگوتری جس کام کے لئے نکلا تھا آخرکار اس کی تکمیل ہو گئی تھی۔ حالانکہ

اچھی خاصی رات ہو چکی تھی اور یاتری آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے تھے، ہر طرف ہُو کا عالم طاری تھا لیکن یہ لوگ جو یہاں موجود تھے ان کے دل خوشی سے سرشار تھے۔

بجرنگی نے کہا۔ ''تو یہاں کب اور کیسے پہنچ گئی ست رانی؟''

ست رانی بجرنگی کو اپنے اوپر بیتنے والی داستان سنانے لگی اور بجرنگی حیران رہ گیا۔ پھر بجرنگی نے اسے بتایا کہ کس طرح رادھیکا کے سلسلے میں دھوکا دے کر اسے بلایا گیا تھا اور اس کے بعد کرچن نے اسے اپنی دانست میں سمندر میں پھینک کر ختم کر دیا تھا، بجرنگی نے آگے بتایا۔

''ہاں، بھگوان میری مدد کر رہا تھا۔ میں سمندر میں بہتا ہوا کسی ساحل پر جا لگا۔ وہاں گنگا دھرن نے مجھے دیکھا اور اپنے قبیلے میں لے گیا۔ ست رانی اس قبیلے کا نام گوتم سری ہے اور وہ دور دراز علاقے میں آباد ہے۔ وہاں ست رانی میں نے تمہیں دیکھا تم وہاں موجود تھیں۔''

''مجھے!'' ست رانی حیرت اور دلچسپی سے بولی۔

''بھگوان کی سوگند وہ تم ہی تھیں۔ میں اس قبیلے میں بڑی عزت و آبرو کے ساتھ رہ رہا تھا۔ قبیلے کے سردار کنگوتری کو ایک بار میں نے غاروں کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ ایک پہاڑی غار میں ایک سنگی مجسمہ نصب تھا اور جب میں نے اس سنگی مجسمے کو دیکھا تو دنگ رہ گیا کیونکہ ست رانی وہ تمہارا مجسمہ تھا۔ پھر میں نے سردار کنگوتری سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ یہ ان کی بیٹی چندر رکھا کا بت ہے جو انہوں نے بڑے پیار سے بنوایا ہے کیونکہ چندر رکھا ان سے بچھڑ گئی تھی۔ چندر رکھا کو ایک آدمی دیوا ما چھو نے اغوا کیا تھا کیونکہ وہ اسے چاہتا تھا۔''

بجرنگی نے پھر چندر رکھا اور دیوا ما چھو کی کہانی سنائی اور بولا۔ ''اور چندر رکھا اس وقت ماں بننے والی تھی۔ دیوا ما چھو اسے لے کر قبیلے سے بہت دُور ایک ٹوٹے مندر میں پہنچا اور یہاں اس مندر میں اسے چھوڑ کر کسی کام سے باہر گیا۔ پر وہاں وہ ایسے زہریلے پھلوں کا شکار ہو گیا جو دیکھنے میں تو اچھے لگتے ہیں پر ان کا زہر انسان کو چند لمحے بھی جینے نہیں دیتا۔ ادھر ٹوٹے مندر میں سانپوں کا بسیرا تھا۔ وہیں چندر رکھا نے ایک بیٹی کو جنم دیا۔ وہ بیٹی کو جنم دیتے ہوئے جیون ہار بیٹھی۔ وہاں ایک درد کا مارا موجود تھا جو اپنی بہن کو حاصل کرنے کے لیے شیش ناگ کی تپسیا کر رہا تھا کہ ناگ دیوتا جاگ جائیں تو وہ اپنے دشمنوں سے بدلے لے سکے، پر ناگ دیوتا نے ایک سندر سی بچی جو چندر رکھا کی اولاد تھی، اس کی گود میں ڈال دی اور اس نے اس کی پرورش شروع کر دی۔ اس نے اس کا نام ست رانی رکھا۔ سن رہی ہو ست رانی وہ بچی تم ہو اور تم جانتی ہو کہ تمہارا بابا بجرنگی کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ چندر رکھا تمہاری ماں تھی جوان کھنڈرات میں مر گئی۔ تمہارا پتا پہلے ہی مر چکا تھا۔ دیوا ما چھو بھی مر گیا

اور میں نے تمہیں پروان چڑھایا۔ تم پنکھ پکھیروؤں کے ساتھ پلی بڑھیں۔ پھر جب میں نے سردار کنگوتری کو بتایا کہ یہ ان کی بیٹی چندر رکھا کا نہیں بلکہ ست رانی کا بت ہے تو کنگوتری جو تمہارے نانا ہیں، تمہیں پانے کی آرزو میں دیوانے ہو گئے اور تمہاری تلاش میں نکل پڑے۔''

اچانک ہی ست رانی کی گردن گھومی۔ اس نے پہلے گنگا دھرن پھر سردار کنگوتری کو دیکھا۔ کنگوتری اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ اچانک ہی اسے یوں لگا جیسے ست رانی اس کے دماغ میں داخل ہو گئی۔ کنگوتری کوشش کے باوجود ست رانی کی آنکھوں سے آنکھیں نہیں ہٹا سکا تھا۔ تبھی ست رانی اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس نے دونوں ہاتھ پھیلائے اور نانا جی کہہ کر کنگوتری سے لپٹ گئی۔

کنگوتری زارو قطار رونے لگا۔ بجرنگی بھی رو رہا تھا، گنگا دھرن بھی متاثر تھا۔

پھر کنگوتری نے کہا۔ ''میری چندر رکھا نے مجھے پہچان لیا۔ بجرنگی تمہارا یہ احسان میرے سارے جیون پر بھاری رہے گا۔ تم نے ایک بار پھر میری چندر رکھا مجھ سے ملا دی ہے۔ بھگوان نے تمہیں تمہاری رادھیکا دے دی اور مجھے میری چندر رکھا۔''

ست رانی ایک دم حیران ہو گئی۔ اس نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا پھر بجرنگی سے مخاطب ہو کر بولی۔ ''کیا کہا نانا جی نے، رادھیکا، رادھیکا موہن؟''

''ہاں..... میں ابھی اس سے ملا نہیں ہوں۔ پر رادھیکا کہیں متھرا میں موجود ہے اور رام جگی مندر کی دیوداسی ہے۔''

''یہ تو بڑی خوشی کی خبر ہے، بہت ہی خوشی کی۔ ہم ابھی چلتے ہیں، میں مہاراج پر بھوریال سے ملتی ہوں۔ ہم ان کے ساتھ جا کر رادھیکا موہن کو لے آتے ہیں۔''

''کل دن کی روشنی میں ہم یہ کام کریں گے ابھی نہیں۔'' بجرنگی نے کہا۔

بہرطور ست رانی یہ معلوم ہونے کے بعد کہ کنگوتری اس کا نانا ہے، کنگوتری کے سینے سے لپٹی رہی تھی۔ پھر اس نے بجرنگی کو دیکھا اور اپنا دوسرا ہاتھ بجرنگی کی گردن میں ڈال دیا۔

☆.....☆.....☆

بجرنگی اعلیٰ ظرف انسان تھا۔ آدھی عمر بہن کی تلاش میں طرح طرح کے جتن کر کے گزری تھی۔ رادھیکا اس کے سامنے آ چکی تھی لیکن وہ صبر سے کام لے رہا تھا۔ ست رانی اس کے دل کی کیفیت سے واقف تھی۔

دوسری صبح وہ اس وقت اٹھ کھڑی ہوئی جب پوجا اور اشنان کا وقت ہوا تھا۔ اس نے کنگوتری اور گنگا دھرن کو بھی جگا دیا تھا۔

"کوئی خاص وجہ ہے تمہارے جاگنے کی؟" گنگوتری نے پوچھا۔

"ہاں نانا جی۔ سورج نکلنے تک سب جاگتے ہیں۔ پھر سو جاتے ہیں۔ ہم رادھیکا دیوی سے سورج نکلنے سے پہلے ہی ملیں گے۔ پھر چونکہ میں پربھودیال جی کی آگیا کے بنا مندر سے غائب رہی ہوں، وہ میرے لئے پریشان بیٹھے ہوں گے۔"

ست رانی ان لوگوں کو پربھودیال کے بارے میں سب کچھ بتا چکی تھی۔ اس نے بجرنگی کو اس سے ملاتے ہوئے کہا۔

"یہ میرے بجرنگی بابا ہیں اور یہ میرے نانا جی۔ یہ مجھے مل گئے ہیں۔ میں نے آپ سے بھی کہا تھا کہ اگر مجھے میرے بجرنگی بابا مل گئے تو میں مندر سے چلی جاؤں گی۔"

فراخ دل پربھودیال نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "بھگوان نے مجھے بہت بڑی عزت دی ہے، بجرنگی مہاراج کہ میں آپ کی ست رانی کی کچھ سیوا کر سکا اور اب یہ آپ کے حوالے ہے۔"

ست رانی نے پربھودیال سے کہا۔ "اور میں نے آپ کو یہ بھی بتا دیا تھا پربھودیال مہاراج کہ بجرنگی بابا کی بہن رادھیکا موسی بہت پہلے گم ہو گئی تھی۔ وہ رام کلی مندر میں موجود ہیں اور وہاں دیوداسی بنی ہوئی ہیں، بجرنگی بابا نے انہیں دیکھ لیا ہے، ان سے ملے نہیں ہیں لیکن اب ہم انہیں بھی اپنے ساتھ لے جائیں گے۔"

پربھودیال نے کسی قدر تشویش زدہ نگاہوں سے ست رانی کو دیکھا اور بولا۔ "کیا رادھیکا مہاراج کو پہچان لے گی؟"

"وہ میری بہن ہے مہاراج، بہن بھائی کو نہیں پہچانے گی تو میں سمجھوں گا کہ خون کا رشتہ کوئی رشتہ نہیں ہوگا، ساری من گھڑت کہانیاں ہیں۔"

"رام کلی مندر کے مہنت جے چرن بھگوت ہیں۔ آؤ میں تم کو ان کے پاس لے چلتا ہوں، پوجا ختم ہو چکی ہوگی پر وہ ابھی باہر ہی ہوں گے۔"

چنانچہ تمام لوگ رام کلی مندر پہنچ گئے۔ پوجا ختم ہو گئی تھی اور یاتری باہر نکل رہے تھے۔ پجاری مندر کے کاموں میں مصروف تھے۔

جے چرن بھگوت نے ان سب کا سواگت کیا تو پربھودیال نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ "مہاراج! آپ کے مندر میں رادھیکا نامی ایک دیوداسی ہیں۔"

"ہاں رادھیکا دیوی ہمارے مندر کی بہت بڑی شخصیت ہے۔"

"وہ بجرنگی مہاراج کی کھوئی ہوئی بہن ہیں، جسے یہ برسوں تلاش کرتے رہے ہیں اور اب انہوں نے اسے دیکھ لیا ہے، مہاراج یہ اسے لینے آئے ہیں۔"

"کیا رادھیکا بجرنگی مہاراج کو پہچان لے گی؟"

"یہی میں نے بھی کہا تھا، اگر وہ بجرنگی مہاراج کو پہچان لیتی ہے تو مہاراج پھر تو ہم اسے مہاراج کے حوالے کر دیں گے جیسے میں نے اپنی بہت ہی سندر بیٹی ست رانی کو بجرنگی کے حوالے کر دیا۔"

"میں رادھیکا کو بلاتا ہوں۔" جے چرن بھگوت نے کہا اور ایک پجاری کو اشارہ کر کے بلایا پھر رادھیکا کو بلانے کی ہدایت کر دی۔

بجرنگی کی نگاہیں دروازے پر لگی ہوئی تھیں اور اس کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی۔ وہ حد درجہ بے چین ہو رہا تھا۔

پھر رادھیکا دروازے سے نمودار ہوئی۔ وہ اس طرح بلاوے پر حیران سی تھی۔ جے چرن بھگوت، پربھودیال، گنگوتری اور گنگا دھرن ایک طرف کھڑے ہوئے تھے۔ بجرنگی دروازے کے سامنے پتھر کے بت کی طرح ایستادہ تھا۔

رادھیکا اندر آئی۔ اس نے حیران نگاہوں سے یہاں کے ماحول کو دیکھا، سرسری نگاہ تمام پر ڈالی۔ پھر اس نے بجرنگی کو دیکھا لیکن بجرنگی سے نظریں ہٹاتے ہی اس نے اچانک ایک لیا اور دوبارہ بجرنگی کو دیکھا، پھر اس کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر آگے بڑھی اس کے منہ سے ایک دلدوز آواز نکلی۔

"بھیا جی، بھیا جی۔" پھر وہ لہرائی اور زمین پر گرنے لگی، تبھی بجرنگی نے آگے بڑھ کر اسے ۔ رادھیکا بے ہوش ہو گئی تھی۔ بھیا جی کا لفظ اور پھر رادھیکا کی جذباتی کیفیت سب نے دیکھا اور محسوس کی تھی۔ رادھیکا جیسے ہی بے ہوش ہوئی بجرنگی نے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

"آؤ اسے لے کر اندر آ جاؤ، یہ بھائی کے مل جانے کا ذہنی جھٹکا برداشت نہیں کر سکی ہے۔ ہوش میں آ جائے گی۔" جے چرن بھگوت نے کہا۔

اور رادھیکا کو یہاں سے ایک دوسری جگہ لے جایا گیا جہاں اسے ایک سنگھاسن پر لٹا دیا گیا اور چرن بھگوت ایک پنکھے سے اسے ہوا دینے لگے۔

پھر بھگوت نے مدھم لہجے میں کہا۔ "بجرنگی مہاراج! آپ کو بہن مل جانے کی بدھائی ہو۔ ہمارے لئے بھی وہ ہماری بیٹیوں جیسا درجہ رکھتی ہے۔ ہم مندروں کے باسی ایک دوسرے کو بھگوان کی

دین سمجھتے ہیں لیکن بہرحال اس نے آپ کو پہچان لیا اور جس طرح وہ آپ سے جدا ہوئی ہے اس کے بعد ہم کسی بھی طرح اسے مندر میں رکھنے کے حقدار نہیں ہیں، وہ ہوش میں آ جائے تو آپ اسے لے جا سکتے ہیں۔"

بجرنگی سسک سسک کر رو رہا تھا اور ست رانی اس کے شانے سے رخسار ٹکائے کھڑی تھی۔ بہت دیر تک یہ جذباتی کیفیت چلتی رہی۔

رادھیکا تھوڑی دیر کے بعد پھر ہوش میں آئی اور اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے چاروں طرف دیکھا۔ بجرنگی کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ اٹھی اور اس سے لپٹ گئی۔

"تم میرے بھیا جی ہی ہو نا۔ میں سپنا تو نہیں دیکھ رہی ہوں، تم میرے بھیا جی ہی ہو، چاہے یہ سپنا ہو یا میں جاگ رہی ہوں، تم میرے بھیا ہی ہو۔" وہ جنونانہ انداز میں بولی اور ایک بار پھر بجرنگی سے لپٹ کر سسکیاں لینے لگی۔

بہرحال یہ بات بھی محسوس کر رہے تھے کہ یہ اٹوٹ رشتہ بہت ہی مضبوط ہے، حالانکہ بجرنگی کا حلیہ اتنے عرصے میں کافی بدل گیا تھا اور اب تو وہ گوتم سرنی کا بھیس اپنائے ہوا تھا لیکن بہن نے دل کی آنکھوں سے اسے پہچان لیا تھا۔

جتے چرن بھگوت نے خوشدلی سے رادھیکا کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ رادھیکا نے شاید بہت زیادہ طویل وقت یہاں گزارا تھا۔ دیوکنیائیں اور پجاری اس کے جانے کی خبر سن کر رو رو کر مرے جا رہے تھے۔ آنسوؤں اور آہوں کے درمیان انہوں نے رادھیکا کو رخصت کیا اور رادھیکا اپنے بھائی سے لپٹی ہوئی ان کے ساتھ چل پڑی اور پھر یہ لوگ اس جگہ گئے جہاں انہوں نے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا۔

سارنگ کے سارے خوشی سے دیوانے ہو رہے تھے، یہ بھی پتہ نہیں چل سکا کہ گربچن اور گووندداس کی لاشیں کسی نے دیکھیں یا نہیں، کلیانی تو بھی بالکل اتفاقیہ طور پر ہی دیہانت تھا، ورنہ شاید وہ ست رانی کو اتنی آسانی سے نہ چھوڑتی اور گربچن سنگھ اور گووندداس کی موت کے بعد انہیں دوسری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔

پڑاؤ پر آ کر بھی یہ جذباتی کیفیت طاری رہی، ایک طرف گنگوتری ست رانی پر نثار ہو رہی تھی تو دوسری طرف یہ بہن بھائی اتنے عرصے کے بعد ایک دوسرے سے مل جانے کی خوشی سے تھے۔ بہت سی باتیں ہوتی رہیں، یہ سوچا جانے لگا کہ اب کرنا کیا ہے، اس سلسلے میں گنگا دھرن نے مشورہ دیا کہ سب سے پہلے متھرا چھوڑا جائے۔ یہ طے کیا جانے لگا کہ متھرا سے نکل کر پہلے

کہاں ہو۔ اصل میں گربچن سنگھ وغیرہ کی موت کے سلسلے میں تھوڑا سا تردد تھا اور یہ لوگ کسی الجھن میں نہیں پڑنا چاہتے تھے، حالانکہ کوئی ایسا نشان نہیں چھوڑا تھا انہوں نے جس سے ان کی جانب توجہ جائے لیکن ان کا سپیروں جیسا حلیہ، گنگا دھرن کے زہریلے سانپ اور گربچن سنگھ وغیرہ کی سانپوں کے ذریعے موت الجھن کا باعث بھی بن سکتی تھی۔ طے یہ ہوا کہ آج کا دن یہاں بتا لیا جائے کل یہاں سے روانگی ہو جائے گی اور متھرا چھوڑنے کے بعد یہ لوگ سوچیں گے کہ آگے کیا کرنا ہے۔

غرضیکہ ایک ایک لمحہ دلچسپی سے بھرپور رہا تھا۔ ست رانی گنگوتری کو بھرپور محبت دے رہی تھی، پتہ نہیں اس کے اندر کیسے جذبے ابھر آئے تھے۔ ادھر رادھیکا اپنے بھائی کو ایک لمحے کے لیے بھی نہیں چھوڑ رہی تھی۔ دن گزر گیا کوئی خاص بات نہیں ہوئی۔ یاتری مندروں میں آتے جاتے رہے، کسی نے ان کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ رات کو کھانے پینے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد گنگوتری نے ست رانی سے اس کی رام کہانی پوچھی۔ بجرنگی نے دریافت کیا کہ اس کے جانے کے بعد ست رانی پر کیا بیتی، کیرولین اور حسن شاہ کس طرح قتل ہوئے اور ست رانی انہیں اپنی معلومات کے مطابق تفصیل بتانے لگی۔

پھر رادھیکا کی باری آئی تو رادھیکا نے بجرنگی کو بتایا کہ گربچن سنگھ نے اسے قید کر دیا تھا۔ وہ برا انسان تھا لیکن قید خانے کا محافظ کرم لعل ایک اچھا انسان تھا۔ اس نے رادھیکا کو قید خانے سے فرار ہونے میں مدد دی اور رادھیکا ایک بس میں بیٹھ کر چل پڑی۔ پہلے ایک شہر اور پھر دوسرے شہر یہاں تک کہ اسے کچھ ایسے لوگ مل گئے جو یاترا کے لیے متھرا آ رہے تھے اور وہ ان کے ساتھ جمنا کی بستی پہنچ گئی اور جمنا نے اسے اپنے چرنوں میں جگہ دے دی۔ مہاراج جتے چرن بھگوت نے اسے سویکار کر لیا اور اس کے بعد سے وہ یہاں جیون بتاتی رہی۔ اس نے بہت سے ایسے لوگوں کو اپنی رام کہانی سنائی جو اس سے ہمدردی رکھتے تھے اور کہا کہ اس کے بھائی ارجن سنگھ کو تلاش کریں، لیکن کہیں سے ارجن سنگھ کا پتہ نہیں چل سکا اور وہ مندر میں جیون بتانے لگی۔

اس نے کہا۔ "رام تلی مندر میں دیوتی کی ایک مورتی ہے۔ دیوتی کی مورتی کے بارے میں سنا گیا ہے کہ وہ اماوس کی رات کو ہنستی ہے۔ اگر کوئی اس کی ہنسی کو پا لے اور اس کے سامنے کوئی منوکامنا بیان کرے تو وہ اوش پوری ہوتی ہے۔"

رادھیکا نے بتایا کہ ایک رات اماوس کی رات تھی۔ وہ ایسے ہی ٹہلتی ہوئی دیوتی کے بت کے پاس جا نکلی اور اس نے اچانک ہی بت کو ہنستے ہوئے دیکھا۔ پہلے تو وہ ڈر گئی پھر اسے دیوتی کے بارے میں داستانیں یاد آ گئیں اور اس نے یہ پرارتھنا کی کہ دیوتی میرا بھیا جی مجھے مرنے سے پہلے

ایک بار ضرور مل جائے اور نہ یونہی بھٹکتی رہتی۔ اس دن سے اسے وشواس تھا کہ اس کا بھائی ضرور ملے گا۔

بجرنگی نے ایک بار پھر محبت سے بہن کو گلے لگا لیا تھا۔

دوسرے دن انہوں نے متھرا چھوڑ دیا۔ پہلے بندراون پہنچے۔ پھر سانسی اور اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

بجرنگی نے کنگوتری سے کہا۔ "کنگوتری مہاراج بھگوان نے آپ کو آپ کی چندر رکھا دے دی۔ ست رانی کو اس کے جیون کے پہلے دن سے میں نے پروان چڑھایا، اسے چھوڑنے کو من تو نہیں چاہتا، پر مجھے تمہیں کہیں سر تو چھپانا ہے، بہن مل گئی ہے۔ اب ہم دونوں بہن بھائی اس سنسار میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرتے ہیں۔" کنگوتری نے حیرت سے بجرنگی کو دیکھا اور بولا۔ "میری کوئی بات تجھے بری لگی بجرنگی؟ کیا گوتم سری میں کبھی کسی نے تجھ سے کوئی غلط بات کہی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے میرے بھائی تو پھر ہمیں کیوں چھوڑنا چاہتا ہے۔"

بجرنگی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے کہا۔ "مجھے بہن مل گئی ہے اور بیٹیا بھی، پر میں اس لئے سوچتا ہوں مہاراج کہ آپ کو میری وجہ سے کوئی کشٹ نہ ہو۔"

"دوبارہ ایسی بات مت کہنا، میرا قبیلہ مجھے اوتار کا درجہ دیتا ہے۔ میں پورے قبیلے کو بتا دوں گا کہ بجرنگی کو میرا استر سمجھا جائے اور میرے سنسار سے جانے کے بعد بھی اسے قبیلے میں کوئی تکلیف نہ پہنچے۔"

بجرنگی مطمئن ہو گیا تھا۔ ست رانی نے کہا۔ "ایک بار پھر مجھے چھوڑ کر بھاگنے لگے تھے بجرنگی بابا، پر اب تمہیں کبھی نہیں جانے دوں گی۔"

☆......☆......☆

سفر جاری رہا اور آخرکار یہ لوگ خوبصورت پہاڑیوں میں آباد قبیلہ گوتم سری پہنچ گئے۔ گوتم سری میں کافی کافی عمروں کے لوگ تھے۔ انہوں نے ست رانی کو دیکھا تو ہر طرف شور مچ گیا کہ چندر رکھا واپس آ گئی۔ سب لوگ ششدر رہ گئے تھے کہ چندر رکھا کو تو گوتم سری سے گئے ہوئے عرصہ بیت گیا تھا۔ یہ ویسی کی ویسی کیسے آ گئی۔ بعد میں کنگوتری نے سب کو جمع کر کے ست رانی کے بارے میں تفصیل بتائی اور لوگوں نے ست رانی کے نام کے نعرے لگانے شروع کر دیئے، یہاں ان لوگوں کے لئے ہر طرح کی آسائش کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ کنگوتری ست رانی کو چندر رکھا کا مقام دے چکا تھا، چنانچہ اس نے ایک دن قبیلہ گوتم سری میں اعلان کیا۔

"سجنو! میں اپنے بعد اپنی ست رانی کو گوتم سری کا سردار بنانا چاہتا ہوں۔ میں اسے ایسی

شکتی دوں گا کہ اس پر سرداری سجے، کسی کو کوئی اعتراض ہو تو مجھے بتا دے۔"

چاروں طرف سے شور مچ گیا کہ کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، لیکن ایک چہرہ اس اعلان پر دم بخود سا ہو گیا تھا اور یہ گنگا دھرن تھا۔ گنگا دھرن جس کے بارے میں پورے قبیلے نے پیشگوئی کر دی تھی کہ کنگوتری کا کوئی بیٹا تو ہے نہیں اور پھر بیٹا ہوتا بھی تو گنگا دھرن جیسی خصوصیات کسی میں نہ تھیں، وہ قبیلے کا سب سے شاندار انسان ہے اور وہی آئندہ سردار ہوگا لیکن اس اعلان نے اس کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ البتہ کنگوتری انہیں اتنا پیارا تھا کہ اعتراض کسی نے نہیں کیا تھا۔

☆......☆......☆

ست رانی یہاں آ کر بہت خوش تھی، شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا خمیر یہیں سے اٹھا تھا۔ اس کی یہ بستی اس کی ماں کی بستی تھی۔ کیڑے مکوڑوں اور پرندوں سے اس کا پیار بے مثال تھا۔ اس نے خاص طور سے اس کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا کہ ست رانی میں کیا کیا خصوصیات ہیں، اس کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی تھی اور اب ست رانی یہاں بڑے ناز و نعم سے رہ رہی تھی۔ کنگوتری اس پر نثار ہوا جاتا تھا۔ اس نے اسے سردار بنانے کے سارے انتظامات شروع کر دیئے تھے۔ رادھیکا عام طور سے ست رانی کے ساتھ ہی رہتی تھی۔ بجرنگی اور رادھیکا کو بڑی عزت اور احترام دیا جاتا تھا اور وہ دونوں بھی یہاں خوش تھے بلکہ رادھیکا نے بجرنگی سے کہا تھا۔ "ارجن بھیا بات یہ ہے کہ شہری آبادیوں سے دور اس معصوم سی بستی کا کیا جیون بڑا سکھی ہے۔ میں تو یہاں بہت خوش ہوں۔"

"تو پھر رادھیکا تیرا انہی میں سے کسی اچھے سے نوجوان سے تیری شادی کرا دوں گا۔"

"ارے نہیں بھیا جی، شادی کا سمے بیت گیا ہے۔ میری عمر اب اس قابل کہاں ہے؟"

"پگلی مجھے تو تو اتنی ہی چھوٹی لگتی ہے جتنا میں نے تجھے چھوڑا تھا۔"

رادھیکا کی ست رانی سے اس سلسلے میں بات چیت ہوئی تو رادھیکا نے پوچھا۔ "ست رانی! سچ بتانا، کبھی کوئی تیرے من کو بھی بھایا؟"

ست رانی نے سادہ سی نگاہوں سے رادھیکا کو دیکھا پھر بولی۔ "نہیں رادھیکا موسی، شاید میں دوسروں سے بہت الگ ہوں اور پھر بھگوان نے مجھے سب کچھ دے رکھا ہے، پر بھگوان کچھ لیتا بھی ہے، سو اب میں اس کی داسی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوں۔"

بات رادھیکا کی سمجھ میں نہیں آئی تھی، وقت گزرتا رہا، ایک طرح سے زندگی ٹھہر گئی تھی۔ ست رانی کو ایک اچھی رہائش گاہ دے دی گئی تھی۔ کنگوتری نے جو احکامات دیئے تھے، ان کی بھرپور

تقسیل ہوئی تھی اور بجرنگی یہاں بڑی آزادی سے رہ رہا تھا لیکن اس نے محسوس کیا تھا کہ گنگا دھرن کافی کھنچا کھنچا سا ہے۔ بات بجرنگی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی اور وہ سمجھ بھی نہیں سکتا تھا، البتہ بہت سے لوگوں کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوا تھا کہ سرداری کا حق صرف گنگا دھرن کو تھا جو ست رانی کی وجہ سے اس سے چھن گیا۔ لیکن سردار کنگوتری نے فیصلہ کر دیا تھا اور یہاں یہی ہوتا تھا کہ جو فیصلہ سردار کنگوتری کا ہو وہی ہو گا۔

گنگا دھرن عام طور سے اب آبادی سے دور پہاڑوں میں گھومتا پھرتا تھا اور ایک دن جب وہ بستی سے تھوڑی دور ایک خاص علاقے سے گزر رہا تھا تو اسے پورن ساگا نظر آیا۔ پورن ساگا ایک بوڑھا آدمی تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ وہ دیوا ما چھو کا دور کا رشتے دار تھا، اسے دیوا ما چھو کی ماں کا بڑا دکھ تھا، ویسے تو بستی کے اور بھی لوگ دیوا ما چھو کی ماں کے لیے افسردہ تھے اور ان میں کچھ ایسے بھی تھے جو اس وقت خوش ہوئے تھے، جب دیوا ما چھو، چندر رکھا کو لے کر فرار ہو گیا تھا کیونکہ بہر حال سردار کنگوتری ایک انتہائی سخت گیر آدمی تھا اور خاص طور سے اپنی جوانی کے زمانے میں اس نے لوگوں کے ساتھ کافی سختیاں برتی تھیں۔ اس لئے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس کی سختیوں کے خلاف رہے تھے۔ انہی میں پورن ساگا بھی تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ کنگوتری کا مخالف ہے۔ ویسے بھی بوڑھا ہو چکا تھا اور کچھ جوگی ٹائپ کا آدمی تھا، اس لئے زیادہ تر پہاڑوں میں بھٹکتا رہتا تھا۔ اس وقت اس نے گنگا دھرن کو دیکھا تو گنگا دھرن کی نگاہیں بھی اس کی جانب اٹھ گئیں، تب ساگا نے زور سے گنگا دھرن کو آواز دی۔ ”کیا بات ہے گنگا! ادھر آ میرے پاس!“

”گنگا دھرن، پورن ساگا کی جانب بڑھ گیا، پورن ساگا ایک پتھر پر بیٹھ گیا تھا، اس نے گنگا دھرن کو دیکھا اور بولا۔ ”یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ تیری حق تلفی ہوئی ہے، بھلا کوئی عورت بھی سردار بن سکتا ہے، تو نے ہمیشہ اپنی طاقت دکھائی ہے، پر گنگا دھرن کبھی کبھی حق چھیننا بھی پڑتا ہے۔“

گنگا دھرن نے سوالیہ نگاہوں سے ساگا کو دیکھا تو ساگا بولا۔ ”ہاں ٹھیک ہے ہم مانتے ہیں کہ کنگوتری سردار ہے، پر کیا سردار کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ گنگا دھرن تجھے ہمت سے کام لینا ہو گا، جا سردار کنگوتری سے اپنی سرداری مانگ، میں تیرے ساتھ ہوں۔“

یہ پہلا شخص تھا جس نے آگے بڑھ کر گنگا دھرن کو حق دلوانے کے لیے اپنا ہاتھ پیش کیا تھا۔ اس نے پوچھا۔ ”کیا تو میرے ساتھ سردار کنگوتری کے سامنے چلے گا؟“

”ہاں میرا کیا ہے، اپنا جیون بتا چکا ہوں، اب تو تھوڑے سے دن رہ گئے ہیں جیون کے، سردار مجھ سے ناراض ہو کر اگر میرے خلاف کوئی کام کرتا بھی ہے تو میں تیار ہوں۔ تجھے تو

جائے گی۔“

پھر اس نے گنگا دھرن اور ساگا کنگوتری کے سامنے پہنچے جب کنگوتری اپنے معاملات کے سلسلے میں بہت سے فیصلے کر رہا تھا۔

گنگا دھرن نے کہا۔ ”سردار کنگوتری! میں ہمیشہ آپ کے چرنوں کی دھول بنا رہا ہوں، لیکن آج میں آپ سے اپنا حق مانگنے آیا ہوں۔“

کنگوتری نے حیران نگاہوں سے گنگا دھرن کو دیکھا۔ یہ سچ تھا کہ گنگا دھرن اس کے سب سے زیادہ اعتماد کا آدمی تھا، لیکن اس وقت اس کے تیور بدلے ہوئے تھے۔

”کیا بات ہے گنگا، کچھ مانگتا ہے ہم سے؟“

”ہاں سردار، یہ بات بہت پہلے سے طے تھی کہ تمہارے بعد مجھے قبیلے کا سردار بنایا جائے گا، مجھ سے یہ حق چھین لیا گیا ہے۔ آپ جانتے ہو میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ وفاداری کی ہے اب تک کا جیون میں نے اسی خیال کے ساتھ گزارا ہے کہ مجھے سرداری ملے گی لیکن اب مجھے اپنا حق کچھ چھنتا ہوا محسوس ہو رہا ہے۔“

کنگوتری کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اس نے کہا۔ ”سارا جیون سرداری کی ہے میں نے، میرے خلاف کبھی ایک آواز نہیں ابھری، سرداری میں ست رانی کو دے چکا ہوں۔“

”غلط ہے۔ قبیلہ جب سے یہاں آباد ہے اس کی پوری تاریخ میں کوئی عورت کبھی قبیلے کی سردار نہیں بنی۔ اصول اصول ہوتے ہیں کنگوتری، تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا غلطی کر بیٹھے ہو۔“ اس بار پورن ساگا نے بے خوفی سے کہا۔

تمام لوگ ساکت رہ گئے، کنگوتری کے سامنے اس طرح کی بات کبھی کسی نے نہیں کی تھی، پورن ساگا پھر بولا۔ ”جب کسی کو سرداری کے لیے نامزد کر دیا جاتا ہے تو اس کا امتحان ہوتا ہے۔ ست رانی ان پہاڑوں میں سانپوں کے بیچ نہیں پلی، اسے سانپوں کے بارے میں کچھ نہیں معلوم، تم نے اس کے جیون پر ایک بوجھ ڈال دیا۔ اب اسے لازمی طور پر وہ رسم پوری کرنا پڑے گی جو سرداری کے لیے نامزد ہونے والوں کو پوری کرنی ہوتی ہے اگر اس پر کوئی اعتراض ہو جائے تو تم اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو جب ایک بند جگہ سرداری کے امیدوار کو خطرناک سانپوں کے بیچ چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ ان سانپوں کو قابو میں کر لیتا ہے۔ یہ رسم صدیوں پرانی ہے اور تم بھی اسے نہیں ٹال سکتے۔“

کنگوتری کا چہرہ پھیکا پڑ گیا تھا۔

پورن ساگا نے کہا۔ "اور اب تم یہ نا مزدگی واپس بھی نہیں لے سکتے، مجبوری ہے۔ ہونا میری بات، دوستو! ہم سب سردار گنگوتری کو اپنا سردار مانتے ہیں، لیکن قبیلے کی رسمیں ہماری بنیاد ہیں، بولو! کوئی اعتراض ہے؟"

سب کی گردنیں جھک گئیں، سردار گنگوتری سخت پریشان تھا، بجرنگی سے بھی مشورہ کیا لیکن بجرنگی بھی کوئی صحیح بات نہ بتا سکا، البتہ اس نے بڑے احترام سے ایک بات کی۔ "آپ یہ رسم پوری کر دیجیے سردار۔"

"مگر ست رانی۔"

"اتفاق کی بات ہے کہ آپ یہ رسم پوری کر دیجیے۔"

اور ست رانی کو ایک ایسے کمرے میں چھوڑ دیا گیا جہاں سے آنے جانے کا بس ایک ہی راستہ تھا، سانپوں کا انتخاب ہوا تو گنگا دھرن نے اپنے دونوں سانپ پیش کر دیئے اور یہ سانپ انتہائی خطرناک تھے اور گنگا دھرن کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کرتے تھے۔

سردار گنگوتری کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس رسم کا شکار ہو گیا اب گنتاری سے ست رانی کو کوئی نہیں بچا سکے گا لیکن آدھے گھنٹے تک گنگا دھرن کے خوفناک سانپوں کے درمیان رہنے کے بعد جب دروازہ کھولا گیا تو ست رانی مسکراتی ہوئی باہر نکل آئی۔ دونوں سانپ اس کی گردن میں جھول رہے تھے۔ چاروں طرف شور مچ گیا، ست رانی گنتاری جیت گئی تھی۔

گنگا دھرن کا منہ حیرت سے کھلا ہوا تھا۔ سارا جیون سانپوں نے اس کے ساتھ وفاداری کی تھی، لیکن یہ اس کے خلاف کیسے ہو گئے، سانپ گنگا دھرن کو واپس کر دیئے گئے اور گنگا دھرن نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ دونوں سانپوں کو پتھروں سے کچل کر مار دیا۔ پورن ساگا بھی حیران رہ گیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے گنگوتری نے اپنا کام ابھی کیا نہیں چھوڑا تھا اور اب بس ایک ہی ترکیب جاتی ہے گنگا دھرن، وہی پرانی ترکیب، ست رانی ایک نوجوان اور نوخیز لڑکی ہے تو اسے اپنی محبت کے جال میں پھنس لے، اگر وہ تیری پریمیکا بن گئی تو پھر سرداری تیرے پاس ہی رہے گی۔"

گنگا دھرن نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ پوری طرح ہوس کے جال میں گرفتار ہو گیا تھا پھر اس کے بعد اس نے ست رانی کا پیچھا شروع کر دیا۔ کئی بار تنہائیوں میں ست رانی سے ملا، ہر بار اس نے محسوس کیا کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے، یہاں تک کہ اس نے پورن ساگا کو یہ بات بتائی کہ ست رانی کسی جال میں نہیں آ رہی اور جو کام اس نے سوچا ہے شاید کسی طور ممکن نہ ہو پائے۔

پورن ساگا کے سینے میں انتقام کی آگ تھی۔ ایک موقع ملا تھا اسے کہ برسوں پہلے کی اس آگ کو بجھائے جو اس کے اندر سلگ رہی ہے، یعنی دیوا ماتھو کا انتقام اور اس نے وہی کہانی دہرانے کی بات کی جو پرانی تھی۔ اس نے کہا کہ کوئی مناسب وقت دیکھ کر وہ ست رانی کو یہاں سے لے جائے اور کہیں ایسی جگہ لے جا کر رکھے جہاں اسے تلاش کرنے والے تلاش نہ کر پائیں۔

اور گنگا دھرن اتنا ہی بے اختیار ہو گیا تھا کہ اس نے پورن ساگا کی یہ بات بھی مان لی اور ایک بارش والی رات جب آسمان سے بجلیاں برس رہی تھیں گنگا دھرن اس جگہ پہنچ گیا جہاں ست رانی محو خواب تھی۔

اس وقت جب وہ ست رانی کو یہاں لے کر آئے تھے گنگا دھرن کے دل میں احترام کا سمندر موجزن تھا، لیکن زر، زن، زمین کی کہانی ہمیشہ یکساں رہی ہے۔ اب اس کے دل میں دوسرا ہی خیال تھا۔ اس نے طاقت کے زعم میں ست رانی کو بے ہوش کرنا ضروری نہ سمجھا اور جب اس نے ست رانی کو اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا تو اچانک ہی اسے اپنی گردن کے پچھلے حصے میں ایک جلتی ہوئی آگ کا احساس ہوا۔ اسے یوں لگا جیسے کسی نے تپتے ہوئے لوہے کی سرخ سلاخ اس کی گردن میں داخل کر دی ہو۔

اس کے حلق سے ایک دھاڑ نکل گئی۔ بمشکل اس نے ست رانی کے بال پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی گردن کے پچھلے حصے سے ہٹایا۔ ست رانی کے دانت اس کی گردن کے پچھلے حصے میں پیوست ہو گئے تھے اور ایسا اس نے اپنے بچاؤ کے لیے کیا تھا۔ لیکن گنگا دھرن کے خواب میں بھی یہ خیال نہیں تھا کہ وہ وش کنیا ہے جس کی نس نس میں زہر بھرا ہوا ہے۔

ست رانی اس کی گرفت سے نکل کر ایک طرف کھڑی ہو گئی تھی اور گنگا دھرن زمین پر بیٹھا جا رہا تھا اس وقت اور کوئی دیکھنے والا نہیں تھا لیکن ست رانی دیکھ رہی تھی کہ گنگا دھرن کا بدن پانی بن کر بہہ رہا تھا۔

ایسا منظر شاید ہی کسی نے دیکھا ہو کہ ایک انسان کے بدن کا سارا گوشت پانی بن کر بہہ گیا اور صرف ہڈیوں کا پنجر سامنے پڑا رہ گیا۔ یہ خبر صبح تک منظر دن کی روشنی میں بے شمار لوگوں نے دیکھا۔ ست رانی نے گنگوتری کو بتایا کہ کس طرح گنگا دھرن اسے زبردستی لے جانا چاہتا تھا۔ وہ بھی مل گیا تھا جو گنگا دھرن نے فرار کے لیے تیار کیا تھا۔

بستی کے لوگوں نے کہا۔ "کہانی ہر بار ایک جیسی نہیں ہوتی، دیوا ماتھو نے بھی یہی کیا تھا،

لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا سب وہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔"

اور گنگا وتری کی موت کے بعد ست رانی نے جب سرداری سنبھالی تو وہ ایک انوکھی ہی سردار تھی۔ پہلے لوگوں کو سانپوں کو پکڑنے میں کچھ دشواریاں پیش آتی تھیں، لیکن اب کبھی کبھی سردار ست رانی جب پہاڑوں میں نکل جاتی تو واپس آتے ہوئے اس کے پاس زہر کے بڑے بڑے ذخیرے ہوا کرتے تھے جو انتہائی خوفناک سانپ اسے بطور تحفہ دے جاتے تھے۔

ست رانی سے زیادہ کامیاب سردار گوتم سری میں اس سے قبل اور کوئی نہیں ہوا تھا۔ قبیلہ خوشحال تر ہوتا جا رہا تھا۔ دوسری طرف بجرنگی نے اپنی بہن رادھیکا کی شادی گوتم سری ہی کے ایک خوبصورت جوان سے کر دی تھی اور وہ ایک خوش و خرم زندگی بسر کر رہے تھے۔

(ختم شد)